جسمین مفصل حال تاریخی عہد سلطنت حضرت سلطان عالم
واجد علی شاہ بادشاہ اودھ سے تا زمانہ وزارت مصنوعی وجبری
مرزا برجیس قدر و حالات زمانہ غدر
مسطور ہین

حسب ایماے حضرت والا شان جناب مسٹری الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنر جنرل بہادر کشور ہند تالیف فرمایا تھا

مطبع نامی منشی نولکشور مقام لکھنو محلہ حضرت گنج مین چھپی

CONTENTS OF THE HISTORY OF OUDH, VOLUME II.

فہرست مضامین و تذکرہائے تواریخ اودھ جلد دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب دوسرا جلوس حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ کے بیان مین

الغرض جب نواب امین الدولہ نے حسب دستور کرنل رچمند صاحب رزیڈنٹ بہادر کو خبر
انتقال جنت مکان پہونچائی تب صاحب موصوف مع ڈاکٹر لوگن صاحب نواب کے
ساتھ داخل محلسرا ہوئے بادشاہ کی نعش پر آئے نوروز علی خان نے دوشالہ منہ پر سے اوٹھایا دیکھ
کو کسیطرح کا شبہہ ڈاکٹر صاحب کو نہوا صاحبات محل مین شور قیامت برپا تھا صاحب نے تاسف
نوروز علیخان سے فرمایا کہ جناب عالیہ سے عرض کرو کہ یہ وقت تمام صبر ہے پھر وہان سے
گلستان ارم مین آکر بیٹھے جب حضرت سلطان عالم کو یہ خبر وحشت اثر پہونچی سنتے ہی عجب
حالت بیقراری سے برآمد ہوئے دونون طرف خواص بازو تھامے ہوئے متصل اشک
چشم حق بین سے جاری تھے بیقراری دمبدم بڑھتی جاتی تھی اسی حال سے زرد کوٹھی
مین آکر بیٹھے مصاحبان خاص دست بستہ حاضر تھے ہرچند قطب الدولہ نے چاہا کہ کسیطرح
صورت افاقہ گریہ و بکا ہو جاے لیکن رعب و دبدبے سے جرات عرض نہو سکی اس عرصہ مین

امیر الدولہ میر مہدی علی خان نے عرض کیا کہ حسب دستور کپتان بالنکس صاحب استقبال کو آتے ہیں
ملازمین ہر طرف اپنے مقام پر کمربستہ جلو سواری حاضر ہوئے ۔

حسب اتفاق وس دن یہ مولف کتاب بھی نیلام چھاؤنی شہر یا دنی گیا تھا بعد ختم [illegible]
شہر کے دروازہ پر جلد چلا تاکہ تصدیق و تکذیب خبر معلوم ہو جا جس وقت لوہے کے پل پر پہونچا دیکھا
جابجا لوگ باتیں کر رہے ہیں جب قریب مکان ظفر الدولہ کے پہونچا اور ریذیڈنسی کو روانہ ہوا تو
دیکھا کہ شہر اور جابجا امرا اور اہل دربار کی سواریاں خالی کھڑی دیکھیں اوس وقت مجھے یقین ہوا
اور ارادہ کیا کہ وزیر اعظم کے پاس جا کر صورت جلوس شاہی دیکھنا چاہیے جب بارہ دری کے
پھاٹک پر آیا پھاٹک بند دیکھا اور باہر دو رویہ سوار اور دلی نیرے صاحب کے کھڑے ہوئے
پائے اس عرصے میں اوسی ہجوم عام میں سے ایک شخص نے مجھ سے [illegible] گیا
کہ ہمارے نواب صاحب نے فرمایا ہے کہ صاحب رزیڈنٹ سے عرض کیجئے میں [illegible] حاضر ہوں
مگر آپ مجھے مستحق وراثت جانتے ہیں تو مجھے [illegible] اوس وقت محروم نہ کیجئے تو بیان
تک صورت معاملہ ٹھہرے تم قبول کر لینا چاہیے اوس نے کہا کون سے نواب نے یہ پیام
بھیجا ہے اور میں کون ہوں جو واسطہ داراے امر عظیم کا ہوں اس عرصے میں سوار دن کے
گھوڑے بھڑکے لوگ ادھر کے ادھر ہو گئے میں بھی لوا رستے تیٹ کر کھڑا ہو رہا اور وہ شخص
کافور ہو گیا میں سمجھا غالب ہے کہ نواب مستحق ہو سکے مگر سبحان اللہ باوصف اس استظام صاحبان
عالیشان کے صاحب اولوالعزم اپنی طمع خام سے ہاتھ نہیں اوٹھاتے فی الحقیقت اگر
خوف حکام عالیشان نہ ہوتا تو مثل مقدمات سابق یہاں آبادی یہاں بھی مستحق اور غیر مستحق
دونوں تصور نہ کرتے ۔

القصہ میں دروازے سے ناامید ہو کر دوسرے پھاٹک شرقی پر گیا وہ بھی پھاٹک بند تھا ایک
چپراسی دیوان عام نے مجھ سے کہا کہ آپ کو میں بحکم نواب لوہے کے پل تک ڈھونڈھتا آیا
پہرا دینے دربان کو پکارا جب بھی پھاٹک نہ کھلا اس عرصے میں مہاراج بالکرشن کی سواری
آئی تب پھاٹک کھلا میں بھی داخل ہوا روش پر نواب صاحب ممدوح مرزا ولیعہد کے پاس سے
اٹھے تھے بارہ دری کی کھڑکی پر کھڑے ہو کے [illegible] منیع الدولہ و میر عنایت علی رسالدار کو اپنے ساتھ لیا

اور پھر کھڑکی کو بند کروا دیا کہ کوئی نہ آئے جب گلستان ارم مین گیا دیکھا کہ کرنل رچمنڈ صاحب اور ڈاکٹر کرن
و کرنل و لکاکس صاحب ایک اور صاحب بھی مہمان رزیڈنٹ کھڑے ہین مہاراجہ بالکرشن سوڈ
فرمان جلوس بڑے صاحب کو سنا رہے ہین یعنی بدولت و اقبال نے باعانت و امداد آنریبل
سرکار کمپنی انگریز بہادر وراثت آبائی پر تخت سلطنت کے جلوس کیا دوسری طرف مصلح السلطنت
احتشام الدولہ حیدر حسین خان شرف الدولہ غلام رضا خان دوسری جانب مرزا وصی علی خان
حفیظ الدولہ مولوی میر باقر علی سفیر شاہی کھڑے ہین بعد چند دقیقہ کے آمد آمد سواری بادشاہ
کی دھوم ہوئی اور دور باش سواری کا بہت غل و شور ہوا بڑے صاحب نے فرمایا کیون
اشتغل بجایا پھر اسی سے ولایتی تلوار لیکر داب کمر سے لگائی اور صاحب بھی قرینے سے
کھڑے ہو گئے جب بوجہ سواری زینے سے چڑھنے لگا کثرت ہمراہیون سے کٹہرا آہنی
زینہ ٹوٹ کر گر پڑا کپتان ہالنگس صاحب پہلو سے بوجھ سے قریب تھا کہ گر پڑین جب بادشاہ
داخل کمرہ ہوے بڑے صاحب سے معانقہ ہوا اور کمرہ وسطی مین جا کر بیٹھے اور دو دروازے
بند کر لئے کھڑے ہوے ایک صاحب کے ہاتھ مین خاصدان بھی تھا ڈاکٹر صاحب نے صورت دیکھ کر
مجھ سے پوچھا یہ دونون غلام زنگی کون ہین مین نے کہا انھین یہان رکھیے یہ دربان خاص
شاہی عالم عمل علم موسیقی ہین امیر الدولہ میر مہدی علی خان داخل کمرۂ خلوت ہوے پھر نواب
علی نقی خان تسبیح در دست وظیفہ پڑھتے ہوے کمرے مین چلے گئے باہر سیف الدولہ علی حسین خان
داروغہ دیوان خانہ ولیعہدی ۔ نواب امین الدولہ نے اوسوقت منت کرم داشتن خیال
کر کے مجھ سے فرمایا کہ مین نے میر مخلص حسین کو بھیجکر نواب معین الدولہ کو بلوایا ہے مین نے عرض کیا
اب یہ وقت عام ہے جسے چاہیئے بلوائیے وہ وقت خاص گذر چکا پھر نواب نے مولوی محمد
خلیل الدین خان کو معمار کے ساتھ واسطے تجویز قطعہ نشین مقام قبر
احاطہ رسالہ چھاؤنی سواران مینڈو خان مین بھیجا بعد ایک ساعت کے جان بس
صاحب برگیڈیر چھاؤنی منڈیاون تشریف لائے فقط ادھین کے آنے ہی کا
انتظار تھا بڑے صاحب کمرے سے باہر آئے اور انھین بھی کمرے مین لے گئے
بعد اسکے بادشاہ تخت رواں پر سوار ہو داخل بارہ دری ہوے پہلے

کمرہ خاص مین جاکر موافق معمول دو رکعت نماز شکرانہ پڑھی عبائے خاص پہن کر دوش زینے سے تخت
پر کھڑے ہوئے بڑے صاحب بھی برابر کھڑے ہوئے بعد ولہ چھوٹی کشتی مین تاج شاہی
لائے بڑے صاحب نے اپنے ہاتھ تاج زری مبارک پر رکھکر فرمایا بزبان انگریزی کہ آپ
واجد علی شاہ بادشاہ اودھ ہوئے بعد اسکے بادشاہ نے چار زانو ہوکے تخت [illegible]
بھی ہوتا ہے جلوس فرمایا پہلے نواب نے نذر دی اسکے بعد سبکی نذرین نواب نے اٹھائین
بڑے صاحب زیر تخت کرسی پر بیٹھے اور سب صاحبان عالیشان کھڑے رہے جو ملازم تھے
انھون نے نذر دی بادشاہ نے پانچ اسم سادات حسینی دستخط فرمائے سامنے مبارکباد
کا غل ہوا ناچ ہونے لگا باینڈ انگریزی بجنے لگا شلک سلامی سر ہوئی شہر مین شادی
ہوئی اوسوقت گھڑی مین دیکھا تو ۹ ساعت ۵۳ دقیقہ گذرے تھے بعد ایکساعت کے تخت
سے اترے ایک طرف بڑے صاحب دوسری طرف برگیڈیر تخت رواں تک لاکر رخصت
بادشاہ سوار ہوئے روشن چوکی بجتی ہوئی داخل محلسرائے پہلوے بارہ دری ہوئے۔

صاحب رزیدنٹ نے برگیڈیر کپتان لام صاحب جنکو حکم حفاظت پہرہ انگریزی
دیگر نواب امین الدولہ رخصت ہوکر سوار ہوگئے چھاونی سے پانچ کمپنیان جو واسطے بندوبست کے
آئی تھین اونکو روز رسوم العام دیکر رخصت کیا یہ دستور پہرہ انگریزیکا کرنل جان بلی صاحب کیوقت سے چلا آتا
قریب دو پہر رات کے نواب امین الدولہ ڈیوڑھی حشمت سرائے خاص پر مقربان جنت مکان
سے سرگذشت بیان کرکے پھر حاضر حضور بادشاہ ہوئے راہ مین تہور علی خان نے خاصہ
طعام کو عرض کیا بندہ اور شیخ اکبر علی مہتمم دیوانخانہ محلسرا کے دروازہ پر کھڑے [illegible]
مرزا اسکندر حشمت بھائی کو نذر دیکر بہت شدت سے روتے جاتے تھے اونکی بیقراری سے
معلوم ہوتا تھا کہ انھین کا باپ مر گیا ہے آنکے پیچھے حکمت الدولہ اور اونکا بیٹا تھا اوسوقت
ہجوم ملازمین خاص و عام ولیعہدی سے ایک ہنگامہ شور و غل کا برپا تھا نواب رخصت ہوکر محلسرا
قدرت بیگم کے بینماز مغرب اوسوقت نصیب آوکیا دولت ہوئی امیر الدولہ دو جوان اولش لیکے
آئے اوسوقت قریب دو ساعت کے رات گذری ہوگی بندہ راہی گھر کا ہوا خیر بخش ہوا اوس شب
کو ابر غلیظ ہر طرف گھرا ہوا تھا اور کچھ ترشح بھی ہوتا تھا دردولت سے تا کوٹھی چار باغ تک عجیب

سناٹے کا عالم تھا ہر قدم پر وحشت برستی تھی اور شہر سے کسیکی آواز بھی نہین آتی تھی سے کہ کتون
کی آواز بھی نہین سنائی دیتی تھی بہرکیف یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس طرف آبادی شہر نہین ہے
اور آدمی کوئی راہ مین نہ ملا سوا سے ناکہ کے سپاہی کے اوسنے تو البتہ ٹوکا غرض یہ آثار اور علامت
حاکم وقت کے مرجانے سے ہوتے ہین اکثر نواب اور امراے جیلم کی جہت سے اپنے خیمے مین بیٹھے
مجھسے پرسان حال ہوے جو سانحہ گذرا تھا بیان کردیا۔

صبح روز یکشنبہ حاضر خدمت نواب ہوا دیکھا محاسرے وزارت مین نواب معین الدولہ
سیف الدولہ اور اہل دربار متفرق بیٹھے ہین سُنا کہ بادشاہ نے صبح کو پھر تخت پر جلوس فرمایا تھا
باقی شاہزادے اور امرا اور اہلکاروں کی نذرین لین جب مرزا واراسطوت نے نذر دی
اونکی خردسالی اور یتیمی پر رحم فرماکے روتے جب دربار برخاست ہوا حاضرین تشییع جنازے کو گئے،
جب خبر دفن جنت مکان بادشاہ نے سُنی وقت عصر بادبہاری یعنی گاڑی پر سوار ہوکے مقربان
خاص سواری مین تھے شہنشاہ منزل مین تشریف لاے چار گھڑی رات گئے پھر آئے۔

جلوس روز سوم

القصہ روز دوشنبہ ۲۸ ماہ صفر تقریب سوم جنت مکان کی قبر پر ہوئی ارکان دولت
شریک فاتحہ خوانی و روضہ خوانی تھے روز سہ شنبہ ۲۹ صفر کو بادشاہ نے تخت پر جلوس
فرمایا نواب امین الدولہ مہاراجہ وغیرہ اہلکاران سلطنت کو حسب معمول خلعت ملا باقی عملہ
قدیم بدستور اپنے کاروبار مین مصروف ہوے الحمد للہ اعلیٰ حسانہ قد رجع الحق علے
مکانہ بادشاہ معدلت پروری و دادرسی رعایا پر متوجہ ہوے عدالت نوشیروانی کی سرسبزی
خیال مبارک مین ہوئی خداوند عالم اپنے حفظ و حمایت مین رکھے اور توفیقات اعمال
حسنات خیر و برکت جو موجب خوشنودی اور رضامندی خدا و رسولؐ ہو عطا فرماے کہ
یہی شیوہ و طریقہ عدالت گستری ہے اور مکائد اعدا اور مخربان سلطنت سے محفوظ رکھے
اور بصحت و باقبال عمر طبعی تک پہونچائے بحق محمدؐ و آلہ رعایا و برایا سے قریب و بعید پر لازم ہے کہ
اپنے بادشاہ عادل حاکم وقت کے واسطے دعا سے غافل نرہین

زائچہ مولود شاہی موافق استخراج اہل نجوم

تولد بادشاہ دہم شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ یکپاس روز برآمدہ سنہ ۱۲۳۷ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۱ء و سنہ ۱۲۲۹ ف طالع وقت سنبلہ کوکب عطارد و سنہ ۱۸۷۸ ساون سدی ۱۲ روز منگل ۵ گھڑی ۳۹ پل چھاچھتر ۳ - گھڑی ۲۳ پل اندر جوگ
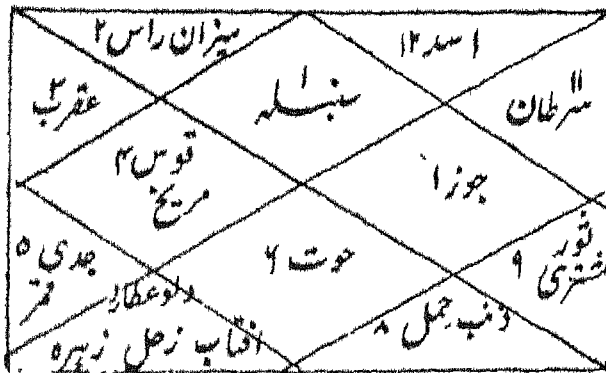
طالع وقت سنبلہ برج خاکی جنوبی ذوجسدین اوسکا کوکب عطارد برج دلو مین ۶ - خانہ محل وبال آفتاب اوسمین زہرہ زحل جمع ہے منسوبات ۶ - خانہ دشمن و جنگ و خوف و نفع و غلبہ اعدا بر دلو برج مذکر بادی ۹ خانہ ثابت اوسکا کوکب زحل اپنے گھر پر کمال قوت سے زحل قوت دشمن و افسونگری و حیلہ جوئی و دروغگوئی و مکاری اوسکی زحل آفتاب دشمن ہے نصارا اور شاد اتالیق بادشاہ ہی اوسکی دلیل یہ ہے کہ بادشاہ سے خصومت ہوگی دوسرے کی مشارکت سے زہرہ کو زحل سے دوستی ہے عطارد کو آفتاب سے یہ چار دن کوکب ۶ خانے مین سخت ہوتے ہین دوسرے خانہ مین راس دلیل نقصان مالی مریخ ۴ خانہ مین اچھا نہین ذنب ۸ خانہ مین اچھا نہین قمر ۵ خانہ جدی مین خانہ دشمن و خانہ ہبوط قمر مشتری خوب ہے اگرچہ خانہ دشمن مین ہے واللہ اعلم یہ بڑا علم ہے مگر اس سے استخراج مشکل ہے یعنی اصل حقیقت نحوست و سعادت -

اکثر ملازمین قدیم جدید کو خطاب شاہی ملا مقربان خاص منصب شمشیر سے ہوئے آئندہ امیدوار فضل و کرم شاہانہ چہ عجب گر بنوازند گدا را -

الغرض ۱۵ دن تک طریق ملاحظہ کاغذ اور صورت دربار شاہی دستور زمان سابق رہی بعد اسکے شہنشاہ منزل مین تشریف رکھنا فرح بخش بیت السلطنت قدیم کو بہتر سمجھکر چھوڑنا منظور خاطر اقدس ہوا اسواسطے کہ وہان صحن وسیع اور لطافت ہوا زیادہ ہے بڑیصاحب نے دوستانہ سمجھایا کہ اگر بدستور آبائے کرام کے وہین تشریف رکھیے تو بہتر ہے اوسوقت بادشاہ نے فرمایا مجھے یہان کی ہوا ناموافق مزاج ہے اور یہ امر کچھ آپکے خلاف بھی نہین - بعد اسکے اہل دربار اور شاہزادگان و امراکو حکم ہوا کہ ہر اتوار کو صبح کے وقت دربار سب کوٹھی فرح بخش مین حاضر ہوا کرین مین بھی وقت خاص پر آیا کرونگا -

خلاصہ یہ کہ ۹ بجے نواب امین الدولہ مہاراج مدبر الدولہ دبیر الدولہ اور اہل دفتر خاص درِ دولت پر دولتخانہ قدیم مین حاضر ہونے لگے وقت ملاحظہ کاغذ ہر ایک حاضر ہوتا تھا بعد دوپہر کے جب نوبت زوال شمسی بجتی تھی برخاست ہوتی تھی اسکے بعد صحبت خاص مقربان قدیم ہوتی تھی کبھی دن تک سواری مین دو ترک سوار آگے صندوقچے لیکر چلتے تھے راہ مین جو مستغیث عرضی دیتا تھا صندوقچے مین داخل کردیتے تھے وقت ملاحظہ کاغذ اوپر حکم نوشیروانی مزین بدستخط خاص ہوتا تھا اسکا نام مشغلۂ نوشیروانی رکھا تھا اہلکاروں کو اس سے خوف اور رہا گویا باعث از دیاد تقویت ہوتا تھا فی الحقیقت بہت خوب مشغلہ تھا اگر اسے قیام رہتا -

دوسرے ہفتہ کو روز سہ شنبہ کوٹھی رزیڈنسی مین صحبت چاے پانی ہوئی موافق معمول کے نواب علی نقی خان امیر الدولہ میر مہدی علیخان داخل زمرۂ کرسی نشینان ہوے وقت رخصت بڑے صاحب نے حسب سررشتہ ان دونون صاحبون کو ہار گوٹہ اور عطر دیا

تفصیل اولاد و محلات بادشاہ

نواب خاص محل مخدرۂ عظمی سے

۱ - خسرو مرتبت دارا شوکت نوشیروان قدر مرزا محمد علی حیدر بہادر رسعد در صفر وع -

۲ - ابوالحسن فغفور جاہ خاقان حشم صاحب عالم مرزا محمد جاوید علی بہادر -

۳ - ابوالنصر کیوان قدر صاحب عالم مرزا ولیعہد محمد حامد علی بہادر -

۴۔ قمر قدر مرزا عابد علی بہادر۔	
۵۔ آسمان جاہ مرزا کاظم علی بہادر نواب رشک عالم صاحبہ سے۔	
۶۔ صاحب عالم مرزا علی مرزا خوش بخت بہادر۔	اختر محل
۷۔ جنرل فریدون قدر محمد ہزبر علی بہادر۔	
۸۔ محمد علی۔	معشوق محل
۹۔ مرزا برجیس قدر۔	نواب حضرت محل
۱۰۔ قمر احسن مرزا۔	مہدی بیگم صاحبہ
۱۱۔ قمر قدر مرزا۔	
۱۲۔ محمد عابد علی بہادر۔	فخر محل
۱۳۔ مرزا آسمان جاہ۔	رشک محل
۱۴۔ قمر احسن مرزا	واجد محل
۱۵۔ قمر احمد مرزا جہاہ علی بہادر۔	معشوق محل
۱۶۔ مرزا محمد جوگی بہادر۔	جہان پناہ محل
۱۷۔ مرزا محمد جلال بہادر۔	صدر محل
۱۸۔ قمر حسین مرزا بابر بہادر۔	اکلیل محل
۱۹۔ بلند جاہ مرزا محمد عسکری بہادر۔	علیش محل
۲۰۔ مرزا کام بخش بہادر۔	الفت محل
۲۱۔ روشن گہر مرزا قاسم علی بہادر۔	حور محل
۲۲۔ مرزا مسعود علی بہادر۔	شاہ نواز محل
۲۳ جہان پرور مرزا محمد کاظم علی بہادر۔	دل افروز محل
۲۴ فرخ مرزا ابوتراب بہادر۔	نونہال محل
۲۵۔ مبارک مرزا اعلی بہادر۔	ہمایون محل
۲۶۔ اقبال جاہ مرزا محمد ہادی بہادر۔	تابان محل

۲۷۔ سیف الملوک مرزا خادم حسین بہادر	سنبھا محل
۲۸۔ تاج الملوک مرزا کاظم حسین بہادر	محبت محل
۲۹۔ سلطان مرزا محمد رضا علی بہادر	بے نظیر محل
۳۰۔ مسرور مرزا حسین علی بہادر	تاباں محل
۳۱۔ بہادر جاہ مرزا محمد اکبر بہادر	شہزادہ محل
۳۲۔ ہمایوں جاہ مرزا محمد اصغر بہادر	پیارا محل
۳۳۔ محمد علی مرزا بہادر	عالم افروز محل
۳۴۔ عوالی مرتبت مرزا محمد ابراہیم علی بہادر	دل نما محل
۳۵۔ دلاور جاہ مرزا محمد علی نقی بہادر	بنگال محل
۳۶۔ خورشید مرزا محمد کاظم حسین بہادر	ولایتی محل
۳۷۔ کامیاب مرزا محمد باقر حسین بہادر۔	دلاویز محل
۳۸۔ دارا جاہ مرزا ابوالعلی بہادر	مبارک محل
۳۹۔ بلند اختر مرزا محمد محتشم بہادر	شباب محل
۴۰ مرزا اختر جاہ	صغیر محل

تفصیل شاہزادی ہای عصمت مآب

۱۔ شہر آرا نواب کبرے بیگم	سلیمان محل
۲۔ صغرا بیگم	عزت محل
۳ جہاں آرا بیگم	حور محل
۴ سپہر آرا نواب زینب بیگم	خاقان محل
۵ تخت آرا نواب شہربانو بیگم	نواب بیگم
۶ نگین آرا نواب رقیہ بانو بیگم	شیدا محل
۷ دیہیم آرا نواب بنت السلطان بیگم	ملکۂ سروسہی

نمبر	نام	محل
۸	نواب ثریا آرا بیگم	خاقان محل
۹	زینت الملک نواب صغرا بیگم	معشوق محل
۱۰	تاج آرا نواب صبیہ سلطان بیگم	شہزادہ محل
۱۱	مرتبہ آرا نواب سکینہ بیگم	سلطان محل
۱۲	حکم آرا نواب شہربانو بیگم	جہان پناہ محل
۱۳	نزاکت آرا نواب مہدی بیگم	سرفراز محل
۱۴	محفل آرا نواب معصومہ بیگم	صنوبر محل
۱۵	محل آرا نواب کنیز صادق	صدر محل
۱۶	منزلت آرا نواب رقیہ بیگم	محبوب محل
۱۷	عزت آرا نواب طیبہ بیگم	تبسم محل
۱۸	حسن آرا نواب فاطمہ بیگم	عیش محل
۱۹	ملک آرا نواب عابدہ بیگم	عمدہ محل
۲۰	بہار آرا نواب کنیز حسن بیگم	بوٹا محل
۲۱	بزم آرا نواب سکینہ بیگم	مقصود محل
۲۲	رزم آرا نواب خدیجہ بیگم	منصور محل
۲۳	شہرت آرا نواب کنیز تقا بیگم	حسن محل
۲۴	مرتبت آرا نواب مہدی بیگم	ملکہ سیمتن
۲۵	شکوہ آرا نواب شہیدا بیگم	اعلیٰ محل
۲۶	گوہر آرا نواب نیک بخت بیگم	حسن محل
۲۷	یکتا آرا نواب کنیز جعفری بیگم	حضرت محل
۲۸	چندر آرا نواب اکبری بیگم	خوشحال محل
۲۹	شہر آرا نواب [illegible] بیگم	مبارک محل
۳۰	سلطان آرا نواب بوتی بیگم	صاحبزادی خورد محل صاحبہ

۳۱ - بادشاہ آرا نواب بادی بیگم	بادی محل
۳۲ - تاجدار نیک نہاد بیگم	مرغوب محل
۳۳ - زکیہ بانو بیگم	بارگاہ محل

شاہزادے - للعہ - شاہزادیاں ـــــ - جملہ ـــــ

یہ تفصیل کئی برس پیشتر کی ایک دوست نے کلکتہ سے بھیجی تھی غالب ہے اس مدت میں اور بھی ہوں حضرت عرش منزل کی محلات اس کثرت تعداد سے نہ تھے۔ بلکہ حضرت سلطان عالم کو اپنے معبود حقیقی سے عنایت ہوئے۔ اللہم زد ولا تنقص۔

مثنوی سانحہ نواب امین الدولہ من کلام منشی احمد

بیا اے خامہ تا رسم فسانہ　　رقم سازم ز آشوب زمانہ
براے بندگان خاص داور　　رسد آلام روحانی مقرر
غم و رنجے کہ در عالم عیان است　　پے مومن براے امتحان است
نمایم شرح این احوال از نو　　برنگ مثنوی و طرز موزون
بعہد بادشاہان اکثر اوقات　　بملک ہند شد زینگونہ آفات
پس از فرخ سیر از دست دشمن　　بہر یک حال سادات ہست روشن
نگر بود آنہمہ از خونریزی آن　　مکافاتے ز خون بادشاہان
بعہد آصفی مختار دولہ　　شدہ مقتول خنجر در اثناوہ
بود اسباب قتل او نمودار　　بظاہر جرم و بدخواہی سرکار
شدہ ہنگامہ اکثر امیران　　بدہلی ہمچنین بعہد شہ نجف خان
بہر یک بود دعواے ریاست　　باین اسباب شد بغض و عداوت
ازین ہنگامہ از ہر ہر یک　　ثبوت دیں و حقے بود بے شک
مگر در لکھنؤ از جور گردون　　نباشد فتنہ بے وجہ اکنون
کہ از نیرنگ گردون دون آہ　　عجائب سانحہ رو داد ناگاہ

امین الدوله دستور معظم — وزیر باکرم ثانی رستم
بحسب عادت خود صبحگاهان — روان شد از پی همراهی سلطان
برد رنگهیش هنگام رفتار — شده همراه معدودے جلودار
بظاهر پنج شش کس از سواران — بجز سید همه زنهاے سیدان
یکے نامرد عیسے لنگ پا بود — یکجن نام شریر و بے حیا بود
دگر در مذہب خود بوده ارشد — خلاف مسلک آل محمد
سوم مشهور هر بیرتا و پیر است — جوان خوب نامش شاه میر است
چہارم بود سید میر میدان — شهید و عاشق شاه شهیدان
علی او را همیشه در امان داشت — چو فرزندان خود مانند جان داشت
پیاده چند کس از خاص بردار — بدست هر یکے برق شرربار
یکے سرگروه آشنا برہمن — هولاس اسم بدل مانند بہمن
غرض بگهی بیامد در روانی — بنزد مسجد سلکه زمانے
همانجا چار کس از بد معاشان — بباطن کافر و ظاهر مسلمان
یکے فضل علی و دیگر اکبر — دو کس دیگر تفضل نام و حیدر
بهم هر چار کس کردند فریاد — که بر ما بیکسان گردید بیداد
ستم از مردمان راج پلٹن — کمیدان بے سبب گردیده دشمن
مرا دانسته از حبس پیاده — ز تنخواهم بپادا ے نداده
شنید این ناله چون نواب ذیجاه — ازین فریاد هر یک گشته آگاه
بفرط رحم و عدل و بذل اشفاق — عنان در کشید از روی اخلاق
که ناگه چون سگ آن سگها دویدند — همه تا زینهٔ بگهی رسیدند
هولاس آن چاکر بگهی بیک بار — زده یک ریسمان بر آن سیه کار
جوان جرأت نموده آن دلاور — دگر شمشیر زد بر دست چپ کر
یکے زان چار کس بندوق سرداد — برفته گله بندوق بر باد

دگر سگ چون سگ دیوانه بیتاب — بیگی رفت بهر قتل نواب

در آن هنگامه دستور معظم — که در جرأت بود ثانی رستم

بزد دستی بر آن نامرد ناپاک — که او از صدمه اش افتاد بر خاک

سه همراهش باقبال خدا داد — بمردی سینه اش نواب افتاد

بسان این ملیسم دیگری آه — بزد ضربت بروی پشت ناگاه

یکی دانست کان نواب ضرغام — رسانده کار افتاده با تمام

هلاس آن وقت کار شیر نر کرد — که بر نواب خود خود را سپر کرد

ترابنیک دگر یک بار سر داد — که آن بر سینهٔ آن شیر افتاد

بضرب گله فوراً گشت بیجان — ز جرأت لیکن او با نهز شیران

شده بر قاتل خود حمله آور — زده یک زخم شمشیر آن دلاور

پس انگه بر زمین از پا در افتاد — تصدق گشت در پی نواب جان داد

سوارانی که اول گشت مذکور — ز خوف جان خود گشتند مفرور

شنیدم شاه پیر آن دم مکرر — ز بیم جان آقا گشته مضطر

باین الفاظی کرد آه و ناله — که از جان می رود نواب واله

یکی بر دست آن مرد فراری — زده شمشیر بهر یادگاری

در آن هنگامه لیکن سید پاک — بسان شیر نر بوده غضبناک

ز بن شمشیر پیش نوکرش بود — تلاش نوکر و شمشیر بنمود

بلاچاری بیامد از سر زین — نموده حمله آن مرد خوش آئین

دو کس را چند با مشت و لگد زد — پس انگه دفعةً در یادش آمد

که دارم کارد زیب کمر هم — کشیده از کمر انرا همان دم

بدشمن می زد آن کارد چو شیران — شده زخم کارد آن مرد میدان

بحفظ حربه چون باشد سپر دست — رسیده چار زخم تیغ بر دست

روان شد شل دریا خون سید — شده جسم قیامت موز دل سید

بدل چون سبے سلاحے نقش بست
زده تکیه به دیوار تخت و پشت

چو شد نواب بے یاور و مددگار
نمود آن سگان او را گرفتار

ولیکن از زبان پر شقاوت
سبے کردند اقرار شجاعت

کرا اے نواب مثل دلاور
ندیدم در جهان اشرار اکبر

ترا اصلا خیال ظلم من نیست
ز جرات بر جبین تو شکن نیست

درانحالت وزیر از روی جرأت
چنین فرمود با اہل شقاوت

اگر دارید قصد کشتن من
نمودم صبر لیکن تیغ و گردن

تمامه لیک در اندک زمانے
به عالم از شما هرگز نشانے

اگر باشد طلب دیگر شما را
کنید از راه خود آگاه مارا

رسانم تا که آن مطلب بانجام
ازین شورش نباشد هیچ فرجام

چو از کردار خود شرمنده بودند
به پاسخ از خجالت لب گشودند

کرا اے بحر کرم رایے بهادر
به عالم نیست مثل تو بهادر

چنین کس را اگر سازیم بیجان
نباشیم از گروه مرد میدان

ز تو خواہیم اے نواب والا
امان جانهاے خویشتن را

پس آنگه گفت آن نواب ذیجاه
مناسب نیست شورش در گذرگاه

ازین هنگام جا سے برده مارا
زمین سازید اطمینان خود را

پس آن سگسار را بر پاس آداب
نشانیدند در دوکان قصاب

وزیر آنگه بهر جا این صدا زد
که پیشم هیچ کس اکنون نیاید

نبهر وحشت اشرا چون شنیدند
امیر الدوله هم فوراً رسیدند

بیکدم در جهان هنگام شدت
بیامد هر یک از ارکان دولت

فراهم شد چو هر سو فوج سرکار
شده هنگامه محشر نمودار

بیجا نبا تی همه بودند موجود
دستے با هر یکے نواب فرمود

اگر حفظ من دل خسته خواهید
به پیش ما کنون هرگز نیائید

امین الدوله چون بود شد بیتاب
بگفتا با یکی زان بد معاشان
اسیر اهل ایمان است نواب
ز داد رحم او را وا رهانید
کلام من اگر سازید باور
هم از روی ملت سازم ضمانت
بگفتا آن همه اهل شقاوت
نمایید از زبان خود چو اقرار
بمانم صاحب والا مناقب
دگرگون قصد دشمن را چو دیدند
اجازت خواستند زنهار زیدنت
پس انگر صاحبان با هم طلب کرد
بگفت اول ز درد زخم نواب
برای حاکم این شدت نباید
برای بخیه گر باشد اجازت
بگفتند آن همه بیا بهتر
یکی بخیه زنی از توپ خانه
زده چون بخیه بر زخم نواب
دو سه بار آب خاصه نیز طبیب
به انگریزی جوابش داد صاحب
به انگریزی بگفتا کشته ام
رزیدنت آن زبان کرده ضمانت
که اینک ضامن جان شما ام

نظر کرده بحسرت سوی نواب
شما هستید آخر اهل ایمان
ز ایذای جراحت هست بیتاب
بجالیش پیش خود ما را نشانید
دهم پیغام تا از قصه ز ره
که تا جان شما باشد سلامت
اگر صاحب کلان سازد ضمانت
شوم زین فعل بیجا دست بردار
ز شفقت آمده با چند صاحب
همه از روی دانش با کشیدند
برفته اولا تنها رزیدنت
ز دشمن پرسشش وجه سبب کرد
نهایت مضطر است و سخت بیتاب
چنین کس را چنین ایذا نشاید
نباشد دور از آئین شرافت
همان دم آمده از لطف داور
که بود آن شخص اوستاد زرباف
شده نواب را بس خواهش آب
بجوش تشنگی نواب نوشید
نباشد اینچنین سرعت مناسب
زیک کار دگر قسمت بگویم
بگفتا با همه اهل شقاوت
بدولتخانه خود می نشانم

نواب مدارالدولہ علی نقی خان

ALINAQUIKHAN

زتشریف وزارت گشت افزود — زرِ بفت ریشمی اشیاے معدود
زره خود و کمان و دواستانه — دگر چار آئینہ ہم رستانہ
شہنشہ اینچنین کرده عنایت — نموده جملہ مختار ریاست
بحمد اللہ کہ بر نواب نوجاه — شده زینگونہ الطاف شہنشاه
بدورش گشتہ شد این احمد پیر — کہ دارد شہرتے در فن تحریر
بہ پیری بر طرف گردید ناگاه — کند ہر روز و ہر شب نالہ و آه
گدائی نیست ہرگز عادت او — بہ پیری شد پریشان حالت او
سعید الدولہ او را پیش ازین آه — نموده از ستم چون قتل ناگاه
شہ جنت مکان از روی اعجاز — نمودش زنده ہم کردش سرافراز
کنون از رحمت نواب عالی — شده شامل بامید بحالی

برای چاره معصوم او را
دوباره زنده کن نواب والا

معزولی نواب امین الدولہ و منصوبی سید علی نقی خان بہادر

خلاصہ باوجود اسقدر تفصیلات ظاہری شاہی صحبت نواب اہلکار و مقربان محفل عیش و نشاط سلطانی سے نہ تھی بلکہ ہر روز بگڑتی چلی گئی اور خاطر ہمایون مین غبار زمان ماضیہ از سرِ نو پیدا ہوی چند روز امیر الدولہ کی جہت سے گذرے نواب نے حسب فہمایش و صلاح کسی اپنے خیر اندیشون کے اتمام حجت سمجھکر بعد جلوس بادشاہ او سکے دوسرے دن بڑے صاحب سے عرض کیا کہ میری مدت عمر وزارت بعد وفات جنت مکان اونکے تمام ہو چکی اب میرے واسطے کنارہ کشی بہتر ہے کسواسطے مثل مشہور ہے کہ باپ کا نوکر کبھی بیٹے کے کام کا نہین ہوتا چار دن کے بعد اگر کسی اتہام یا الزام سے موقوف ہو جاؤنگا باعث میری سبکی اور نارسائی کا ہوگا بلکہ کیا عجب ہے کہ حسن خدمت و خیرخواہی زمان ماضیہ کی سب جاے اب بادشاہ جس شخص کو چاہین مین اوسے تجویز کی اور اپنی رضامندی سے

خلعت وزارت تمھا دون آئندہ اگر حسن خدمت بجھین تو جو کچھ مناسب ہو میرے واسطے تجویز
فرمائین مین اوسپر قناعت کرکے دعاے دولت دیا کرونگا اور خوب مجھپر ثابت ہے کہ بادشاہ
بدل مجھسے صاف نہین اور نہ کبھی ہونگے دوسرے اونکے مقربان خاص سے نہ بنیگی بڑے صاحب
نے جواب دیا کہ اگر ایسی ابتدائے وقت مین تم کنارہ کش ہوجاؤگے ہمارے نزدیک خلاف
تمھاری قدامت وخیرخواہی زمان ماضیہ کے ہوگا کسواسطے کہ یقینا بادشاہ کو تمھارا پاس
حفظ مراتب وشنوائی نیک وبد صلاح کا ہوگا دوسرے کا نہوگا مگر تم ازراہ مآل اندیشی عذر کرتے
ہو ہم بھی بادشاہ سے اس باب خاص مین استمزاج لینگے اور دوستانہ صلاح نیک دیکر سمجھا دینگے
چنانچہ بڑے صاحب نے بادشاہ سے مشروحا سب طرح کے نشیب وفراز سمجھایا بادشاہ
نے فرمایا مجھے اونکی نمک خواری وخیرخواہی سے تعجب ہے کہ مجھے اسوقت مین کنارہ کش
ہوتے ہین مین اونکے حقوق کو حضرت جنت مکان سے کم نہین سمجھتا جب بڑے صاحب نے
ایسے کلام سے مطمئن ہوئے اور نواب کی ہر صورت خاطر جمع کردی پھر نواب نے نواب ملکہ آفاق
اور نواب ملکہ کشور سے بھی عذر کنارہ کشی عرض کیا اونھون نے بھی وہی جواب دیا کہ سبحان اللہ
تم چاہتے ہو قدامت اور نمک حلالی کو اپنے ہاتھ سے مٹا کر دوسری صورت کیا چاہتے ہو تم
ایسا نمک حلال خیرخواہ کون ہوگا بعد اسکے نواب نے بادشاہ سے بھی عرض حال کیا بادشاہ
نے وفور عنایت سے اپنے گلے لگالیا اور فرمایا مین تمھین بجاے حضرت جنت مکان سمجھتا ہون
تم مجھے ایسے وقت مین چھوڑتے ہو نواب مطمئن ہوئے مگر یہ سب باتین ظاہرداری کی تھین
باطن مین بے اصل اور نہ اسکا خیال ہوا کہ ہم آج جو یہ کہ رہے ہین کل جو انھین موقوف کرینگے
تو بڑے صاحب سے کیا صورت ہوگی اونپر کذب وصدق ہماری منزلت کے خلاف نہ گذریگا
اور وہ نہ کہینگے کہ آپ نے ہمارے کہنے سے کیون نہ موقوف کیا یہی فہمایش سبحان علیخان نے
بعد حضرت خلد مکان نواب معتمد الدولہ سے کی تھی بلکہ رکٹس صاحب رزیڈنٹ نے بھی نواب کو
دوستانہ سمجھایا تھا اونھون نے اپنے طمع نفسانی سے نمانا تھا اوسکا نتیجہ بھی دیکھا جب درائی
وخودپسندی ہوگی البتہ یہی صورت ہوگی ۔

خلاصہ چند روز کے ایکدن بڑے صاحب نے بے انتظامی ممالک محروسہ کو بادشاہ سے کہا

نواب نے کہا کہ ابھی کے دن جلوس بادشاہ کو گذرے ہیں انشاء اللہ جیسا آپ کے مکنون خاطر
ہے اوسیطرح عمل میں آئیگا اس بیان سے بادشاہ کے خیال اقدس میں یہ آیا کہ تاکید شدید
جو تیرے صاحب کر رہے ہیں اس دھمکانے کے محرک فقط نواب ہوئے مگر روز بروز اون تصور
سے امور خلاف و ناگوار خاطر ہونے لگے اور تجویز فرمایا کہ انھیں موقوف کرکے امیر الدولہ میر مہدی
کو [illegible] انکے دماغ میں بوے کبر و نخوت سما گئی تھی چنانچہ ایک دن بادشاہ نے کمال و توجہ
سے فرمایا کہ تم یہ مندیل وزارت سر پر رکھکر بار وزارت کو اوٹھاؤ اونھوں نے بمقتضاے ثمر الفت
کے ہنوز پورا خلعت وزارت بھی نہوا تھا کہ اول کارروائی یہ کی کہ ایک معبد ہنود جو اونکے مکان
کے قریب راستہ میں تھا تیسرے روز پانے مندیل وزارت کے کھدوا ڈالا کہ ہندوون کا سبب
ناراضی ہوا اور دوکانیں شہر میں بند ہوگئیں ایک بلوہ سا ہوگیا اور لوگ مستغیث دردولت
بادشاہ و رزیڈنٹ پہ پہونچے صاحب رزیڈنٹ بھی سوار ہوکر بادشاہ کے پاس آئے اور حکم
نظربندی میرن مذکور جو موسوم بہ میر مہدی اور مخاطب بہ امیر الدولہ و قائم بوزارت ہوے تھے
صادر ہوا اوس روز سے اپنے گھر پر مقید رہے بعد اسکے نواب علی نقی خان کو تجویز فرمایا انکی
یاوری اقبال سے سبب اسباب بیرونی و اندرونی جمع ہوے حالانکہ روبرو امیر الدولہ کی
یہ پایہ اعتبار میں نہ تھی ہر چند انھیں از راہ عاجزی و بے اختیاری بدل انسے صفائی منظور تھی لیکن
امیر الدولہ نے اپنی خوبی فہم اور پندار غلط سے بے حقیقت سمجھکر نمانا اسقدر نخوت و تکبر ہوگیا تھا بلکہ الٹا
کو جواب نامناسب دیا کہ صفائی اپنے ہمسر سے چاہیے سو وسوسہ کا دریا ہے تمہارے واسطے ہوجائیگا
تقدیر او سپہر ہستی تھی کہ علی نقی خان کے ہاتھ سے یہی تمہارا ہوجائیگا چنانچہ وہی ہوا نواب علی نقی خان نے بزمان
حضرت خلد مکان ایکدن نواب امین الدولہ کی ملاقات کو آئے ایک دوست نے اونکا احوال پوچھا جواب دیا
کہ اب ہم بحکم بادشاہ مرزا ولیعہد بہادر کے سپرد ہوئے ہیں اونھوں نے کہا بس تم سجدہ شکر بجا لاؤ اسکا انجام
ہم جانتے ہیں تم نہیں جانتے دیکھو تو خدا کیا اپنی قدرت دکھاتا ہے بعد اسکے جب راہ میں ملاقات اونسے
ہوتی تھی پوچھتے تھے وہ انکو جواب دیتے تھے ابھی صبر کرنا بہتر ہے چنانچہ وہی صورت پیش آئی
جیسا اونکو خیال گذرا تھا خدا کو بناتے کچھ دیر نہیں لگتی لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔

غرض نواب امین الدولہ سے روز بروز بے لطفی بڑھتی چلی گئی اور وہ بھی اپنی معزولی کا یقین

ہوگیا اور اس جستجو میں تمام وزارت میں لوگون کے کہنے سننے سے کچھ روپیہ بھی صرف کیا لیکن بیفائدہ
اور بے محل کیا بلکہ ایک مقربان محل خاص سے جسدن اوسے کچھ ملا اوسی رات کو وہ مرگئی
خود نواب اوسکے دینے پر افسوس کرتے تھے آخر ۱۹ - شہر رجب سنہ ۱۲۶۳ھ روز شنبہ ۹ بجے مطابق
۹ - جولائی سنہ ۱۸۴۷ء اگرچہ کیفیت قصدی سے باخبر ہوچکے تھے کہ آج مین خانہ نشین اور اپنے عہدے
سے موقوف ہوجاونگا لیکن چار و ناچار بموافق معمول در دولت پر حاضر ہوئے مشیر الدولہ
مہاراج بالکرشن بہادر اور اہل دفتر بھی سب حاضر تھے مصاحب الدولہ نے آکر کہا کہ بادشاہ نے
مہاراج اور راجہ کندن لال میر منشی کو یاد فرمایا ہے پہلے اونھون نے جانے مین کچھ تکلف کیا دوبارہ پھر طلب
ہوئی نواب نے فرمایا تم کیون نہین جاتے عرض کی آج خلاف معمول ہوتا ہے کسواسطے کہ ہر روز
آپ کے ساتھ جاتے تھے اس عرصے مین ایک خواص نے نواب سے کہا کہ آپکو حکم برخاست
ہوا ہے نواب یہ سنتے ہی سوار ہوکر اپنے گھر چلے آئے بعد دوپہر کے ایک چوبدار سلطانی نے
شیخ اکبر علی داروغہ دیوانخانہ نواب سے کہا کہ حکم بادشاہ یہ ہے کہ نواب سوار نہ ہون -
بادشاہ نے اوسیوقت مصلح السلطان انجم الدولہ کو بڑے صاحب کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا
کہ ہمنے امین الدولہ کو موقوف کیا خلعت وزارت علی نقی خان کو دیتے ہین صاحب نے جواب دیا
کہ مشورہ ہمارا نہ مقرولی قدیم اور نہ منصوبی جدید مین ہے مین خود بادشاہ کے پاس آتا ہون جب
تشریف لائے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل عنقریب تشریف لایا چاہتے ہین اگر جب تک کسی امر جدید
خصوص اس عہدہ جلیلہ وزارت مین توقف ہو تو بہتر ہے اس جہت سے اوسیدن کے خلعت مین تامل
ہوا اگرچہ صاحب کو نہایت ناگوار خاطر ہوا کہ ہمسے بادشاہ نے کہا کچھ اور کیا کچھ اگر ہماری فہمایش سے
یہ امر ہوتا تو ہمکو ناگوار نہوتا بلکہ نواب امین الدولہ سے باعث حجاب ہوا کہ ہمارے سمجھانے سے اونھون نے
اپنی کنارہ کشی مین تامل کیا فی الحقیقت یہی قربانی نواب کے کام آئی کہ بڑے صاحب کو انکی حمایت
امور اجنبیہ مین لازم ہوئی نواب معتمد الدولہ نے لاکھون صرف کرکے حمایت سرکار لی تھی انہین
ہمینت سبب الاسبابی سے حاصل ہوئی بے دام اور درم صرف کیے - فی الحقیقت صاحبان
عالیشان خلاف کو بہت برا سمجھتے ہین اور راست گوئی اور صداقت کو اچھا - بلکہ خدا بھی یہی سمجھتا ہے -
غرض نواب علی نقی خان بحکم حضرت احکام عظام جاری کرنے لگے اور مصروف کاروبار ہوئے پھر

تو بھی تجویز ہوئی ۔ کہ مثل زمان حضرت خلد مکان مرزا ولیعہد بہادر کو خلعت ہوا ونکی پشینی کا
انھین خلعت دیجیے ۔ پھر اسمین بھی تامل ہوا ۔

قبل از سفر دہلی نواب ایک امر جدید یہ ہوا کہ کسی محلے مین اہل اسلام و ہنود و سرا گیون سے
بجہت ایک دہرہ جدید فساد ہوا جب پرچہ اخبار گذرا امانت الدولہ وتاج الدولہ کو حکم ناطق ہوا
کہ ابھی جا کر اوس دہرہ کو جو سرا وگیون نے بنایا ہے کھدوا ڈالو اس حکم ناطق سے بعض نادان
اہل اسلام نے اپنی جرات اور حماقت سے کئی شوالون کو کھود ڈالا قریب تھا کہ صورت بلوا
عظیم تمام شہر مین ہو جائے یہ دہرہ جوہریون کا تھا بہت سے جوہری جمع ہو کر بڑے صاحب کے پاس
فریاد کو چھاؤنی منڈیاؤن مین گئے بادشاہ کو بہت ناگوار گذرا اس جہت سے گلاب رائے جوہری
کار ندباے نواب تھاڑیصاحب نے اسمین کچھ دخل نہ دیا مگر صدر مین رپورٹ کر دی یہ شعلہ
فتنہ بھی تھوڑا سا سلگ کر رہ گیا ۔

بعد ایک مہینے کے جب رزیڈنٹ کو جواب رپورٹ باب وزارت مین حسب المرضی بادشاہ
ملا بڑیصاحب اور کپتان برڈ صاحب بادشاہ کے پاس آئے اوسکا جواب باصواب کہگئے کہ یہ امر
بالکل ہی بادشاہ کی خوشی پر موقوف ہے روز چہارشنبہ بادشاہ نے یہ پیام منصوبی وزارت مین
بذریعہ مصلح السلطان انجم الدولہ کی زبانی بھی بڑیصاحب سے عرض کیا روز پنجشنبہ ۱۲ بجے ۲۲ شہر شعبان ۱۲۶۳
مطابق ۵ اگست ۱۸۴۷ء ۲۹ پارچہ کا خلعت وزارت نواب علی نقی خان کو اس خطاب سے ملا
... رکن رکین خلافت وجانداری اعتضاد سلطنت وشہریاری امیر الامرا مدار المہام وزیر الممالک
... الخاقان بلمند السلطان سیف مسلول بازوی شاہنشاہی تیغ مصقول معرکہ دشمن گاہی
... صاحب یکرنگی وصفا ناہج مناہج صداقت ووفا مرید مرشد پرست اخلاص گزین خانہ زاد عقیدت
... ثبوت آئین مختار دی اقتدار یار وفادار سپہ سالار رستم ہند مدار الدولہ منتظم الملک
... خان بہادر سہراب جنگ فدوی خاص جان نثار ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ
... عادل قیصر زمان سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ اودھ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ ،،
یہ خطاب نامی جد امجد نواب کو تبرکاً وتیمناً ہوا کہ قطع نظر مرتبہ جدی کے عمر بھی موافق اونکے
تھی ... ہو ... منصوبی مصلح السلطان انجم الدولہ بہادر کو سفارت رزیڈنٹ حفیظ الدولہ مولوی میر ... علی

موقوف اہتمام الدولہ حیدر حسین خان کو اہتمام دیوان عام میر یوسف علی خان بہادر یعنی انجم الدولہ کو
خدمت اہتمام الدولہ امیر الدولہ خانہ نشین سیف الدولہ علی حسین خان خدمت قدیم دیوانخانے
سے موقوف خانہ نشین ہوے مشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن بہادر کو خدمت دیوانی راجہ بہاری لال کو
خدمت و اصلباقی بدستور بحال رہی اور کسی عہدہ کو تغیر و تبدل نہوا بشیر الدولہ کامین الدولہ۔
دیانت الدولہ۔ احسن الدولہ۔ فیروز الدولہ کو نظارت محلات معلی اور خدمات عالیہ اور حاجی
شریف ان سب خواجہ سراؤں کو خدمتیں عنایت ہوئین حاجی شریف کو رسالہ ترکسواران خاص
اور کئی پلٹنین تلنگہ ملین اسیطرح ثابت الدولہ۔ وہاج الدولہ۔ رضی الدولہ۔ نجیب الدولہ۔
قطب الدولہ۔ انیس الدولہ۔ مصاحب الدولہ۔ ان سب ارباب نشاط کو خدمات عالیہ ملین
قطب الدولہ کو کچھ علم تھا اس جہت سے دستخط عرضداشت وغیرہ مین دخل تام ہوا اور ان دونون
فرقہ خاص کے احکام فوق احکام وزیر اعظم ہونے لگے اور ان سب کا دماغ فلک ہشتم سے گذر گیا
مصاحب الدولہ بسبب اپنی صلاحیت مزاج کے فی الجملہ نیکنام رہا اور مقید صوم و صلوٰۃ بھی تھے۔

فی الحقیقت اگر بنظر انصاف دیکھیے تو امر وزارت بڑا بار عظیم ہے ہر شخص مین شکل سے قوت اسکے
بار عظیم سلطنت کے اوٹھانے کی ہوتی ہے اگر کتب تواریخ مین دیکھیے تو اس امر خاص کیواسطے حکیم تجویز
ہوتے تھے یا وہ لوگ جو دینًا و دنیًا خصوصًا من حیث العمل اچھے ہوتے تھے اور اپنے حق خدمت کو
جانتے تھے اور صاحب لیاقت صاحب علم خدا پرست سزاوار امانت و دیانت ہوتے تھے نہ یہ کہ شخص
اجنبی جاہل ہو مگر اس سلطنت مین ہمیشہ سے یہ عہدہ جلیلہ رضامندی اور خوشنودی حاکم وقت پر ہے
اسی جہت سے اصل ہندوستان سے رفتہ رفتہ یہ سب قیدین جاتی رہین بالفرض اگر ایک شخص
لیاقت کا ہوا دوسرا نہین ہوتا اور بڑی خطا یہ ہے کہ ایک شخص بھی معزول ہوتا ہے اگر بنائے کار مشورہ و
پر ہو اگرچہ توسیت بہتر ہے اسکی مانع نفسانیت ہے لہذا ہمین اتنا کہنا کافی ہے کہ امور مملکت خویش خسروان دانند
نواب وزیر الممالک مثل امرای ہند زندگی بسر کرتے رہے سب جانتے ہین پہلے اہلکار سلطنت انسے بہت
خائف تھے کہ دیکھیے اس انقلاب وزارت مین کون منصوب اور کون معزول ہوتا ہے لیکن نواب
کی رحمدلی اور مروت اور اخلاق اور فروتنی مین کچھ شبہہ نہین یہ صفات ذاتی کیونکر نہون حسبًا و نسبًا
اور بلحاظ مراتب مین امرا انشا ہیر ہندوستان سے تھے جد امجد خال بادشاہ فردوس مکان شاہ عالم

بادشاہ دلی اور انکے اسلاف کرام اقربائے قریبہ سلاطین تیموریہ سے ہین اور اس سلطنت سے بھی قرابت قریبہ ہے جدامجد حضرت جنت آرامگاہ نواب مخدرۂ عظمی انکے بھتیجے اوسکے بعد یہ حضرت سلطان عالم ہین اگر انصاف شرافت کی راہ سے کیجیے تو وزارت کو فخر ہوا وگرنہ اور ونکو وزارت سے فخر ہوا کسواسطے کہ وزیر داخل زمرۂ خواص بادشاہ ہوتا ہے خدا توفیقات عمل خیر عنایت فرمائے کہ رعایا اور برایا سے از روی انصاف پیش آئین جو موجب ترقی اور بقائی مرتبت وحقوق ولی نعمتی بہ نیکی وخیرخواہی ادا ہون اور انجام بخیر ہو اور شیران بد سے محفوظ رہین۔

مصلح السلطان کا سفارت سے موقوف ہونا نواب محمد خان کا نائب بادشاہ کا ہونا کانپور تشریف لیجانا واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے

الغرض نجم سعادت مصلح السلطان مطلع شرقی سے اوج شرف رفعت سرکارین پر چمکا اور انصرام مہمات بجا آوری احکام عہدہ جلیلہ سفارت پر بجانفشانی وخیرخواہی سرگرم ومستعد ہوئے اور سفارت خاقانی بواسطۂ وزیر اعظم بالمشافہ بادشاہ سے عرض کرتے رہے یہ بھی جیسا ونسبا کچھ کم نہتے نواب سرافراز الدولہ مرزا حسن رضا خان کے عزیزون مین تھی فی الحقیقت آدمی کی ہوائے دنیا عالم سفلی سے طالب جاہ عالم علوی کی ہوتی ہے نفس قناعت نہین کرتا مطیعہ مشکل تھا از بسکہ بہادر موصوف دستور صحبت صاحبان عالیشان اور تبلیغ رسالت صداقت سے بہ سبب نخوت بادشاہ عادی نہتی خوشی خاطر اقدس کو بجوفنا اپنے عہدہ قدیم مقدم سمجھکر نقض احکام رسالت ہوا جو باعث ناگواری خاطر صاحب رزیڈنٹ ہوا کسواسطے کہ سرکارین کو بصداقت وصفائی ابتدی رکھنے مین خود الزام سے بری ہونا ہوتا ہے جب متواتر یہ صورت ہونے لگی صاحب رزیڈنٹ تنگ ہوئے آخر ایک پیام صاحب نے جو بادشاہ کو بھیجا تھا اوسکی عدم تبلیغ سے موقوف ہوئے ۱۳ شہر ذیقعدہ روز شنبہ سنہ ۱۲۶۳ھ صاحب رزیڈنٹ مع کپتان برڈ صاحب تشریف لائے اور طالب جواب پیام کے ہوئے بادشاہ نے فرمایا ہم تک نہین پہونچا زیادہ تر موجب برہمی مزاج ہوا اور بہت عتاب سے کلمات نامناسب فرمائے اور اپنے پاس کے آنیکی ممانعت فرمائی بہادر موصوف نے چار و ناچار یہ عتاب بسبب نخوت بادشاہ قبول کیا اس جہت سے اپنی عہدۂ قدیم پر بدستور ہے وگرنہ دونو طرف سے جاتے رہتے

اس سلطنت مین جب سے غلام یحیی خان ظہیر الدولہ رتبہ سفارت سے بوزارت نامور ہوے ہر صاحب وزیر بار کو حوصلۂ اولو العزمی ہوا یہ نہین سمجھے کہ لیاقت اور اسباب جمع ہوے ہین تو سفارش بھی اپنا کام کرتی ہے فی الحقیقت شرف الدولہ محمد ابراہیم خان سے سفارت بھی بن پڑی اور وزارت بھی بانجام ہوجاتی مگر بادشاہ نے اپنے خلاف ہونے سے موقوف کیا تاج الدین حسین خان نے بھی اسی سفارت سے قلابے زمین و آسمان کے ملائے تھے مگر بوجوہ ناکام رہے۔

اس عرصے مین ثابت الدولہ و تاج الدولہ نثار علیخان برادران عینی مقربان خاص نظاہر بسبب مخالفت خواجہ سرایان سرکار جو نسبت حیدر علی خان ہوئی پایۂ عتاب مین آئے دربار سے موقوف ہوے لیکن وظیفۂ شاہی بدستور رہا دربار وزیر اعظم مین جاتے تھے۔

خلاصہ یا ب سفارت مین مشورہ کار کن رکین سلطنت ہوا نواب نے بہ نظر حسن خدمت زمان سابق جو میر علی صاحب مرثیہ خوان کی سفارش سے حالت بیکاری مین نواب کو کچھ دیتے تھے اس جہت سے اپنے محسن سابق افتخار الدولہ مہاراجہ میوہ رام بہادر کو تجویز کیا کہ مین لینے کے بار احسان سے سبکدوش ہوجاؤن وہ بھی مجبورے کئی مہینے سے لکھنؤ مین آگئے تھے نواب پاس آتے تھے لیکن جب صاحب رزیڈنٹ سے استمزاج سفیر کا لیا فرمایا وہ شخص ہو جو معاشرت صاحبان اور طریق رفتار و صدق کردار مین قابلیت رکھتا ہو ورنہ ہماری موجب تکلیف کا ہوگا چنانچہ اس استمزاج کی فرد اسم نویسی سفیران مجوزہ بشیر الدولہ مہاراج بالکرشن بہادر جہارت جنگ دیوان اور راجہ کندن لال بہادر میر منشی منظوری صاحب رزیڈنٹ بھیجی پہلے نام افتخار الدولہ مہاراجہ میوہ رام بہادر صلابت جنگ دوسرا مفتی محمد خلیل الدین خان سفیر زمان حضرت خلد مکان مقبول سرکار رہین تیسرا مولوی فضل حق خیرآبادی منتخب کیا راجہ کندن لال نے عرض کیا اگر نام چہارم بھی محمد خان کلکٹر کا لکھا جاے تو چار ہو رہو جاتین مہاراج نے کہا وہی تینون پہلے سے کافی ہین غرض بعد مبالغہ چوتھا نام بھی داخل کیا گیا صاحب نے بعد استفسار حال محمد خان کا نام منظور کیا کپتان ہالنکس صاحب کی سفارش سے کہ وہ اوسوقت موجود تھے کہ بہ نسبت اونکے یہ ہمارے سررشتے سے واقف ہین بظاہر عالیخاندان ہین اور نواب منور الدولہ کی بیدست بھی رہے ہین

بعد اس منظوری کے اہلکار سرکار نے از راہ معاملہ فہمی خلعت دینے میں تامل کیا مگر یہ اپنی یاوری اقبال سے روز جمعہ ۱۰ شہر ذیقعدہ ۱۲۶۳ہجری خلعت وزارت سے سرافراز ہوئے اس عرصہ مین الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم نواب گورنر جنرل ڈاک مین یکم ماہ نومبر ۱۸۴۷ء مطابق ۱۲ شہر ذیقعدہ سنہ الیہ داخل شہر ہوئے اور باتفاق صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کی ملاقات کو آئے ملاقات معمولی ہوا بعد ایک ہفتہ کے شہر کو دیکھکر اور انتخاب کتب تواریخ وغیرہ کتب خانہ سلطانی سے کرکے جبلپور کو روانہ ہوگئے یہ صاحب جس شہر مین گئے ہین بہت سی کتب تواریخ ہر طرح کی تواہ بہدیہ لوگون نے خوشامد سے نذر کین یا بہ قیمت خریدین چنانچہ چار جلد کتاب متوسط احوال ہندوستان کی لکھین وہ طبع ہوکر مشہور ہوئین اور اپنی علالت مزاج سے برخصت کیپ گئے ہین

جب خبر داخلہ نواب گورنر جنرل لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر کانپور مین آئی بادشاہ نے حکم تیاری لشکر فرمایا ارکان دولت امرا سے جسقدر سامان سفر درست ہوسکا ارادہ ہمراہی بادشاہ کیا کسواسطے کہ تنخواہ ہرایک کی سرکار مین بہت چڑھ گئی تھی ہر شخص پریشان حال تھا بہرصورت روز سہ شنبہ ۲۲ شہر ذیقعدہ سنہ الیہ مجموع لشکر روانہ کانپور ہوا امین علی خان پیشتر سے چار پانچ لیکر روانہ ہوگئے وقت سہ پہر پہنچنے کے ایا رجہ کا خلعت ملا تھا بادشاہ چار گھڑی دن رہے بسواری باد بہاری موسی باغ مین از راہ پاتراب رونق افروز ہوئے روز پنجشنبہ ۲۴ کو نواب گورنر جنرل کے داخلہ کانپور کی خبر آئی بادشاہ ۲۶ - روز شنبہ صبحکو سڑک قدیم نوابگنج درحمت گنج سے تشریف فرما ہوئے انتظام شہر افسرون کے سپرد ہوا اسحق کہ شہر تا لکھنؤ بالکین سے ہوتا ہے تمام شہر کے کوچہ و بازار مین خصوصاً در دولت پر ایک وحشت برستی تھی۔

فی الحقیقت لشکر ظفر پیکر قابل دید تھا دریا کا کنارہ ہر طرف سبزہ زار کوسون کا میدان سمن خوشگوار خوبی لطافت دریا خوبی عمارات کنپ آنطرف دریا خصوصاً خیمۂ بارگاہ سلطانی کو راجہ درشن سنگھ بہادر غالب جنگ نے اپنے سلیقہ سے گرد چمن اور دو رویہ بلکہ درخت میوہ جات سب ثمردار کئی ہزار کو خرید کرکے آراستہ کیا تھا اور سڑک پر سرخی پڑی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ مصنوعی نہین ہے ہمیشہ سے یون ہی از خود آراستہ تھا۔

ورود کوکب ہمایون بندگان اقدس لشکر مین اور مراجعت لکھنؤ اور داخلہ نواب گورنر جنرل کا لکھنؤ مین

روز شنبہ ایک بجے دن کو عین شدت باران رحمت مین بادشاہ سلیمان بارگاہ بلوری بادبہاری مانند رحمت خدا رونق افروز لشکر ہوئی باغچہ طلسم کار دیکھکر بہت خوش ہوئی صاحبان عالیشان نے بھی اُسے بہت پسند کیا تھا کہ گویا یہ باغ اصلی ہی بعد چند دقیقہ کے حکم ناچ اور رنگ ہوا نصف شب تک یہ صحبت عیش رہی روز یکشنبہ کو بھی آفتاب نے پردہ رحمت سے منہ باہر نہ نکالا دوشنبہ تک وہی صورت رہی جب ایک ساعت دن باقی رہا بادشاہ خیمہ سے برآمد ہوئی سر برہنہ رو بقبلہ کھڑے ہوکر کمال خشوع و خضوع سے درگاہ قاضی الحاجات مین سکون بارش کی دعا کی برکت دعا سے مطلع شرقی صاف ہوا بندگان خدا تہلکۂ طوفان سے بچے -

صبح سہ شنبہ جرنل جواد علیخان مرزا اسکندر حشمت نواب سرفراز الدولہ نواب وزیر الممالک کپتان برڈ صاحب کرنیل ولکاکس صاحب ابیجی صاحب مصاحبان خاص بادشاہ واسطے اجازت ملاقات شاہ جمجاہ حضور نواب گورنر جنرل بہادر کے بجلوس سواری سے تشریف فرما ہوئی رسم ملاقات حسب دستور قدیم ہوئی عطر پان گوشملے بدا کے رخصت ہوئے وقت عصر الیٹ صاحب سکرتر اعظم مع صاحبزادہ ہائے نواب گورنر جنرل بہادر اور ایک صاحب مصاحبان خاص نواب محتشم الیہ واسطے تقرر ملاقات بادشاہ روز چہارشنبہ تشریف لائے اوسی طریق سے رخصت ہوئی -

صبح چہارشنبہ کو پہلے جنرل صاحب اور مرزا خورم بخت نواب وزیر الممالک بہادر بحضور نواب گورنر جنرل بہادر کے بھی جلوس سواری سے تشریف فرما ہوئی بعد نصف ساعت بادشاہ شان و شوکت سلیمانی سے نالکی طلاکار پر سوار ہوئی اوس وقت حسب تجویز صاحب ریذیڈنٹ مصلح السلطان نے ٹکٹ نمبروار ہر عمائد اور مقربان شاہی کے ہاتھ مین دیے یہ سب ۱۹ صاحب کرسی نشین تھے اور ۱۲۰ ٹکٹ خواص عہدہ دار کو ملے یہ امر جدید کبھی پیشتر نہوا تھا اگرچہ داب دستور انگلستان کے خلاف نہین ہی بلکہ دستور ہر ولایت کا یہی ہے کہ بے طلب ٹکٹ کوئی مہمان بھی کسیکے گھر نہین جاتا چنانچہ شاہجہان آباد مین ابھی آجتک دستور ٹکٹ جاری ہی کہ جو شخص اپنے گھر مین مجلس عزا کرتا ہی ٹکٹ طلب بقید وقت ہر شخص کو

بھیجدیتا ہی لوگ سب آتے ہین اور بغیر ٹکٹ کے کوئی مجلس مین نہین جاتا سوا لکھنؤ کے کہ یہان بغیر طلب لوگ سنکر مجلس مین جمع ہوجاتے ہین خلاصہ جب بادشاہ کنارہ دریا پر کشتی سے اسپار ہوپہونچے ہاتھی پر سوار ہوی روپیہ بانٹنا شروع ہوا فقرا و مساکین نے ہاتھی کو گھیر لیا تین ہزار چار سو چھپن روپیہ سب نے پایا کدفعۃً دولیان شہر نے ہجوم کیا اور خوف جان سے نڈر ہوکر ہاتھیون کی حلقہ مین آگئے ایک شخص کچل بھی گیا جب گورہ بارک کے پاس پہونچے گورے اپنی بارک سے نکلکر اخذ زر مین مشغول ہوئے شہدون سے اور اونسے خوب کشتی ہوئی آخر کو گورے تھک کر اپنی بارک مین چلے گئے رزیڈنٹ نے بادشاہ کو انسے روکا کہ مبادا دو چار کا خون ہوجاوے وہان سے سواری آہستہ آہستہ چلی جب سراچہ خیمہ پر پہونچی نواب گورنر جنرل ہاتھی پر سوار ہوکر آگے طرفین سے برسم قدیم سلام ہوا نواب محتشم الیہ نے بادشاہ کو اپنے پہلو مین بٹھالیا اور داخل خیمہ ہوئے مجمع امرا کے ٹکٹ یافتہ نے ورسراچہ پر ہجوم کیا ٹکٹ دکھاکر داخل خیمہ ہوے اوسوقت مع بادشاہ سب کرسی نشین ۲۶ تھے اور ۱۲ خواص یعنی بشیر الدولہ مصلح السلطان احتشام الدولہ اقبال الدولہ مجد الدولہ مفتاح الدولہ وغیرہ تھے مرزا وصی علی خان اہتمام چاہ پانی کر رہے تھے ایک ساعت تک صحبت چار پانی رہی پہلے صاحب سکرتر نے بادشاہ سے کہا کہ نواب گورنر جنرل فرماتے ہین کہ کچھ نان ونمک نوش فرمایئے یہ سنکر درجۂ اول سے درجۂ دوم مین تشریف لیگئے جہان میز آراستہ تھا۔

نواب گورنر جنرل نے اول جلسۂ صحبت مین بادشاہ سے کلمات از راہ مزید محبت اور دولتخواہی کے ارشاد فرمائے جوکہ اوس صحبت خاص کے حاضرین کی زبانی سنے گئے کہ ہم بہت مشتاق ملاقات کے تھے بہت خوش ہوئے آپ کے اسلاف کرام کے حقوق جو نسبت ہماری سرکار کے ہوئے بیان سے باہر ہین جو امور باعث قیام و سرسبزی سلطنت ہوے اونکا کہنا اور تفہیم ہمپر لازم ہی اور صاحب رزیڈنٹ قایم مقام ہمارے بمنزلہ ہماری زبان کے ہین جو امور مناسب وقت اور اصلاح سلطنت کے ہونگے اونکا مشورہ نیک آپکو دینگے کہ باعث سرور و مسرت آپکا ہوا اور آپ بہر صورت مالک و مختار اپنی سلطنت کی ہین بوقت رخصت نواب گورنر جنرل نے مالہ مروارید بیش بہا اپنے ہاتھ سے زیب گلوی بادشاہ کیا اور انکاون کنٹھیان انگشتر اور سرپیچ بیش قیمت بادشاہ کو اور تیس ۳۰ مرزا ولیعہد بہادر کو چھپن ۵۶ مرزا سکندر حشمت کو دین اور ۴ ہاتھی ۲ عماری پر زر ۲ ہودج نقرہ ۔ ۲ گھوڑے اوسپین ۲ ولایتی ساز طلا قبری پشمینہ ۲ دکھنی مع ساز و قبری زردوزی ایک خیمہ پشمینہ مع چوب نقرہ دو پالکی ایک تامجھان

ایک کشتی جواہرات کی جسمین طرہ الماس بیش بہا اور شیشہ گلابی تھا یعنی اترا والونکو عطر و
ہار گوندھ وغیرہ کے ملے۔ نواب وزیر الممالک مہاراجہ شوکت الدولہ سفیر کو خلعت مع ہاتھی
و پالکی ملا۔

ایک امیر حضرت خلد مکان کی ضیافت کانپور کی نقل کرتے تھے کہ جب خلد مکان نواب
گورنر جنرل لارڈ امہرسٹ بہادر کے خیمہ مین داخل ہوئے تین سو کرسی گرد میز کے تھی بادشاہ نے
بنظر یہ قلت تعداد کرسی کہ مبادا وفا نہ کرے نواب معتشم الیہ سے ارشاد کیا کہ ہم اور ہمارے اقربا مہمان
ہین اگر تقدیم اپنے مہمانون کی ہوگی ہم بھی اسی صورت سے پیش آئینگے نواب معز الیہ نے بطیب
خاطر قبول کیا چنانچہ وہی صورت صاحبان عالیشان کے واسطے لکھنؤ مین ہوئی امرا دوسرے
کمرے مین میز پر بیٹھے خلاصہ حفظ مراتب اس خاندان عالیشان کا جیسا چاہیے لارڈ بشپ
صاحب نے کیا ظاہر ہے اور نظر بخلوص جنت آرامگاہ خلد مکان القاب عمو صاحب لکھتے تھے
تحریر خطوط طرفین سے یہ سب امور ظاہر ہین ارباب سیر و تواریخ کو فقط ایسے اشارات کافی ہین
نواب گورنر جنرل کا خانساماں جو خالی کشتیان لینے آیا تھا اوسے خلعت ، پارچہ کا اور ایکہزار
روپئے عنایت ہوئے۔

روز پنجشنبہ وقت صبح جنرل مرزا سکندر حشمت۔ مرزا خرم بخت بہادر۔ نواب وزیر الملک
صاحب رزیڈنٹ۔ کرنل ولکاکس صاحب وغیرہ واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے
گئے ۹ بجے نواب معتشم الیہ پل پر پہونچے اوسیطرح بادشاہ ہاتھی پر اپنے پہلو مین بٹھا کر داخل خیمہ ہوے
بعد ایکساعت کے رخصت ہوے بادشاہ نے ہمراہ خیمہ تک مشایعت کی وقت رخصت مالا
مروارید زیب گلو نواب معتشم الیہ کیا اونکے صاحبزادونکو اور ہمراہی خوانین خلیل القدر کو بھی بانٹے
دیے گئے باقی اور صاحبونکو ہار گوندھ و عطر دیا گیا اور دو کشتیان ملبوس کی پیشکش ہوئین خانساماں
سبکو ایک گٹھری مین باندھکر لیگیا۔ اقبال الدولہ مہتمم کشتی نے نظر بحسن سلوک محمد کاظم اپنے ملازم
کو بحیلہ مقابلہ اسباب جیسا خلعت ۵ پارچہ ہزار روپئے پائے اوسے چھپایا۔ آغا مرزا داروغہ توشکخانہ
جو ہمیشہ کشتیون کے ساتھ جایا کرتا تھا معتمد الدولہ سے شکایت کی وہ خلعت اوسمین لگیا۔

شب جمعہ بخش علیخان ناظم رسول آباد نے واسطے خوشنودی مزاج اقدس اپنے رسوخ کے واسطے

کنارۂ دریا اور دریا مین بجرے روشنی کے لشکر سلطانی تک چھوڑی بہت سی آتشبازی
چھوٹی دریا مین ایک باغ تازہ گلہاے گوناگون کا نظر آتا تھا۔ بادشاہ بہت خوش ہو
صاحبان عالیشان و خواتین معظمہ بھی دریا کے کنارے اس تماشے کے دیکھنے کو آتی تھین
صبح روز جمعہ بادشاہ سواری بادبہاری ڈاک مین پہلے داخل موسی باغ ہوے
وہان سے درگاہ بارہ امام مین زیارت کرکے رونق افروز شہنشاہ منزل ہوے صاحب
رزیڈنٹ بھی داخل کوٹھی ہوے۔ توپین سلامی کی سر ہوئین۔
روز شنبہ نواب گورنر جنرل بہادر داخل خیام انام ہوے لشکر مین قلت رسد ہوئی راجہ
غالب جنگ مہتمم لشکر نے داتا رام عامل رسول آباد کو بہت تنبیہ کرکے بے عزت کیا اور بازار
مین تشہیر کیا چوتھے دن چہارشنبہ کو نواب گورنر جنرل بہادر رونق افروز لکھنؤ ہوے برہم قدیم
چار امرا مع نواب وزیر الممالک پہلے استقبال کو گئے بعد اسکے بادشاہ صاحب رزیڈنٹ بادبہار
پر سوار ہوکر ناکۂ شہر تک تشریف فرما ہوے وہان سے ہاتھی پر سوار نواب معتشم الیہ اور صاحب
رزیڈنٹ ہم پہلو ہوکر شہر مین ہوتے ہوتے فرح منزل مین داخل ہوے چار ہاتی فیل جنگی وغیرہ
نواب معز الیہ بمقتضای سن پیری خشکی راہ بہت جلد رخصت ہوکے بروز پنجشنبہ جاہی پانی کوٹھی
رزیڈنٹی مین ہوا وہان اشخاص مشخصہ کرسی نشین تھے رسم ہمایا کشتی ملبوس وغیرہ طرفین سے
لکھنؤ مین نہوئی کسواسطے کہ کانپور مین ہو چکی تھی اور طریق طعام شب و روشنی وغیرہ یعنی بڑا
کھانا خلد منزل کے وقت سے موقوف ہو گیا ہے۔
روز جمعہ جب دستور المعظم صاحب رزیڈنٹ کے پاس گئے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل کا
یہ حکم ہی کہ ہمارے دربار مین امین الدولہ باجازت بادشاہ آوین عرض کیا کہ وہ صحبت شاہی
مین فرمایا ادکا آنا محض بمشاہدہ لیاقت ہی جیسے نواب منور الدولہ معزول بھی آوینگے تو ان
آنے مین کیا قباحت ہے نواب اور سفیر شاہی نے بادشاہ سے عرض کیا فرمایا اگر نواب گورنر جنرل
کی خوشی ہے تو ہمنے بھی اجازت دی یہ پاسداری اور حمایت فقط صاحب رزیڈنٹ کی بدولت
ہوئی جو بادشاہ نے اپنے ارشاد سے خلاف کیا تھا وگرنہ گورنمنٹ مین انکا کونسا حق تھا ان کے
کے واسطے وسیلہ آبائی تھا اور سکین حمایت جدید کی احتیاج نہ تھی۔

خلاصہ صاحب رزیڈنٹ نے سعادت خان جمعدار کو بھیجکر نواب امین الدولہ کو بلوایا دوپہر کو سوار ہوکر چلے راہ مین دوسرے چوبدار نے آکر کہا کہ صاحب کا حکم یہ ہے کہ آپ کل دو بجے تشریف لائیے گا۔

دوسرے دن شنبہ کو پہلے نواب گورنر جنرل شاہ منزل مین واسطے ملاقات بادشاہ کے تشریف لائے۔ ہاتھی گینڈے کی لڑائی دیکھی ۱۱ بجے رخصت ہوے دوپہر کو اہل دربار صاحبان وثائق خیرخواہان سرکار کمپنی کوٹھی ضیافت مین جمع ہوے نواب امین الدولہ شہرت الدولہ اعظم الدولہ نواب ممتاز الدولہ پہلے کوٹھی ضیافت مین علیحدہ بیٹھے پھر ہر شخص کو علیحدہ ٹکٹ ملا۔ بموافق اوسکے کرسی نشین ہوے یہ سب اکتالیس صاحب تھے۔

پہلے کپتان برڈ صاحب تشریف لائے اور نواب امین الدولہ سے کچھ سرگوشی کی اوسکے بعد نواب گورنر جنرل رونق افروز ہوے۔ کرسی نشینون نے کھڑے ہوکر سلام کیا پھر کرسی پر بیٹھے بعد اوسکے پھر ہر ایک نے ترتیب وار جاکر حضور محتشم الیہ کو سلام کیا اور اپنی اپنی کرسی پر آکر بیٹھے نواب امین الدولہ نے کلمات شکریہ ادا کیے رزیڈنٹ صاحب نے اوسکا ترجمہ کیا بعد اسکے ہر ایک شخص کو عطر پان عنایت ہوا۔ پھر ہر شخص نے جاکر سلام رخصتی کیا جب دربار برخاست ہوا نواب امین الدولہ نے صاحب رزیڈنٹ سے عرض کیا ہر شخص کے پانوون مین فرش پر جرابین بغیر کفش تھی۔

نقشہ دربار

کرنل رچمنڈ صاحب۔ نواب گورنر جنرل بہادر والیٹ۔ صاحب سکرٹر۔ کپتان برڈ صاحب

۱۔ نواب مبارک الدولہ

۲۔ نواب ممتاز الدولہ

۳۔ نواب وزیر الدولہ

۴۔ نواب سعید الدولہ

۵۔ نواب منور الدولہ۔

صاحبزادے سلطان جمجاہ

صاحبان خاص ۱۲۷۳ھ ۱۸۵۶ء

۶- نواب امین الدولہ

۷- نواب شرف الدولہ

۸- سلطان مرزا شاہزادہ صفوی

۹- دلیر الدولہ-

۱۰- نواب بہادر-

۱۱- نادر مرزا-

۱۲- مرزا عباس-

۱۳- رضا علیخان-

۱۴- مرزا علی خان-

۱۵- مرتضیٰ حسین خان

۱۶- مرزا محمد حسین-

۱۷- مرزا افضل علیخان

۱۸- مرزا علی عسکری

۱۹- مرزا مہدی پسر حسین علیخان

۲۰- مرزا فدا علی پسر حسین علیخان

۲۱- جعفر علی خان

۲۲- امیر مرزا

۲۳- محمد عطا خان-

۲۴- سید محمد خان مخدوم

۲۵- جلال الدین حیدر

۲۶- مظفر الدولہ-

۲۷- محمد علی خان-

۲۸- میر نظیر علی خان-

۲۹- مرزا محمد تقی خان پسر حسین علی خان-

۳۰- احمد حسین خان-

۳۱- نواب حیدر علی خان

۳۲- نواب مہدی علیخان ابن نواب مدار الدولہ

۳۳ میر نواب ابن مرزائی صاحب-

۳۴ ڈاکٹر میر عنایت حسین-

۳۵ منشی عبدالکریم منشی گورنمنٹ

۳۶- اعظم الدولہ

۳۷- رفیق الدولہ-

۳۸- مولوی ذاکر علی-

۳۹- مظفر حسین خان کمبوہ

۴۰- منشی جانکی پرشاد-

۴۱- احمد رضا خان-

صاحبان خلعت

۱- منشی جانکی پرشاد میر منشی رزیڈنٹی	۷ پارچہ	۵ رقم جواہر

۲ - بابو بھیرولن چند خزانچی رزیڈنٹی — ۹ پارچہ — ایک رقم جواہر
۳ - اخبار نویس لال جی رزیڈنٹی — ۵ پارچہ
۴ - مظفر حسین خان کنبوہ — ۴ پارچہ
۵ - مرزا مہدی علیخان مہتمم چارپائی — ۴ پارچہ — ۴ رقم جواہر ایک تورلی
۶ - نانک چند مہاجن - — ۵ پارچہ

نواب امین الدولہ کا دربار مین جانا لوگ خلاف سمجھتے ہین کہ یہ داخل اہل وثایق نہتے اور اولاد نواب مختار الدولہ - سرفراز الدولہ - امیر الدولہ کب اہل وثایق سے تھے وظیفہ شاہی بواسطہ صاحب رزیڈنٹ ملتا ہے ازانجملہ خدمت کہ سرکارین مین باعث فتنہ و فساد کے ہوے بلکہ موافقت سرکارین مین پیروی کرتے رہے نواب امین الدولہ بھی اسیطرح نیکنام رہے تحریر صاحبان رزیڈنٹ سے ظاہر ہے مقام استعجاب ہے یا اور حمایت رزیڈنٹ بھی ظاہر ہے جسکا ذکر کیا گیا بلکہ خود سرکار سے انکی حمایت پیدا ہوئی -

مظفر حسین خان کنبوہ اپنی خوش رفتاری سے الہ آباد سے بموافقت لورڈ صاحب کمشنر لکھنو آئے فی الحقیقت یہ خلعت مٹھی ولایت حسین خان کیواسطے تجویز ہوا تھا مگر موافقت عملہ سرکار و اپنی حسن تدبیر سے اور لورڈ صاحب کی صحبت سے انکو ملا چنانچہ جب کپتان بڑڈ صاحب کو اصل حقیقت معلوم ہوئی یہ اوسوقت حکیم نبیرہ رضا خان کے پاس بیٹھے گرمجوشی اختلاط کی باتین کر رہے تھے کہ دفعتہً پیراسی رزیڈنٹ نے حکم اخراج شہر پہونچایا اوسیوقت سیدھے کانپور چلے گئے اسیطرح ایکمرتبہ نیابت نواب امین الدولہ کے زمانے مین شہر مین آگئے اور مہاراج جھاؤلال کے مکان مین اوترے لکھنو کے اہل غرض عروج ثانی انکا سمجھکر آنے لگے نواب سے بھی ملازمت کے امیدوار اپنی کارفرمائی کے تھے جب کپتان شیکسپیر صاحب نے انکے باب مین بہت کچھ نواب سے کہا نواب نے کہا کہ ایسے لوگ بہت سے لکھنو مین آتے جاتے ہین مجھے اوسے کیا کام ہے غرض غدر کیا وگرنہ کیا عجب تھا کہ انکو بھی کچھ کام کا سمجھکر اپنے دربار مین آنے دیتے جیسے بعض اونکے دار دھر کو کارفرما سمجھکر دارومدار اپنے کاروبار کا کیا تھا غرض یہ مایوس اور ناکام ہوکر پھر کانپور چلے گئے -

الغرض روز دوشنبہ ۱۳ تاریخ ماہ نومبر کو چند خواتین انگلشیہ مہمان صاحبات محل ہوئین ہر ایک کو

گوکھے کے ہار کے بدلے مالاے مروارید دیا اوسی دن بادشاہ ۳ بجے واسطے رخصت نواب گورنر
جنرل کے تشریف فرما ہوے دو ساعت تک تخلیہ خاص رہا نواب محتشم الیہ نے فہمایش صرف ہمت
والا انتظام ممالک محروسہ و رفاہ و فلاح رعایا مین اوس طریقے سے جو لازمۂ محبت و یکجہتی ہے
سمجھایا شاہ عالم پناہ نے کلمات تازہ دوستانہ بہرحال خوشنودی خاطر نواب معظم الیہ کو بتقدم پہنچا کے
کمال بے تکلفی سے دامن نواب کا ہاتھ مین لیکر فرمایا کہ لارڈ ہیسٹنگ صاحب بہادر نے جو
سلوک جنت آرامگاہ کے بعد کیے ظاہر ہین اور لارڈ آکلنڈ صاحب نے فردوس منزل کو
صاحب تخت و تاج کیا ہمیشہ اون کے معین و مددگار رہے لہذا آپ بھی نسبت حقوق پیہم
اسلاف کرام کے میرے واسطے امر جدید جو باعث مزید محبت ہو تجویز فرمائیے تو آپ سے کچھ
بعید نہوگا اور جبتک اقرار نہ فرمائیے گا اپنا ہاتھ آپ کے دامن محبت سے نہ اوٹھاؤنگا نواب
موصوف نے اس جوش محبت بادشاہ سے وہ کلمات کمال شفقت سے فرمائے جو موجب
تسکین خاطر ہمایون ہوے اور بہت خوش ہوے ایک انگوٹھی الماس اور شمشیر ولایتی
دستور وقت رخصت دی نواب محتشم الیہ نے ایک قلمدان جواہر نگار اور ایک ہاتھی عماری دار
نقرہ دیا اور شادان و فرحان رخصت ہوے۔

اوسیدن رات کو نواب گورنر جنرل بہادر واسطے ملاحظۂ روشنی حسین آباد تشریف لائے
اوسکی صورت یہ ہوئی کہ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان نے ازراہ فراست عرض کیا کہ حضرت فردوس
منزل کو اہالیان سرکار دولتمدار سے بہت محبت روحانی تھی اور صاحبان صدر کو بھی خصوصیت
صداقی جو بس محبت نہایت مستلزم اسکی ہے کہ حضور مع صاحبان عالیشان وہان یعنی حسین آباد
مین رونق افروز ہون اور تماشا روشنی و آتشبازی ملاحظہ فرمائین کہ یہ مہمانی حضرت فردوس منزل
ہی اور باعث خوشنودی روح حضرت اس جہت سے نواب محتشم الیہ تشریف لائے دو ساعت تک بارہ دری
تالاب پر بعد زیارت امام بارہ کے رونق افروز رہے۔

صورت روشنی پر تکلف یہ تھی کہ رومی دروازے سے حسین آباد تک دو رویہ ٹھاٹھر روشنی
کے تھے اور ترپولیا بنید تھا اور سب پر چراغ روشن تھے اور گرد تالاب کے ابرکی فانوسین اور گولی
نصب کیے تھے اور بارہ دری مین روشنی شیشہ آلات اور حسین آباد مین در و دیوار پر گلاس روشن

تھے اور بڑا انتظام کیا تھا کہ سوائے متوسلین سرکار کوئی تماشہ بین شہر بین نہین جانے پاتا تھا اور دالان بارہ دری مین میز پر فواکہات و میوہ جات تر و خشک آراستہ تھے ۔

غرض ۱۲ بجے نواب گورنر جنرل بہادر کوٹھی رزیڈنسی مین داخل ہوئے مرزا وصی علیخان جو میور کے بنگلے مین جہان اپنی چالاکی سے از راہ دریچہ کانپور سے تین کرانچی ڈاک مین چاء پانی اور سامان ضروری لیگئے تھے صاحبزادہ نواب گورنر جنرل نے وعدہ انکے گھر جانے کا کیا تھا بموجب ایفائے وعدہ از راہ ناواقفیت دستور مع چند صاحب باغ مین دریا کے اوسپار تشریف لیگئے مرزا نے موافق اپنے حوصلے کے بہت تکلیف سے باغ آراستہ کیا تھا اور کئی طائفے ارباب نشاط صاحب حسن و جمال بھی اپنا باغ سبز دکھانے کو بلوائے تھے بعد دو ساعت کے یہ تماشا بھی دیکھکر رخصت ہوئے اسوجہ سے انکا موجب رسوخ و تفاخر ہمچشمون مین ہوگیا جب کپتان پرڈ صاحب نے سکرٹر کو اس مہمانی جدید کی چھٹی شکایتی لکھی کہ موجب تفاخر میزبان اور خلاف شان مہمان کے یہ امر ہو ایسا کبھی پیشتر سیان نہین ہوا کہ سوائے بادشاہ کے کسی اور کے گھر مین صورت مہمانی ہوئی ہو اسکا جواب یہ دیا کہ تمنے اپنی چھٹی مین حال چاء پانی کو مرد ذی عزت لکھا ہے پس اگر ایسے شخص کے گھر جانے کا اتفاق ہوا تو کیا قباحت ہے ۔

روز سہ شنبہ چہارم ماہ ذیحجہ سنہ ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۲ نومبر سنہ ۱۸۴۷ء صبحکو نواب گورنر جنرل بہادر ڈاک مین مڑک چار باغ سے روانہ کانپور ہوئے نواب وزیر الممالک اور رزیڈنٹ تا کہ شہر تک مشایعت کو گئے صاحب سکرٹر بھی اوسی رات کو روانہ ہوئے ۔

مشہور ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر نے بعد انکشاف حقیقت حال بادشاہ و ارکان دولت حسب قانون صاحب رزیڈنٹ کو احکام مجوزہ مناسب وقت تحریر رپورٹ فرمائی جسکا مضمون سرکار نے بہ قراین سمجھکر یون بیان کیا ۔

حال بادشاہ اودھ اور بدخلاف رائے باصواب رزیڈنٹ ہونا اور شفاقہ رعایا ہی شہر نسبت وقوع امر جدید از روی اخبار و تحریر صاحب رزیڈنٹ سے دریافت ہوا مصلحتاً صاحب رزیڈنٹ کو اجازت دی کہ شاہ اودھ کے ایسے امور مین مداخلت نہ کرین کسواسطے کہ بعد ورود لکھنؤ ہم خود سمجھ لینگے کسواسطے کہ آبا و اجداد سلطنت اودھ کے او رہماری سرکار دولتمدار سے حیثیت سے سلسلہ اتحاد

متعلقہ صفحہ ۱ جلد دوم

حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ بہادر

شاہی سے ہے
ار دوم ہوگی نا
ا تھا اور جس خلعت
ا دو نالکی ایک

Vajid Ali shah

نمبر ۳۴

سرکار سے پہ
حال بادشا
نسبت وقوع امر
کو اجازت دی ک
یہ لیکہ گیا کسواسطے

ویکسا جہتی چلا آیا ہے بہرحال پاسداری اور رعایت امور مرجوعہ لازم ہے ہمنے تخلیہ مین جناب
مرتبت تفہیم بادشاہ سے کیے اونھون نے ہر امر کو تسلیم کیا اسلیے ہمنے بھی اونکی خوشی خاطر مقدم کی
پس نظر بحقوق اسلاف سلطنت اصلاح حال سلطنت اہالیان سرکار پر لازم ہے اور ہمین کسیطرح کی
مداخلت اونکے گھر مین منظور نہین لہذا چاہیے کہ اصلاح سلطنت اور رفع ظلم اور بدعت اور اتلاف مال
شاہی مین جلد مصروف رہین اور کوشش کرین اگرچہ وہ درستی خلاف مزاج بادشاہ ہو اور بھی ارکان
دولت کے ہو اور درستی فوج بھی بآئین شائستہ عمل مین آوے کہ تین ہزار سوار و پیدل و توپخانہ
جنگی اچھی طرح سے آراستہ اور پیراستہ ہو کہ بروقت ضرورت سرکار کمپنی کے بھی کام آسکے اور
سرکوبی متمردین بھی بروقت سرکشی کر سکے ۔

خلاصہ رتق و فتق مہمات سلطنت بتجویز و صلاح دہی صاحب رزیڈنٹ قرار پائی چنانچہ واسطے دادرسی
مستغیثان سپاہ فوج سرکار کمپنی سکنہ ملک اودھ جنکا مقدمہ زمینداری محکمجات شاہی مین انفصال
ہوتا تھا اور جلد بھی ملجاتی تھی اور غفلت یا طمع عمال سے سرکشی تعلقدار سے اپنے حق کو نہ پہنچکر
ہمیشہ داد و بیداد کرتے تھے اسکے واسطے ایک کچہری تحصیل حضور مقرر ہوئی اور انفصال فیصلہ مقدمات
پر تاکید ہوئی اور امر نیابت بھی محول بصاحب رزیڈنٹ ہوا اور واسطے عدم رسائی زرسرکار
عمال سے تنقیح کا حکم ہوا کہ اگر ضمانت عمال سے ہو اوسکا تدارک کیا جاے اور اگر سرکشی رعایا سے
بغیر حیث ظلم دریافت ہو اونکی سرکوبی اعانت فوج انگریزی سے ہو کہ انتظام کامل عمل مین آوے
اور اگر متعدین کارگزار دکا ملنا جو سب طرح کی لیاقت رکھتے ہون دشوار ہے ۔ لہذا اس ملک
مین ایسا قانون جاری ہو کہ کسیطرح کا فتور انتظام مین نہو اور از روی قانون کوئی شخص خیانت
نکر سکے اور اجراے کار حسب لیاقت ظاہری رہے ۔

غرض نواب گورنر جنرل بہادر جب سردار سیر چشم حاتم زمانہ تھے عملہ شاہی سے جسے
خلعت عنایت کیا بیشبہ بیش قیمت اور شے تحفہ تھی چنانچہ خلعت سفیر شاہی نو ہزار روپیہ کی مالیت
اور بازار او خلعت نواب وزیر الملک و مہاراج کا بہت بیش قیمت اور عمدہ کا تھا اور جسے خلعت
دیا بیش قیمت اور بادشاہ کو پانچ ہاتھی عماری دار مع ساز نقرہ و جھول کارچوبی دو نالکی ایک
تامجھان انگشتری سادہ طلا و نقرہ ایک مسہری نقرہ خیمہ پشمینہ اکاون کشتی ملبوس خاص سہ پارچہ اکیس کشتی جواہر

وظروف نقرۂ سٹ ظروف چینی کار طلائی شیشۂ الماس تراش کے سامان آراستگی
بیشترین بدری دوشالے کشمیر کے عمدہ قلمدان جواہرنگار رقومات جواہر بیش بہا تاج بطور
سرپیچ قدیم مالہ سرپیچ دولڑا مروارید انگوٹھی الماس دست بند وغیرہ دیا اسیطرح کسی گورنر
جنرل بہادر نے نہیں دیا کسواسطے کہ لارڈ ماشرا صاحب عمو صاحب لکھے جاتے تھے اونھون نے
اسقدر تحفہ نہیں دیا تھا سب جانتے ہین بلکہ دو کروڑ زر نقد اس سرکار سے لے گئے تھے یہ امر
سب پر آشکارا ہے کتب تواریخ انگریزی مین بھی مندرج ہے سرکار شاہی سے بھی بہت تحفہ
اسباب دیا گیا ایک گاڑی نقرہ جو معرفت کپتان برڈ صاحب کے لنڈن سے بفرمائش
آئی تھی دی گئی۔

وقت روانگی نواب گورنر جنرل نے صاحب رزیڈنٹ کو بادشاہ کیواسطے ایک محبت نامہ چند دقعات
کا دیا تھا جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ ممالک محروسہ امانی کئی برس کی مدت کا دیا جاوے جس مدت مین
عہد شکنی نہو پرگنون پر تھانجات مقرر ہون تاکہ رعایا پر ظلم نہوا اور زر تحصیل بسہولت حاصل ہو کہ
موجب آبادی ملک اور افزائش فردعات ہو لہذا تفہیم ان صاحب کی بمقتضاے محبت و دوستی
سرکار شاہی منظور ہے اسواسطے کہ فیمابین دونون عالیشان محبت و اتحاد قدیم مستلزم اصلاح مفاسد کی
پس مکرر وہ تواریخ تفہیم مین کوئی امر نہین رہا اگر شاہ اودھ بن نمایش مذکور جو موجب افزائش
مال و نیکنامی سلطنت ہے حکم کی تعمیل نہ فرمائینگے تو زیدہ لیلیو را بندوبست کرکے بعد انتظام
کلی ممالک محروسہ اودھ قبضہ اہلیان شاہ اودھ مین مناسب وقت سمجھکر دیا جائیگا فقط یہی
مضمون بیشتم عہدنامہ فردوس منزل ہے۔

بعد روانگی نواب گورنر جنرل روز سہ شنبہ کو صاحب رزیڈنٹ شاہ عالم پناہ کے پاس
آئے وہ محبت نامہ جو حقیقت مین مثل تکمنا مہ تھا دیا اور بہت طرح کمال خاموشی ولتواری
سے فہمایش کرکے رخصت ہوے جسکا نتیجہ یہ ہوا جو سب نے دیکھا بادشاہ نے فوراً تعمیل فرمایا کہ فقط
الفت بتاریخ بموجب مکنون خاطر عمل مین آئیگا چنانچہ کمیری حضور تحصیل متعلقان اسکی نیری سے
مقرر ہوئی اوسکے مہتمم مولوی فضل حق خیرآبادی مقرر ہوے اور بظاہر ممالک محروسہ امانی قرار
قرار رہا یا مگر اوسمین شرط اجارے کی تھی۔

ورود نواب گورنر جنرل لارڈ ڈالہوزی صاحب کا کلکتہ مین اور محبت نامہ لارڈ ہیرڈنگ صاحب کا پادشاہ کیواسطے

۲۰ ماہ جنوری ۱۸۴۸ء مطابق ۱۲۶۴ھ رایٹ آنریبل جیمس انڈرو ارل آف ڈالہوزی گورنر جنرل بہادر بیت السلطنت کلکتہ مین رونق افروز ہوے حسن اتفاق سے دونون صاحبان عالیشان منصوب و معزولین مین رسم ملاقات مہمانداری بہ تکلف ہوئی اور ایک دو شنبہ کو رخصت کر کے روانہ ولایت ہوے لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر نے مناسب وقت سمجھکر بموجب ارشاد پادشاہ وقت رخصتی محبت نامہ بھیجا چنانچہ ۲۰ شہر ربیع الاول سنہ مذکور ۱۱ بجے صاحب رزیڈنٹ تنہا پادشاہ کے پاس آئے وہ محبت نامہ دیا سبب تنہائی یہ تھا کہ کپتان برڈ صاحب کانپور گئے تھے حاصل مضمون یہ تھا کہ ہمنے نواب گورنر جنرل بہادر منصوب سے مہمات رتق و فتق سلطنت مشروحًا بیان کیے نواب محتشم الیہ نے ہماری راے صوابدید کو مستحسن سمجھا لہذا اگر شاہجہاہ تعمیل امورات مرجوعہ سلطنت مین متوجہ ہونگے اور ارکان دولت کمال جانفشانی و دولتخواہی سے بجا لاینگے باعث مزید اتحاد دولتین عالیین کا ہوگا اور باعث نفع کثیر و موجب نیکنامی سرکار فقط۔

یہ بھی وہی مضمون مرشتم کا ہے ورنہ اسقدر تاکید شدید سے نتیجہ کیا۔ ہمنے کردی ہے جبر تمکو خبردار رہو ورنہ انتزاع ملک ہوجایگا۔

پادشاہ نے حسب دستور حکم سلامی اتواپ فرمایا اور بعد رخصت صاحب رزیڈنٹ بسواری تامجان فرح بخش تشریف لائے ارکان دولت مع وزیر اعظم ہمراہ رکاب تھی ازراہ آداب پیادے جلوے سواری مین تھے پھر توپخانہ کو ملاحظہ فرماکر مراجعت فرمائی پادشاہ نے جو نواب گورنر جنرل بہادر سے فرمایا تھا کہ گورنران سابق نے میرے اسلاف سے یہ کچھہ کیا آپ بھی میرے واسطے ایسا کیجیے کہ یہ بھی موجب یادگار ہوگا۔ پس غرض اس ہدایت سے انتظام ملک نہ تھی یہ بھی رموز مملکت ہین جو حکام ہی جانتے ہین اصل بنیاد دوسرا کیا جان سکے۔

بحکم صاحب رزیڈنٹ ہر صاحب وثائق پر محلدار کا ہونا اور باہر ازدو کا اور بحکم شاہی پھر موقوف ہونا

صاحبات محل اہل وثایق مثل نواب مبارک محل ولایتی محل ممتاز محل سرفراز محل تاج محل نواب ملکہ جہان صاحبہ وغیرہ موافق تجویز ضمانت وحمایت مختار افعال وکردار خود پسند خاطر اپنا رہتی تھین اور ظل حمایت صاحب رزیڈنٹ مین باستراحت تمام خواب راحت مین آرام کرتی تھین ہرچند بسبب ظنون فاسد جو خلاف شان شاہی تھی ہوتے تھے اور متواتر مداخلت بجیل اغیار سے اکثر وزرا رسلطنت سے ممانعت ظاہر ہوئی کسواسطے کہ حفظ ناموس اسلاف کرام حاکم وقت پر لازم ہے چنانچہ نواب منتظم الدولہ نے بہت تاکید اس انتظام مین بحکومت چاہی اور میر منشی صاحب رزیڈنٹ لبسفارش بجیلہ وثیقہ چاہتے تھے کہ مداخلت بیجا کرین نواب کے روبرو صاحب رزیڈنٹ نے مقبول کیا اور بعض وزرا نے دھمکا کر اپنی صورت نفع نکالی اور پھر اسکا انتظام قرار واقعی کیا اونھون نے بھی اپنی عادات قدیمہ سے ہاتھ نہ اوٹھایا آخر رفتہ رفتہ نوبت یہانتک پہونچی کہ میر کلب حسین بیٹے جناب میر سید علی مرحوم خاندان عالیہ جناب مجتہد العصر اسی بلاہی لاحقہ فرمنہ مین گرفتار ہوئے اسکا شور وغل ہر گلی وکوچہ شہر مین پہونچا نواب ناظر محلات شاہی کے انپر بہت چشم نمائی کی جو سراسر انکو خلاف شان خاندان تھی نہین بعداز حرا بی بصرہ کہ ایک پھلی سارہ محل کو کتنہ کرتی ہے رضا رزیڈنٹ ذی قدر باعتبار حفظ امر انتساب ناموس اسلاف کرام شاہی اور باپ وشیخ بدنامی کیلیے ایک حکمنامہ ہر صاحب وثائق کو بھیجا کہ ہمیشہ واسطے خبر رسانی محلات کے ایک محلدار مقرر کرو وہ لیکر پندرہ دن کے بعد ہر ایک وثیقہ کے احوال کی خبر پہونچا کرے اوسکی تنخواہ صاحبات محل کے ذمہ ہوگی اور ایک بابت ہر دفعہ سرکار شاہی کو مشتہر ہوا کہ وہ بھی اندرونی وبیرونی خبر مفصل پہونچایا کرے بہت خوب انتظام کیا تھا اور بہت سی رخنہ بندی کی تدبیر کی تھی اگر اسے قیام ہوتا یہ امر جدید جو اس تاکید شدید سے ظہور پذیر ہوا سبکے حواس گم ہوئے اور ہر طرف گھوڑی چاندی سونے کے دوڑنے لگے چنانچہ پہلے ہر ایک نے خیالی مضمون بنا بنا کر صاحب سے عرض حال کیا مگر مطلق شنوائی نہ کی حکیم بندہ رضا خان جو مدت سے ملازم خاص سرکار نواب مبارک محل کے تھے بظاہر پیشہ طبابت مگر جناب موصوفہ کے دفور عنایت سے اختیار کلی اندر او باہر کا رکھتے تھے اور اسی منطنہ مادہ فاسد سے

کئی بار وزارت مین قید بھی ہو چکے تھی اس حکم ناطق سے قیام شبانہ ور ڈیوڑھی کا موقوف کر کے خود وقت صبح وقت نماز ضحی الیا اختیار کیا تھا آخر بعد چند روز کے ہر ایک نے اپنا عرض حال کپتان بڑ صاحب سے کیا جنکے تعلق صاحبات محل تھے اور کرنل رچمنڈ صاحب نے بسبب اپنی ناواقفیت کے جتنے اسو تحقیقین کی تجویز پر محمول رکھی تھی انکا حال جو کمپنی صاحب کی رزیڈنٹی کے عہد مین گذرا صاحبان عالیشان بھی خوب جانتے ہین اس حکومت جدید کو ہر ایک سے موقوف کر دیا پھر سب تابع البال بدستور سابق ہوگئے نواب منتظم الدولہ نے جب احوال صاحبات کا روانہ صدر کیا وہان سے قطعی حکم آیا کہ باب عدالت مین صاحبات محل کے اور حفاظت ناموس اسلاف مین بادشاہ کو اختیار ہے چنانچہ حضرت فردوس منزل کے عہد دولت مین نواب تاج محل نے اپنے بھائی کے قید ہونیکی شکایت جنرل کالیفسلڈ صاحب سے کی کہ ہم اہل ویتقہ ہین صاحب نے ناواقفیت سے بادشاہ کو بہ پیام لکھا مولوی تفضل حسین خان نے تحریر حکم صدر سے معقول کیا صاحب نے بھی جب کتاب مین تحریر دیکھی خاموش ہو گئے

ہتک لال جی اخبار نویس درمیان راہ چھاونی کے اور ٹریپ صاحب کا برہم ہونا

کپتان برڈ صاحب اسسٹنٹ اول رزیڈنٹ بسبب ناموافقت آب و ہوا سے شہر اکثر چھاونی ہنڈیاون ملوک شاہی مین رہا کرتے تھے لال جی اخبار نویس رزیڈنٹی ہر روز اخبار سنانے کو اونکے پاس جایا کرتے تھے ایکدن نواب عزت محل منجھلا اور محلات معلی راجہ جیالال کے باغ مین جو واقع سر راہ چھاونی ہے تشریف لیگئی تھین بشیر الدولہ ناظر سپاہی سڑک پر کئی در چند آدمیون کا اہتمام کر رہے تھی منشی کپتان موصوف ہاتھی پر سوار شہر سے صاحب کے پاس جاتی تھی سپاہیون نے منع کیا وہ ہاتھی سے اتر کر صد باغ تک پیدل ہوکر چلے گئی راہ مین لال جی سے اپنی کیفیت بیان کی اونھون نے کہا تم بلند سواری پر تھی اس جہت سے منع کیا تھا مین میانے مین جاتا ہون مجھے کوئی منع کریگا زیر باغ پہونچے سپاہیون نے پھر ممانعت کی اونھون نے عذر سواری میانہ کیا مگر سپاہیون نے نمانا آخر صد باغ تک یہ بھی پیادہ گئے کس واسطے کر درجہ سرا تا کوٹھی کا چاندنین پردہ پڑی ہوئی تھین لال جی نے جنرل سلیمن صاحب سے اپنی ہتک کی شکایت کی صاحب بہت خفا ہوئے نواب کو بلوا کر دلداری کی - بشیر الدولہ سے ہزار روپیہ جرمانہ لیکر لال جی کو دلوایا۔

نواب گورنر جنرل کا کانپور سے ملک مغرب جانا جاے پانی کا الہ آباد سے پھر آنا کرنل رچمنڈ صاحب کا ولایت جانا

جب خبر آمد آمد نواب گورنر جنرل بہادر کا کانپور سی ممالک مغربی جانی کی مشہور ہوئی حسب دستور قدیم جاے
پانی وغیرہ کا سامان سرکار شاہی سی الہ آباد روانہ ہوا مرزا وصی علیخان کچھ سوچ سمجھکر نگرانی اپنی نظر کسی
کسی داروغہ کو تجویز کرکے بھیجدیا چند روز کے بعد وہ سب سامان پھر آیا نواب گورنر جنرل نی عذر جانے
ملک مغرب کا کیا ورگرنہ معمول قدیم یہ تھا کہ الہ آباد سی کانپور تک عملداری سرکار تھی اس جہت سے
معمول تھا دانشمندان اہلکاران سرکار کو اسی سی ایک تخیلہ پیدا ہوا خلاصہ نواب معتشم الیہ ڈاک مین ۱۵
ماہ نومبر ۱۸۳۳ء داخل کانپور ہوکے بعد توقف ایکساعت روانہ اکبرآباد ہوے وہان سے انبالہ کو روانہ ہوے
اس عرصہ مین جنرل لو صاحب راجپوتانہ اجمیر کے رزیڈنٹ ہوکر کلکتے سے کانپور کو جاتے تھے کپتان ہانگس
صاحب دوست قدیم تھے صاحب کی ملاقات کو گئے کرنل ولکاکس صاحب مہتمم رصدخانہ سلطانی کا حال
انتقال سنکر بہت تاسف کیا کس واسطے کہ یہ دونون صاحب ایک دوسرے کی اولاد کے دھرم باپ تھے

۲۹ - ماہ نومبر سنہ الیہ کو کرنل رچمنڈ صاحب رزیڈنٹ دربار شاہی سے بسبب علالت مزاج روانہ ولایت ہوے
انکو بھی انکی کاروبار درنگ دربار و مزاج بادشاہ سے بہت تنگ ہوکر اپنا جانا بہتر سمجھے اور جانتے تھے کہ بھیا کا رنگ کچھ
نظر نہین آتا کرنل نہری سلیمن صاحب بہادر جو قسمتی رزیڈنٹی تھے سند ملکھنڈ سے تشریف لائے وہان بہت عمدہ عمدہ کار نمایان
کئے تھے کہ ٹہیں نہرا ٹہگ و راہزن لوگونکو گرفتار و پھانسی دیکر راہ دکھن خوب صاف کردی تھی - کپتان ڈ صاحب انتظار تشریف
آوری صاحب مین قائم مقام ہوے جب پیشنی صاحب کلکتے سے انکے مقام پر پہونچے تب صاحب مذکورہ بالا لکھنو آئے

انتقال کرنل ولکاکس صاحب و گفتگوی قیام رصدخانہ کا اس خاصی مؤلف کتاب سے نواب وزیر الممالک سے ولیس صاحب کا کلام کرنا اور برطرف ہونا عملہ رصدخانہ کا

اب سنئیے بنای رصدخانہ سلطانی کو حضرت خلد منزل کی سلطنت مین حسب الحکم نواب گورنر جنرل
بہادر لارڈ ولیم بنٹنک بسفارش و تجویز صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس ہوئی نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان
وزیر اعظم تھے اپنا سوچ دیکھنا سمجھکر بانی سیانی ہو دی چنانچہ کپتان ہربرٹ صاحب و نواب گورنر جنرل

نے تجویز کرکے بھیجا اور مہتمم ہوے سترہ سو روپیہ ماہوار کی تنخواہ ہوئی مولوی محمد اسمٰعیل مع طلبہ چند
ہندوستانی اکتساب علم و عمل ہیات کیواسطے مقرر ہوے رمنۂ سلطانی مین بناء رصدخانہ تجویز ہوئی
قریب کوٹھی خورشید منزل جسکی بنا جنرل مکلوڈ صاحب مہندس مصاحب خاص جنت آرامگاہ نے
کی تھی بعد دو برس کے ناتمام ہوکر رہ گئی اتفاقاً کپتان ہربرٹ صاحب فجئتہً مر گئے جنرل لو صاحب نے
صدر مین رپورٹ کی نواب گورنر جنرل نے کرنل ولکاکس صاحب کو جو المہری پہاڑ کی مساحت پر تھے
اونھین مقرر کرکے بھیجا اور وہ ۱۸۳۵ء اپریل کے مہینے مین داخل لکھنؤ ہوے معرفت صاحب رزیڈنٹ
شرف ملازمت بادشاہ حاصل ہوئی ہم پارچہ کا خلعت ہوا کاروبار رصدخانہ پر متوجہ ہوے
جب مولوی اسمٰعیل بسفارت ثانی لندن ہوے اور اونکے چھوٹے بھائی اونکے قایم مقام ہوے جب
حضرت فردوس منزل تخت نشین ہوے خرچ فضول دیکھا سمجھکر تخفیف کیا جسطرح اکثر کارخانونکو
بیفایدہ جانکر موقوف کیا تھا صاحب کو تنخواہ تمام وکمال دیکر مع دو ہزار روپیہ زاد راہ کے دیکر روانہ
لندن کیا جب جنرل لو صاحب نے کہ کلید سلطنت تھی بادشاہ سے سب حقیقت حال بیان کی اور کہا کہ آپکی
سلطنت یا تمام ہندوستان مین کوئی امر عجیب من حیث العلم ہے جسکے ہماری ولایت کے کاملین
مشتاق ہون اور ہر ولایت مین رصدخانہ ہی جس سے کاملین کو فایدہ حاصل ہوتا ہی اور اسکی
بنا بحکم صاحبان ولایت اور نواب گورنر جنرل کے ہوئی ہی بہت تعجب ہی کہ آپ ایسے قدرشناس اسے
صرف بیجا سمجھکر داخل تخفیف کرین ولایت مین آپکی موجب نیکنامی اور قدردانی اسکے جاری رہنے
سے ہوگی اور رصدخانے مجموع ولایت مین ہین ہندوستان مین کبھی اسکی بنا نہین ہوئی
یہ سنکر بادشاہ نے اسے منظور کیا اور حکم اجراء رصدخانہ کا دیا چنانچہ معرفت راجہ بختاور سنگھ تجویز
صاحب موصوف ساڑھے چار لاکھ روپیہ اسکی تعمیر مین صرف ہوے پچاس ہزار کے پتھر دو ربنون
نے نصب کرنیکو بنارس مرزاپور سے آئے اور لاکھ روپیہ کے آلات رصدیہ موافق رصدخانہ گرین وچ لندن
سے آئے اوسکے بعد حکم بادشاہی کہ مہتمم رصدخانہ تا تکمیل رصدخانہ دو سو روپیہ تنخواہ مین سے
کم ہونگے اور عملے کو موقوف کرو لیکن ایک شخص عملے سے جو تمہارے کام کا ہو رکھلو چنانچہ مولوی عبدالرحمن
کنبوہ کو صاحب نے اپنے واسطے رکھ لیا جب رصدخانہ بن چکا صاحب نے عرضداشت نگاہداشت عملہ
کی کہ طلبہ زبان انگریزی سے واقف ہون اور بسفارش نوکر ہون ورنہ موجب ابتری کار سرکار ہوگا

چنانچہ حسب الغرض صاحب قرین بدستخط خاص ہوئی اور سیلے یہ عاصی متوسلت کتاب بسر رشتۂ منشی و ترجمہ کتب علم ہیأت وغیرہ ملازم ہوا اور تا حیات صاحب ممدوح ۱۹ رسالے کتب علمیہ وغیرہ بمقابلہ و تصحیح صاحب موصوف اُردو میں موافق فہم و عوام ترجمہ ہوئے ۔ صاحبان اسکول بک سوسیٹی کلکتہ اور آگرہ اور دہلی میں طبع ہوکر مشہور خاص و عام ہوئے اور صاحبان کمیٹی ڈاکٹروں کا انعام اور چٹھی نیکنامی دی بعض مطبع سلطانی میں چھپے اور کئی رسالے مقابلہ صاحب میں ہیں

تفصیل کتب ترجمۂ عاصی

۱ ۔ علم ہیأت ۔

۲ ۔ آلات آب وغیرہ

۳ ۔ ہوا ۔

۴ ۔ علم مناظر　　نیم طبع

۵ ۔ قصۂ راسلس ڈاکٹر جانسن صاحب　　طبع آگرہ

۶ ۔ مقاصد علوم لارڈ بروہم صدر الصدور لندن طبع کلکتہ و مطبع شاہی ۔

۷ ۔ رسالۂ حرارت

۸ ۔ رسالۂ ہوا

۹ ۔ رسالۂ آب

۱۰ ۔ رسالۂ آب ۔ یہ چاروں رسالے کتاب طبیعیات سے ہیں ۔ غیر طبع

۱۱ ۔ رسالۂ حیات ڈاکٹر برکلی ۔　　طبع مطبع سلطانی ۔

۱۲ ۔ رسالۂ علم ہیأت ڈاکٹر ونس صاحب　　طبع مطبع سلطانی ناتمام

۱۳ معرفت طبیعی ۔ پیلی صاحب　　طبع مطبع دہلی ۔

۱۴ رسالۂ مقناطیسی　　״　״　״

۱۵ رسالۂ آلات رصدیہ سمن صاحب　　״　״　״

۱۶ ۔ رسالۂ علم کیمسٹری پارکس صاحب　　غیر طبع

۱۷ - رسالہ علم مناظرہ کتاب طبعیات سے - غیر طبع

۱۸ - قوانین دستور العمل انگلشیہ اُردو و فارسی ،،

۱۹ - تواریخ مملکت اودھ اُردو زیر طبع

۲۰ ایضاً فارسی غیر طبع

۲۱ - ایضاً ترجمہ انگریزی ،،

عملہ ہندو و بنگالی انگریزی دان مشاہدات رصدخانہ کو بسفارش صاحبان آگرہ و الٰہ آباد نوکر ہوئے چند روز کے بعد رصدخانہ سقف طبیسی بحکم نواب گورنر جنرل بہادر تیار ہوا اور صاحب موصوف دونون رصدخانون کا مشاہدات و انتظام کرتے تھے اور انکی تعلیم بھی کرتے تھے حضرت جنت مقام نے دو دو سو روپیہ تنخواہ کے بدستور جاری کیے جو صاحبان عالیشان وارد ہوتے تھے مشاہدہ رصدخانہ سے بہت خوش ہوتے تھے اکثر امرای بیرونی جو شہر مین آتے تھے مشتاق ہوتے تھے - ایکدن حضرت جناب سلطان العلما و سید العلما بھی تشریف لائے صاحب نے مشاہدات کواکب کیے ایکدن حضرت جنت مکان مع صاحبات محل تشریف لائے صاحب اور بیم صاحبہ اور اس عاصی کو خلعت اور عملہ کو انعام عنایت فرمایا پھر بموجب درخواست صاحب موصوف کو چھ ہزار روپے سرکار سے طبع مشاہدات کو ملے خلاصہ اس کئی برس کی مدت مشاہدات مین صاحب نے ہر روز بڑی مشقت اختیار کی تھی ہر چند بابو وغیرہ دس آدمی تھے مگر سب کی تصحیح مین خود محنت کرتے تھے اتفاقاً ۲ اپریل روز سہ شنبہ سنہ ۱۸۴۷ء میم صاحب تین دن کے عرصے مین ڈاکٹر لوگن صاحب کے علاج سے مر گئین اسی مہینے کی ۱۸ تاریخ کو سنہ ۱۲ ۱۸ء غازی پور مین میم صاحبہ پیدا ہوئی تھین بعد اس واقعہ کے صاحب دسمبر کے مہینے مین تین اطفال خردسال اپنے لیکر کلکتہ کو روانہ ہوا اور وہان سے ان لڑکون کو اپنے باپ کے پاس روانہ ولایت کیا اور کلکتہ سے آکے پھر وہی مشقت کرنے لگے آخر کو جگر مین ورم ہو گیا اور بعض امور سرکار شاہی بھی خلاف طبع اور موجب ناگواری ہونے لگی وجہ ظاہری یہ ہوئی کہ کپتان بالنگس صاحب ڈاکٹر لوگن صاحب پادری کیشور صاحب یہ سب صاحب کے دوست صادق تھے صاحب رزیڈنٹ اور کپتان برڈ صاحب سے وہ صورت اتحاد و یکجہتی نرہی جو جنرل لو صاحب اور جنرل کالفیلڈ صاحب سے تھی دربار شاہی کی یہ صورت تھی کہ جو ملازم شاہی مر جاتا تھا اوسکے

عیال واطفال کو خلعت ماتم پرسی ملتا تھا اور زرِ نقد بھی اس امر خاص مین سرکار سے ملتا تھا۔ بہرحال
اس عاصی نے حضور عالم سے عرض کیا کہ ولیمن صاحب سالے صاحب کے اسباب وغیرہ
نیلام کرنیکو آئے ہین اونھین اور اونکی اولاد کو خلعت دینا مناسب ہے اسمین آپکی بڑی نیکنامی
ولایت تک ہوگی حضور نے قبول فرمایا پھر معلوم نہین کیا صورت ہوئی کہ ولیمن صاحب سے ملاقات
تک نہ کی آخر وہ انتظار کرکے راتکو مع بچی ڈاک مین سوار ہوکر چلے گئے اور کپتان برڈ صاحب نے بھی قیام
رصدخانہ مین سرکار سے کچھ تحریک نہ کی جیسا جنرل صاحب نے اظہار حال کیا تھا معلوم ہوا انہین
ایسے ذی عزت صاحب کا یہان رہنا ناگوار تھا عملے سے یہ کہا بلکہ رپورٹ اسکی سرکار مین بھی کی
کہ اس رصدخانہ کا فایدہ اہل ولایت کو ہے اہل ہند کیواسطے کچھ فایدہ نہین ہے لہذا یہ امر موقوف
خوشی اور قدرشناسی بادشاہ پر ہے پس یہ وجہ اسکے قیام کی نہوئی حالانکہ ۱۹ لاکھ روپیہ سکّہ چودہ
برس کے عرصہ مین سرکار کا خرچ ہوا اور نو دس برس تک محنت شقت مشاہدات اور درستی
حساب مین صاحب نے کی تھی اوسکا نتیجہ کچھ حاصل نہوا۔ بلکہ وہ روپیہ جو سرکار سے طبع مشاہدات
کے واسطے ملا تھا وہ بھی پھیر لیا گیا۔

غرض ان وجوہات لاحقہ سے صاحب کا قصد مصمم ہوچکا تھا کہ بعد طبع مشاہدات رصدخانہ
کے مین ولایت چلا جاؤنگا جب عوارض جسمانی و روحانی کو طول ہوا ڈاکٹر لوگن صاحب اپنے بنگلے
سنٹڈیا ڈن مین لیگئے پھر ڈاکٹر صاحب روانہ کانپور ہونے لگے صاحب کو بھی اپنے ساتھ کانپور تک لیگئے
وہان ڈاکٹر ہیکی من کے سپرد کرکے روانہ لاہور ہوے صاحب کو عمل طایر اس کثرت سے ہوے کہ جان
بلب ہوگئے آخر ۲۵ اکتوبر ۱۸۴۸ء بوقت شب انتقال کیا اتفاقاً صاحب کے چھوٹے بھائی کی بیوی انکی
پرستاریکو آگئی تھین انکے شوہر مہم لاہور کو پلٹن کے ساتھ گئے تھے چنانچہ اونھون نے بتاکید تمام
پادری صاحب و ڈاکٹر صاحب کو بلوایا صاحب نے ولیمن صاحب اپنے برادر نسبتی کو اپنا وصی کیا
شام کو جنازہ اوٹھا جتنے صاحبان کمپ تھے سب تشییع جنازے مین شریک تھے۔ فوج گورہ بھی ساتھ تھی۔
جب لکھنؤ مین خبر آئی ٹریلی صاحب نے نواب سے کہلا بھیجا اونھون نے کپتان بارلو صاحب کو واسطے
حفاظت اسباب کے بھیجدیا بعد اسکے غازی پور سے ولیمن صاحب آگئے اور اسباب نیلام کرکے چلے گئے
اس نیلام کی یہ صورت ہوئی کہ ہزارون کتب علمیہ جنمین غالب ہے کہ اوسکی خریدی مین ہزارون روپیہ صرف

کیے ہونگے تیرہ سو پر نیلام ہوئین بہت سی ڈاکٹر اسپرنگر صاحب و ولیمسن صاحب نے کپتان ہاجکنس صاحب کا مال مال دوست سمجھکر لے لین اسیطرح سارے گھر کا نیلام ہوا۔ مال مردہ بیں مردہ ۔

اس عرصہ مین ایک انگریز نے اہلکاران سرکار کو غافل جانکر درخواست اس عہدہ جلیلہ کی کی ۔

جب یہ صورت ہوئی ہندنے حضور عالم سے سفروحا عرض حال ابتدا وانتہا کا کیا کہ اگر از راہ فروغ علم کچھ اسکی قدر و منزلت اور نیز نیکنامی سمجھیے تو وہ صورت کیجیے جو بعد کپتان ہربرٹ صاحب کے صاحب متوفی مامور ہوا اور اگر کچھ تخفیف منظور ہے تو کلنٹ صاحب مہتمم کالج جو جنرل بارلن صاحب کے دوست ہین اور متوفی صاحب کے عمل سے بھی واقف ہین اونکین مقرر فرمائیے اور وہ کچھ کم مشاہرہ پر بھی راضی ہوجائینگے اور اگر بہ سفارش کسی انگریز ملازم سرکار کو جو محض جاہل و ناواقف اس کو جیسے ہو مقرر کیا گیا تو محض نقصان سرکار ہی آئندہ اختیار ہے اسے کون سنتا تھا بلکہ ایسی جا بلد کا قائل مقربان خاص اپنے واسطے فتوح غیبی سمجھے ۔

خلاصہ کئی دن کے بعد نواب صاحب نے اسی عاصی سے فرمایا کہ بادشاہ نے کوٹھی رصد خانہ مجھے عنایت فرمائی اور رصد خانہ کا قائم رکھنا منظور خاطر اقدس نہین کتب خانہ رصد داخل محلہ صید الدولہ ہوا اور عملہ رصد خانہ برطرف چنانچہ ۲۰ جنوری ۱۸۴۹ع تک تنخواہ عملہ دیکر رخصت کیا اور اس عاصی کو بنظر عنایات تعارف دوستانہ قدیم بدستور بحال رکھا رصد خانے سے توپ زوال شمسی چلتی تھی اہل شہر کو خبر ہوجاتی تھی بابو رشنک موہن بنگالی گھڑی ساز مقرر ہوے ۔

نواب محمد خان سفیر شاہی کا واسطے استقبال سلیمن صاحب کے جانا رصد خانہ کا بدستور قائم رہنا

۶ جنوری روز شنبہ نواب محمد خان سفیر شاہی بذریعہ ڈاک روانہ کانپور ہوے روز چہارشنبہ ۳ بجے رات کو کرنل سلیمن صاحب بہادر داخل کوٹھی دلکشا ہوے صبحکو نواب وزیر الممالک ملاقات کو گئے اور بادشاہ بسبب ناسازی مزاج معذور رہے روز پنجشنبہ ۱۱ ماہ مذکور مرزا ولیعہد بہادر مع شاہزادے و امرا استقبال کو گئے ۹ بجے صاحب ممدوح داخل شاہ منزل ہوے حسب دستور فیل جنگی وغیرہ ہوئی بعد حاضری کھانے کے صاحب رزیڈنٹ واسطے ملاقات باز دید بادشاہ تشریف لائے تعارف سوالی ہوا۔ ۱ بجے صاحب ممدوح داخل کوٹھی رزیڈنٹی ہوے اتواپ سلامی سر ہوئین ۔

نواب صاحب نے اس عاصی سے ارشاد کیا کہ حضرت نے کوٹھی رصدخانہ مجھے عنایت فرمائی
مناسب ہے کہ عملۂ رصدخانہ برطرف کو بھی بدستور بحال کردو چنانچہ جس دن کی تنخواہ دینے کو
بھی حکم خزانہ عامرہ میں پہونچا بدستور قدیم نگالی وغیرہ مددگار علم مشاہدات میں مصروف ہوئے
اور توپ بھی ۱۲ بجے کی حکم رصدخانے سے بدستور چلنے لگی۔

بڑے صاحب کا واسطے عیادت بادشاہ کے آنا مرزا وصی علیخان کا معطل ہونا

روز شنبہ ۲۴ - فروری سنہ الیہ صاحب رزیڈنٹ رفع خلجان اخبار موحش طبیعت
ناسازی مزاج اقدس سنکر تشریف لائے کہ برائے العین تصدیق و رفع اشتباہ حال مزاج اقدس
کریں چنانچہ محلسرے شہنشاہ منزل میں بالمشافہہ بادشاہ سے باتیں کیں جس سے تسلی
تخیلات اخبار سماعی کی ہوئی شنیدہ کے بود مانند دیدہ - سوائے عارضہ خفقان و مراق
اور کوئی عارضہ تحقیق نہوا ورنہ کیا عجب تھا صورت الخبیس کی ہو جاتی یعنی تا صحت مزاج کوئی
اور ڈیٹی ہوجاتا - خارج سے معلوم ہوا کہ بادشاہ کو بھی ایسا توہم ہوا تھا چنانچہ مرزا محمد رضا بیگ
سے بھی ارشاد کیا تھا خلاصہ پرستاری بادشاہ محول بجناب عالیہ تھی اور سوائے اطبای ملازمین
سرکار عالی ڈاکٹری منظور نہیں چنانچہ صاحب نے کیفیت مزاج جو خود مشاہدہ کی اوسکی رپورٹ
صدر میں کردی مگر خدا نے رحم کیا۔

مرزا وصی علیخان نے اپنی رفتار کردار سے ہر طرح یانع سنہر دکھا کر نواب سے رسوخ حاصل
کیا اور پھر خدمت واصلباقی جو نواب امین الدولہ نے دی تھی اوسی پر مامور ہوئے اور مشیر خاص
صلاح دہی اکثر امور میں ہوتے تھے اتفاقاً اُنسے اور نواب محمد خان سفیر شاہی سے بدوجوہ
بگڑی اب دو دشمن انکے لگانیوالے آگ کے خود دو پیدا ہوئے اول شرف الدولہ محمد ابراہیم
ثانی نواب محمد خان - مولوی ذاکر علی کہتے تھے کہ میں نے محمد خان سے کہا کہ اِنکے مقابلے
کو بڑی قوت چاہئے ایسا نہو تم بھی کسیطرح ان کے پھندے میں آجاؤ آخر کو وہی ہوا غرض
ان دونوں نے باتفاق بڑے صاحب سے دل کھولکر لگانا شروع کیا اور صفات کردار بیان کرنی
شروع کیے اور بڑے صاحب عادی مخبرات کی تھے اگر ایسی تھی تو ہزاروں ٹھگونکو کیونکر پھانسی دیتے

اور اس شہر مین بھی سبت سے مخبر پھرا کرتے تھے جب صاحب کو احوال اخراج زمان ماضیہ جنرل لو صاحب و جنرل کالفیلڈ صاحب نسبت انکے اور کردار زمان حال و قوم و فرقہ کہ یہ ایسے ہین ضرور پیام ارسال شاہی ہوا کہ ایسا شخص جسکا اخراج اسصورت سے ہوا ہو پھر وہی مدار المہام جمیع امور مرجوعہ سرکار ہو یہ امر باعث بدنامی سرکار ہی لہذا نیاز مند کے نزدیک مناسب وقت یہ ہے کہ حکم محکم اسکی اخراج کا شہر سے ہو فقط یہ پہلی بسم اللہ اخراج شہر کی شروع ہوتی دیکھا چاہیے کون کون صاحب کا اخراج ہوتا ہے

روز سہ شنبہ نواب صاحب ممدوح کے پاس واسطے رفع توہمات نسبت مرزائے مذکور تشریف لیگئے اور پرچہ پیام بھی بہت بنا بنا کر اور سمجھکر لکھا کہ قصور مرزائے مذکور سرکار شاہی مین ثابت نہین کسواسطے کہ جنت مکان مین انکی روبکاری ہو چکی ہے بعد عدم ثبوت قصور نواب امین الدولہ نے مہتمم کاروبار وزارت کیا تھا اور سوائے عہد دولت مین کوئی اور شخص من جمیع الوجوہ ایسی لیاقت و عزت کا نہ تھا اسواسطے انہین نواب گورنر جنرل سکے جاے پانی کے ساتھ بھجوایا تھا اور نواب محتشم الیہ نے نظر بحسن خدمت و قدرشناسی کمال و فور عنایت سے بنگلا سیور کے اک مین اپنے دستخط خاص سے چٹھی حسن خدمت کی عنایت کی ہے اور لکھنؤ مین خلعت فاخرہ دیا اور صاحبزادہ نواب ممدوح مع صاحبان عالیشان مہمان انکے باغ مین ہوئے ہین دعوت کے طور پر چنانچہ جب کپتان برڈ صاحب نے شکایت انکے باب مین کی تھی اوسکا جواب یہ گیا تھا کہ تمنے پہلی چٹھی مین مرد ذی عزت لکھا تھا ان وجوہات سے نظر بہ حسن خدمات سابقہ مرد کار گذار سمجھکر منصرم کاروبار کیا۔ پس کیا قباحت ہے فقط۔

خلاصہ نواب صاحب نے بھی بمقتضائے حسن خدمت جسقدر مرکوز خاطر تھا کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا صاحب نے پھر اسکی تحقیقات نواب منور الدولہ نواب امین الدولہ سے کی انھون نے بمقتضائے وقت سمجھکر گول گول جواب دیا بخیال ناراضی وزیر حال اسکے بعد دوسرا پرچہ پیام آیا کہ نیازمند کو تحقیقات کی کچھ احتیاج نہین ہے لہذا مناسب ہے کہ انکو مداخلت کاروبار سے معطل کیجئے۔ چنانچہ دسوین تاریخ ربیع الثانی روز سہ شنبہ مرزا مذکور حکم حاکم سے مجبور ہوکر مستعفی ہوے لیکن دو سو روپے تنخواہ کے بدستور رہی خدمت اطلاق و واصلباقی سپرد مہاراج و شرف الدولہ غلام رضا خان کے ہوئی اور مقدمہ وصی علی خان شروع نفاق صاحب رزیڈنٹ اور وزیر اعظم ہوا۔ آگے اسکا انجام دیکھا چاہیے کیا ہوتا ہے۔

انتقال مرزا ولیعہد بہادر

مرزا ولیعہد بہادر شاہزادۂ دوئمی بادشاہ کئی مہینے سے مبتلای تپ دق و سرفۂ مزمن ہو رہے تھے آخر استسقے بھی ہو گئے اطبا و ملازمین نے بلطایف الحیل بجا اپنی ہنرمائی کا بہکر علاج سے ہاتھ کھینچا آخرکار محول بڈاکٹران کیا گیا چنانچہ ایک دن حسب الحکم ڈاکٹر اسبرٹ صاحب مع ڈاکٹران چھاؤنی تہمرا دیکھنے کو آئے انھون نے اپنی کیفیت مزاج بزبان شیرین بیان کی کچھ تجویز کر کے چلے آئے لیکن کچھ مفید نہوا اسواسطے کہ وقت ہاتھ سے جا چکا تھا حکیم اپنا الزام ہمکو دیا چاہتے ہین آخر کو ہچکیان لگین اسکی شدت سے زیادہ موجب ہلاکت ہوئی دوسری تاریخ رجب روز یکشنبہ قریب شام سنہ ۱۲۶۵ ہجری مطابق ۲۶ مئی سنہ ۱۸۴۹ء شاہ منزل مین نقل مکان کیا تھا اوسکے ۹ دن کے بعد انتقال کیا ۴ بجے صبح پہلوی حضرت جنت مکان مین دفن ہوئے اس خبر متوحش کو مصلحتاً بخیال ناسازی مزاج اقدس شہریار خاص سے چھپایا لیکن جوش خون پدری درد جگر کب چھپا سکتا ہے اوسیدن بادشاہ بےنسبت اور دنون کے بہت افسردہ اور مضطرب الحال رہے وقت طعام خاصہ خود ارشاد فرمایا کہ آج نوالہ میرے حلق سے نہین اوترتا اور دل خود بخود بھرا آتا ہے اسکا کیا باعث ہے حاضرین نے باتون مین لگا لیا آخرکار رات کو جناب عالیہ نے کہ وہ روز سوم تھا ظاہر کیا کلمات صبر و شکیبائی ارشاد فرمائے اوسوقت بہت بیتاب ہوئین عجب ہے کہ اس خاندان مین ابتدای عروج ریاست سے جسے اکیسو کتی برس گذرے کسیکا جانشین نہین مرا اس امر کو بھی اکثر لوگ شگون سمجھے۔ لیکن سعادت تدابیر کسیکو کیا دخل ہے انجام کار کو دیکھنا چاہیے روز سوم کپتان لبک صاحب قایم مقام رزیڈنٹ تعزیت مین لکھنؤ کے پاس آئے بادشاہ کے پاس ناسازی مزاج کیوجہ سے نہ لیگئے سن شریف مرحوم کا دس برس پانچ مہینے کا تھا

قطعۂ تاریخ وفات از نتیجۂ فکر منشی احمد صاحب

رفت از دنیا ولیعہد شہنشاہ جہان — جوہر تیغ خلافت تہ نشین شد ہای ہای

شد بزیر خاک پنہان وارث تاج و نگین — خاتم دست سلیمان بی نگین شد ہای ہای

زیب دامان جناب حضرت خاقان ہند — زینت آغوش پاک حور عین شد ہای ہای

گفت ہاتف مصرعۂ سالِ وفات او ہمین ماہ اوج سلطنت زیر زمین شد ہائے ہائے

مرزا وصی علی خان کا فیض آباد جانا اور بہ سلامت پھر آنا

خلاصہ نواب وزیر الممالک نے بہت جد و جہد مرزا وصی علیخان کے قیام کیواسطے لکھنؤ مین کیا اور عدم ثبوت تصور بڑے صاحب سے بیان کیا لیکن ہر صاحب رزیڈنٹ کو اختیار اپنے حکم کا ہوتا ہی اور جمیع امور عظیمۂ سلطنت حسن رائے صوابدید اور مصلحت وقت صاحب رزیڈنٹ پر موقوف ہین بادشاہ نے بموجب حکم و خوشنودی خاطر صاحب ممدوح سمجھکر حکمنامہ بنام وزیر الممالک مزین بدستخط خاص بایں کہ بالفعل اخراج وصی علیخان موجب خوشنودی خاطر ہمایون بھی ہے اور صاحب ممدوح کو امر خفیف کیواسطے ناراض کرنا مناسب حال نہین کہ تازہ وارد ہین۔

الحاصل چار و ناچار مرزا وصی علی خان کا فیض آباد جانا تجویز ہوا کہ عملداری سرکار مین رہین کانپور کا جانا عذر ناموافقت آب و ہوا کیا گیا اور حسب دستور بلحاظ صاحب ممدوح تاکید روانگی کو چوبداربھی متعین ہوا۔ چنانچہ ۱۵۔ شہر رجب روز سہ شنبہ سنہ ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۲ جون سنہ ۱۸۴۹ع مرزائے مذکور مع متعلق و اسباب بہ جمعیت سپاہ حفاظت رام اور سپاہ راجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ باطمینان تمام روانہ فیض آباد ہوے بلطف احباب اہل دنیا و اہل غرض اپنے رسوخ سے تا کہ شہر تک پہونچا آئے اب خدا یا تیات صالحات کوا سپے حوادث غیر طبعی سے بچا سکے اور توفیق اعمال و سکون و قیام کی دی تا کہ تحریک غیر صالح ہو جائین دیکھا چاہیئے اس اخراج کے بانی ہیانی کیونکر سمجھتے ہین فی الحقیقت مرزائے مذکور کی کارگزاری مین کچھ شبہہ نہین سواسطے کہ تعلیم و تربیت یافتہ منتظم الدولہ تھے مگر ایک بادستور صداقت شعار صاحبان عالیشان سے کم واقف تھے اپنی جو وہمت و نفع ذاتی کو مقدم سمجھتے تھے محل و غیر محل جرأت کر بیٹھے تھے انجام کار کا خیال نہین کرتے تھے یہ باعث انکی ناکامی بلکہ بدنامی کا ہوتا تھا چنانچہ ایک دن ایک دوست نے درد دل سے سمجھایا کہ مرزا صاحب ایسی داد و دہش اچھی نہین صاحب رزیڈنٹ کو ناراض کرنا اور اونکے حکم کے خلاف ہونا اور مقابلہ کرنا اسکا ماحصل کیا سمجھے ہین اگر آپ کا بابیرون شہر رہنا بتجربہ بالواسطہ ہوا ایسا ہی ہوگا آج وہی کیا پیش آیا

اسمین کچھ فایدہ نہوگا مگر کب سنتے تھے اپنی تدبیر پر نازان تھے غرض اوسی دن نواب صاحب نے بھی بڑے صاحب سے اونکے اخراج کی اطلاع کی۔

مرزاے مذکور بعد چار مہینے کے فیض آباد سے قصبۂ کاکوری مین چلے آئے مولوی مسیح الدین میر منشی معزول گورنمنٹ کے مہمان ہوے اپنا دوست خالص سمجھکر انکا عزل بھی انھین کی جہت سے ہوا تھا اکثر لوگ جانتے تھے خلاصہ اپنی حسن رسائی اور یاوری تقدیر سے سرکار مین سے اجازت قیام قصبۂ مذکور قریب شہر کے لی تھی اسکا سبب یہ ہوا کہ الیٹ صاحب سکرٹری اقلیم گورنر جنرل سے بسبب کتب تعارف بہت حاصل ہوچکا تھا گویا تخم بارور ہو چکے تھے شاید کہ ہمین جنس برآورد یہ بال کسواسطے کہ صاحب کو کتب تواریخ خط ولایت کمیاب و نایاب زمانہ کا بڑا شوق تھا جس شہر مین گئے جو بادی کتب ہوے مرزا نے یہ سوچ عرض کیا کہ میرے پاس کچھ کتب بزرگونکی نشانی رہگئی ہین ہمین دنیا سے فرصت اسقدر کہان کہ اونپر متوجہ ہون اگر پسند ہون ملاحظہ فرمائیے اور وہ کتب دراصل کتب خانہ سرکار شاہی کی قلعہ مبارک مین رہتی تھین زمان جنت آرامگاہ مین تحویلدارون نے صندوق کے تختہ پائین کو اوکھاڑ کر چرائی تھین قفل و مہر بدستور قایم رہی تھی یا خفا مرزا محمد جعفر ملا محمد اکرام اللہ خان کے ہاتھ بیچی تھین اور کسی ناواقف کو نہین دکھائی تھین کہ شاید افشای راز ہوجائے بعد مرزا جعفر مرزا محسن اونکے بیٹے کے پاس رہین جب یہ معتمد الدولہ کے زمانے مین قید ہوے بہت سی کتابین تلف ہوگئین جب مرزا محسن مرگئے مرزا محمد اونکے بھتیجے سے نواب علی نقی خان نے کئی ہزار روپے دیکر مول لین وہ روپیہ صرف لغویات پتنگ وغیرہ مین بادہوائی ہوا مرزا صاحب نے الیٹ صاحب کے نام سے نواب کو دم دیکر لے لین اور کہا کہ دیکھیئے انکو دیکر مین کیسا کام اپنا نکالتا ہون صاحب اون کتابونکو دیکھکر بہت خوش ہوے کہ یہ کتابین اب حکم عنقا رکھتی ہین قیمت کو انسے کہا عرض کیا مین تاجر نہین میرے پاس بیکار ہین چندروز مین کیڑون کی غذا ہوتین اب اسکے قدردان ہین اگر آپ کے پاس رہینگی تو بہتر ہے اور مجھے کچھ غرض نہین کہ اس حیلے سے آپ کو دون ایسی بناوٹ سے باتین کین کہ صاحب نے لے لین یہ سلیم ہوے کہ میرا یہ انشاءاللہ میرے کام آئیگا چنانچہ اسی امید پر خیال کر کے فیض آباد سے اپنے وکیل معتمد کو روانہ کلکتہ کیا اور ایک عرضی صاحب کو لکھی کہ میرے دشمنون کے بہکانے سے

میری طرف سے رزیڈنٹ کو ایسا وسوسہ ہوا کہ مین بحکم بادشاہ اپنے شہر سے نکالا گیا امیدوار ہون کہ اپنے
گھر کے گوشہ عافیت مین بیٹھا رہون اور اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے اور امورات شاہی مین کسیطرح
کی مداخلت نہ کرون جسکا شبہہ صاحب رزیڈنٹ کو ہے صاحب سکرٹر نے نظر بہ حسن سلوک کتب
چٹھی دوستانہ رزیڈنٹ کو لکھی کہ اگر یہ شخص کسیطرح کا مخل اور حارج ہو اور مثل رعایا شہر کے اپنے گھر
مین بیٹھا رہے تو کیا قباحت ہے جب مرزا کو تحریر صاحب سکرٹر معلوم ہوئی احتیاطاً رفع مظنہ
کے لیے صاحب رزیڈنٹ کو ایک عرضی اسی مضمون واحد کی بھیجی صاحب مطلب سے خوب
واقف ہو چکے تھے بپاس خاطر صاحب سکرٹر دستخط کیا کہ اگر اسیطرح شہر مین رہنا منظور ہے تو
کیا مضائقہ - اسکے سوا سرکار شاہی سے اجازت رہنے کی نپائی تھی نواب صاحب کی رعایت
سے یہ سبب انکی رجعت قہقری کا ہوا - جب گھر مین آئے خوب مجالس عزا کین مگر اپنی خوبی
بدسے باز نہ رہے رات کو چھپکر سواری زنانہ نواب صاحب کے پاس جانے لگے یہ اقبار ہر روز صاحب
رزیڈنٹ کو پہونچنے لگے - اس عرصہ مین الیٹ صاحب روانہ کیپ ہوے -

ترقی خطاب نواب وزیر الممالک

اس شہر مین ہزارون بیکار و معطل خانہ نشین ہین ان سب کی تلاش معاش بھی مختلف
ہے بہت بڑا وہ شہر ہے جہان کسی پیشے یا تجارت کی قدر نہو یا وہان کے لوگ کسی کسب یا پیشے
کو خلاف اپنی شان کے سمجھین جسطرح دستور ہر ولایت کا ہے کہ ہندوستان مین بھی قلیل و
کثیر پیشہ تجارت تھی جسطرح علی آباد کا مسلم سب ولایت مین جاکر بکتا تھا تاجران لکھنؤ کو دو چند
سہ چند نفع ہوتا تھا اسیطرح جنکے پاس بضاعت قلیل تھی اسی تجارت سے صاحب مال چند روز
مین ہو گئے تھے وہ تجارت بھی یکقلم موقوف ہو گئی ولایتی کپڑے کے آنے سے باقی تجارت
خاص اشیاء جزئیات کی رہ گئی اوسکی بھی کثرت سے قدر قیمت جاتی پھر تلاش معاش منحصر فقط
نوکری پر رہ گئی وہ بھی اس زمانے مین جاتی رہی اگرچہ اوسمین ہر شخص بلا زم نکما ہو جاتا تھا کسی
کام کا نہ رہتا تھا تربیت و تعلیم و کسب پیشہ نہین رہی اب اس زمانے مین فقط تعلیم زبان انگریزی
کی رہ گئی وہ بھی چند روز مین بسبب کثرت بہت سستی ہو جاےگی اور اردو حساب جغرافیہ ملکت تمام

اودھ مین تین ملین نی۰ الاکھ آدمی تھے حضرت خلد منزل کے عہد دولت مین خبرل لوصاحب
فرماتے تھے کہ دس لاکھ فقط اس شہر مین ہین اونمین غالب ہے اب تین لاکھ سے زیادہ
نہون ہزارون مرگئے ہزارون آوارہ وطن ہوگئے ہزارون جو مجبوری رہگئے ہین محتاج نان
شبینہ کے ہین علاوہ اسکے ہزارون نے شغل بیکاری سے استعمال افیون اختیار کیا ہے اس
بدتر اور دوتین چیزین اختیار کی ہین کہ وہ آدمی کہ معطل ورا رخود رفتہ کردیتی ہین اب فقط
فی السماء رزقکم پر توکل ہے اوراپنی صحبت مین اپنی فہم اور بے لیاقتی سے افسانہای بے اصل و
بے سود بیان کرکے مشہور خاص وعام کرتے ہین اوراز انکہ بیان کی خلقت طبیعت وارے مضامین
خیالی خوب تراشتے ہین اوراوسکے کذب وصدق مین آپسمین مناظرہ بھی کرتے ہین خصوصاً وزیر
معضوب کے باب مین وزیر معزول کے پھر منصوب ہونیکی خبر اڑاتے ہین اپنے توسل کی جہت
سے چنانچہ عالمگیر کی نقل زبان عوام کے مشہور ہے اوسوقت دہلی کے تمام شہر مین چند بیکار
ومعطل نکلے نوکرہوگئے اورجہان سارا شہر بیکار اورمعطل ہو۔ غرض اس بیان سے یہ ہے کہ
ایکدن بادشاہ نے ازراہ بیدار مغزی استفسار آمدنی ممالک محروسہ فرمایا دستور معظم نے اوسکا
جواب مناسب عرض کیا اورچندروز پیشتر سے شہر مین مشہور ہوگیا تھا کہ حضور والا تمام ایام برسات
مین باغ گاوگھاٹ مین دریا کے کنارے رہینگے اتفاقاً اوسیدن تمام [illegible] پھر دولتخانہ قدیم
تحسین گنج مین پھر آیا اسی تردد سے حضور والا شام کو حاضر حضور شاہی ہوئے اسی جہت سے
بعض نافہمون نے مضمون غزل تراشا اوراصل حقیقت زبانی دریافت ہوئی کہ بادشاہ فی الحقیقت کچھ
کشیدہ خاطر نے ہوکر کوٹھی دلکشا مین رونق افروز ہوئے اورحکم قطعی یہ ہوا کہ کوئی شخص ہمارے
پاس نہ آئے بجز بندہ علیخان کوچوان کے کہ واسطے کہ اہتمام اندرونی وبیرونی انکے اختیار
مین تھا فقط گھوڑیان گاڑی کی باہر سے جایا کرتی تھین اوراندرون احاطے کوئی جا نہ سکتا
تھا یہ حال بہمی بادشاہ ودستور معظم بخوبی منکشف ہوگیا تھا اوراس افواہ عوام سے خود بھی کچھ لیا
ہورہی تھی اوسکے بس تھے برتھے آغر محمد خان داروغہ اوربندہ علی خان کوانکے احوال سے آگاہ کیا
اورحضرت صدا احوال بادشاہ سے اپنے باب مین ہوئے محمد خان کو بندہ علیخان سے کمال موافقت
تھی ایکدن یہ قصہ بندہ علیخان مین پہونچا ایک سائیس کو دیکھکر اپنی خبر کی۔ جواب پایا

کہ کل ۲ بجے مجھ سے ملاقات ہوگی جب بادشاہ استراحت مین ہونگے غرض جب ملاقات
ہوئی نواب کا احوال بیان کیا اوتھون نے اوسکی تصدیق کی کہ فی الحقیقت بادشاہ نے
روپوشی فقط نواب کے لیے اختیار کی ہے اب تدبیر یہ ہے کہ مین کل گاڑی اسی سڑک پر لے
آؤنگا تو نواب کا سلام ہوجاوے گا خلاصہ جب گاڑی اودھر سے نکلی نواب نے سلام کیا
قدمونپر سر جھکایا بادشاہ نے بچشم غضب دیکھا جب گاڑی سے اترے بندہ علی پر
بہت خفا ہوے اوسنے قسم کھاکر اپنے تئین بری کیا اور اوسی دن بادشاہ نے دیکھا
کہ سپاہی بندوق کے توڑے چڑھائے پھر رہے ہین حالانکہ وہ سپاہی روند کے ملازم تھے
واسطے حفاظت کے پھرتے تھے بندہ علی سے پوچھا کہ یہ کون لوگ تھے عرض کی حضور یہ جنگل ہے
زمیندار مترود شب کو گرد رمنہ کے پھرتے رہتے ہین یہ سنکر خایف ہوے چاہا کہ اوسیوقت
سوار ہوکر قیصر باغ مین تشریف لائین بندہ علی مانع ہوا اور نواب سے کہلا بھیجا کہ کل
مین بادشاہ کو لے آؤنگا آپ اوسیوقت مستعد رہیے گا غرض بعد ملاحظہ کاغذ
بادشاہ گاڑی مین سوار ہوے قریب دروازہ قیصر باغ کے گاڑی کے پہیے کو کہین
چڑھا دیا گاڑی رک گئی نواب وہان کھڑے ہوے تھے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور
یہین اوترین اور سلام کیا بادشاہ گاڑی سے اوترکے داخل مسجد ہوے نواب نے قرآن
شریف ہاتھ مین لیکر بادشاہ کے روبرو بہت قسمین کھائین اور اپنی صفائی حاصل کی۔ بادشاہ
نے بندہ علی سے فرمایا کہ نواب کے واسطے خلعت منگواؤ نواب نے عرض کی غلام کی تشہیر
بڑی بدہوائی ہورہی ہے امیدوار ہون کہ میرے خطاب کو تبدیل فرمائیے چنانچہ
خلعت بھی عنایت ہوا اور حضور عالم بہادر کا خطاب فرمایا اپنے خطاب سلطان عالم سے
مشتق فرمایا کہ نظر خلایق مین صورت واحد جلوہ افروز ہووے یہ خطاب کسی وزیر اعظم
کو نہ ملا تھا اگرچہ خلد منزل نے منتظم الدولہ کو خطاب حضور جو جنت آرامگاہ کا تھا دیا تھا بہرحال
سبکو سمجھون نے اسکی نذرین دین تبدہ علی خان کا مزاج رسوخ ثابت ہوا۔

انتقال سلطان مریم بیگم صاحبہ ونواب مبارک محل صاحبہ

سلطان مریم بیگم صاحبہ قوم ارمنی ساکن بغداد مذہب عیسائی بیٹی ڈاکٹر سارٹ بابیونز
بغداد کے ساتھ تھی انکی ابتدائی شان نزول داخل زمرہ محل معلی حضرت خلد مکان یہ ہوئی کہ
تیسرے سال جلوس مسند نشینی تھا کہ انکی ماں انھین کانپور سے لیکر حیدرآباد دریا کے اوس
پار کرایہ کے مکان مین آکر رہین سال بھر تک لباس انگریزی پہنے سڑک پر کھڑے ہوکر
جناب عالی کو سلام کرتی رہین جب قسمت نے یاوری کی ایک شب جناب عالی نے بعد نصف
شب میر کلو خواص کو مع میانہ سواری اور مشعلچی بھیجکر بلوایا انکی ماں میر کلو سے کہنے لگین کہ
ہم مایوس ہوکر کانپور جایا چاہتے تھے منتظر خرچ کے تھے غرض یہ منظور کر داخل کمرہ محلسرا کے
فیض بخش ہوئین حکم ہوا کہ میر ہیرے ایک قطعی تین لاکھ روپیہ کے زیور جواہر کی لیجا وادے بیگم
ہمارے پاس آوین خلاصہ جب مشرف بسعادت ابدی ہو چکین پانچہزار روپے دیکر رخصت
فرمایا اوسوقت انکی ماں کی خوشی شادی مرگ ہونے کی بیان سے باہر ہے صحن خانہ مین جگہ جگہ
سجدہ شکر بجالاتی تھی بعد کئی دن کے پھر رات کو طلب فرمایا دوسری قطعی زیور جواہر کی اور
دو ہزار روپیے اور ہزار اشرفی اور تین بدری ہر قسم کے پارچے کی عنایت ہوے بعد کئی
دن کے پایاکر حاضری عباس علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کھلاکر مذہب اسلام تلقین فرمایا
بیگم صاحبہ نے بطیب خاطر کلمہ شہادتین پڑھا اگرچہ ظاہر مین حب دنیا کیواسطے کیا ہوا اور فرمایا
کہ ہم نے تمھین بیگم کیا اونھون نے نذر دی پھر ایک دن ایک جوڑی جڑاؤ ہاتھون کی ایک لاکھ
روپیہ کی جسمین الماس کے نگینے سفید و گلابی جڑے تھے اور ایک نتھ لاکھ روپیے کی عنایت
عنایت فرمائی پانچہزار روپے ماہواری مقرر ہوئی پہلو بارہ دری محلسرا عنایت ہوئی اور اہتمام
دیوڑھی اور لوازمہ اسباب ضروری کو حکم ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان کو ہوا سکھپال سواری
کو ملا بہرحال ہم پلہ نواب مبارک محل کیا اب اس زمانہ مین جو اس قسم کے زیور و جواہر دینے کو
بیان کرین افسانہ ہی خلاصہ آمدم برسر مطلب دو برس سے کھانسی اور تپ دق مین گرفتار تھین اور
مرض الموت جانکر اور بخوف حاکم وقت کہ مردہ بدست زندہ ہو جاؤن ایک وصیت نامہ لکھکر صاحب

رزیڈنٹ کے پاس بھیجا یعنی مین اپنے اصلی مذہب عیسائی پر تھی اور ہون میری ماں نے مجھکو بطمع
زر دنیا مجھے اہل اسلام کو دیا مین بھی اپنی نافہمی سے مجبور تھی ہر چند بادشاہ نے مجھے اپنے مذہب
کی تلقین و تعلیم کی مگر باطن مین مین اپنے مذہب عیسائی پر مستقل رہی لہذا میری تجہیز و تکفین
موافق مذہب عیسائی کے ہو اور ایک ثلث میری تنخواہ مین میری وصیت جاری ہو لیکن
اپنے حسن علی کپتان کے مکان متصل امام باڑہ آغا باقر خان بکرایہ جا کر رہین آخر ۷ - اپریل
۹ بجے رات کو سنہ ۱۸۴۹ع مین مر گئین اور موافق وصیت کے قریب ٹیلہ شاہ پیر جلیل گورستان
رومن کیتھلک مین دفن ہوئین حسب الحکم شاہی مجد الدولہ نے تعلیقہ کر کے پہرے بٹھائے جب
صدر سے جواب رپورٹ صاحب رزیڈنٹ آیا متروکہ اونکا جو رفت شارٹ کو ملا ہر چند
پرچہ پیام پھر اس باب گیا کہ اس صورت مین ساری تنخواہ وثیقہ کربلای معلی کو جاوے لیکن کچھ
نہوا یہ حضرت خلد مکان کے ایک حکیم کا وہان بھی بڑا اختیار کلی تھا جسطرح حکیم بندہ رضا خان
مبارک محل مین تھے واللہ اعلم -

نواب مبارک محل صاحبہ کا احوال جنکا بیان حضرت خلد مکان کے احوال مین ہو چکا ہے بیٹی
کرنل جیمس صاحب کی مسماۃ چمپا کے پیٹ سے جنکا بنگلہ کانپور مین اسی نام سے تھا جب صاحب
ولایت جا چکے یہ پیدا ہوئین اسکول مین لڑکیون کے ساتھ پڑھنے کو جایا کرتی تھین بلکہ طامس
میر صاحب نے کہ باپ نے بھی انھین پڑھایا تھا نصرانی تھین جب حضرت خلد مکان نے تعلیم و
تلقین فرمایا صدق دل سے ایمان لائین فی الحقیقت بیت صاحب حسن و جمال تھین صاحب ہمت
تھین کئی ہزار آدمی انکی بدولت پرورش پاتا ہے اور سیر چشم تھین اختیار سیاہ سفید سب حکیم بندہ رضا خان
کے اختیار مین رہا اکثر اوجاع باطنی ہو جاتا تھا حکیم صاحب کے دست شفا سے رفع ہو جاتا تھا پھر چند روز
سے آلام روحانی مین مبتلا ہوئین خلاصہ باغ سے ڈالی انبہ کی آئی تھی اوس مین سے کئی آنبہ
رات کو نوش کیے رات کو مزاج کچھ برہم ہوا حکیم صاحب نے موافق معمول کچھ دوا بھیجی اوسے نوش
کیا پھر شاید استفراغ کیا آخر شب بستم ماہ شعبان روز شنبہ سنہ ۱۲۶۵ھ مطابق ۳۰ جون سنہ ۱۸۴۹ع
انتقال کیا محل مین شور قیامت برپا ہو گیا قریب دو پہرون کے حضور عالم بہادر کو خبر پہونچی اوسیوقت بادشاہ
سے عرض حال کیا پھر رات گئے جنازہ نکلوا اوٹھایا بعد غسل دیا حکم بادشاہ کے موافق رات حضور عالم امام باڑہ شاہ نجف مین

ہم پہلو سے حضرت خلد مکان دفن ہوئین یکشنبہ وقت صبح حسب دستور مجدالدولہ نے تعلیقہ کیا پہرے بٹھائے بظاہر بعد اسکے جو کچھ دستیاب ہوا داخل سرکار ہوا - دیانت الدولہ کے سپہر و بادشاہ نے مال مردہ سمجھ کر کچھ خیال نہ کیا جسکی قسمت مین تھا اوسے ملا مجدالدولہ منھ دیکہکر رہ گئے اگر انسے مقابلہ اسباب کا کیا جاتا البتہ سب کا احوال کھل جاتا پشمینہ و جواہر انکے پاس کا مشہور تھا پھر اوسکا پتہ نہ لگا کہ کیا ہوا -

بیگم صاحبہ مرحومہ نے بہت پیشتر اپنے انتقال کے اپنے ثلث وثیقہ مین وصیت حسب دلخواہ بمشورہ حکیم صاحب بواسطہ میر منشی نواب گورنر جنرل جداگانہ صاحب رزیڈنٹ صدر کلکتہ مین بھیج چکی تھین اونکے ملازمین جو اپنے حق ملازمی سے محروم رہے خلاف کہتے ہین - واللہ اعلم سوافقت اہلکارون سے بہت سی کاربرآری ہوجاتی ہے جب صدر سے تحریر آئی کرکش صاحب رزیڈنٹ نے کچھ تامل کیا تھا منشی رزاین خزانچی نے اونھین سمجھا کر جاری کردیا دوشنبہ کو تقریب سوم ہوئی خلعت ماتم پرسی حکیم صاحب اونکے بیٹے مرزا نہدہ مہدی خان کو اور رزیڈنٹ بوان کو حضور عالم نے دیا اور محل مین فقط نواب جی کو جو صفت ماتم پر بیٹھی تھین -

بسک صاحب کا محبت نامہ صاحب رزیڈنٹ کے نام اور مرزا کیوانقدر کو خلعت ولیعہدی اور مرزا فریدون قدر کو خلعت جرنیلی ملنا

روز سہ شنبہ ۲ جولائی سنہ ۱۸۳۹ء کو صاحب رزیڈنٹ نے محبت نامہ مشعر عزل مدار المہام سلطنت چند بات کا بھیجا پہلے چپراسی مصلح السلطان کے پاس لایا کہ جاہد نظر اقدس مین گذرانین وضمون یہ چاہا کہ پہلے حضور عالم تک پاس بھیجین پھر کچھ احتیاط سے بادشاہ کے پاس بھیجا بادشاہ نے بعد ملاحظہ کے حضور عالم کو دیا کہ اسکا جواب مناسب لکھکر بھیجو منشیان خاص نے بہت بنا بنا کر اوسکا جواب لکھا کہ اہلکار خاص بہ سبب علالت مزاج اقدس پرستاری مین رہے اس جہت سے مہمات مالی وملکی مین توجہ کامل نہوئی اب فی الجملہ تخفیف علالت ہوئی ہے انشاء اللہ حسب تجویز آپ کے عمل مین آئیگا اور حضور عالم بہادر کو قطع نظر عہدۂ وزارت کے منزلت قرابت خاص بھی حاصل ہے اور ہر حال مین یہ خیرخواہ سرکار ہین متصور ہین انکا حفظ مراتب ہر صورت

ملحوظ خاطر ہمایون رہتا ہے غالب کہ نظر باتحاد سرکارین آپ کی بھی نظر عطوفت ہر حال مین اوپر رہے انشاء اللہ تمام امور ملکی و مالی مین اپنے پیش نہاد رکھینگے :

ملال سلیمن صاحب و نواب صاحب اور وہانکے طرز دیکھکر آنریبل سر مہاراجہ دگبجے سنگھ صاحب بہادر کے سی ایس آئی والی بلرام پور و تلسی پور وغیرہ کا [illegible] گھبرانا اور ان دونون صاحبون کے درمیان رفع ملال کا باعث ہونا :

سنہ ۱۲۵۹ء ات مین سلیمن صاحب بہادر اور وزیر اعظم سے بد انتظامی ملک کے سبب رنج ہو گیا انکو اپنی رزیڈنٹی پر ناز - انکو اپنی وزارت کا دعوی - نواب صاحب کی آمد و رفت موقوف ہوئی اونکے متوسلین کی بھی اپنے پاس آنیکی صاحب نے ممانعت کی نواب صاحب کو نہایت تشویش ہوئی اسی فکر مین سر بزانو ہوے ایک روز مہاراجہ صاحب بہادر سے کہا کہ تمپر سلیمن صاحب از بس مہربان ہین اگر ہو سکے تو کوئی صورت رفع ملال کی نکالو اس کو وہ غنیمت سمجھونگا تو مہاراج حسب الحکم نواب صاحب سلیمن صاحب کے پاس گئے بعد گفتگوی بسیار مطلب کی چھیڑ چھاڑ کی نواب صاحب سے بگاڑ کی وجہ پوچھی صاحب نے جواب دیا کہ ہم لوگ سب صاف دل ہو کے ملتے ہین دل مین زور نہین ہمکو یہ ریاست مٹانا کسیطرح منظور نہین بلکہ یہ چاہتے ہین کہ روز بروز یہ ملک سرسبز و شاداب ہو رعایا آرام پائے اور یہ اضطراب دور ہو لیکن بد انتظامی اور سہل انگاری بادشاہ کی دیکھکر طبیعت مایوس ہے اسکا بڑا رنج و افسوس ہے جو ہدایت ہم کرتے ہین اوسپر قایم نہین رہتے کسی بات کا پاس نہین سوا اسکے حیلساز دغاباز چار پانچ ایسے سرکار مین ہین کہ وہ اور بھی اونکو خراب کرتے ہین مہاراج نے عرض کی کہ جو آپ فرماتے ہین بجا ہے مگر از راہ خداوندی ارشاد فرمایئے کہ آپ نے کیا تجویز فرمایا ہے جس سے یہ بکھیڑا پاک ہو غافلونکو قوت ادراک ہو صاحب نے بعد تامل فرمایا کہ بس یہی اسکا علاج ہے ہماری رای مین تو یون آیا ہے کہ چار پانچ شخص مثل وصی علی خان اور دیوان جنبری سہاے اور ریڈن وغیرہ جو مثل اربع عناصر و حواس خمسہ نواب صاحب کے ہمدم و ہمشیر ہین بجائے اپنے ہماٹون کسی معاملے مین دخل نہ دینے پائین - نواب علی نقی خان جو بالفعل

وزیر ہین مین جانتا ہون کہ وہ پوتروں کے امیرین انتظام ملک مین اونکو دخل نہین گوانپے نزدیک ہوشیاری دستعدی کرتے ہین برسرکدہین مگراس کو جہ سے محض نامدہین بادشاہ اونکو بہت چاہتے ہین اپنے کیے کو نباہتے ہین وزیر اعظم اونھین کو رہنے دین انکی پیشدستی کا کام شرف الدولہ ابراہیم علیخان سے لین کہ اوسکو انتظام ملک مین دخل تام ہے وہ لایق عہدہ وزارت لاکلام ہے اگر یہ بات شاہ اور وزیر دونون گوارا کرین تو ہماری وجھی ہے بھر شاید اس ریاست کو ترقی ہو مہاراج کو بھی صاحب کی یہ بات پسند آئی اور واقعی پہ نظر انصاف دیکھیے تو سواے بہتری کے اسمین کوئی برائی نہتی غرض مہاراج بہت بشاش ہوکے صاحب سے رخصت ہوے بارہ بجے تحسین گنج پہونچے اوسوقت حضور عالم بہادر دولت سرا مین تھے حضور سے اپنے آنے کی اطلاع کی نواب صاحب نے اندر طلب کیا مہاراج نے جو صاحب سے سنا تھا حرف بحرف سب بیان کیا مہاراج کی گفتگو سے وہ صدمہ نواب صاحب کے دل پہ ہوا کہ رنگ چہرے کا متغیر ہوگیا مہاراج نے رفع ملال کے لیے کہا کہ اسمین کچھ حضور کا نقصان نہین شرف الدولہ کے بلوانے مین کچھ کسرشان نہین اور جن لوگون کو صاحب نے دربار مین حاضر ہونے کو منع کیا ہے ۔ بظاہر دربار مین نہین مخفی حضور کو اختیار ہے بلوائین جسطرح صاحب نے کہا ہے چندے اسپر عمل کیجیے حجت تمام کرنیکو یہ بھی دیکھ لیجیے بظاہر تو سلیمن صاحب دوست معلوم ہوتے ہین فقط اتنی بات کی تکرار ہے یہ بھی کر گذرنے مین بہ نظر خیرخواہی عرض کرتا ہون آیندہ آپ کو اختیار ہے یہ کہکے رخصت ہوے وہان سے دل کبیدہ آئے خوش گئے تھے رنجیدہ آئے ۔ مہاراج کا کہنا نواب کے دل پہ موثر ہوا کلمات نصیحت پسند آئے چار دن بعد وہ چار دن پانچون آدمی نظربند ہوے دوسرے روز نواب صاحب نے مہاراج سے کہا اب جا کے سلیمن صاحب سے اطلاع کر دو کہ سب اون آدمیون کو نکلوا دیا اب جیسا حکم ہو مہاراج نے جا کے سلیمن صاحب سے کہا اونھون نے جواب دیا اچھا تمھارے کہنے سے ہمکو یقین ہوا مگر شرف الدولہ ابھی پیشدست نہین ہوا مہاراج نے کہا اتنا تو ہوا ہے اب آپ نواب صاحب کو یہان آنے دیجیے بہتر یہ ہے کہ اسکی گفتگو تخلیے مین ہو تو خود بھی فہمایش کیجیے اتنی بات دوراندیشی کی

تھی کہکے اپنی برأت کرلی صاحب نے فرمایا اچھا جاؤ اور آج تیسرے پہر کو نواب صاحب کو
لے آؤ مہاراج نے آکے نواب صاحب سے یہی کہدیا وہ اپنی طلب سُن کے بہت خوش ہوے
سہ پہر کو سوار ہوکر اور مہاراج کو بھی اپنے ہمراہ لیا صاحب کے پاس پہونچے وہ بہت لطف سے
پیش آئے کلمات بشاشت آمیز درمیان مین لائے مہاراج تو صاحب کو سلام کرکے علیحدہ
ہوگئے جانبین مین صفائیان منظور تھین تین گھنٹے تک سلیمن صاحب اور نواب صاحب
کے خلوت مین باتین ہوا کین بعد اسکے نواب صاحب رخصت ہوے مہاراج نے اوسوقت
حضور عالم بہادر کو بہت بشاش پایا خود بھی مورد مسرت ہوے چند روز لکھنؤ مین رہکر
بات بنائی مگر ان دونون حاکمون کی راے ہرگز مطابق نپائی ناچار ہوکے مہاراج نے
سلیمن صاحب سے عرض کی کہ مجھکو دربار شاہی کا رنگ بیرنگ معلوم ہوتا ہے اب آپکی
صلاح کیا ہے مجھے تو دکھائی نہین دیتا کہان تک روز صدمے اوٹھاؤن اگر ارشاد ہو تو
مین اپنے گھر جاؤن اونھون نے کہا تمھاری اور مقربان شاہی کی طبیعت مین بہت فرق
ہے اصل مین ریاست کا درخت بے اصل ہے اور جبکہ درخت کی جڑ مضبوط نہوگی وہ باد
مخالف سے ایک دن ضرور منہ کے بل زمین پر آرہیگا جو اوسکے سایہ مین [illegible] وہ کیونکر بچکے
گزند پہونچائے گا اگر اپنا بچاؤ منظور ہے تو اچھی سوچے ہو چلے جاؤ یہی بہتر ہے ہم اندیشہ تو تھا ہی
یہ سنکے اور گھبرائے وہان سے پھر کے سیدھے نواب صاحب کے پاس مہاراج چلے آئے سوقت
پاکے رخصت کی درخواست کی حضور عالم نے بخوشی گھر جانیکی اجازت دی کہ ضابطہ تم بھی جانتے
ہو جو کچھ مال تمھارے ذمہ ہے مناسب ہے کہ اوسکی مال ضامنی کسی سے لکھوا دو مہاراج
نے راے سوہن لال کی ضمانت لکھوا دی چلتے وقت نواب صاحب نے ایک نقارہ دیا
اور ایک ضرب توپ عنایت کی مہاراج دونون چیزین اپنے ساتھ بلرام پور لیگئے۔

روز چہارشنبہ صاحب رزیڈنٹ کو پیام شاہی پہونچا کہ آپ بہر صورت بسبب علالت
مزاج کے کرسی یا تامجان پر بیٹھ کے میرے پاس آئیے یا صاحب قائم مقام کو میرے پاس بھیجئے
اسکا سبب یہ ہوا کہ کئی دن پیشتر صاحب موصوف پا در منہ شاہی مین گھوڑے سے گر گئے
تھے پاؤن مین خوب چوٹ لگی تھی وہان سے صاحب راکھ کے چھلتے چھانتے

لپیٹ کر کوٹھی مین آ گئے تھے ہر چند پھر تاجان بھی بادشاہ نے بھیجا تھا مگر بسبب شدت درد کے
اوسپر سوار نہو سکے کئی مہینے تک پانون درست نہوا - پانون لنگ رہا لکڑی کے سہارے سے
چلتے تھے اس جہت سے پنجشنبہ کو لبک صاحب آ گئے خلوت ہوئی جرنل صاحب مرزا کیوان قدر
کو خلعت ولیعہدی مرزا فریدون قدر کو خلعت جرنیلی بصلاح صاحب موصوف عنایت ہوا
اوسکے بعد شرف الدولہ راے جگناتھ عرف غلام رضا خان کو خلعت بیباقی علاقہ حضور
تحصیل نواب محمد خان سفیر شاہی کو خلعت معمولی - شیخ مصاحب علی اونکے خدمتگار کو دوشالہ
رومال مرحمت ہوا -

ظاہر ہے کہ عہدہ جرنیلی درستی عبارت و آراستگی فوج ہے یہ تعلق علم مہندسہ سے ہے
جسطرح صاحبان عالیشان کو حاصل ہے چنانچہ مثل مشہور ہے کہ بونا پارٹ شہنشاہ فرانس کو
اس علم مین مداخلت کلی حاصل تھی اسکے سوا چاہیے کہ فوج مین اشراف قوم جس قوم کے
ہون بھرتی ہون اسیواسطے سپاہ پیادہ کو نجیب کہتے ہین اور مدارج سپاہ تنخواہ بجانفشانی کا
سرکار بخشتے جائین اور سرکار سے اونکے حقوق اونکے مادام حیات ضایع نہون کہ اوردنکو قطع
امید ہو جائے اسکی تفصیل صدر اعلی سرکار نے دربارہ فساد بدمعاشان سرکار اپنے رسالہ طبع
حکم سرکار سے خوب لکھی ہے غرض اس سلطنت مین یہ منصب جلیلہ جنت آرامگاہ نے مرشد زادہ
آفاق نواب شمس الدولہ بہادر کو دیا تھا اور خود جناب عالی مثل نگاہداشت سوار و پیادہ ملاحظہ
فرماتے تھے یا کبھی جرنل صاحب یا نواب نصیر الدولہ کو حکم ہو جاتا تھا حضرت خلد مکان نے اختیار
بخشی فوج کو دیا اب علم کم سفارش اور عملہ کا فائدہ شروع ہونے لگا خاص رسالہ کی اسامیان
معرفت میر مدو بکنے لگین حضرت خلد منزل نے اقبال الدولہ ظفر الدولہ کے بڑے بیٹے کو جرنیل
کیا انھون نے غلام مرتضی روضہ خوان کو اختیار دیا خود عیش و شرابخواری مین مشغول
ہوئے اس عہد دولت مین اہلکارون کی خوب بن بجری انتظام اچھے اور برے کا جاتا رہا
افسران فوج علاقون سے روپیہ ضروریات کا خاطرخواہ سرکار سے آپس مین رسدی
تقسیم کر لیتے تھے اخبار نویس جو ہر علاقہ نظامت پر رہتے تھے اونکا درماہہ پندرہ سے کم نہین
[illegible] زیادہ نہوتا تھا [illegible] صاحب اخبار اودھ سے ہو کر جاتی تھی [illegible] یہ اخبار

لاکھ روپیہ سالانہ تک پہونچا تھا اور خود ہر اخبار نویس ہزار بارہ سو سے کم ماہواری نہ لیتا تھا
بلکہ اس سے زیادہ نواب منور الدولہ اپنے بھتیجے کو اور نواب روشن الدولہ نے اپنے بیٹے کو حضرت
فردوس منزل نے مرزا ہمایوں بخت کو حضرت جنت مکان نے مرزا سکندر حشمت کو حضرت
سلطان عالم نے مرزا فریدون قدر کو ۔ مگر دفتر جرنیلی خاص داخل تخفیف ہوگیا تھا پس جب
ایسی خرابیاں فوج میں ہوں پھر اصلاح اور درستی و آراستگی کہاں ایک پلٹن نجیب
کی تیس ہزار روپیے اجارے پر تھی ان سب کے سوا سفارش اندرونی و بیرونی ہوتی تھی
چنانچہ دیوڈسن صاحب رزیڈنٹ نے نواب امین الدولہ سے فرمایا کہ تمھاری فوج سے حملہ
سرکار کو بڑا فائدہ ہے اس جہت سے وقت ضرورت سرکار ہر طرح کار سرکار ہوتا ہے چاہیے
کہ فوج اسطرح آراستہ و پیراستہ رہے کہ بروقت ضرورت ہماری سرکار کے بھی کام آئے
اسی جہت سے جب ہر رسالے سے سوار منتخب ہو کے مہم لاہو کو جانے لگے تھے تو بڑی ہی
مشکل پڑی تھی سواروں نے اپنی عادات قدیم سے بڑی ذلتیں اوٹھائی تھیں اگر ہمیشہ
سے حاضر باش اور نوکری چور نہوتے کا ہیکو یہ صورت ہوتی غرض ہر سلطنت میں بربادی
و خرابی و نقصان سرکار ہوتے ہوتے آخر یہ نوبت پہونچی جو سب نے دیکھی مہاراجہ گوالیار
یا راجہ بھرت پور نے خود متوجہ ہو کر کیسی فوج آراستہ و تیار کی ہے اور سرکار کا انتظام تو ظاہر ہی ہے

برگشتگی تقدیر ابن عاصی پر معاصی اور موقوفی عملۂ رصد خانۂ سلطانی

جب اس عاصی پر معاصی نے حسب الحکم ہنری الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنمنٹ
اور بہ تصحیح و مقابلہ کرنل ڈ لکاکس صاحب بہادر یہ تواریخ اودھ موافق دستور انگریزی لکھی
جسمیں حج شاہد اور تعریف زائد جانب داری کیکی نہیں مطبوع طبع اکثر صاحبان عالیشان منصف
و قدر شناس ہوئی چنانچہ جرنل سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ اور کلنٹ صاحب مہتمم کالج جرنل باٹن
ڈاکٹر اسپرنجر صاحب نے بہ نظر اصلاح دیکھا اتفاقاً قطب الدولہ مقرب خاص بادشاہ نے
اسکا ذکر بادشاہ سے اس خیال سے کیا کہ از راہ قدر شناسی کچھ بھلا ہو جاے مگر خوبی قسمت سے
اپنے یہ بالعکس صورت ہوئی ؎ ای روشنی طبع تو بر من بلا شدی + صادق آیا یا القرانا نہ جو

بذریعہ صاحب متوفی و بسفارش جنرل کالیفلڈ صاحب رزیڈنٹ بے منت موسیٹن و دربار مقرر
ہوا تھا از راہ قدرشناسی سلطان عادل موقوف ہوا وجہ یہ ہے کہ قطب الدولہ نے جب
تواریخ مجھ سے منگوا بھیجی بادشاہ نے حضرت جنت مکان کا احوال دیکھا بہت خوش ہوئے اور
تعریف کی جب اپنے احوال پر آئے بعض مقام جو حقیقت مین سچ تھے دیکھے اور خفا ہو کر
برطرف کیا ہر چند مین نے واسطے سمجھانے کے لکھا اگر مین خود پڑھکر ان مقامات کو سناتا اور خفا ہوتے
جواب شافی دیتا مگر مجھے وہ نہ ملے گئے - یہان کچھ طمع نہ تھی کہ امیدوار ہوتا صبر کیا
بسر اوقات مع عیال اطفال ۱۰ برس تک توکل پر رہی مگر شکر ہے کہ کسی امیر شہر کے
دروازے پر نہ گیا حضور عالم البتہ سال بھر کے بعد کچھ اعانت کرتے تھے موافق اپنے عقیدے
کے بعد دولت کربلا قاسم رزق کا تھا باعزت و بے منت رفع احتیاج ہوئی جب
عملداری گورنمنٹ ہوئی متواتر عرض حال کیا کسی نے نہ سنا - صبر کیا - جب علماء رصدخانہ
برطرف ہوا بنگالی وغیرہ جو بسفارش اکبرآباد و الہ آباد سے آئے تھے جنرل سلیمن صاحب کے ذریعہ سے
پنشن کی کی بادشاہ نے فرمایا پنشن دستور سرکار نہین اور اس مصنف تواریخ سے ہمین
رنج ہوا ہے لیکن اسکے بلحاظ جنرل صاحب تہائی حصہ پنشن کو عملے کے لیے اجازت ہوئی سوا
اس مقصوب کے بہر حال صبر کرنا چاہیئے - جب جنرل بیرو صاحب کو چودہ رسالے علمی مع تواریخ
اودھ ڈپٹی مرزا عباس بیگ نے دکھائے کہ یہ شخص محروم حق پنشن سے رہے رپورٹ صدر
کو کیا نصف تنخواہ معینہ یعنی پچاس روپیہ ماہواری مقرر ہوئی مگر الحمد للہ کہ وہ کتاب جو ملاحظہ
بادشاہ مین آئی تھی ۱۸ یا ۱۹ - جز تھی اب ۷۰ یا ۸۰ جز کے تقریباً کتاب مبسوط تیار ہے ایک
جلد فارسی اردو اور انگریزی جنرل چیمبرلین صاحب نے خود اور پاٹر صاحب سے ترجمہ کروایا
ہے کئی سے روپیہ اوسکی طبع مین صرف ہوا اور غالب ہے کہ نفع بھی ہو مگر سرکار خود طبع
نہین کر سکتی ہے مجھے اختیار ہے یا جو شخص از راہ قدردانی طبع کرائے - جب اسکے قدر
شناس دیکھینگے البتہ مجھے نیکی یاد کرینگے - آیندہ اختیار بخدا - وہ کسی کی محنت برباد نہین کرتا
ضرور اوسکا اجر دیتا ہے فقط -

احوال نواب جلال الدولہ مہدی علیخان بہادر

بعد انتقال جنت آرامگاہ نواب خاص محل مادر گرامی نواب جلال الدولہ مہدی علی خان بہادر
محلسرائے خاص فرح بخش سے باولی کے مکان مین تشریف لائین یہ بھی عمارت عالیہ نواب
آصف الدولہ نے قابل رہنے سلاطین کے بنوائی تھی اگرچہ وضع ہندوستانی ہے نواب جلال
الدولہ کو اپنی مان سے چندان موافقت نہ تھی اس جہت سے نشاط باغ مین آکر رہنے اور
اسے طور پر خوب آراستہ کیا اور سامان عیش و نشاط شاہانہ شروع کیا اکثر ملازم تیر انداز
وغیرہ نوکر ہوئے تیر اندازی اور بندوق لگانے مین وہ بھی خود کامل تھے جنت آرامگاہ نے
سب صاحبزادون کو جیسا چاہئے سب طرح سے تعلیم فرمایا تھا انکے شریک جلسۂ صحبت عیش فقط
نواب حسین الدین خان ہوتے تھے جد مادری حضرت سلطان عالم تھے۔

کئی برس کے عرصے مین یہ مصارف کثیرہ بسبب قلت مداخل کے تمام ہوئے اور بسبب
فضول خرچی اور صرف بیجا کے مان نے اعانت موقوف کر دی تھی اس جہت سے صحبت عیش
درہم برہم ہوئی اور ملازمین نے اپنی راہ لی لالہ ماہو لال داروغہ بیگم صاحبہ اور کارگزار بیگم
صاحبہ نے اپنے بچاؤ کے واسطے نواب معتمد الدولہ اور خوانین کمبوہ سے موافقت پیدا کی تھی ایسے
ناموافقت کلی دربار شاہی مین اکثر جاتے تھے مگر انکی تنخواہ مثل اور بھائیون کے نہ ملتی تھی آخر
تنگ ہو کر دربار کا جانا موقوف کر دیا تھا اتفاقاً انکو ہیضہ وبائی ہوا نوبت بہ ہلاکت پہونچی نواب
خاص محل خود بکشش محبت مادری سے باغ مین تشریف لائین نواب کی پرستاری کی حکیم
میر ابو ملازم بیگم صاحب معالج ہوئے خدا نے شفا دی فی الحال مستقل اخراجات ہوئین نواب بھی
بہ مجبوری اطاعت کرنے لگے۔

اجمالی تنخواہ مرشدزادہ ہای جنت آرامگاہ

— حضرت خلد مکان کی سلطنت مین جب کثرت مصارف سرکار شاہی بڑھی تو نواب معتمد الدولہ
کو اقربائے شاہی سے کسیطرح موافقت نہ تھی بلکہ ہر ایک کے درپے تخریب رہتے تھے

چاہتے تھے کہ ان سب کے مواجب معینہ بہت کم ہوجائیں چنانچہ نواب گورنر جنرل لارڈ مائرا صاحب کو ایک محبت نامہ لکھا کہ بھائیوں کی تنخواہ ہزاروں روپے کی ہے اور بسبب کثرت مصارف انکی تنخواہ دینے مین وقت دیر ہوتی ہے انکی باعث شکایت کا ہوتا ہے لہذا منظور ہے کہ ہر ایک کی تنخواہ نصف ہوجاے اور اولاد ازواج نواب آصف الدولہ مرحوم میرے عم نامدار فقط بنام نامی اونکے ہین غیر مستحق سمجھکر آزاد کردیے جائین اسکا سبب یہ تھا کہ معتمد الدولہ ان سب کو غیر مستحق و بیگانہ سلطنت جانکر تنخواہ بہت وقت اور مہینون چڑھا کر دیتے تھے یہ سب بیبیان بیچ محلہ وغیرہ مین رہتی تھین جب فاقون سے مرتی تھین بعد نصف شب کے کوٹھون پر ماتم کا برپا کرکے غل مچا کر معتمد الدولہ کو کوستی تھین اسوجہ سے نواب کو عداوت ہوگئی تھی اور اونکے نکالنے کی یہ تدبیر کی تھی لیکن وہان سے یہ جواب آیا کہ مقدمۂ خانگی مین آپ کو ہمہ وجوہ اختیار ہے مگر اولاد ازواج نواب آصف الدولہ کے واسطے ہمین یقین واثق ہے کہ آپکے عم نامدار کے نام نامی مشہور ہوچکے ہین غالب ہے کہ انھین خلاف ہمت عالی سمجھکر گوارا نہ کرینگے کہ موجب بدنامی ہوگا اور بھائیون کی تنخواہ مین اختیار ہے ایک زمانہ یہ گذرا کہ حضرت سلطان عالم کے عہد دولت مین حضور عالم نے انھین ازواج و اولاد کو محل سے نکلوادیا کسینے نہ سنا۔

خلاصہ جب بھائیون کی تنخواہ نصف کرچکے اسکے دینے مین برسون ہوجاتے تھے اس جہت سے اکثر مرشد زادونکی نوبت فاقہ کشی کی پہونچی بہ سبب قلت مداخل اور عدم وصول سے مثل نواب بہار الدولہ حسین علی خان بہ فیاض بہت تھے اور بادشاہ بھی انکی طرف سے غافل ہوگئے آخر ایک دن تنگ ہوکر باتفاق نواب نصیر الدولہ مع سب بھائیون کے دادخواہی کیواسطے چھاؤنی منڈیاؤن مین رکٹس صاحب رزیڈنٹ کے پاس گئے اپنا اظہار حال کیا جواب مناسب وقت پایا وہان سے مایوس ہوکر پھرے نواب نصیر الدولہ سب سے بڑے تھے فوج شاہی نے انکے دولتخانے کو گھیر لیا ہر طرف توپین لگا دین جابجا پہرے بٹھا دیے آمدرفت بند کی گئی دن تک یہ ہنگامہ صلہ رحمی گرم رہا آخر معرفت اعظم علی خان عظیم اللہ خان نے کچھ دیکر تصفیہ کیا نے الجملہ صورت عافیت پیدا ہوئی جب سے عظیم اللہ خان دربار نواب مین حاضر

ہونے لگے اور ہر طرح سے خوشامد کرتے رہے بہار الدولہ نواب حسین علیخان بھی حضور سپاہ شاہی
تھے بیس سوار اور پیادے متعین تھے انکے پاس دینے کو ایک کوڑی نہ تھی آپ فاقہ کرتے تھے
جب اس قید حیات سے بہت تنگ ہوئے ایک شب گھبرا کے گھر سے نکلے بہزار خرابی نہیں معلوم
کیونکر کانپور پہونچے وہاں سے فرخ آباد کو چلے کہ نواب منتظم الدولہ کے پاس جاؤں چوبے پور کی سرا
مین اترے تھے مرزا علی حسن مرزا حاجی کے بیٹے کانپور سے انکی رہبری کو ساتھ ہوئے تھے
بیس سوار جلکے پہرے سے نکلے تھے انکے تعاقب مین چلے آتے تھے سرا کو گھیر لیا چاہا کہ
نواب کو پکڑ لیجائین تہلکہ ہوا تھانہ دار آیا اونھین باز رکھا یہ مایوس ہو کر پھرے نواب نے
سی تصور سے برطرف کر دیا جب نواب فرخ آباد پہونچے وہان بھی صورت خلاف دیکھکر
کلکتہ گئے وہان بھی کوئی صورت دادرسی کی نہ نکلی عدم استطاعت دیلیا بانی سے اسباب
دنیا کیونکر حاصل ہون جب حضرت خلد منزل سریر آرائے سلطنت ہوئے حسب الطلب شاہی
لکھنو آئے انکی زر تنخواہ تمام و کمال ملی - بادشاہ بیگم صاحبہ نے از راہ کمال ترحم و صلہ
رحمی شہامت علیخان کی بیٹی جوان نامراد تھی عقد شرعیہ کر دیا نواب نے مہاجنون کا قرض
بالکل ادا کر دیا بعد کئی برس کے انتقال کیا -

نواب جلال الدولہ کا باخفا لکھنو سے نکلنا کلکتہ سے کربلا کو جانا

نواب خاص محل نے حکومت نواب معتمد الدولہ مین انتقال کیا نواب جلال الدولہ
متروکہ مادری و جاگیر نواب گنج سے محروم رہے جواہر و اسباب تحفہ ماہو لال نے اپنے خوف
جان و مال سے نواب و خوانین کو دیا اونھون نے اپنی امانت و دیانت ظاہر کر نیکو دستے
کوڑے بھی لگائے چند روز کے بعد چھوٹ گیا نواب جلال الدولہ بامید موہوم طلب ارمغانت
کو چند روز تک دربار رہا کیے جب شنوائی نہوئی مایوس ہو کر خانہ نشین ہوئے باہر نکلنا
بالکل موقوف کر دیا جب اس تکلیف سے تنگ آئے ایک شب کو شاسنگھ زمیندار کے گھوڑے
پر باخفا سوار ہو کر کانپور پہونچے وہان سے ڈاک مین کلکتہ روانہ ہوئے کئی دن کے بعد
ہرکارون نے سرکار مین خبر کی کسی کے کان پر جون بھی نرینگی -

جب نواب شمس الدولہ سے ملاقات ہوئی بہت خوش ہوے کمال محبت سے پیش آئے
فرمایا انشاء اللہ ہم تم باہم عتبات عالیات کو چلینگے اس عرصہ مین نواب شمس الدولہ نے
انتقال کیا اور چاہتے تھے کہ اپنے حین حیات مین چار لاکھ روپیہ کے نوٹ گورنمنٹ نواب کو
خرید کردین حضرت بیگم صاحبہ ایکدن باتون مین کچھ طعنہ زن ہوئین نواب جلال الدولہ
نے جواب شافی دیا کہ مین کلکتہ مین رہنے کو نہین آیا کہ کسیکا محتاج ہونگا میرا زادراہ
تین سو اشرفی موجود ہین اور کچھ جواہر بھی ہے

نواب جلال الدولہ بدل متمنی عتبات عالیات تھے انکا کوئی روکنے والا بھی نتھا چند
ملازمین خاص سے جہاز پر سوار ہو بصرے پہونچے حاکم بصرہ شہر تسلم یعنی ناظم بصرہ با لیوز بغداد
نے ہر مقام پر انکا احترام کیا طریق ضیافت ومہمانی موافق دستور ولایت پیش آئے کئی سوار
درچاؤش اونکے ساتھ کردیے جس شہر یا قلعے کے نزدیک پہونچتے تھے سلامی توپ کی ہوتی
تھی جب دور کی زیارت سے فارغ ہوے راہی مشہد مقدس ہوے ناگہان مکافات ایام ناہنجار
سے منزل ابن عباس آیا دو میل جو مخصوص رہزنی ترکمان ہے نواب نماز صبح زیر درخت
چنار پڑھ رہے تھے کہ دفعۃً ترکمان پہاڑ کی چوٹی سے اوترکر قافلے کو لوٹنے لگے اوسمین کچھ
ہندی بھی تھے بعض نواب کا نام لیکر فریاد کرنے لگے نواب نے از راہ جسارت اوپر دھر کیا بعض
نے نواب کو منع کیا کہ یہ ہندوستان نہین ہے آپ خاموش رہیے ۔

اس عرصے مین نواب نے تپنچہ مارا ۔ دونون خالی گئے حالانکہ نواب اس فن کے
بڑے قادر انداز تھے ناگاہ ایک ترکمان دوڑکر نواب سے لپٹ گیا گھوڑے سے گرادیا اور
قید کرکے پشت پہاڑ پر جہان رہتے تھے لے گئے اور کئی من تبریزی بیڑیان پاؤن مین ڈالدین
اور ہر روز عداوت سے اشد مصائب اور آلام روحانی دینے لگے اور بہت خوش تھا کہ میرے
حصے مین نواب ہندی اور شاہزادہ ہاتھ آیا ہے نواب اوسے سمجھاتے تھے کہ تیرا گمان غلط ہے
مین جلا الیہ فقیر ہندوستان ہون وہ کہتا تھا بہر صورت تم مجھے پانچہزار روپے دو چھوڑدونگا یہ کہتے تھے
کہ اگر یہی منظور ہے میرا خط بالیوز بغداد یا تہران کے پاس لیجا وہ روپے تمھین دیدینگے
وہ کہتا تھا ہمارا آدمی وہان جاکر گرفتار ہوجائیگا ۔ غرض اوس قافلے سے زن و مرد

چند آدمی اسیر ہو گئے تھے اور نواب ۶ - آدمیون کے حصے مین تھے ایکدن نواب نے تنگ ہو کر اوس ترکمان کے آٹھ برس کے بیٹے کو مار ڈالا اس جہت سے کہ وہ حرامزادہ سب سے زیادہ آزار دیتا تھا کبھی اینٹ دیتا تھا کبھی منہ پر تھوکتا تھا کبھی گالیان دیتا تھا اوسکا باپ نواب کی اس حرکت سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ تمنے اس عورت کو کیون نہ مار ڈالا کہ میرا حصہ بڑھجاتا یعنی جتنے آدمی ہ سے کم ہوتے اسکا حصہ بڑھجاتا دوسرے دن اسکا بھائی جو شریک حصہ تھا خفا ہو کر کہنے لگا مین آج نواب کو مارے ڈالتا ہون اور اپنے پاس چھُرہ دار سے نواب کی ہنڈلی پر کھڑا ہو گیا صاحب خانہ نے کہا پہلے تو میرا حصہ دے پھر تجھے اختیار ہے ایکدن نواب ہچکی بیٹھے جاتے تھے اور اپنی بیکسی پر رو رہے تھے اوس ترکمان کی جورو نے رحم کیا اور ایک گردہ اور لنگی نواب کو دیہی اور اپنے خاوند سے سفارش بھی کی کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص خاندانی ہے اسکے رونے پر مجھے رحم آیا بیٹر اگر نہ اور لنگی مین نے اودیدی خلاصہ نواب عجیب مصیبت ناگہانی اور بلا مین گرفتار ہوے کہ خدا کسیکو نصیب نکرے غرض اسیری نواب کی خبر مشہور ہوئی شاہ جم جاہ فتحعلی شاہ نے فرمان فرمائے مشہد مقدس کو لکھا کہ کوئی صورت انکی رہائی کی ہو تو باعث شک نامی ہے اور فرید حسنات اخروی لکھنؤ مین حضرت خلد منزل مین یہ خبر آئی داریس نے بھی مفصل احوال بیان کیا نواب روشن الدولہ نائب تھے یہان کو لکھنا مناسب شہزادہ مشہد مقدس نے حکم بانذران کو لکھا اونسے پانچہزار روپے دیکر نواب کو چھوڑایا وہان سے طہران مین آ کر مہمان خانہ بابو ہوے شاہ کو یہ امر خلاف گذرا ور نہ احترام او لوازمہ مہمانی زیادہ ہوتا بلکہ کیا عجب تھا کسی شاہزادی سے شادی ہو جاتی وہان سے عتبات عالیات آئے پھر بصرے سے جہاز پر سوار ہو کلکتے ہوتے ہوے کانپور مین ڈہ وہان صاحب بنگلے مین اترے وہی انکا متکفل آفراجات ہوا دہ تاجہ جنے پانچہزار روپیہ دیا تھا انکے ساتھ با

نواب کا لکھنؤ آنا اور انتقال کرنا

جب حضرت فردوس منزل سریر آرای سلطنت ہو انکا حال سنکر از راہ صلہ رحمی شفقۃً طلب

بھیجکر بلوایا تاکہ شہر پر جلوس سواری بھیجا جب شرف ملازمت حاصل ہوئی خلعت دیا اور
کوٹھی اسمعیل گنج محلوکہ اعظم علیخان رہنے کو دی اپنے حین حیات تک محبت کرتے رہے
تنخواہ بھی مثل اور بھائیون کے مقرر فرمائی بہرحال اوسپر قناعت کی ایکدن کمال خصوصیت
سے عرض کیا تصویر خاص مرحمت ہو کہ مین اوسے اپنا حرز جان سمجھکر ہر وقت شرف ملازمت
حاصل کرتا رہون بادشاہ نے اپنی تصویر بڑے جلوس سے بھجوائی امراسب پیادہ ساتھ تھے
نواب ہر صبح اوسکے سامنے باداب جاکر بیٹھا کرتے تھے کہ موجب خوشنودی خاطر بادشاہ ہوے
جب حضرت جنت مکان ہوے سب کی تنخواہ کم ہوئی انکے بھی پندرہ سو روپیہ ماہواری رہے
یہ اوسے بھی غنیمت سمجھے ازبسکہ صدمات روحانی اوٹھا چکے تھے کوئی حسرت دنیا باقی نرہی تھی
پیر نو سالہ گھر کر ہوگئے تھے وہ حسن وہ جوانی شباب سب جاتا رہا تھا کتب تواریخ کا بہت شوق تھا
دیکھا کرتے تھے غذا ایک وقت کی رہ گئی تھی دو گھنٹے کے بعد اوسکی بھی قے کرکے نکالڈالتے تھے
انتہا مین بہت موٹے تھے انگریزی حوضہ بھرجاتا تھا ڈاکٹر صاحب کی تجویز سے مٹی کرنے تقو
اور تے اختیار کی تھی اس سے بہت دُبلے ہوگئے تھے نواب امین الدولہ سے بڑا ربط
تھا اس جہت سے کہ امام بخش خان انکے باپ تیر اندازی مین نوکر تھے اس خصوصیت سے
ایک شب مجلس محرم مین بھی آئے تھے۔

حضرت سلطان عالم کے عہد دولت مین اور بھی تنخواہ کم ہوگئی تھی اوسپر بھی شکر خدا
کرتے رہے اکثر علیل بھی رہتے تھے آخر عوارض فرسنہ سے سنہ ۱۲۶۵ھ مطابق سنہ ۱۸۴۹ عیسوی
انتقال کیا حکم بادشاہ سے کربلاے نو تعمیر حضرت خلد منزل مین دفن ہوے اسباب ضبط
سرکار ہوکر نیلام ہوا ازدواج و اولاد نہ تھی اور نہ اسکا مدت عمر تک شوق و رغبت تھی۔

احوال قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی

یہ دونون احوال نواب جلال الدولہ و قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی اسواسطے
لکھے کہ انکا خاتمہ اسی سلطنت مین ہوا خلاصہ مرزا حاجی مقرب خاص حضرت خلد مکان سے پانچہزار
روپے پاتے تھے اور نہایت عنایت انپر تھی کہ بغیر از چند ساعت خواب راحت بادشاہ

بادشاہ کو انسے مفارقت ناگوار تھی اسی رسوخ سے نظامت سلطان پور و بیسواڑہ سلون
انھون نے بھائیونکو بڑے بیٹے مرزا محمد کو دی تھی ہرچند یہ کام خالی خوف و خدشہ سے نتھا کسواسطے
کہ خوف انجام اور دشمن قوی نواب معتمد الدولہ تھا ہرچند کئی برس پیشتر سلطنت سے لئے
یہاں خصوصیت تھی کہ واسطے جواب و سوال با امید سلطنت بھی تھی شب کو بالخفا آیا کرتے
تھے اور تحفہ تحائف بھی لایا کرتے تھے آخر وہ اتفاق اہل دنیا مبدل بہ نفاق ہوا۔ جب
نواب معتمد الدولہ نائب ہوے مرزا نو مہینے تک خانہ نشین ہوے نواب کو معرفت دیوان
گیا تھا بعد عہد و میثاق صفائی باطنی منظور تھی لیکن مرزا محسن نے باوجود اس عقل و
دانش اپنے [illegible] نادانی کے کامید عقل تھے برہم کر دیا جب دوبارہ عروج نواب ارفع مدارج
پر ہوا مرزا کی مصاحبت بادشاہ کی ٹھنڈی ہوتی خانہ نشین ہوکر پایۂ محاسبہ مین آنے بابت
قرابت [illegible] مذکور مرزا نے باعتبار خود ۵ یا ۶ لاکھ روپیہ گھر سے دیگر مہاجنان بازار سے
کھانا [illegible] کی اس خیال سے کہ اگر یہ قرضخواہ سرکار مین نالش کر دینگے تو معتمد الدولہ کی
بن پڑیگی اور قریب تین لاکھ روپیہ کے بابت قرابت کے انکار دیے سرکار مین رہگیا
پانچ برس تک اپنے گھر مین مع اپنے بھائیون کے قید رہے کوئی صورت نجات کی نہ نکلی
اور گورنمنٹ سے زبانی کرنل جان بیلی صاحب رزیڈنٹ سے قطع امید ہو چکی تھی اور یہ
اسیر نادان اور مطمئن تھے کہ ہمارا ایکسو ہوجانا بادشاہ سے موجب صفائی کا ہوجائیگا معتمد الدولہ
انکے خراب کرنے سے کبھی غافل نہ تھی آخر نواب نے شیخ محمد ناسخ شاعر ہندی جو مرزا کے محرم
راز مقرب خاص تھے اور انکا فروغ و رشد سارا شہر جانتا ہے کہ انکے گھر سے انھین حاصل ہوا
تھا بطمع دنیا اپنے کو موافق و متوسل کیا انھون نے بھی اپنی قدامت سے ہاتھ اوٹھایا اور بظاہر
حیلۂ آبروریزی حاکم وقت سے جان کر رفتہ رفتہ بالکل مرزا کے پاس آنکی ترک کی اسکے
سوا اپنا رسوخ سمجھکر درپے تخریب اپنے ولی نعمت ہوے اور نواب سے عرض کی کہ مین فقیر
ہون دربار مین حاضر ہونا میرے واسطے موجب مضحکہ ہوگا بروقت ضرورت حاضر ہونگا مگر
بکلاہ بغیر لباس اہل دربار یعنی پگڑی مین نے کبھی نہین رکھی اور جو بجا آوری احکام ہوگی گھر
سے بجا لاؤنگا نواب نے سب قبول کیا تھا۔

غرض جب ایسے گھر کے بھیدی اور محرم راز جمع ہو چکے ایک سپاہی مفلوک اور پریشان حال کو دم
دیکر سکھا کر واسطے قتل نواب کے وقت شب بارہ دری مین بلایا کہ تو ننگی تلوار ہاتھ مین لیے چلا آنا
جسے ہم کہینگے تلوار مارنا تجھے بہت کچھ ملے گا مرتا کیا نہ کرتا اوس اجل رسیدہ نے قبول کیا غرضکہ
جب وہ رہبری جاسوس سے قریب نواب پہونچا اوسکے انتظار مین نواب چبوترے سے باہر نکلکر
بیٹھے تھے اور اصحاب یار غار بھی اوسی سنے سلح حلقہ باندھے بیٹھے تھے اوسے دیکھکر کہنے لگے
وہ آتا ہے وہ آتا ہے ایک شخص نے پکارکر اوس سے کہا ارے مار تلوار نواب کو چاہتا تھا کہ
تلوار لگائے اصحاب نے ملکر اوسکا کچومر کر دیا نیم جان اوسے نواب کے پاس لائے کہنے لگا مجھکو
دغا کی یہ کہکر مرگیا حاضرین نے کہا یہ ہذیان بکتا ہے اسکے حواس درست نہین خلاصہ صبحکو
اوسکے پانون مین رسی باندھ ہاتھی سے کھچوا کر بازار مین تشہیر کیا لیکن سب پر اس جوڑ کی
اصل حقیقت کھل گئی مگر خوف حاکم وقت سے دم بخود تھے اور ایک ٹیپ ہندی تحریر بھاجی
اوسکے بازو سے کھول کر مشہور کیا تھا کہ مرزا حاجی نے اس سپاہی کو واسطے قتل نواب کے بھیجا
تھا بادشاہ کو پرچۂ اخبار گذرا حالانکہ اوس ٹیپ کی پشت پر حساب مٹھائی کا لکھا ہوا تھا دوسری
طرف انعام قتل۔ شیخ ناسخ اسکی صداقت کو در دولت پر حاضر ہوے بادشاہ کے سامنے
روبکاری کو گئے میر غلام علی رسالدار جو مقرب مرزا تھے وہ بھی حاضر ہوے بادشاہ نے
صمصام الدولہ مرزا اجو کو حکم کیا تم گواہون سے تحقیق کراؤ یہ بہرصورت خیرخواہ دوست حقیقی
نواب تھے انھون نے پہلے شیخ ناسخ سے تصدیق چاہی کہ یہ ٹیپ کیسی تھی اونھون نے
مناسب وقت سمجھکر جواب شاعرانہ دیا مرزا اجو نے بادشاہ سے عرض کیا کہ سو صادق ایکطرف
اور شیخ ناسخ ایکطرف ہے انکو حکم ہوا اپنے گھر جائیے دوسری گواہی میر غلام علی کی ہوئی یہ
سید نبی فاطمہ تھے کب جھوٹ بولتے کہا حاشا ثم حاشا یہ سب محض افترا اور جال ہے مجھے مطلق
اس حال سے خبر نہین۔ حکم ہوا انھین احاطہ راجہ درشن سنگھ مین لیجاؤ وہان طوق و زنجیر مین
مسلسل ہوے بعد کئی مہینے کے عشرۂ محرم مین اسی زندان شام مین مر گئے اور اپنے آبا ے
کرام سے ملحق ہوے یہ اونی شعبدہ اس زمانہ کا تھا۔
اب شیخ صاحب کا حال مفصل یہ ہی کہ مرزا حاجی کے قید مین ہر وقت حاضر رہتے تھے جب انتہا

خوف نواب ہوا کہ مبادا راہ سے پکڑے جائین گھر مین بیٹھ رہے جب یہ جوڑ بندھا پہلے چوبدار سلطان
انکی طلب کو آیا انھون نے کہا تم ٹھہرو جب تک مین تدبیر سواری کرون پگڑی بندھوا لون ـ
اوسنے کہا مین خواجہ محمود کوتوال کے پاس جاکر ایک ڈولی تمھارے واسطے لے آؤن اوس وقت
شیخ جی سمجھے کہ ننگ بے طور نظر آتا ہے سامان بے آبروئی ظاہر ہے چوبدار ڈولی لینے گیا
شیخ جی گھر کے دروازہ پر زنجیر لگا کر سر پہ چادر اوڑھے باہر نکلے اور اپنا دوست و شاگرد خاص
جانکر آغا توکل کے پاس گئے کہ مجھے دو تین دن تک اپنے گھر مین چھپا رکھو جب تک کہ شہر سے
باہر نہ نکل جاؤن انھون نے خوف حاکم وقت سے ڈر کر کہا کہ میرا گھر مفت برباد ہو جائیگا ـ ظلم نواب
ظاہر ہے تب شیخ جی نے کہا کہ ایک حجام بلادو مین داڑھی سر مونچھ منڈوا کر بیراگی بنکر شہر سے نکل
جاؤن آغا نے کہا اگر حجام سرکار مین کہدے تو بھی مجھپر آفت آئیگی اب شیخ جی پر ثابت ہوا کہ خود
اپنا رسوخ ثابت کرنے کو کہدین تو کیا عجب ہے اس عرصہ مین چوبدار آیا یہ حال دیکھکر سرکار
مین خبر کی میر اسد سرکار کے حکم سے گھر پر آ پکار کر کہنے لگے کہ بہرصورت شیخ جی کو امان ہے
مگر اس محلے مین جسنے اپنے گھر مین چھپایا ہوگا وہ البتہ ذلیل و خوار ہوگا یہ منادی کر کے
پھر آئے شیخ جی گھبرا کر ٹھیک دوپہر کو میر اسد کے دروازے پر پہونچے سپاہی سے کہا کہدو کہ شیخ
حاضر ہے میر اسد پابرہنہ باہر آئے اور بہت احترام سے اندر لیجا کر اپنی مسند پر بٹھایا آغا توکل نے
اپنا بیٹا اونکے ساتھ کر دیا تھا کہ مبادا شہر کے باہر چلے جاوین میر صاحب سے اوسنے کہا کہ ہم
امانت سرکار کو پہونچا چلے میر صاحب نے اوسے کہا کہ آپ کی عزت کے ساتھ میرا سر حاضر ہے
اور نواب سے جا کر کہا ـ فرمایا اپنے پاس رکھو دوسرے دن روبکاری مذکور ہو چکی اپنے گھر بسلامت
آئے سو روپیہ ماہوار نواب نے مقرر کیا ـ بس انکا رسوخ و اعتبار دن بدن بڑھنے لگا جو مقدمہ
جعل و فریب کا پیش آتا تھا اسے کہلا بھیجتے تھے یہ اوسے اپنی بندش شاعری سے موزون کر دیتے
تھے انکے پاس اسیطرح اکثر مشاہیر لکھنؤ بھی حاضر رہتے تھے ـ

دوسرا احوال شیخ جی کا یہ ہے کہ جب نواب منتظم الدولہ وزیر ہوے شیخ جی نے محض خوشنودی
مزاج نواب کے لیے غزل کہی تھی بقافیہ گریختہ یعنی (کا شور ہے آج پچھتن شاہجم گریختہ) اور پھر اونکی غزل
کی تاریخ یادگار ریختہ) کہکر مشہور کی تھی محمد خان قوال نے اس غزل کو نواب کے سامنے گایا تھا

ہزار روپیے انعام کے ملے تھے غنیمت نواب نے بہت خوش ہوکر اسپر مضحکہ اور تعریف
کی تھی منتظم الدولہ نے ایک چوبدار انکی طلب کو بھیجا اوسے انھون نے پندرہ روپیہ دیکر نشۂ
شربت پلایا اور خیر سواری اور بگڑی کی فکر مین ٹہلنے لگے وہ مرد پیر تھا سرد شربت بیگیر
اور بازار کی مٹھائی کھا کر بصورت نشہ کی اوسے پیدا ہوگئی سو گیا شیخ جی نے عصا سے پیر کو
کوٹھری مین رکھکر باہر نکلے سیدھے فقیر محمد خان رسالدار کے پاس پہونچے خانصاحب نے منشی
کبھہاری کے میانے مین بطریق سواری زنانہ سوار کرکے کول بار بھیجدیا وہان سے کانپور
ہوتے ہوے الہ آباد مین شاہ ابوالمعالی کے مہمان ہوے پھر وہان سے برخاستہ خاطر
ہوکے کانپور مین مرزا علی محمد کے مہمان ہوے جب منتظم الدولہ معزول ہوکر فرخ آباد گئے
شیخ جی پھر بسلامت لکھنؤ آئے مرزا علی محمد کے مہمان ہوے مرزا حاجی جب
وزارت اعتماد الدولہ مین لکھنؤ آئے شیخ جی کو نسبت اپنے انتقام منتظم شفیقی پر رکھا۔
جب حضرت فردوس منزل ہوے شیخ جی کو سو روپے ملنے لگے اور ہر سال تکلف سال جلوس پہ
خلعت بھی عنایت ہوتا تھا اور انتظام الدولہ کی سفارش مرزائی صاحب دوست قدیم شیخ جی کو
دوسو روپیہ ماہواری کا نوکر رکھوا دیا تھا حضرت جنت مکان کے عہد دولت مین از راہ نفسانیت
برطرف ہوے مگر بصاحب سابق تھے جسقدر سرکار نواب محسن الدولہ سے کمایا صرف بجا نہین
تھا بیٹون کی تعلیم مین قصور نہین کیا تھا حکیم زین العابدین انکا بیٹا شاگرد حکیم مرزا محمد کے
طبابت کرتا ہے جہان سے چلتا ہے اب کئی برس کے شیخ جی نے انتقال کیا ہو جب
اپنی وصیت کے جس گھر مین رہتے تھے اوسمین دفن ہوے فی الحقیقت فن شاعری
اور تحقیق و تصحیح الفاظ مین اونکا نظیر نہ تھا بہت سے شاگرد رشید اس شہر مین ہین غرض یہ
سب دیباچہ احوال شیخ صاحب کا تھا بسبیل تذکرہ جسقدر آنکھون سے دیکھا نہ یہ کہ از راہ
نفسانیت بیان کیا ہو کئی برس تک مرزا حاجی کے دربار مین عہدے کا اور اونکا
ساختہ رہا ہے خلاصہ نواب معتمد الدولہ کئی برس تک مرزا حاجی کے اخراج شہر کی
فکر مین رہے جب بادشاہ سے اونکے اخراج کو عرض کرتے تھے بادشاہ فرماتے تھے اپنے
گھر مین رہتا ہے وہ تمہارا کیا نقصان کرتا ہو ایکدن نواب نے قسمین مرزا کو

الی اسنادہ میر ابراہیم و میر شاہ علی رقعہ اتمام حجت بھیجا کہ اگر مجھے بستخطی رقعہ مرزا لکھیں اس مضمون
کا کہ آپ کے بانی مبانی محمد فقیر علی خان بھی ہیں نہ تھا اب ہیں تمہاری اطاعت سے باہر نہ ہونگا۔
اب عہد شیا تیا ایسا ہیں میں ہو جائیگا یا پنجہزار کا مواجب سرکار شاہی سے مقرر کرا دونگا اور
انہا کا ضمانت بھی آپ سے لونگا بعد غور و تامل مرزا نے جواب صاف دیا کہ مجھ سے کسی طرح
اطاعت تمہاری نہ ہو سکے گی اور نہ میں ضمانت دونگا کسواسطے کہ یہ مصاحب دل سے نہ پہونچینگے
بیچ توجہ ترجیح ہیوں۔ آخر کار نواب نے بادشاہ سے ہر صورت اجازت فوراً لیکر
۲۰ سویں تاریخ ربیع الثانی روز چہارشنبہ سنہ ۱۲۴۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۶ء رنجیت سنگھ رسالدار
شیو دین سنگھ وغیرہ اردلی بادشاہ مع بارہ سیداری گارڈی بھیجا۔ کہار سے اسباب پھینک دیا
اور سپاہی بیٹھا دیے کئی دن تک اسیر تعصب رہے کوئی عذر نہ سنا اور بادشاہ سے جا کر
اسکا عذر واجبی عرض کرتے ناچار ناچار پیادہ پا اپنے گھر سے نکلے سوار نہ ہو
سارا شہر جا بجا جمع ہو کر قدرت خدا کا تماشا دیکھنے کے لیے کھڑا تھا اور معتمد الدولہ کو اپنی نگاہ
مناسب وقت کہہ رہا تھا اسکے گرد حلقہ سپاہ تھا اوسوقت ان اسیران ظلم اور اجتماع خلائق سے
کیفیت بازار دمشق ظاہر تھی چوک میں کسی سپاہی سے تکرار ہوئی ایک ہنگامہ ہو گیا تھا راجہ
نے بہت وصعوبت ان سب کو سوار کر کے شہر کے ناکے باہر کر دیا قریب شام یہ قافلہ تکیہ
بود علی شاہ پر پہونچکر رات وہیں بسر کی صبح کو روانہ کانپور ہوے پہلے کانپور میں کرایے کے
مکان میں رہے اوسکے بعد ایک بنگلہ پیڈ پر مول لیکر رہے نواب نے انکے مکانات سب نواب
محسن الدولہ کو دیدیے کہ اگر انکی رجعت شہر میں ہوگی تو انسے کوئی نہ لے سکیگا چنانچہ آج تک
انہیں کے قبضے میں ہیں نسبت اوس زمانہ کے اب شارع عام سڑک یہ ہو گئے ہیں۔

مرزا حاجی کا لکھنؤ آنا اور پھر کانپور جانا

نواب معتظم الدولہ عجب صاحب ہمت تھا اور ہمیشہ تجسس اپنی نام آوری میں رہتا ...
زمان سابق کے جہت مرزا میں اور اونہیں صورت ناموافقت جیسا اہل دنیا کو طمع دنیا ...

ہوتی ہی تھی لیکن اپنے دل سے گذشتہ را صلوات پڑھکے مرزا کو بلوا بھیجا دو سو روپیہ ورثا
کر دیا اور اپنا قوت بازو سمجھکر ہم پیالہ ہم نوالہ بنایا اور اس زمانہ مین جتنے شہر پر ہوے
تھے سبھونے اپنی عافیت سمجھکر اور یا سید ہی کہ اگر وزیر ہو جائینگے ہمارا بھی بھلا ہوگا اور منتظم الدولہ
بقدر حال ہر ایک کی اعانت بھی کرتے تھے چنانچہ صاحب اخبار کلکتہ نے چھپوایا کہ معتمد الدولہ
کی صحبت سے فرخ آباد و کانپور رشک جزیرۂ نیکولن ہو گیا ہے غرض وہ سب تا فاقہ شب
منتظر تائید غیبی رہتا تھا اور منتظم الدولہ کیواسطے سامان امانت جیسا چاہیے حاصل
تھا مگر وزارت لکھنؤ کے مترصد بیٹھے تھے اور سب بیان کی بے انتظامی اور بگڑی
سنتے تھے افسوس کرتے تھے مرزا ہادی علی خان انکے بڑے بھائی کہتے تھے یقین کیا
اگر وہ گھر برباد ہوتا ہے یہ کہتے تھے جس گھر کی بدولت ہمارا گھر بنا ہے وہ بگڑا جاتا ہے
ہمین کیونکر افسوس نہو خلاصہ جب حضرت خلد منزل نے نواب کو بلوایا مرزا حاجی بھی رفاقت
اونکے ساتھ آئے عیال اور بھائی بھی اونکے ساتھ آئے منتظم الدولہ کی صورت قیام
اعتماد الدولہ کی صحبت سے شوقی مرزا حاجی اونسے علیحدہ ہوکر بہ موافقت اعتماد الدولہ
لکھنؤ مین رہے املاک پدری جو فرنگی محل مین تھی بحکم سرکار ملی اور وہی دو سو روپیہ کا
مواجب جو منتظم الدولہ دیتے تھے سرکار سے مقرر ہوا اور املاک ذاتی اونکی جو کھریالی مین
تھی نواب محسن الدولہ کے صحبت سے نہ ملی مرزا دربار مین وقت چاے پانی جاتے تھے
سلام کرکے چلے آتے تھے ہرچند منتظم الدولہ کو انکی وضعداری سے خلاف گذرا بلکہ ایسا
جانتے تھے کہ میری رفاقت سے ہاتھ اوٹھا بیٹھینگے مگر اہل دنیا اپنی غرض کو مقدم
سمجھتے ہین انکو شہر کا رہنا غنیمت ہوا۔

جب نوبت وزارت بہ نواب روشن الدولہ پہونچی مرزا بہت خوش ہوے کہ الحمد للہ ہمارے
عزیز ہین بہت خوش ہوے کہان تک حقوق صلہ رحمی سے پیش نہ آئینگے اور کیا عجب ہے کہ صورت
فلاح بھی نکلے۔ نواب روشن الدولہ ایک دن انکی مان کے پاس آئے یعنی خانم صاحبہ کو
سبھون نے نذر دی کسیطرح کا دغدغہ نہ رہا وہان تسلط صاحبان کمیوہ تھا وہ محرک انکے
اخراج بلد کے ہوے نواب سے کسیطرح [illegible] ہو اور رعایت نہ کی بلکہ قطع صلہ رحم کیا

چوبدار سلطانی اخراج کو متعین کیا مرزا مع مرزا علی حسن اپنے بیٹے کے کانپور پہونچے دو مہینے
دن نواب نے اپنی رفع ندامت کو مرزا محمد بڑے بیٹے و مرزا مبارک علی کو خلعت و دوشالہ
دردمال دیا مرزا علی حسن سے ایک طریق خاص سے چشمک تھی اور دو ہزار سالانہ مرزا کے واسطے
مقرر کردیا وہی دو سے روپے کے حساب سے گویا تمازی کا ٹکا تھا۔

مرزا کا پھر لکھنؤ آنا اور انتقال کرنا

القصہ مرزا صاحب حالت تعطل و خانہ نشینی مین رامپور گئے نواب سعید خان بہت احترام
سے پیش آئے اس جہت سے کہ کرنل جان بیلی صاحب کی رزیڈنٹی مین یہ بہت اونکے کام آئے
تھے لیکن اپنے پاس انکو نوکر رکھا مرزا علی حسن انکے بیٹے کو اخبار و افسری پلٹن دی
مرزا رام پور سے پھر کانپور آ گئے اوسی دو ہزار مین اپنی بسر کرتے رہے۔
جب نواب امین الدولہ کانپور اور لاہور کی توپین دیکھنے گئے مرزا نے ملاقات کی بڑ
دی کربلا کے قریب جو باغ تھا انھین نذر دیا نواب نے سات ہزار روپے انھین دیئے
حالانکہ اس باغ کے پختہ کنوؤن مین ستر ہزار روپے صرف ہوئے تھے اسکا قصہ بھی چند
در چند ہے بنگلہ کانپور کا رہن تھا اوسے چھوڑایا نواب سے صورت آشتی پیدا ہوئی
بلکہ نواب کو منظور تھا کہ انھین اپنا پیشدست کرین لیکن اہلکارون نے ہونے دیا حالانکہ یہ
اونکا گمان فاسد تھا اسلیے بھی نہو سکتا کیونکہ نام مردہ از مرد تھا۔
خلاصہ حضرت سلطان عالم کا زمانہ۔ علی نقی خان حضور عالم ہوئے یہ بھی انکے ترقی دادہ
تھے نواب اکرام الدولہ بیٹے نواب شریف الدولہ احمد علیخان نے نظر باتحاد قدیم و قرابت مرزا
مرزا محمد بڑے بیٹے کے کانپور سے بلوایا وہی دو ہزار روپے سالانہ ملتے تھے بلکہ لکھنؤ مین نہ تھے
اکرام الدولہ حضور تحصیل تھے اوسمین سے دیتے تھے بعد چند روز کے عرضداشت کی اجازت
قیام لکھنؤ لی چنانچہ ۸ تاریخ ماہ مبارک رمضان سنہ ۱۲۶۵ھ مطابق ماہ فروری سنہ ۱۸۴۹ء
پہلے کربلا سے میر خدا بخش مین آئے اکرام الدولہ انکے لینے کو آئے روبروے ضریح مبارک
جا کر ان سے عہد و پیمان لیا کہ اگر احیاناً بادشاہ سے اور تم سے مشغل

زمانِ سابق کسی طرح کا رسوخ نکلے تو حضور عالم سے نہ بگارتا پھر ابلکا۔ دل نے چاہا کہ یہ کانپور میں
پھر جا بسین اکرام الدولہ سینہ سپر ہوکر لگے ساتھ مین بھی کانپور چلا جاؤنگا جب نواب مجبور ہوے
اکرام الدولہ نے ساتھ نواب کے پاس لیگئے خلعت دیا املاک پڑی ہین آکر رہے مجالس محرم
یا اور کسی تقریب مین حضور عالم کے پاس جاتے تھے مرزا حیدر صاحب سے موافقت قدیم تھی
اکثر ان سے ملاقات رہتی تھی لوگوں کا گمان غلط تھا انکی طرف سے وہ زمانہ حضرت خلد مکان کا
تھا جس وسیلہ اور خدمت گزاری سے انکا تقرب ہوا تھا یہ سوا مصاحبت کے کسی کام کے
نہ تھے آخر سنہ ۱۲۷۵ھ مطابق سنہ ۱۸۵۸ع انتقال کیا پہلو سے باپ مین دفن ہوے سوا ے چند
قبر کے جتنی املاک انکے باپ کی تھی جسپر کچھ تیر ہزار روپیہ صرف ہوا تھا اور کسی غریب کا مکان بجبر
حکومت نہیں لیا تھا داخل سڑک شارع عام ہوئی اسیواسطے گھر مین قبر کرنا اچھا نہین۔

جنرل سلیمن صاحب بہادر کا سیاحت و مساحت ممالک محروسہ کا جانا

شوکت الدولہ سفیر شاہی کا سفارت سے موقوف ہونا مسیح الدولہ کا ہونا

۱۳ محرم روز پنجشنبہ مطابق ۲۹ نومبر سنہ ۱۸۴۹ع جنرل سلیمن صاحب بہادر مع کپتان
بڈ صاحب واسطے سیر و سیاحت ممالک محروسہ بادشاہ کے پاس آئے روز شنبہ یکم دسمبر
مع عملہ دفتر فارسی و انگریزی روانہ بسمت بہرائچ ہوے یعنی براہ العین ممالک محروسہ تفاوت
آبادی جنگل معمورہ وغیر معمورہ و حال رعایا راجہ تعلقدار سرکش و متمرد کا دیکھیں اسکے سوا جو باتیں
دل مین مکنون خاطر تھا جسکا نتیجہ بعد اسکے ظاہر ہوا محل بحث نہ تھا۔ رزیڈنٹ ہمیشہ حاکم وقت کے ساتھ
رہتا تھا شوکت الدولہ نواب محمد خان سفیر شاہی راجہ بختاور سنگھ مہتمم لشکر [illegible] ساتھی وغیرہ
[illegible] حضور عالم حشمت تک متابعت کو [illegible] صاحب بہادر نے ابتدا و انتہا مرزبان
کا سفر کیا [illegible] ممالک محروسہ او [illegible] اور محاصل [illegible] کا تخمینہ کیا۔ تعلقہ
[illegible] حاضر ہوتے تھے [illegible] سفیر شاہی حاضر ہوتے تھے جو ان سے پوچھا
[illegible] پایا جب تعلقہ بسواڑہ سے ہیں نواب گنج امین الدولہ مین۔

میرزا نے حضور عالم بھی تشریف لے گئے بعد ملاقات کے شکار کھیل کر چلے آئے۔ اور صاحب موصوف اس دورے مین راجہ دگبجے سنگہ رئیس موروثی راج بلرامپور سے بہت محظوظ رہے اور ساتھ لائے اور بعد ازین وقت روانگی ولایت یہ چٹھی یادگار بہ دستخط قلم خود لکھکر دی۔

(ترجمہ چٹھی جنرل سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ لکھنؤ)

مین دگبجے سنگہ راجہ بلرامپور کو دو برس سے جانتا ہون آدمی خوش چلن وذی لیاقت نہایت ہوشیار ہین اور شاہ اودھ کی رعایا سے خوش کردار ہین نہایت نیکنام ہین مجکو یقین ہے کہ یہ شخص بہت ایماندار ہے اور جو ہمیشہ جو کچھ مناسب ہے اوسکا شوق رکھتے ہین انھین لڑکپن ہی مین یتیم ہو جانے کے باعث عمال ضلع بہرایچ کی بدطینتی سے اپنے علاقے کے بندوبست مین بڑی بڑی مصیبتین جھیلنا پڑین فقط۔

دستخط۔ ڈبلیو۔ ایچ۔ سلیمن۔

مقام لکھنؤ۔ ۲۵۔ مارچ سنہ ۱۸۵۵ء

غرض بعد مرور ایام صاحب موصوف ۱۴۔ ربیع الثانی روز چہارشنبہ سنہ الیہ مطابق ۲۰۔ فروری ۱۸۵۵ء وقت شام پہلے شاہ منزل مین تشریف لائے اس جہت سے کہ مرزا ولیعہد استقبال کو گئے تھے اور بادشاہ تفریحاً کہین تشریف لے گئے تھے اوسدن ملاقات نہوئی ہار وعطر لیکر رخصت ہوے۔ ۶۔ مارچ قریب شام بادشاہ رزیڈنٹی مین تشریف لے گئے تعارفات معمولی کے بعد کچھ احوال سیر وسیاحت ملک راجہ وتعلقداروں کا مذکور ہوا۔ بعد ازان مراجعت فرمائی۔

شوکت الدولہ سفیر شاہی ۱۵ مارچ مطابق ۲۰۔ ربیع الثانی عہدہ سفارت سے موقوف ہوے وہ جو مولوی ذاکر علی نے انسے کہا تھا کہ ذرا سمجھکر مرزا وصی علیخان سے مقابلے کا ارادہ کرنا وہ صادق آیا عجب اتفاق ہوا کہ لشکر مین سفیر کی لونڈی آئی بی بی کے جور وظلم سے بھاگ کر رزیڈنٹ کے خیمے پر جاکر فریاد کی اور صاحب سے بالمشافہ سب احوال جور وظلم کا بیان کیا صاحب نے کمال انصاف سے احوال خانگی سنکر اپنے دربار سے منع کیا

اور مقدمہ کنیز سپرد مرافعۂ شرعیہ جناب مجتہد العصر کیا۔ غرض چاہ کندہ را چاہ درپیش ہوتا ہے مرزا وصی علی خان کو جناب مجتہد سے خصوصیت تقلیدی تھی بعد رد بجای فتوی مزین بدستخط خاص ہوا کہ ایسا ظالم قابل ایسی صدمت جلیلہ کے نہوتا۔ پس اس علت خارجیہ سے سفیر موقوف ہوے ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

روز سہ شنبہ ۲۷۔ ربیع الثانی مطابق ۱۲ مارچ خلعت سفارت محض بہ تجویز خاص بادشاہ مسیح الدولہ حکیم مرزا علی حسن خان بہادر معالج خاص بادشاہ کو عنایت ہوا محمد خان مع عیال و اطفال روانہ فرخ آباد ہوے انکے بڑے بھائی تحمار خانہ رئیس فرخ آباد کے تھے

گنگا بخش زمیندار تعلقہ بھٹائی ممالک محروسہ

گنگا بخش زمیندار تعلقہ بھٹائی بہ سبب تمردی اور سرکشی زر واجبی سرکار میں نا دہندی کرتا تھا فوج شاہی اوسکے استیصال کو گئی اور بحکم صاحب رزیڈنٹ چھاونی سے ایک پلٹن مع توپ اور افسر انگریز موافق دستور قدیم جنت آرامگاہ بھی گئی تھی اوسکی گڑھی کو گھیر لیا ایکدن صاحب افسر نے دلیرانہ حملہ کیا گڑھی کو ناچیز و بے حقیقت سمجھکر اور فوج سرکار پر طعنہ زن ہوا افسرون نے کہا کہ زمینداروں کی لڑائی کا ڈھنگ اور ہوتا ہے آپ اتنی جلدی نہ کیجیے اسمیں اکثر خطا دیکھی ہے صاحب نے نمانا دفعتہً یورش کی زمیندار گھبرا کر پھاٹک کھول کر باہر نکلے ایک بار بندوقین مارین قضارا گولی صاحب کے لگی کام آئے اونکی نعش چھاونی منڈیاون میں لاکے دفن کیا زمیندار خوف جان سے بھاگا فوج سرکار تعاقب مین رہی۔

جب سر چارلس نیپیر صاحب کمانڈر انچیف نے یہ ماجرا سنا سخت ناگوار گذرا اور خلاف راے نواب گورنر جنرل بھی ہوا کئی مہینے تک اسکی تحریر صاحب رزیڈنٹ سے رہی زمیندار ہر طرف کئی مہینے تک بھاگتا پھرا جب موسم برسات آیا سخت گھبرایا کہین مقام روپوشی و پناہ نپایا اکثر اسکے نوکر بھی بہ مجبوری عمل شاہی سے ساز کرنے لگے اور عورات جو اسکے ساتھ پھرا کرتی تھین وہ بھی اپنی جان سے تنگ آگئی تھین کہ اس سرگردانی سے کوئی ہمین مار ڈالے تو بہتر ہے چنانچہ نواب منور الدولہ کا نکا رکھو دیا تب گنگا بخش حاضر ہوا

عرض کی کہ اگر آپ میرا جرم صاحب سے معاف کرادیجیے تو میری جان بچیگی اور آپ کی نیکنامی
ہوگی نواب نے اوسکو اطمینان کیا کہ جب لکھنؤ پھر آؤنگا جہان تک ہو سکے گا صاحب سے
کہونگا اس امید پر اوسکا وکیل نواب کے پاس حاضر رہتا تھا اس عرصے مین مرزا
وصی علی خان معتوب رزیڈنٹ متوقع رسوخ صاحب اس کارسازی کے وسیلے سے ہوے
اور اسے اپنے حق مین مژدۂ غیبی سمجھکر ہمت باندھی کہ اگر یہ مجرم سرکارین میرے ہاتھہ
آجاویگا تو غالب ہے کہ موجب دفع ملال خاطر صاحب ہوگا اور سرکار شاہی مین زیادہ
موجب وثوق ونیک نامی ہوگی اوسکی صورت یہ کی کہ شیخ قطب الدین شیخ زادہ ہای لکھنؤ
خویش شیخ احمد بخش داروغہ دیوانخانہ نواب امین الدولہ انکا علاقہ دیہات زمینداری اسی
زمیندار کے علاقے کے قریب تھا زمیندار زمیندار سے مطمئن ہوتا ہے مرزا وصی علیخان
نے اسے بھی خصوصیت تھی آپسمین تصفیہ کر کے شیخ نے دم دیکر اور اپنے رسوخ اور اعتماد
سے زمیندار کو راضی کیا کہ ہم تمہارا تصفیہ بخوبی کرادینگے اور نواب منورالدولہ سے تمہارا
تصفیہ بخوبی ہو جائیگا اس اصل گرفتہ کو اسکا یقین ہوا چنانچہ پہلے ایک خط مہری احمد علیخان
لاکر اوسے دیا کہ یہ خاص اونکی قدیم مہر ہے اور قرآن شریف بھی بضمانت دیا وہ بہت
صاف اور خوش ہوا نہ سمجھا کہ ایسے نام کی مہر بہت ہوتی ہے۔ مرزا وصی علی خان
نے اپنے رفع الزام کو یہ پیام اس باب خاص مین سرکار شاہی سے رزیڈنٹ کو بھیجکر
اجازت کلی لے لی خلاصہ زمیندار اوسی خط مہری اور شیخ کے اطمینان سے غافل خط
تقدیر جریدہ میانے مین سوار ہو مع اپنے بیٹے کے مقام معینہ پر آیا اور اپنے ہمراہیون کو
جداگانہ چھوڑا شیخ جی کے ساتھ لکھنو کو چلا مرزا وصی علی خان کو اپنا استقبال اسکا
تصور کیا مرزا صاحب نے مع اپنے معتمدین و جان نثار کے کمر ہمت باندھی ۵ شوال
روز پنجشنبہ سنہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۲۵ اگست سنہ ۱۸۵۰ع مع ایک جاسوس اور چوبدار سلطانی
و فرمان شاہی درباب اطاعت فوج سرکار لیکر چلے اس خیال سے کہ
مبادا افسران فوج وقت دستیابی اپنی ناموری سمجھکر اسیر کو چھین لین تو بنا بنایا
کھیل بگڑ جائے گا۔ غرض جب گگرال ندی سے شہر سے شام ہوگئی تھی اودھر

واجل گرفتہ آتا تھا دفعۃً جب نزدیک پہونچا ایک دفعہ باد ہوائی بھر دو تین رعیب کسواسطے مارین اوسوقت وہ دام بلا خواب مرگ سے چونکا بہا گنے کو دوڑا سپاہی ہر طرف سے دوڑ پڑے جھٹ پکڑ کر مشکین باندہ مرزا کی نفس مین ڈالدیا دروازے بند کر دیے اسی طرح اوسکے بیٹے کو بھی پکڑ لیا تھوڑی دور تک مرزا اوسکی جلو سے سواری مین چلے پھر باطمینان ایک چوکی پر ٹھہرے اس عرصے مین فوج شاہی بھی اپنی سرخروئی کو آپہونچی جمعدار نے فرمان شاہی دکھادیا سرحساب ہو گئے قریب نصف شب در دولت پر پہونچے اتفاقاً اوس شب بادشاہ رونق افروز خورشید باغ نواب محمد رضا عظمی اودتے پل راہ کربلا ہی تال کٹورہ تھے جب خبر اسیر پہونچی حکم ہوا راجہ ٹھاکر سنگھ تہ سیدی کپتان کے سپرد کرو اوس پنجشنبہ کو نوچندی تھی بادشاہ وقت عصر کربلائے میر خدا بخش مین بھی زیارت کو آئے تھے خلقت شہر کا بڑا ہجوم تھا صبح روز جمعہ مرزا کے حضور عالم سے ساری کہانی بیان کی ہر طرف سے صدائے این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ کی دھوم تھی روز یکشنبہ خلعت ۱۷ پارچہ مع ہاتھی پالکی ملا شیخ قطب الدین جنھون نے حق بیاٰت زمینداری اداکیا تھا فقط دوشالہ رومال دوسرے دن مرزا کی سفارش سے دس ہزار روپے سرفروشی کو انعام ملے ۲۶ ماہ اگست کو صاحب رزیڈنٹ بہ تقریب تہنیت عید بادشاہ کے پاس آئے اطلاع اس سانحہ کی اور نتائج حسن خدمت مرزا کے گوش گزار صاحب کر دیے کہ اکنون حاجت مشاطہ نیست روے دلارام را ایک دوست مرزا سے کہا اب آپکے باب مین صاحب سے احتیاج کسی کی گواہی کی نہ رہی فی الحقیقت آپ ایسے ہین مگر صاحب رزیڈنٹ آپ سے کبھی صاف نہونگے جس رستم کو چاہیے آپ پکڑ لائیے۔

خلاصہ اسکی روبکاری صاحب رزیڈنٹ سے ہوئی بعد تحقیقات وبموجب فتوی قتل مجتہد العصر سلطان العلما دسوین تاریخ شہر ذیقعدہ روز چارشنبہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸ ماہ ستمبر ۱۸۵۰ء کو نگا بخش اور اوسکے بیٹے کو وقت صبح زیر اکبری دروازہ مسلخ قصاص مین باہتمام لائی گردن مارنے کو لیکن تادم قتل مقتولین کو تحریر ضمانت قرآن شریف پر تھا یعنی واللہ شنیدم

دوا انتقام سے بچا چنانچہ تین دن پیشتر اسکے یہ باپ بیٹے سپرد کوتوالی ہوئے تھے آب و دانہ چھوڑ دیا
تھا کوتوال نے سمجھایا کہ چودھری اب غم و غصہ کھانے کا وقت نہیں ہے جو ہونا تھا ہوا اب
کچھ کھاؤ میری خاطر سے اوسنے چند سنگھاڑے بازار کے کھائے اور کہا کہ اب ہم گنگا نہین
جانتے مگر قرآن شریف کو جانتے ہین اوسوقت حاضرین کے آنسو نکل پڑے کوتوال نے کہا
مین حکم حاکم سے مجبور ہون اب تمھارا عقیدہ قرآن شریف پر ہے تو اسکی عدالت بھی دیکھوگے
وہی صورت ہوئی ۔

دنیا عجب مقام عبرت اور انتقام بہ عدالت ہے مرزا اس کارفرمائی سے بہت نازان
تھے مگر سوا بدنامی کے اسکا ثمرہ کچھ نہوا نہایت تعجب ہے کہ ایسا مومن نماز گزار دیندار مجالس
مین ہزار ہا روپیہ صرف کرنیوالا مرتکب ایسے قصاص بے محل کا ہوا اور پھر اوسکا حاصل بھی نہوا کچھ
امام سے کیسی خصوصیت ہو مگر وہان بھی عدالت ہے قید کسی مذہب کی نہین خلاصہ اسپر چند
روز نہ گذرے تھے کہ مرزا ایک خاص مرض لاعلاج مین گرفتار ہوگئے مگر نسبت سبکے اسمین بھی
ممتاز ہوئے اپنی حلق سے کوئی چیز نہین اُترتی تھی اور روز بروز بلکہ ساعت بساعت منحنی اور
سوکھتے جاتے تھے ہر اطباے حاذق اور علاجات ماثورہ اور نذر و نیاز ہر اماکن متبرکہ
مین بہت خشوع و خضوع کرتے رہے بلکہ عوام کے کہنے سے بطریق ہنود ہوم بھی کیا حسب
عامل ہوم کے زنبیدار نے کہا کہ مین اسکی چھاتی سے نہ اترونگا آخر مرزا کا مقولہ یہ تھا کہ میری
املاک اور سب مال دولت دنیا کوئی لیلیوے اور مجھے ایک دوکان رہنے کو دیدے اور
کچھ سد رمق کھانیکو دے مگر اجل اور انتقام نے نچھوڑا مر گئے اسمٰعیل گنج کی حویلی اپنے مین تھی
اب وہ سارا محلہ داخل شرک ہوگیا ہے ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

انتقال حضرت مریم مکانی

۱۲ ۔ تاریخ شہر ذیحجہ روز یکشنبہ سنہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۲۰ ۔ اکتوبر سنہ ۱۸۵۰ء قریب شام حضرت مریم
مکانی نواب ملکۂ آفاق عرف چھوٹی بیگم صاحبہ خاص محل فردوس منزل بیٹی نواب امام الدین خان
کی ہیضہ وبائی سے انتقال کیا بعد حضرت جنت مکان جب بادشاہ دولتخانۂ قدیم اور

قبضہ میں رہنے لگی اور فرح بخش کو بھی بیجا چھوڑ دیا حالانکہ وزارت سے تخت نشینی اسی مقام
سے ہوئی تھی ہرچند صاحب رزیڈنٹ نے سمجھایا فرمایا مجھے یہاں کی آب وہوا موافق نہیں
اور آپ بھی تو رعایت ہوا کرتے ہیں مگر حکم کیا گیا تھوڑے دن جو روز دربار عام مقرر کیا
تھے سب حاضر ہوا کریں بعد چند روز کے یہ صورت بھی نہ رہی - غرض حضرت مریم مکانی
حسین باغ میں جاکر رہیں اور روز دوشنبہ امام باڑہ عسکری میں تو تعمیر خود شب مثل
نہیں آباد معرفت حاجی مرزا محمد علی تیار کیا تھا مدفون ہوئیں ان کی اصنیفت صاحب اوقات
تھیں روز و شب عبادت خدا میں بسر کرتی تھیں اور مصائب خامس آل عبا میں مصروف
رہتی تھیں اور از راہ مال اندیشی چھ لاکھ روپیہ مہر جو حضرت فردوس منزل نے معرفت
نواب امین الدولہ بھیجے تھے اور باقی اپنے پاس سے تیرہ لاکھ روپے کے نوٹ اپنے
نواسے مرزا عالی قدر کے نام لیکر بقید وصیت دیے تھے جسکا نفع چھ ہزار روپے ماہواری
ہوتا ہے ۔ بطریق قرضہ موبد گورنمنٹ سے معرفت نواب منور الدولہ تھے اس معرفت
امام باڑے میں رونق رہتی تھی اور عشرہ [illegible] سہم [illegible] تقسیم ہو آپ [illegible] بحکم
[illegible] شاہ دو طرف جناب عالیہ نواب [illegible] منور [illegible] نواب حسین الدولہ
خان مرحوم تیسرا حصہ بڑی شاہزادی زوجہ نواب محسن الدولہ [illegible] چھوٹی شاہزادی زوجہ
نواب منیر الدولہ کا ہوا فی کس پانچ لاکھ روپے سوا [illegible] کے علاوہ تنخواہ
داران قدیم زن و مرد کے واسطے داخل [illegible] تھا کئی برس تک یہ انتظام رہا اب سنتے
ہیں کہ وہ سب نوٹ گورنمنٹ سے نواب محسن الدولہ اپنے قبضہ میں لائے فقط

سفارت شاہی کا رزیڈنٹی سے موقوف ہونا پھر بحال رہنا

یکم ماہ ستمبر ۱۸۳۰ء مطابق ۲۶ محرم ۱۲۴۶ھ روز یکشنبہ از روی پرچہ اخبار مرسلہ صاحب رزیڈنٹ
عہدہ سفارت شاہی رزیڈنٹی سے موقوف ہوا اس جہت سے کہ سفیر ہندوستانی سرکار
کے بموجب حکم و تجویز کونسل نواب گورنر جنرل بہادر موقوف ہوا اور منظور ہوا کہ ہر مہینے میں

طرفین سے دو مرتبہ بادشاہ رزیڈنٹ کے پاس اور دو مرتبہ صاحب بادشاہ کے پاس
موافق دستور قدیم جنت آرامگاہ اور خلد مکان آیا کرتا اسکے سوا جب ضرورت ہو صاحب
اسسٹنٹ حاضر حضور بادشاہ ہوا کریں لیکن بادشاہ کا یہ جواب پیام بہ تصریح تمام کیا اور اوسکے
ہونے کا سبب معقول لکھا یہ تجویز ملتوی رہی کسواسطے کہ نسبت اور سرکارون کے
اوراس سرکار سے سفر میں فرق تھا نہیں وہ مکان سے لیکن صرف اکثر مصارف رزیڈنسی
مثل خرچ عمارت باغ وغیرہ جسمیں داروغہ متعینہ کا بھلا ہوتا تھا وہ سر حساب ہوگیا سچ ہے
ایک مرزا زمان بیگ باپ مرزا خاقانی خواصی کے فقط داروغہ عمارت تھے بہت کچھ حاصل
کیا تھا فرنگی محل میں بہت سی حویلیاں بنالی تھیں وہ کرایہ جاتی تھیں یہ امر محض دولتخواہی
جنرل سلیمن صاحب کی بدولت ہوا ورنہ کسی رزیڈنٹ کو اسکا خیال ہوا تھا کہ خرچ اس سرکار کرتا
چنانچہ بعد انتقال جنت آرامگاہ دوسری کوٹھی ضیافت رزیڈنٹ میں بنی وگرنہ پیشتر اسکے
خیمے میں چاے پانی اور ضیافت ہوا کرتی تھی رکٹس صاحب نے چھاؤنی منڈیاؤن میں بنگلے
بیلے اور ایک بڑی باولی بنوائی تھی لیدا اونکے جانے کے سبب باتیس ہزار روپے سرکار شاہی
میں خرید ہوے جنرل او صاحب نے تھانہ وغیرہ ملحق کوٹھی قدیم جنرل صاحب بنوایا چار پانچ
لاکھ روپے کے ظروف نقرہ ضیافت کے رہتے تھے سال میں دو ضیافت بادشاہ ہوتی
تھی ایک سالگرہ ملکہ لندن دوسری پیدایش حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ سب گورنمنٹ
سے موقوف ہوئی ۔

شادی صاحب زادی حضور عالم بہادر

۲۲- شہر جمادی الاول ۱۲۶۶ھ مطابق اپریل ۱۸۵۰ء شادی بڑی بیٹی حضور عالم
کی نواب باقر علیخان اقربا سے قریبہ ست بڑی دھوم سے ہوئی طرفین کا اخراجات سرکار
نواب وزیر الممالک سے ہوا باغ گاؤگھاٹ میں بادشاہ مع صاحبات محلات رونق افروز
تھے اور میدان وسیع دولتخانہ قدیم کنارہ دریا خیام سلطانی نصب تھے اہتمام متعلق نقشہ آراء
اور اکابر سلطنت متعلق مرزا وصی علیخان تھا اور بخت طعام مہمانی میں کسی قسم

تین دن کی روشنی شاہ نجف وغیرہ باغ سے تحسین گنج تک متعلق نصرت الدولہ تھا دونون طرف کنارہ دریا روشنی بڑے لطف سے تھی آتشبازی مقابل اوس بارہ باغ کے تھی ہجوم کثرت تماشاے اہل شہر از حد تھی بادشاہ رات کو ملاحظہ روشنی کو سوار ہوے اور رسوم عروسی سب محل مین روبروے بادشاہ ہوے -

کتخدائی خود بادشاہ اور ایک شہزادی جنت مکان

۴ - رجب روز جمعہ سنہ الیہ مطابق ۱۷ مئی سنہ الیہ مین شادیان ہوئین ایک جنت مکان کی شاہزادی کی اور دو بادشاہ کی شاہزادیون کی اور تیاری روز دو شنبہ ۷ ماہ مذکور وہ شاہزادی جو مرزا اعلی قدر نواب محسن الدولہ کے بیٹے سے منسوب تھی پرستارون کی غفلت و بے خبری سے ہیضہ مبتلا ہو انتقال کیا نواب ممدوح کو اس سانحہ ناگزیر سے صدمہ روحانی ہوا حضرت جنت مکان کی شاہزادی مسماۃ سلطنت آرا بیگم معزالدولہ محمد تقی خان عرف منجھلے آغا دوسری بیٹی مرزا ابوالقاسم خان سے یعنی بھانجے نواب محسن الدولہ سے کتخدا ہوئی حضرت سلطان عالم کی شاہزادی سپہر آرا بیگم جو نواب سلیمان محل سے عظمت الدولہ عرف محمد رضا خان چھوٹے بیٹے مرزا ابوالقاسم سے کتخدا ہوئی اس شادی کی نسبت سے مرزا ابوالقاسم خفا ہو کر بادشاہ سے رخصت ہو روانہ عتبات عالیات ہوے - بندر بمبئی تک ڈاک مین گئے وجہ اسکی یہ تھی کہ اونھین اپنے بیٹون کی شادی اپنے اقربا مین منظور تھی انکی بی بی نے انکا کہنا نہ مانا اس حجت سے بتوفیق خیری راہ نیک اختیار کی الحمد للہ کہ کئی برس تک مجاور رہے زیارت مشہد مقدس حاصل کی مصیبت تکلیف خرچ بھی بہت اوٹھائی آخر پنشن سرکاری وہان پہونچتی تھی اوسمین بسر اوقات خیر و خیرات کرتے تھے سب صرف مجاورین و محتاجین مسافرین ہند وغیرہ اور کئی مکان خرید سکتے تھے اوسمین زائرین قیام کرتے تھے جب تک جیتے رہے اسی زہد و تقوی سے بسر کیا کیے زایرین بالاتفاق اونکے شکر گزار آتے تھے اور نواب مظہر علی خان مندرجی بھی انسے زیادہ بڑھے ہوے تھے اور کئی ہزار کی تنخواہ بھی اونکی آتی تھی مجاور رہتے ارض اقدس کی اس صورت سے اختیار کرے تو

سبحان اللہ خوشامد سے ورنہ اہل لکھنؤ کا حال ظاہر ہے خدا ہدایت کرے آخر دونون صاحبون
نے وہین انتقال کیا۔

اخراج بلد رضی الدولہ و قطب الدولہ مقربان بادشاہ

روز جمعہ ۱۵۔ رجب سنہ الیہ مطابق ۲۴۔ مئی سنہ الیہ صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کے
پاس آئے بعد خلوت جب تشریف لے گئے حضور عالم کو خلعت ملبوس خاص اور گاڑی
چار اسپہ عنایت ہوئی مصاحبان خاص و مقربان خاص جنکا پیالۂ ثروت دنیای ناپائدار لبریز
ہو چکا تھا گنجایش ظرف ذاتی مین نرہی اور جوشش باد نخوت سے بہ نکلا اور فہمایش صاحب
رزیڈنٹ مرکز خاطر اقدس ہوئی اور حضور عالم کی یاوری اقبال سے رضی الدولہ نجیب الدولہ و
قطب الدولہ و تاج الدولہ نثار علی خان وغیرہ دفعۃً گرفتار قہر سلطانی ہوئے اصطبل سلاخ آہنی
مین قید ہوئے انکی سب خدمتین خواجہ سرا اُنکو ملین ہر چند ثابت الدولہ و تاج الدولہ وغیرہ
دو برس سے معتوب شاہ تھے مگر وظیفہ شاہی ملتا تھا معرفت حضور عالم وہ دربار مین حاضر رہتے
تھے بعض رکن اعظم سلطنت جو ردیف وار حریف کمین تھے فرصت وقت پاکر انکو بھی داخل
زمرۂ خارجہ کر دیا یعنی مہاراج بہادر مدت سے دانت پیس رہے تھے۔

خلاصہ ۲۰۔ رجب روز یکشنبہ مطابق ۴۔ جون سنہ الیہ محبوسین خاص مع عیال و
اطفال گارد پونیر سوار تلنگہ خاص بردار گرد گھیرے ہوئے میر محمد اکبر کپتان افسر تلنگان ساتھ
روانہ کانپور کے ہوئے اور دو روز قبل از اخراج منادی شہر ہوئی تھی کہ جو شخص قرضخواہ ہو یا جسکا دعویٰ
ہو سرکار مین نالش کرے چنانچہ انمین سے وحید الدولہ رضی الدولہ بہ علت مطالبہ وغیرہ
کئی دن کیواسطے رہ گئے اور سب روانہ ہوئے عنایت اللہ خان رسالدار ترکسوار بضرورت
رضی الدولہ سے رخصت لیکر رامپور اپنے گھر گیا تھا وہ آکر شریک حال ہوا اور رفاقت سے ہاتھ
نہ اوٹھایا صد آفرین اس سپاہی کی ہمت پر اس زمانے مین ایسی بات بہت کم ہے بلکہ
استعجاب ہوتا ہے اور اب وہ سرکار آنریبل سر مہاراجہ دگبجے سنگہ بہادر کے سی ایس آئی ستارہ
ہند والی بلرامپور و تلسی پور و چروہ وغیرہ مین ملازم ہے نجیب الدولہ قطب الدولہ و

روانگی ایک گاڑی مین سوار ہوکے نشیب و فراز راہ سے گاڑی الٹ گئی دونون کے چوٹ
خوب لگی راہ مین میر محمد اکبر بہت سختی سے پیش آئے باامید طمع زر کے لئے کچھ ہاتھ آوے
ثابت الدولہ کے ہاتھ مین کئی انگوٹھیان تھین لیلین اور کچھ نہ ملا پانی نہین دیتے تھے بچے پیاس
سے تڑپتے تھے بہزار خرابی دریا کے پار اترے جہان بھی ایک مکان کرایہ کا لیکر رہے پھر ہر
ایک اپنی تلاش معاش کو ہر طرف گیا ۱۱ - ماہ رمضان روز دوشنبہ مطابق ۲۳ - جولائی رضی الدولہ
وصیا الدولہ پہلے در دولت پر حاضر ہوے جب حکم ہوا ہنڈن صاحب کی گاڑی ڈاک مین وہ آئے
ہوے یہ صاحب انھین کا ساختہ پرداختہ تھا کانپور تک پہونچا آیا انسے حق احسان کے ادا ہوا
رضی الدولہ ان سب مین صاحب قوت تھا وہ رامپور چلا گیا اتفاقاً قطب صاحب کے
میلے مین بہادر شاہ موافق معمول آئے تھے یہ بھی وہان گیا لوگون نے بادشاہ کے سامنے
پیش کرکے گوایا اسپر مضحکہ ہوا اسواسطے کہ اسنے علم موسیقی سے بہرہ تھا قطب الدولہ فن ستار مین کامل
تھا اور صاحب علم بھی تھا نواب محمد علیخان کا چند روز تک نوکر رہا نواب نے ایکدن ثابت الدولہ
وہارث الدولہ کو بڑی خواہش سے بلایا پہلے یہ اپنی نخوت سے نہ گئے آخر قطب الدولہ کے
سمجھانے سے گئے کچھ گائے دوشالہ رومال ملا نواب محل مین چلے گئے خدمتگار دوڑے اُنسے
کہا تمنے نذر خلعت کیون نہ کیا تمھارے دماغ سے بوے تقرب شاہی نہین گئی گفتگو بڑھی
پھاٹک بند کرکے خوب پٹیا دیوار پھاند کر بہزار خرابی سڑک پر نکلے کپڑے پھٹ گئے گھڑیان جو
ملکہ مین چھین لین ارادہ نالش کا کیا وکیلون نے کہا ایسا نہو الٹا زیادہ تمپر ہو جائے صبر
کرکے بیٹھ رہے چند روز کے مر گئے قطب الدولہ علداری سرکار مین لکھنو چند روز تک
نواب ممتاز الدولہ نے نوکر رکھا پھر رامپور جا کر نوکر ہوے - رضی الدولہ کلکتہ
گئے مگر ناکام رہے مصاحب الدولہ رئیس الدولہ ملازم بادشاہ ہین -

شادی مرزا نوشیروان قدر خلف ارشد بادشاہ

۲۶ - ربیع الثانی روز پنجشنبہ ۱۲۶۷ھ مطابق ۲۸ - فروری ۱۸۵۱ء شادی مرزا نوشیروان قدر بہادر

بڑے بیٹے معتمد حضرت سلطان عالم جنپر تکلیف بشری نہ تھی نواب اکرام الدولہ مرزا حسینخان
کی بیٹی سے حضور عالم کی فہمایش سے ہوئی حسب دستور سلطنت تکلفات شادی محض
خوشنودی والدین کے واسطے ہوئی

شادی نواب عنایت الدولہ سجاد علیخان خلف ارشد حضور عالم

شہر رجب ۱۲۶۷ھ مطابق مئی ۱۸۵۱ء شادی نواب عنایت الدولہ سجاد علیخان بہادر
سگی بھانجی حضور عالم سے ہوئی اس شادی مین نسبت سالگذشتہ سب طرح کا سامان اور
تکلف تھا بادشاہ مع صاحبات محل سب رونق افروز تھے۔

روز جمعہ ۲ شہر مذکور وقت عصر سائیس اور تلنگون سے دو پیسے کی مٹی کی ناند پر جھگڑا
ہوا نوبت کشت وخون پہونچی طرفین مین مجروح و مقتول ہوے کوتوال کے سپاہی اور راجہ
بختاور سنگہ نے آکر تصفیہ کیا بعد اس کے بادشاہ بھی سوار ہوکر قیصر باغ تشریف لائے۔

اخراج مولوی حسن بلگرامی

اگر چشم انصاف سے کوئی دیکھے تو لکھنؤ بھی تماشا گاہ عالم ہے اس شہر کی قدر و منزلت
اہل شہر کو کم معلوم ہے مگر وہ لوگ جو دنیا کی خصوصًا بلاد ہندوستان کی سیر و سیاحت کرآئے
ہین اور ہر درجے سے معاشرت کی ہے البتہ جانتے ہین اکثر خوش باشان لکھنؤ کو بے محنت
بے مشقت فراغت معاش بسے ہوتی ہے اور شہر مین فقط اعتبار ظاہری سے مشہور ہوگئے
ہین انہین مولوی علی حسن بلگرامی بھی شہرہ آفاق ہوے لوگ انکے بھی نصیب کی قسم کھاتے
ہین چنانچہ حکیم مہدی رضا خان کی بدولت نواب مبارک محل کے وثیقے سے سو روپے علیحدہ ملتے
ہین اور اسیقدر نواب مخدرہ علیہ کے توشہ خانے سے ہمینت پہونچتا ہے اور یہ مشاہرہ اختیار متولی اور
مختار کار سے باہر ہے گورنمنٹ سے بموجب تحریر وصیت علیحدہ ہوکر ملتا ہے میر سید جان بہادر
انکے میر منشی نواب گورنر جنرل کی سعی و سفارش سے یہ صورت ہوئی لوگ کہتے ہین کہ
انھون نے طریق تحریر وغیرہ تعلیم کیے تھے اسکے بعد نواب سلطان عالیہ بیگم صاحبہ سے بہت کچھ حاصل ہوا وہ انکی شاگرد تھین

اصول فقہ تعلیم و تلقین احکامات شرعیہ اور دینیہ سے پس پردۂ عصمت سے دیا کرتے تھے
نواب ممتاز الدولہ کو انکا تسلط و اختیار اندرون و بیرون بہت ناگوار تھا مگر کچھ بس نہیں چلتا
تھا بیگم صاحب کی بدولت فراغت دنیا تھی حضور عالم سے اور نواب سے بہت خصوصیت ہوگئی
تھی آخر باستصواب رزیڈنٹ و بحکم بادشاہ وقت فریضہ نماز عصر سلخ شہر رجب ۱۲۶۷ ہجری
مطابق یکم جون ۱۸۵۱ع چپراسی دیوان عام سلطانی و سپاہی خدمت مولوی صاحب میں سے
دو گوش بینی پیادہ پاسبان خاص و عام مولوی صاحب کو شہر کے باہر نکالدیا کسی گاڑی یا ان
عیال سے پیچھے روانہ ہوئیں وقت روانگی جو کچھ گھر میں تھا مین المال سیاہ ہوا ہر چند جناب
عصمت مآب بنظر بحقوق تعلیم امور شرعیہ مانع و مزاحم ہوئیں مگر کچھ اثر نہوا مولوی صاحب
نے کانپور سے اپنے بیٹے کو ڈاک میں روانہ کوہ شملہ کیا میر منشی کو عرضی استغاثہ دی بحکم نواب
گورنر جنرل صاحب رزیڈنٹ نے استرداد اسباب کروادیا حتی المقدور دستیاب ہو سکا۔ بلگرام سے
بھی جو کچھ آیا تھا لیکن بیگم صاحبہ نے اوسکا نعم البدل عنایت کیا۔

شادی حضرت سلطان عالم

۴۔ شہر شعبان روز پنجشنبہ ۱۲۶۷ھ مطابق جون ۱۸۵۱ع عروسی حضرت سلطان عالم تیسری
صاحبزادی حضور عالم سے بشرط و شروط حسب المرضی بادشاہ ہوئی ہر چند حضور عالم کو پاس
خاطر نواب مخدرۂ عظمی اور بظاہر از راہ ہندوستان تا آنجا اس کثرت ازدواج مطہرات پر بہت ناگوار
تھا مگر اطاعت و فرمانبری بادشاہ و قیام عہدہ وزارت مقدم تھا اور خلاف اسلاف کرام بھی یہ امر
تھا خاندان طہوریہ اور اس خاندان عالیشان سے آجتک قرابت چلی آئی [illegible] نواب
مخدرۂ عظمی اب محلات معلی اور ربنا لیعالیہ تحریک عروسی بعض صاحبات محل موجب خوشنودی
بادشاہ و خلل خواص کام خدمت کرتی تھیں بعد چند روز کے نواب مخدرۂ عظمی کا رنج ملال حضور عالم
سے ہوگیا یہ احوال اسیقدر سلسلہ کتاب کو تحریر کیا گیا بادشاہ [illegible] کثرت ازدواج موجب استعجاب
نہیں بادشاہ بھی ہر مہینے میں دو دفعہ بنتے تھے سلطان [illegible] کی البتہ
ایک عورت سے بنی خراب رہتی ہے اس خاندان میں نواب [illegible] بیگم کے

مدت عمر کسی عورت سے واقف نہوے یا ناصر الدین شاہ طہران اس کثرت سے محروم
حالانکہ اہل ولایت ہین۔

شادی مرزا ولیعہد بہادر

کیوان قدر مرزا ولیعہد بہادر کی شادی نواب سرفراز الدولہ کی صاحبزادی سے
ہوئی نسبتی بھائی بادشاہ کے ۱۶- ذیحجہ روز یکشنبہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۷- اکتوبر ۱۸۵۰ء کو سانچق
روز دوشنبہ حنابندی روز سہ شنبہ ۱۸- ماہ مذکور کو برات ۱۹- کو رخصت عروس ہوئی بادشاہ
لباس خسروانی سے موافق دستور زمان قدیم جامۂ رنگین تاج شاہی صیغہ مرصع سے اور سب اقربا
اور ارکان دولت لباس سے جوڑے بھاری پہنے ساتھ تھے جلوس سواری بہت پر تکلف
ہجوم اہل شہر سے کوچہ و بام بھری ہوئی شرک پر بازار الطعمہ و فواکہات کا تھا یہ جلسہ بھی غنیمت تھا

شادی جنرل صاحب بہادر

شادی مرزا فریدون قدر جنرل صاحب بہادر حضور عالم کی صاحبزادی سے ہوئی
۲۲- ذیحجہ روز یکشنبہ مطابق ۲۸- اکتوبر سنہ الیہ سانچق و حنابندی روز دوشنبہ برات
صبح سہ شنبہ ۲۵- ذیحجہ ۳۱- اکتوبر ۸ بجے بادشاہ جلوس خاقانی سے مع ارکان دولت
اقربا لباس مرصع پہنے سوار ہوئے جب برات گاؤ گھاٹ کے باغ کے دروازے پر پہونچی
سب وہین سے رخصت ہوئے مرزا ولیعہد مع نوشاہ و بادشاہ داخل باغ ہوئے کہ
محرم تھا سہ پہر کو رخصت ہو داخل چھتر منزل ہوئے تین دن تک روشنی وغیرہ کا اہتمام
شرف الدولہ سے رہا روز چہارشنبہ ۲۲- اکتوبر صاحب رزیڈنٹ مع صاحبان عالیشان
بارہ دری فرح بخش مین بہ تقریب ضیافت تشریف لائے۔

انتقال نواب جعفر علی خان

۱۳- شوال روز سہ شنبہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۲- اگست ۱۸۵۰ء عماد الدولہ نواب جعفر علیخان

مرشدزادہ آفاق جنت آرامگاہ نے مرض الموت ہیضہ وبائی سے انتقال کیا نواب حسین علیخان
اور انکا سگا بھائی اولاد مین تھا اور ایک پوتا خاص محل سگی بہن میر محمد اکبر کمیدان اور محمد اصغر
رسالدار سنبہان حضور عالم مین ہوکے تھے باقی اور خواصین تھین نواب نے بہت سلیقہ سے
چھ سات لاکھ روپیہ جمع کرکے ارسکے نوٹ گورنمنٹ سے علی قدر حال سب کے خریدے
تھے اور بظاہر کسیطرح جنکا فساد وخدشہ تو کیا تھا اس انتظام خاص سے سب متعلق شکرگزار
تھے اپنے گھر مین اپنی مان کے پہلو مین دفن ہوے صدر دولت حضور عالم مین معرفت
میر محمد حسین فاضل بموجب فتواے مجتہد العصر سب متروکہ مرحوم لیکن لاکھہ روپے کا داخل
مساۃ وزیر بیگم خاص محل ہوا بعد اس ہنگامۂ فساد لکھنؤ کے ایک انکی بی بی مساۃ حسینی خانم
ایک شہزادے کی خدمت مین آئی الہ آباد مین مرگئے وزیر بیگم بھی محتاج نان شبینہ ہو گئین
حضور عالم کچھہ کفالت کرتے رہے بیبیون کا یہ حال ہوا لونڈیون کا کیا حال ہوا ہوگا اونکی
مقبرے مین کوئی صاحب بہ کرایہ رہتا ہے اوسے اپنے طور پر درست کر لیا ہے ۔

انتقال خاص محل نواب معتمد الدولہ

۲۱ - شہر شوال روز چہار شنبہ سنہ ۱۲۶۷ ہجری مطابق ۲۰ - اگست سنہ ۱۸۵۱ع نواب بیگم
خاص محل نواب معتمد الدولہ مرض الموت سفتہ سے مرگئین نواب شیر جنگ کے باغ مین اپنی بیٹی
کے پہلو مین دفن ہوئین انکی تنخواہ وثیقہ دو ہزار عطیۂ حضرت خلد مکان اور ساڑھے بارہ سو
ترکہ نواب اور ہزار روپے منجملہ وثیقہ بیٹی کے ازراہ حق یادہی بموجب تحریر وصیت نامہ نواب
وارثان شرعی مساۃ پیاری بیگم سگی بھانجی اور امانی بیگم اونکے دو بھائی اولاد میر شاہ علی
سگے بھائی مرحومہ پر تقسیم ہوا تنخواہ لونڈی غلام اور خرچ مجالس وغیرہ موقوف برضامندی وارثان
ہوا مرزا جمشید قدر شاہزادہ بیٹا مرزا آسمان قدر نواسہ داماد مرحومہ نے چار لاکھہ روپے
کے قرضے کا دعوی کیا کہ بعد ادائے دین تقسیم وثیقہ ہو لیکن اسکی شنوائی نہوئی ہرچند بہت
ہاتھہ پاؤن مارے بامید انشاء اللہ تعالی کوئی عمل موافق نہوا اگرچہ بظاہر تحریر علت
قرضہ موافق قانون دستخط حکام کا بہ زور سے ہوئی تھی مگر سب جعل تھا اور وہ بھی بڑا کامل

کامل اس فن مین تھا سب اپنے معاصرین کو اپنا طفل مکتب سمجھتا تھا خاص محل کے پاس اسی
لاکھہ کا نقد و جنس تھا کئی برس کے عرصے مین سب کا ہتوڑے مین بعیاشی ولغویات لاطائل اوڑا دیا
اور خود بیگم سے کہتا تھا مین نے چالیس لاکھہ اپنے ہاتھون صرف کیا سنہ ۱۲۹۲ھ مین مرگئے کربلای نواب
امین الدولہ مین دفن ہوے فقط اوقات ایکسو اکتیس روپیہ حق زوجیت سے ملتا تھا باقی کچھہ ترکہ
پدری سے ۔ یہ احوال تو خاص محل سیدہ کا گذرا دوسرا محل نواب مرحوم خورد محل جسطرح فرقہ
خاص سے یقین ظاہر ہے امین الدولہ آغا علیخان اپنے بڑے بیٹے کے ساتھہ روا رکھتی تھیں اور دیگر بیبیات
عالیات ہوئین مدت حیات تک مجاور رہین اور غربای مومنین کے ساتھہ سلوک کرتی رہین وقت
مرگ لاکھہ روپیہ یا انہی تعداد کو صفائی نہر حسینی کو دیکر مرگئین روضۂ مقدسہ مین دفن ہوئین تیرہ
دونون اپنے پوتون آغا علیخان کے بیٹون کو احمد آغا وغیرہ کو دیگئین نیکنام ہوئین تا حین حیات
کیسئے اونکو یہ نام نہین کیا کوئی ہو چلن و رفتار نیک سبکو پسند ہے ۔

رزیڈنٹ کا ملاقات نواب گورنر جنرل کو جانا

۱۱ - ماہ ستمبر سنہ ۱۸۵۱ء مطابق ۱۷ - ماہ صفر روز پنجشنبہ سنہ ۱۲۶۷ھ جنرل سلیمن صاحب بہادر
نواب گورنر جنرل ارل ڈلہوزی صاحب بہادر کی ملاقات کو مع دفتر فارسی و انگریزی تشریف
فرما ہوئی نواب معتشم الیہ شملے سے بعد سیر و سیاحت رامپور رونق افروز ہوئی نواب محمد سعید
خان کے حسن انتظام سے بہت خوش ہوے ولیعہدی نواب یوسف علی خان اونکے بیٹے کی
منظور فرمائی وہ بھی مطمئن ہوے کہ حکومت اس ریاست کی میری اولاد مین رہی وہان سے
فرخ آباد و کمپ فتحگڑھ کانپور سے الہ آباد الہ آباد سے روانہ کلکتہ ہوے مسیح الدولہ سفیر
شاہی راجہ بختاور سنگھ مہتمم لشکر جو صاحب رزیڈنٹ کے ساتھہ تھے فقط راجہ کو نواب
گورنر جنرل نے ملازم قدیم خبت آرامگاہ جانکر خلعت سرفرازی دیا روز یکشنبہ ۱۸ - ربیع الثانی
مطابق ۱۵ - جولائی سنہ ۱۸۵۲ء شام کے وقت صاحب کوٹھی رزیڈنٹی مین داخل ہوے مرزا ولیعہد
حضور عالم بہادر ناکہ چار باغ تک استقبال کو گئے اور باتفاق ایک ہی گاڑی مین تشریف

لائے روز سہ شنبہ ۲۰ جنوری صاحب بادشاہ کی ملاقات کو آئے سرگذشت سفر حالات راجپوتانہ کا
ذکر رہا رخصت ہوئے نواب گورنر جنرل کا کانپور سے سیدھے چلے جانا اور اس قرب پر لکھنؤ نہ
تشریف لانا اور سفیر شاہی کا باریاب ملازمت نہ ہونا اور مستعم لشکر کا خلعت ہونا موجب تفکر
اور اندیشہ انجام کا سب کو خیال آیا نواب معتمد الیہ کی ملاقات شاہ کے نہ کرنے سے نتیجہ انتزاع
ملک ظاہر ہوا کہ مکنون خاطر یہ تھا پھر کیونکہ ملاقات کرتے اور یہ خیال جب بھی اودھ کسیکو نہ آیا
کہ اپنی ہی فوج و حکام صد صد جا سے ہیں اپنا ہی علاقہ و رعایا کو بے سبب لوٹتے ہیں
ایسے صریح ظلموں سے تو باز رکھیں۔

ایک اور جملہ معترضہ یہ ہوا کہ ۱۷ جمادی الاولی ۱۲۶۸ھ روز سہ شنبہ مطابق ۹ مارچ
۱۸۵۲ء صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کے پاس تشریف لائے عرضی نواب وصی علیخان
بہادر خلف ارشد حضرت جنت مکان مع مہر و مانوس سلطنت مع مہر ... ۳۶ اشخاص متحدہ
رکن رکین سلطنت قدیم و جدید نے دی تھی از راہ استغاثہ لایا ... گورنر جنرل کلکتہ بھیجی تھی اور
سررشتہ دستخط وغیرہ جو معمول دفتر ہے سب تھا۔ صاحب رزیڈنٹ ... ذریعہ
کارسازی نسبت مرزا وصی علی خان ثابت ہو گیا اور مشواترہ ... کا نام لیا چنانچہ نواب
منور الدولہ نواب امین الدولہ سے پوچھا کہ یہ مہر آپ کی ہے عرض کی فی الحقیقت مہر ہماری ہے مگر
ہم نہیں واقف اور نہ خود ہیں مہر کی بڑے صاحب نے کہا ... ثابت ہے کہ
یہ کام فقط وصی علیخان کا ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ مہرکن جو مہر کندہ کرتا ہے ایک
نقل اوسکی اپنے پاس رکھ لیتا ہے مرزا صاحب نے ... مہرکن کو کچھ دیکر یہ مہریں ثبت
کی تھیں اور لطف یہ ہے کہ اوسی مہرکن نے خود بڑے صاحب سے ... احوال کہہ دیا اور
خود کانپور چلا گیا غرض جب اس امر خاص کی تحقیق بموجب تحریر صاحب رزیڈنٹ ... دفتر کلکتہ
سے ہوئی کئی شخص اہل تمام و فریب سے موقوف ہو گئے مگر مطلب اس سازش کا کچھ حاصل
نہ ہوا وجہ اسکی تو ظاہر ہے کہ خدا کو اور ہی پاداش اعمال منظور تھی پھر کسکے حق اور مستحق
ہونے کا خیال کرتے۔

۲۰ مئی سنہ الیہ مطابق ۱۹ رجب سنہ الیہ کپتان برڈ صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ بسبب خلاف

اور ناموافقت رزیڈنٹ جودت سے نیا بین بین ہو رہا تھا روانہ اجمیر ہوئے جنرل لو صاحب کی
اسسٹنٹ ہوئے ۔ وقت روانگی بادشاہ کے پاس تنہا بے صاحب رزیڈنٹ خلاف معمول آئے
رزیڈنٹ اپنے خلاف ہونے سے ساتھ نہ لائے کپتان ہنر صاحب اجمیر سے انکے مقام پر ہوئے

احوال پر اختلال نواب روشن الدولہ اور انکا انتقال

نواب روشن الدولہ محمد حسین خان عرف مرزا نھو ۔ صاحب ہمت مرد فیاض سیر چشم
صاحب اقبال مصاحبت سلاطین اور اپنی گردیدگی مین کامل تھے لیکن چراغ و صرف غافل
مآل اندیشی سے شمہ انکا احوال عبرت الناظرین سمجھ کر لکھا جاتا ہے کہ بعد انتقال اپنے باپ
نواب اشرف علیخان بموافقت مرزا حاجی لاکھون کا ترکہ پدری ان دونون کے حصے مین آیا
مرزا عباس انکے بڑے بھائی بڑے چلن سے رہے اور بہت امارت سے بسر زندگی کی ترکہ
منسوب بمہر مادری دے سے لے کر کروالیا ہر چند جب ازواج اور اولاد مرحوم جنت آرامگاہ
کی دیدولت پر دادخواہی کو گئے کچھ نہ سنا اور محول نواب گورنر جنرل لارڈ مائرا صاحب کی
تشریف آوری پر رکھا تھا مجملا اور سب مقدمات کے اس عرصہ مین اعمال ہوگیا یہ مقدمہ بھی
رہگیا فضل علیخان اور مرزا حاجی کی بدولت تحقیقن اپنے حق سے محروم رہے تین لاکھ
روپیہ اپنی دلائی کا لیا چنانچہ امیر مرزا نے طیبہ بیگم سمجھایا کہ پھوپھی صاحبہ یہ سب حقدار اپنے
حق سے محروم رہے جاتے ہین ایک لاکھ کی تقسیم مین یہ راضی ہو جائینگے مظلمہ آخرت سے
آپ بچ جائیے کسی نے نہ سنا مرزا بہادر علیخان اور اشرف الدین علیخان یہ دونون بھائی بھی
دربار مین حاضر رہتے تھے اور متین السن بھی تھے اور دونون صاحب لیاقت بھی تھے خصوصا
بہادر علیخان بہت صاحب سلیقہ تھے حضرت خلد مکان بھی بہت چاہتے تھے نواب روشن الدولہ
کے مقرب و مخرب خاص بڑے مرزا بیٹے مرزا ابھورا کے تھے جتنا ترکہ پدری کئی لاکھ روپیہ کا
ہاتھ آیا وہ مہاجنون نے اپنے قرض مین لے لیا اور اخراجات بیہودہ اسیطرح رہے مگر اپنی یاوری
قسمت سے نواب معتمد الدولہ سے موافقت کلی حاصل تھی اور یہانتک نواب کی فرمانبری
حاضر و غائب کی کہ موجب وثوق اعتماد کلی ہوگیا تھا اسی جہت سے داخل زمرۂ مقربان خاص

ہوئے اور نواب بھی قایم مقام اپنا سمجھتے تھے کسواسطے کہ نواب کو باوجود اس تسلط تام کے
پھر بھی بادشاہ کی طرف سے کھٹکا رہتا تھا اور روشن الدولہ دوپہر دن چڑھے سے تا وقت استراحت حاضر
رہتے تھے اور بجا آوری احکام سلطانی کیا کرتے تھے میرزا کاظم بھائی مرزا حاجی کے نظامت
بیسواڑے سے موقوف ہو گئے تھے کئی مہینے تک نظامت شرف الدولہ رمضان علی خان کو رہی
بعد اسکے نواب روشن الدولہ کو نظامت ہوئی انھوں نے بڑے مرزا کے کہنے سے میر شکر خان
کے بیٹے میر زین العابدین خان کو اپنی طرف سے نائب کر کے روانہ کیا چنانچہ مرزا کاظم نے ۲۲ لاکھ
تحصیل کیے تھے میر صاحب نے ۲۶ وصول کیے اسپر کئی برس کی نظامت سے ۲۲ لاکھ
عین المال اپنے صرف میں لائے نواب معتمد الدولہ نے معاف کر دیے تھے اس وقت تک
روشن الدولہ حاضر نہ ہوئے جب طلب ہوئے بادشاہ نے معاف کر دیے پھر خلعت نظامت
کیا بعد ازاں نظامت راجہ بختاور سنگھ کو دی انھوں نے اپنے بھائی راجہ درشن سنگھ بہادر
کو دی اونھوں نے اوسے بھی زیادہ ظلم تعدی سے لیا مگر روشن الدولہ کو زر واجبی اقرار
کے دیا مثل مشہور ہے مرغی بیمار رو مرے بچو انھیں خصوصیات سے نواب معتمد الدولہ
نے نظام الدولہ سید علی خان اپنے بیٹے کی شادی انکی بیٹی سے کی بہت تکلف اور دھوم
دھام سے شادی ہوئی کہ آج تک شہرہ زبان زد خلایق ہے اور اس زمانہ میں ضرب المثل تھا

خلاصہ بعد معزولی و خرابی معتمد الدولہ نواب روشن الدولہ مستقل وزارت نشین ہوئے اور
معتوب بادشاہ اور بحال عسرت و تنگی معاش و اخراجات روزمرہ حد سے زیادہ گذرا
حالانکہ راجہ بختاور سنگھ اپنی مخبری اور نیک نامی سے پانسو روپے دیے جاتے تھے مگر انکے
اخراجات کب وفا ہو سکتے تھے جب منتظم الدولہ وزیر ہوئے اپنی ناموری و ہمت سے پانسو
روپے مقرر کر دیے تھے اور اپنے دربار کی اجازت دی تھی یہ اوسے اپنی فتح سمجھے تھے جب
نواب منتظم الدولہ موقوف ہوئے بسفارش صاحبان عالیشان اور تجویز کن رکین سے وزیر اعظم ہوئے
تاج الدین حسین خان جو بہم زن وزارت منتظم الدولہ نے خیال خام کیا تھے ہوئے تھے
وہ بھی سبحان علی خان کی بدولت ناکام رہکر [illegible] بعد چند روز کے نواب روشن الدولہ
کو مزاج اقدس شاہی میں مداخلت کلی ہوئی اور رتق فتق مہمات سلطنت انکے ہاتھ سپرد معتمد الدولہ

دیکھ چکے تھے اپنے تسلط سے سب طرف رخنہ بندی کرکے خوب ہاتھ صاف کیا خان بہادر
اور انکی اولاد رشید سے مرجعیت جمیع امور سلطنت متعلق رہی جب خلد منزل نے موافق روایات
مشہور بقضائے مبرم یا بعلق سے اس جہان فانی سے انتقال کیا حضرت فردوس منزل ہوئے نواب
خوف و رجا مین تھے بادشاہ کو بدل انکا منسوب رہنا منظور تھا مگر اس شرط سے کہ حضرات
کنبوہ کو اپنے پاس نہ رکھین لیکن نواب اپنی غم سے متوفی ہوئے انکی مفارقت گوارا نہ
کی ۲۲ لاکھ سرکار شاہی مین دیے ۵ لاکھ عملے کو دیکر نجات پاکر روانہ کانپور ہوئے۔

جنرل صاحب محمد حسن خان انکا بیٹا وہ بھی انسے ناراض تھا اور سمجھا کہ یہ اپنے ہاتھ
سے اپنے تیئن برباد کرینگے مین بھی انکے ساتھ خراب ہو جاؤنگا کنبوہ انسے جدا ہونگے
دس لاکھ اپنے رسوم جرنیلی وغیرہ لیکر علیحدہ ہو گئے اکبرآباد جاکر قیام کیا اور آجتک اچھی
طرح سے بسر کرتے رہے حکام بھی انکے چلن سے راضی رہے عنایات عالیات بھی ہوا کیے
خلاصہ کئی برس کے عرصہ مین تقریباً پچاس لاکھ روپیہ صرف کیا تین لاکھ روپیے
کا علاقہ راجہ رسدھان کے راجہ کا لیا تھا بصرفت حضرات کنبوہ وہ بھی بہ نقصان ہاتھ سے
گیا پشمینہ پوشاک تین لاکھ روپیہ کا خریدا تھا تیس ہزار روپیے پر ساہوجی کے پاس رہن
ہوا لاکھ روپیہ کی تلوارین مول لی تھین احمد علی خان داروغہ سلیقہ شعار کمبوہ ہوسکے
تھے گھر مین آگ لگاکر کہا وہ تلوارین سب جل گئین نواب امین الدولہ کے پاس وہ تلوارین
آئی تھین اس عاصی نے بھی اونھین دیکھا تھا کلکتہ مین جاکر بکین اسیطرح سب
اسباب گھر کا نواب کی غفلت و بے خبری سے تلف یا بنجانت ہوا یا کوڑیون پر
بکا محبوبا کسبی جو انکے گھر مین تھی وہ بھی مرگئی پہلے منی کسبی تھی وہ بھی مرگئی ایک
بی بی نکاحی فضل علی خان کی بیٹی جسکی بیٹی کی شادی سید علی خان نواب
معتمد الدولہ کے بیٹے سے ہوئی ایک حسینی جس سے جرنیل صاحب ہین محبوبا
سے مہدی علیخان بیٹا ۴ برس کا اور ایک بیٹی تھی ان صدمات اور آلام روحانی سے
نواب روشن الدولہ گرفتار مرض الموت ہوئے جرنیل صاحب باپ کے دیکھنے کو اکبرآباد سے
آئے چاہتے تھے کہ مہدی علیخان کو میرے سپرد کرین مین تعلیم و تربیت کرون نمانا آخر ۱۲ شہر

رجب ۱۲۹۸ھ مطابق ۲۳-اپریل ۱۸۸۱ء ۶۰ برس سے کم ہوکر مر گئے سپرد خاک کا پہور کیا پہلی
کربلامی معلی تابوت بھیجنے کی تجویز تھی پہر ممکن نہوا نعش لکھنؤ لائے اونکی مان کے پہلو مین دفن کیا
اب وہ املاک پدری و مقبرہ داخل جھاپچی بہوت ہوگیا لہذا اسکے مہدی علیخان اور اونکی بہن
مصلح السلطان نجم الدولہ کے پاس آکر رہین حضور عالم نے سو روپے ماہواری مقرر کر دیئے
مہدی علیخان عارضہ چیچک سے مرگیا بہن کی شادی دپٹی کلب حسین خان سے ہوئی میان عنبر
نے حق نمک نواب روشن الدولہ ادا کیا یعنی جسقدر اسباب زیور وغیرہ اس صاحبزادی کا انکے پاس
رہ گیا تھا اوسے بامانت دیا اتفاقاً وہ صاحبزادی بہی مرگئی مدفون کربلائے میر خدا بخش مرحوم
ہوئی بے اولاد رہی میان عنبر اسی دیانت و امانت سے مختار خانہ دپٹی صاحب ہین ڈپٹی
صاحب دو برس کی رخصت لیکر سیر لندن بھی کر آئے ۶ ہزار روپیہ سرکار سے زاد راہ بھی پایا
خلاصہ امرائے ہندوستان کا ایسا ہی حال اکثر دیکہا ہوتا ہے مال اندیشی نہین جانتے ہین
اور وقت فراغت قدر روپے کی نہین کرتے آخر انجام یہی ہوجاتا ہے اس ریاست مین دو
وزیرون کے گہر کا قیام فی الجملہ ایک نواب منتظم الدولہ کا دوسرے نواب امین الدولہ مرحوم کا
اگرچہ بعض وارثون نے اپنے ہاتھ سے اپنی بربادی وخرابی کی ہے مگر ریاست و املاک
سے ابھی تک فی الجملہ نام باقی ہے۔

روبکاری خاص جو بادشاہ نے رفع مظنہ رزیڈنٹ کی

ایکدن مسیح الدولہ سفیر شاہی نے رزیڈنٹ سے عرض کیا کہ چار آدمی رات کو کوٹھی
مین آئے تلنگے نے بندوق ماری وہ پائین باغ سے بھاگ کر چلے گئے اسکا مظنہ آپ کو وصی علیخان
کی نسبت ہوا ہے بس بادشاہ اسکی خاص روبکاری اپنے سامنے کیا چاہتے ہین فرمایا بادشاہ کو اختیار
ہے ہمین اس روبکاری سے کچھ سروکار نہین غرض حکم بادشاہ سے کپتان بارلو ملازم کپتان آر صاحب
حبیب جوانس وصی علیخان حضور عالم حاضر حضور ہوے پہلے بادشاہ نے قرآن شریف
اپنے ہاتھ مین لے کر فرمایا خدایا تو شاہد حال ہے کہ کبھی مجھے ایسا مظنہ یا خیال بد ایسے امر باطل
کا خاطر مین نہین گذرا و نگذرتا ہے اور نہ گذریگا اور ہر گز ایسا امر گوارا نہ کرونگا اور

اور جاشا مین اسکے واقف بھی نہین اور جو مرتکب ایسے فعل قبیح کا ہوا ہو وہ میری سلطنت کا اور
میرا دشمن جان ہے بعد اسکے حضور عالم نے بھی یہی صورت کی اسکے بعد وصی علیخان نے بھی
قرآن سر پر رکھکر قسم کھائی بعد اسکے یہ روبکاری لکھی گئی حاضرین نے دستخط اور مہر کیے شیر ایشیا
کے پاس بھیجدیا لیکن کچھ مفید مطلب نہوا اگر ان چار یارمین سے ایک بھی پکڑا جاتا تو کچھ قلعی
کھلجاتی اور معتبرین یہ کہتے تھے کہ یہ چال اور رفتار بھی نسبت مرزا صاحب کے تھی کسواسطے کہ وہ
اکثر پادران کشمیر کو جمع کر کے عمل پڑھوایا کرتے تھے چنانچہ اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ صاحب زمین
سلطانی مین کھانے جاتے تھے عربی گھوڑے سے گر پڑے جان بچی مگر پانوٴن پر صدمہ پہونچا
روایت زبانی اوسی شخص کے ہے جو شریک عمل ہوتا تھا - دوسرا یہ کہ ایک دن ٹیرسے
صاحب ہوا کھاکر کوٹھی کے برآمدے مین آترے راجہ بختاور سنگہ سے مخاطب ہوکر کہنے لگے
کہ راجہ سنتے ہیں کہ وصی علی اور کوئی مظفر حسین ہے تین لاکھ روپئے ہماری بدلی کے
واسطے بادشاہ سے مانگتا ہے ہم چاہتا ہے کہ اگر ایک لاکھ روپیہ ہمین ملجاے تو ہم بہت
خوشی سے اپنی ولایت چلا جاے یہ کہکر کوٹھی مین چلے گئے - پس جہان ایسی تدبیرین
ہوتی ہون انجام اوسکا کیا ہو واہ صاحبان اولوالعزم -

محبت نامہ گورنر جنرل بادشاہ کے واسطے

خارج سے بہ قرائن مضمون محبت نامہ معلوم ہوا کہ لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر کے
زمانے مین طریقہ رسل و رسائل محبت نامہ بوجوہ معطل رہا تھا پھر وہ مجدداً جاری کیا یعنی
اس مدت ۷ برس کے جلوس شاہی مین کوئی مراتب تفہیم از راہ دولتخواہی اور خیر اندیشی
انتظام ممالک محروسہ کیواسطے متواتر تحریر ہوئی اور فہمایش صاحب رزیڈنٹ بھی حد سے گذری
باوصف ان سب تاکیدات طبع مدار المہام ہوسے سلطنت کوئی صورت اصلاح عمل مین
نہ لائے لہذا پھر نیازمند باب انتظام امور سلطنت مین گزارش کرتا ہے لہذا مناسب ہے کہ
موافق راے صوابدید وحسن وتدبیر صاحب رزیڈنٹ مقدمات سلطنت جیسا کہ چاہیے ایطرح
خاص منضبط ہون کہ موجب فلاح ورفاہ خلایق اور نیکنامی سرکار اور دولتخواہی نیاز منطاہر ہو

بمجرد ملاحظہ نظر اقدس حسب دستور سلامی توپ کو حکم ہوا اوسکا جواب رکن رکین سلطنت نے حسب ضابطہ بنا بنا کر رنگین کر کے لکھا مگر صاحبان فہم ایسی تحریرات سے حیران ہوتے تھے کہ بادشاہ کا سراسر فائدہ گورنمنٹ چاہتی ہے اور بادشاہ خود اپنے نائب کو اپنے ہاتھ سے چھوڑے دیتے ہیں یہ کسیکو گمان نہ تھا کہ ان الزامون سے سرکار کو خود منظور رہے۔

مرزا وصی علی خان کا شہر سے نکالا جانا

مرزا وصی علی خان متواتر بڑے صاحب کے حکم سے شہر سے نکالے گئے مگر وہ اپنے کردار سے باز نہ آئے اور حضور عالم نے بھی بڑے صاحب سے فہمایش کی اونکے بہکانے سے کسیطرح نمانا اور ہمیشہ سبک سمجھتے رہے ہر چند دولتخواہون اور خیراندیشون نے متواتر عرض کیا کہ اگر آپ کو انسے سلوک کرنا منظور ہے سب طرح کا اختیار ہے اسکا مآل اچھا کبھی نہوگا بڑے صاحب کی ناراضی اپنے ہاتھ سے سلطنت کا بگاڑنا ہے مگر وہ کب سنتے تھے خلاصہ تاریخ شہر ربیع الاول روز جمعہ ۱۲۶۹ ہجری مطابق ۹ دسمبر ۱۸۵۲ء مرزا وصی علیخان ڈولی مین سوار ہو روانہ قصبہ کاکوری ہوئے ۹ بجے رات کو اپنے دوست خالص قدیم میر منشی معزول گورنمنٹ سے انگریزی کے گھر مہمان ہوئے صبح کو اونکے عیال بھی جا پہونچے پھر وہانسے چھپکر رات کو میانے مین سوار حضور عالم کے پاس آنے لگے شرف الدولہ محمد ابراہیم خان وغیرہ بڑے صاحب کو خبر پہونچاتے تھے ایکدن بڑے صاحب نے ایک رئیس کاکوری سے پوچھا کہ یہ شخص مہمان خانہ منشی ہوا ہی عرض کیا کہ اونھون نے قربان ہمکنامی اپنی حسن خدمت کا پایا ہے اور یہ بین مندیع ہے کہ ممالک محروسہ شاہی مین جہان چاہو بود و باش اختیار کروبس اس صورت مین خصوصیت منشی کے گھر کی نہ رہی غرض اب ہر دفعہ کے انقلاب تازہ سے اونکو تو ہم زیادہ ہوا کہ خدا خیر کرے خدا کے مارے کو فقیر چلاتا ہی فقیر کے مارے کو کون جلائے آخر اسکا انجام کیا ہوتا ہے۔

نکلنا شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کا حکم بادشاہ سے اور منڈیاؤن مین بھیجا جانا

پہلے پیام شاہی صاحب رزیڈنٹ کو اس مضمون کا آیا کہ جیسا آپکا منشا نسبت مرزا وصی علیخان کے

ہمکو ایسا منظور ان مجموع آتش افروزیون کا شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کیطرف سے ہے - پس ایسا شخص جو متنازعہ فیہ سرکارین عالیتین ہو جاے کہ وہ شہر سے نکالدیا جاے اوسکا جواب دیا یا وہ کو کیا کہ آپکو اپنی قلمرو ملک مین ہر شخص کے رہنے نہ رہنے کا اختیار ہے -

روز یکشنبہ ۹ - ربیع الاول مرزا علی رضا بیگ کوتوال شرف الدولہ کے پاس آئے حکم قضا شیم اخراج بلد سنایا شرف الدولہ حکم محکم سرکار کو عین طریقہ نجات اپنا سمجھکر متوجہ و سرگرم طلب کرانچی ڈاک اور تیاری اسباب سفر ہوئی اور دو ساعت کے توقف مین اپنا کام بانجام کیا یعنی ایک عرضی اپنی مصیبت تازہ کی مثل باد صرصر صاحب رزیڈنٹ کے پاس ہندولیان یاو مین بھیجی حکم ہوا تم اپنے گھر سے سوار ہوکر لوہے کے پل سے سیدھے چھاونی مین چلے آؤ خلاصہ کوتوال بھی صاحب رزیڈنٹ سے خائف رہتے تھے اور در پردہ اپنی خیر خواہی دکھلاتے رہتے تھے اور سرکار کے ایسے کام کو خوب سمجھتے تھے شرف الدولہ کو گاڑی مین سوار کر دومی دروازے تک ساتھ آئے خود داخل بڑے امام باڑہ ہوے وہ لوہے کے پل سے حاضر حضور بڑے صاحب ہوے - عرض حال کیا حکم ہوا کرائے کے بنگلے مین جا کر رہو اور یہ کیفیت رپورٹ صدر کی کہ شرف الدولہ مہتمم اہل وثائق فردوس منزل انکی حفاظت اور کفالت و وکالت متعلق سرکار سے ہے وصی علی خان کو مخبر و فتنہ پرداز سلطنت سمجھکر شہر سے نکلوا دیا بادشاہ نے اپنے نافہمون کے کہنے سے انکے بدلے شرف الدولہ کو نکلوا دیا ہمارا موجب توہین ہوا یہ ٹھیٹھرے ٹھیٹھرے بدلائی ہوتی جاتی ہے -

غرض جب خبر چھاونی مین رہنے کی سرکار مین پہونچی جو بیدار سلطانی اور کوتوال کی روبکاری ہوتی کوتوال نے کہا مجھے گھر سے کانپور روانہ کرنے کا حکم بھیجا تھا تاکہ شہر تک نکالنے کا حکم نہین پہونچا اور نہ حکم ساتھ جانے کا ہوا تھا ورنہ مین دریاے گنگ تک پہونچا دیتا بعد اسکے جب پرچہ پیام صاحب رزیڈنٹ بعد حصول جواب صدر اوسی مضمون اجد کا پہونچا حکم سلطانی ہوا کہ ہمین بہرحال خلاف مرضی نواب گورنر جنرل کوئی امر ملحوظ خاطر نہین اور ہمین قیام شہر کا اختیار ہی لیکن شرف الدولہ نے صاحب سے عرض کیا اہلکاران شاہی کی بدگمانی جو مجھسے ہے آپکو معلوم ہے مین کہانتک آپکو تکلیف ہر امر خاص مین دیا کرونگا کوئی اور

شگوفہ تو نکالیں بہتر یہ ہے کہ جب تک اونکا رفع بدگمانی میرے طرف سے ہو چندے آپ کے قریب رہوں خلاصہ بعد چند روز کے پھر بسلامت اپنے گھر میں آ گئے اب صاحبان فہم دیکھیں کہ نکتہ مقابل چوٹ ہوئی مگر وار خالی گیا۔

بیلی گارد کے تلنگے سے چھتری چھین لینا بڑے صاحب کا خفا ہونا

ایک دن حضور عالم کی سواری بڑی دور باش سے بیلی گارڈ کی سڑک سے دردولت پر جاتی تھی ایک تلنگہ بیلی گارد کا تھالی میں جنس طعام رکھے دھوپ میں چھتری لگا اپنے مقام رسوئی کو جاتا تھا سواری کے لوگوں نے خلاف داب ہندوستان سمجھکر اوسے چھتری کو منع کیا سپاہی نے کچھ تامل کیا آخر بعد قیل و قال چھتری اوس سے چھین لی صوبہ دار نے رپورٹ رزیڈنٹ سے کیا حکم ہوا جب ادھر سے سواری وزیر نکلے تم چھتری لگاؤ جو منع کرے اوسے سونٹے مارو جب یہ خبر حضور عالم نے سنی راہ راست چھوڑ کر طریق خط منحنی اختیار کیا گو دلتنگ ہو کر کبھی بسواری بجرہ دردولت پر جانے لگے جب یہ بھی رپورٹ صدر ہوا حکم آیا کہ اپنی چھاؤنی میں سپاہی چھتری لگایا کرے۔

ورود ضریح مبارک کربلائے معلی

۲۶ شعبان روز پنجشنبہ سنہ ۱۲۶۷ھ مطابق مئی سنہ ۱۸۵۱ء سید مہدی حسن ہندی قدیم ساکن لکھنؤ تقریباً ۲۰ برس سے مجاور روضۂ اقدس کربلائے معلی تھے اپنا وسیلہ رفاہ و فلاح سمجھکر ایک ضریح خاک پاک وہان سے مول لیکر یا کسی صورت ہاتھ آئی ہو مجتہدین کے خطوط سفارش لیکر دیانت الدولہ کی کربلا سے تو تعمیر میں اوترے خطوط سفارش سبکو دیئے باتفاق خواجہ سراؤں نے ملکہ بادشاہ سے عرض کیا کہ فقط آپ کے اقبال سے ایسا امر جدید ایکی سلطنت میں ہوا کسی اور سلطنت میں نہیں ہوا اس ضریح کا احترام تو لوازمہ ایمان ہے یہی بادشاہ ذکی با تونکو تو دل سے سنتے تھے حکم دیا کہ سب ارکان دولت سیہ پوش ہو کر ضریح کے استقبال کو جاوین چنانچہ حسب الحکم شاہزادے امرا اور سید عباد علی خان تعمیر شرف الدولہ و غلام رضا خان او کربلا میں آ کر جمع ہوئے

شہر کی خلقت کوٹھون پر سر راہ جمع ہو کر بیٹھی اور عوام الناس نے شہر مین دھوم مچائی جب شام
ہوگئی سب اپنے اپنے گھر چلے گئے ضریح کے انتظار مین تھک کر اوٹھ آئے ۹ بجے صندوق مقفل
مین ضریح مقدسہ بند زیر شامیانہ مثل تابوت اوٹھاتے ہوے چلے جلوس شاہی بسبب ظلمت
جابجا متفرق ہوگیا تھا روشنی بہت کم تھی مرزا ولیعہد جرنل صاحب اور شاہزادے امرا ضریح کے
صندوق کو سلام کر کے چلے گئے تھے فقط مصلح السلطان اہتمام الدولہ ساتھ تھے آدھی رات کو
صندوق در دولت پر پہونچا بادشاہ نے آداب ایمانی سے استقبال دروازے تک کیا اور
قیصر باغ کی بارہ دری سنگی مین رکھوادیا دو شالہ رومال خلعت ساتھ روپے سید حامل
ضریح کو ملے یہ بھی اسقدر مشقت وجانکاہی اور مدت سفر دور و دراز اور سفارش مجتہدین سے
حاصل ہوا کوہ کندن اور کاہ برآوردن ہوا اور توقعات جو دل مین سوچتے تھے کچھ نہوے
بہت دنون تک خواجہ سراؤن کے پاس آیا کیے پھر کسی نے احوال اوس تابوت سکینہ
کا نسنا کیا ہوا اوسمین ضریح مقدسہ تھی کیا صورت ہوئی اسکے بعد دوسرے زوار صاحب ایک
ضریح چھوٹی بنواکر لائے۔ طمع نفسانی سے چاہتے تھے اوس سے بھی کچھ فائدہ اوٹھاوین نہوا
ایسی خاک پاک کی چیزین ارض اقدس مین ہر طرح کی بنتی ہین کوئی تبرک سمجھکر لیتا ہے
اوسے فائدہ ہوتا ہے۔

اخراج شیخ قطب الدین

شیخ قطب الدین مسبوق الذکر جو شستہ بیگ کارپردازی مرزا دھی علیخان تھے متہم
قتل گنگا بخش زمیندار بیٹھائی ماہ شوال سنہ ۱۲۷۰ھ مطابق جولائی سنہ ۱۸۵۴ء حکم حضور عالم سے
از راہ مصلحت وقت میر نادر حسین مہتمم روند شہر کے ساتھ بدرقہ روانہ کانپور ہوے یعنی
افعی کشتن و بچہ اش را نگاہداشتن کار خردمندان نیست ہر چند مقدمہ گنگا بخش مین بہت
عرق ریزی و جانفشانی وخیر خواہی سرکار کچھ سمجھ کر کی تھی اور امیدوار رفاہ و فلاح کے
تھے مگر مقسوم سے زیادہ حاصل نہوا اور نیکنامی خلایق تو ظاہر ہے بعد چند روز کے پھر
اپنے گانون مین آکر رہنے لگے اب مر گئے۔

رخصت جنرل سلیمن صاحب

جرنل سلیمن صاحب نے بسبب علالت مزاج بہ تجویز ڈاکٹر صاحب گورنمنٹ سے ۵ مہینے کی رخصت طلب کی اور یہ پیام بادشاہ کو بھیجا کہ نیازمند بسبب تبدیل آب و ہوا ایک مہینے تک پہاڑ کی سنڈ یائون مین رہیگا کپتان ہیز صاحب قائم مقام انصرام مقدمات سرکار کرینگے ایک مہینے پیشتر سے صاحب ممدوح نے اسباب فضول جیکب جونس تاجر کی کوٹھی مین نیلام کو بھیجدیا تھا بعدہ اُنکی وہ نیلام ہوا اور صاحب ممدوح ۵ - اکتوبر ۱۸۵۴ء مطابق ۱۲ محرم سنہ ۱۲۷۱ روز پنجشنبہ شام کو ۷ بجے مع میم صاحبہ ڈاک مین روانہ میرٹھ ہوے راہ مین ڈاکٹر صاحب کی تجویز مین کچھ خدشہ گذرا کہ شاید موافقت کار پردازون سے اسی پیرایہ مین میرے اخراج لکھنؤ کی تدبیر کی ہو اسلیے رفع خلجان سے میرٹھ نے گئے ڈاکٹرونکو جمع کرکے موافقت آب ہوا علالت مزاج بیان کیا باتفاق سبھون نے کہا کہ ہمارے نزدیک آب و ہوا شملہ تمھارے واسطے اچھی ہوگی ملک لکھنؤ کی آب و ہوا اچھی تھی چنانچہ صاحب نے یہ تجویز ڈاکٹرون کی صدر کو لکھی مگر مقبول ہوئی کسواسطے کہ جنرل اوٹرم صاحب عدن سے مقرر ہو چکے ہین بعد انقضا مدت رخصت البتہ اختیار رہے۔

اس حکمت عملی کو اکثر سمجھے کہ دشمن کمین نے اپنا وقت پاکر یہ صورت صاحب کے اخراج کی نکالی اور مدت رخصت کو صاحب کی خواب پریشان سمجھے اور اپنی کوتاہ اندیشی سے اہل اخبار کلکتہ کو کچھ دیگر افعال کردار صاحب موصوف کو جو مدت رزیڈنسی مین کیے تھے اپنے ذہن ناقص سے مضمون رنگین کرکے چھپوائے نہ سمجھے کہ اونٹ کس کل بیٹھے گا چنانچہ برنڈن صاحب تاجر کو بھی صاحب نے حرکات ناشائستہ دیکھکر شہر سے نکلوادیا تھا اونھون نے لندن مین جاکر نالش کی بہت سی خاک اڑائی خاک نہوا۔ صاحب اگرہ اخبار نے صاحبان کے باب مین بہت کچھ لکھ بھیجا جرنل لو صاحب کہتے تھے کہ جب ہم کسی کچہری سے نکلتا ہی اکثر کتے دور سے بھونکا کرتے ہین پاس نہین آتے۔ ایسا ہی اہل اخبار بھونکتے ہین ہمین کیا پرواہ ہی البتہ سرکار سے انھین اجازت عام ہے۔

مرزا وصی علی خان کا کاکوری سے لکھنؤ میں آنا

جب جنرل سلیمن صاحب روانہ منزل مقصود ہوے اور لیظاہر کسیطرح کا کھٹکا نرہا ۱۱ تاریخ شہر صفر روز جمعہ ۹ بجے صبحکو ۱۲۷۱ھ مطابق ۳ نومبر ۱۸۵۴ء مرزا وصی علی خان شادان و فرحان کاکوری سے حاضر حضور عالم ہوے پانچ اشرفیان نذر دین اور قبائے زیارت آپ کے پانون سے رکھکر بہت سا شکر گذار ہوے اور بالاجمال شکایت ناسمجھی و ناانصافی رزیڈنٹ اور اپنا بچنا بیان کیا پھر عصمت مآب جناب بیگم صاحبہ کو نذر دیکر گھر آئے اور بکمال فارغ البالی سے اپنے کاروبار میں مشغول ہوے مجالس عزا اور نیاز صدق دل سے کی۔ انما یتقبل اللہ من المتقین سے غافل تھے۔

جنرل اوٹرم صاحب کا تشریف لانا

اس مدت رخصت جنرل سلیمن صاحب مین کئی صاحبون کی خبر آمد آمد مشہور ہوئی چنانچہ مسٹر جارج شکسپیر صاحب بھتیجے بھائی جنرل لو صاحب کی شہرت زیادہ تھی مگر جب نواب گورنر جنرل نے جنرل جیمس اوٹرم صاحب جو رزیڈنٹی حیدرآباد و سندھ سے عدن مین کسی تعلق رکھتے تھے لکھنؤ کے رزیڈنٹ مقرر ہوے پہلے کلکتہ آئے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل روانہ لکھنؤ ہوے۔ مسیح الدولہ سفیر شاہی عارضہ دنبل وغیرہ مین گرفتار رہے لیکن کشان کشان بذریعہ چٹھی کپتان ہیز صاحب کانپور گئے۔

۴ تاریخ ماہ دسمبر ۱۸۵۴ء مطابق ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۲۷۱ھ بوقت شب داخل کوٹھی دلکشا ہوے۔ تاریخ موافق دستور مرزا ولیعہد بہادر حضور عالم شاہزادے امراء جلوس شاہی سے استقبال کو گئے شاہ منزل میں جا پانی فیل جنگی وغیرہ ہوئی بعد اسکے صاحب رزیڈنٹ اور صاحب اسسٹنٹ مرزا ولیعہد حضور عالم کے ساتھ ملاقات بادشاہ کو آئے بعد چند کلمۂ شوقیہ عطر و پان لیکر رخصت ہوے تھوڑی دیر کوٹھی رزیڈنسی مین ٹھہر کر چھاؤنی سندیا نون مین تشریف لے گئے متوجہ کاغذ خزانہ رزیڈنسی ہوے باقی سب امور دل کھول کر

ہیئر صاحب پہ ہوے۔

چندروز پیشتر کپتان موصوف نے بہ علت ارسال پرچہ پیام آغا علیخان ناظم سلطانپور
منشی جانکی پرشاد رزیڈنٹی کو عہدہ سے موقوف کرکے بانکے بہاری محرران دفتر وثیقہ سے
بعہدہ دیکاری منشی معزول مقرر کیا تھا منشی مذکور ڈاک مین روانہ میرٹھ ہوے جنرل سلیمن صاحب
سے اپنی چٹھی صفائی لائے مگر مفید مطلب نہوئی کسواسطے کہ صاحب منسوب کو اختیار کلی ہوتا ہے
قدامت کام نہین آتی انکے باپ منشی روشن لال نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان کے وقت
سے رزیڈنٹی مین نوکر ہوے تھے بہت سے انقلاب اور گرم و سرد رزیڈنٹی کے دیکھ چکے
تھے اور اسی نوکری مین سرکار مین مر گئے۔ بعد اسکے منشی مذکور ملازم سرکار شاہی ہوے۔

تاج الدین حسین خان احسان حسین خان کا آنا پھر شہر سے میر تصدق حسین جانا

تاج الدین حسین خان کو جب نواب محمد سعید خان رامپور کے روزگار سے برطرف کیا الہ آباد
مین اپنے داماد مظفر حسینخان کے مہمان ہوے انکی بیٹی عجب باخدا اور عابدہ تھی مر گئی جس سے
حالت تعشق انھین تھا اس صدمہ روحانی سے اوسکا تابوت لیکر ارادہ کربلاے معلی کیا تھا
واسطہ محل سے اکثر بادشاہ کو عرضداشت باب خیرخواہی مین بھیجا کرتے تھے ایک عرضداشت
اس مضمون کی کہ فدوی شکستہ حال و کم استطاعت ہوگیا ہے متمنی زیارات عالیات سے امیدوار
ہے جب تک فصل روانگی جہاز ہو دار المومنین مین چند روز اکر بسر کرون۔ بظاہر حضور عالم
کو بھی انسے کچھ خدشہ نہ تھا عرضداشت قرین بدستخط خاص بمعیت شتر سوار روانہ الہ آباد ہوا
احسان حسین خان بھی اپنے ماموں کے ہم سفر ہوکر ڈاک مین چلے ۸ تاریخ ماہ صفر روز چہارشنبہ
۱۲۷۱ھ لکھنؤ مین شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر منشی فضل حسین کے گھر مین اترے پریشان حال
لکھنؤ جوق جوق جمع ہو کر ملاقات خوانین کو آنے لگے اس خیال خام سے کہ انکے طالع ستارہ نے
پھر عروج بہ شرف کیا ہے حالانکہ مہینا دن تاریخ تینون بد مین تھے انکی تاثیر اخیر ظاہر ہوگی اگرچہ
اہل مقدور نے خوردہ تصدق خوان طعام ضیافت بھی بھیجے مگر خوانین نظر باحتیاط ملاقات
بہت کم کرتے تھے ایکدن آغا باقر کے امام باڑے مین مجلس کی بہت سے مرثیہ خوان قدیم جمع ہوے

جب شرف ملازمت حضور عالم حاصل کی خلعت دوشالہ رومال پایا تاج الدین حسین خان نے
عذر ضعف پیری عرض کرکے اپنی حاضری تخلیہ کی چاہی اجازت ہوئی جو رطلب دیا پس
باہمین خیرخواہی کی باتین ازراہ دلسوزی گوش گزار کین اپنی طرف متوجہ کیا مرزا وصی علیخان
کو انکے تقرب سے کھٹکا ہوا اتفاقاً میر تصدق حسین صدر اعلی کانپور کے برخصت اخفا مہمان
حضور عالم ہوے ہر روز خوان نعمت نوش جان کرتے تھے انکے پاس مصاحب الدولہ وغیرہ
مقربان بادشاہی ہر روز حاضر رہتے تھے اس عرصہ مین حریفان کمین نے ایک شخص مجہول
سے عرضی کیفیت صدر اعلی کی شارع عام سے صاحب جج کانپور کو دلوادی کہ صدر اعلے
نے آپکے نام سے حضور عالم سے بہت کچھ لیا ہے کہ آپ واسطہ فہمایش صاحب رزیڈنٹ
اونکے واسطے ہون عملہ کچہری نے عرضی کو خوب تیز کرکے صاحب کو سنایا صاحب نے برہم
ہوکر صاحب رزیڈنٹ کو لکھا کہ صدر اعلے کو روانہ کانپور کرین حکم قضا شیم سے صدر اعلی تو
راہی کانپور ہوگئے اور مبادلہ فتحپور کو ہوگیا اور جواب نہین کیا اسواسطے لکھا تھا کہ ان لوگون کا
اخراج شہر سے زمان سابق مین بہ بدنامی ہوچکا ہے ہمین تعجب ہے کہ تمنے کیونکر انکا رہنا گوارا کیا
خلاصہ برکت یمین ماہ صفر سے تاج الدین حسین خان قصبہ بجنور کو گئے پھر کاکوری ہوکر
وہان مین حکیم فرزند علی خان کے مہمان ہوے اوسکے بعد الہ آباد گئے حضور عالم سے نوبت
رخصت بھی نپائی احسان حسین خان بھی کاکوری سے ہوکر کانپور گئے حضور عالم نے محض بپاس
یا بخوف خاطر صاحب رزیڈنٹ کچھ اسمین مداخلت نہ کی اس خیال سے کہ تازہ وارد ہین مبادا
مثل جنرل سلیمن صاحب انسے بھی وہی صورت بدگمانی پیدا ہو طرح دے گیے مگر سمجھے کہ یہ کارروائی
مرزا صاحب کی تھی اب اونکا وارثی کہ مثل کانپور لکھنؤ مین ایک عرضی بڑے صاحب کو راہ
مین دلوادی کہ وصی علی خان کو جنرل سلیمن صاحب نے کس شدومد سے شہر سے نکلوا دیا
تھا پھر یہ کیون شہر مین آنے پائے اسیطرح ہمارا بھی کچھ قصور نہ تھا لیکن یہ عرضی کچھ مفید
مطلب نہوئی یا خود بڑے صاحب نے طرح دی ۔

اجرای احکام عظام بنام حضور عالم بہادر مصلح السلطان نجم الدولہ

من ابتداء ۱۳ شہر ذیقعدہ ۱۲۷۱ ہجری سے سال یوم المبارک شروع سال نو قرار پایا ہے

سال مذکور مفصلۂ ذیل کا بحکم حکم سب دفتروں میں پہونچا دیں کہ بعد سال ہجری مطابق اسکے تاریخ
و سال موصوف بقید سنہ الیہ اور بعد اسکے سنہ جلوس والا سکھے جاویں

ماہ واجدی – ماہ محمدی – ماہ اظفری – ماہ سکندری – ماہ حسینی – ماہ اثنا عشری
ماہ آقائی – ماہ صنوبر – ماہ فراتی – ماہ منصوری – ماہ سلیمان – ماہ نبی –

مرقوم ۱۱ – شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۶۲ھ مطابق ماہ واجدی سنہ احد یوم المبارک
مطابق سنہ ۹ جلوس والا فقط شروع سال شہر ذیقعدہ کی وجہ یہ ہو کہ پیدائش بادشاہ
اسی مہینے میں ہوئی تھی ۔

ورود مہاراجہ دلیپ سنگھ و مہاراجہ جیاجی راؤ سیندھیہ

مہاراجہ دلیپ سنگھ بہادر مع ڈاکٹر لوگن صاحب فتح آباد سے ماہ منصوری ۱۸۵۴ء
مطابق ۱۲۷۰ھ لکھنؤ میں آئے بہت تھوڑے سے شاگرد پیشہ اور جلوس سواری ساتھ تھا
بعد سیر و تماشا مکانات شہر وغیرہ روانہ کلکتہ ہوئے وہاں سے بعد ملاقات گورنر جنرل لندن کو
گئے آمد و رفت کی سلامی توپ ہوئی ڈاکٹر صاحب کی تلقین سے ولایت میں عیسائی ہوکے
کسی پادری کی بیٹی سے شادی ہوئی طفل نابالغ کو جس مذہب کی ہدایت کرو ہو جائیگا فہمیدہ اور بالغ
کا عیسائی کرنا مشکل ہے ۔

مہاراجہ جیاجی راؤ سندھیہ بہادر والی گوالیار مع صاحب رزیڈنٹ جمعیت قلیل سے
پہلے فیض آباد اجودھیا کا نہان کیا پھر لکھنؤ آئے صاحب رزیڈنٹ کی کوٹھی میں اترے حضور
عالم سے بڑے صاحب نے ملاقات کرائی قیصر باغ دکھانے کو لے گئے بادشاہ کو ناگوار
ہوا کہ میرا مکان تماشا گاہ نہیں مگر بلحاظ صاحب رزیڈنٹ کئی دن رہکر شہر کو دیکھکر چلے
گئے ۱۸۵۵ء مطابق ۱۲۷۱ھ

منصوبی میر منشی رزیڈنسی

۹ – ماہ مئی ۱۸۵۵ء منشی باشکے بہاری جن کو کپتان ہیز صاحب نے میر منشی رزیڈنسی کیا تھا

جنرل اوٹرم صاحب نے بدستور سابق دفتر وثیقہ مین مامور کیا اور منشی تفضل حسین ساکن قصبہ امیٹھی قریب لکھنؤ بیٹے مولوی عبدالواحد کے مولوی فایق کو میر منشی دفتر فارسی کیا آسٹ ریذیڈنسی مین میر منشی تمام قادر مقال صاحب منشی ہو جنکا ہزار روپیہ کا مشاہرہ پنشن مادام حیات رہا اور اکثر انصرام کاروبار سرکار مین بہت نیکنام سے اسکے بعد مرزا باقر علیخان کرنل کالنس صاحب اور بیلی صاحب منشن صاحب کے میر منشی رہے پھر منشی علی نقی خان جو ۹۰ لاکھ نقد سوا املاک کے چھوڑ کر مر گئے اونکے تین بیٹے تھے بڑا بیٹا سے بعلت کسبی مارا گیا دوسرا مدقوق ہو کر مر گیا چند روز تک اوسکو بھی میر منشی رہا صاحب لیاقت تھا تیسرا چھوٹا عیش دنیا مین سب مال و دولت لٹا کر حالت افلاس مین مر گیا املاک داخل حصار ہیلی گارد ہوئی پھر منشی التفات حسین خان رکٹس صاحب کے منشی ہوئے بہت صاحب ثروت پرغرور اپنے بیٹون کی شادی بڑی عظمت و شان سے کی اپنی مدت خدمت مین ۱۶ لاکھ روپیہ حاصل کیا تھا صاحب اخبار آگرہ نے لکھا تھا کہ میر منشی سرکار سے دو سو روپیہ ماہواری کا ۸ یا ۹ برس تک رہے نہین جانتا اسقدر روپیہ اوسنے کس حساب سے جمع کیا تھا ایک کسبی پر عاشق ہوئے قوت جوانی کے واسطے کشتہ کھایا تھا وسی مین مر گئے پھر اونکے بھی بیٹون نے وہ مال اور دولت سب لٹا کر مفلس ہو گئے۔

خلاصہ اسکے بہتر کوئی صاحب عزت اور صاحب لیاقت اور صاحب مال تا انتزاع ملک ریذیڈنسی مین نہین ہوا سوا اسکے ملازمین سرکار کے یا قاعدہ مقررات کے سکو کچھ قدر حال سرکار شاہنشاہی سے بھی ملتا رہا اوسکا حساب نہین۔

جنرل اوٹرم صاحب اور جنرل سلیمن صاحب سے رسل و رسائل ہمیشہ جاری رہا مقصود صاحب باب انتظام ممالک محروسہ اور خرابیان جو اونکے وقت مین ہوتی رہین اور اشخاص جو اونکی ہمراہیان خرابیون کے ہوگئے تھے لیکن اسکے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ جنرل سلیمن نے دو برس کی رخصت طلب کی ہے غالب ہے کہ کانپور سے روانہ کلکتہ ہون اور بعد ملاقات گورنر جنرل ولایت جاوین دو عارضے مہلک تھے ایک دیابیطس دوسرا آشوب چشم چنانچہ جب کلکتہ سے جہاز پر سوار ہوئے کئی دن کے بعد مر گئے غریق سمندر ہو سکے تاہم اونکا قبت اخیرین سرکار

اون کے لکھنؤ مین آنے سے بہت خوش ہوئی تھی کہ خدا نے ہماری دعا مستجاب کی مگر ان ثمرات کو نہ سمجھے جو اونھون نے اپنے تردد سے اوس زمین پر کشتکاری کی تھی کہ یہ اپنی فصل نشو و نما کر کے اپنا ثمرہ دکھلائیگی چنانچہ اونکی بلبویت خالی نہ گئی

میلہ قیصر باغ شاہی

۱۲- شہر ذیقعدہ روز پنجشنبہ ۱۲۷۱ھ مطابق جولائی ۱۸۵۵ء میلہ سلطانی موافق دستور انتظام سالگذشتہ وپیوستہ ہوا ہزارہا اہل شہر بے فکرے ملازم لباس رنگین فقرانہ پہنے ہوئے داخل قیصر باغ ہوئے اور حقیقتاً سامان جشن وعیش اور جلوس اور تکلفات حسب الحکم شاہی ہوا- فی الحقیقت ایسی کیفیت خاص قابل دید ہے نہ شنید- ہم تاریخ میلہ کا خاتمہ ہوا- پہلے دن صحبت حال قال اشاریخ صوفیہ بھی روبروے بادشاہ ہوئی اور ہر سالک مسالک طریقت اپنے جذب شوق سے اس مجمع عام مین ایک عالم بیخودی کے حال مین ہو گیا،

سانحہ حیرت افزاے سید امیر علی شہید جو باعث بدنامی اہل اسلام ہندوستان ہوا نقول کاغذات مقدمات فیض آباد

جو ہندو مسلمان مین بناے ہنگام فساد عظیم ہوا آخر نوبت مقاتلہ و مجادلہ پہونچی واقع ۱۲- ماہ ذیقعدہ روز جمعہ ۱۲۷۱ھ مطابق جولائی ۱۸۵۵ء-

استفتاء اہل سنت دستخط مجتہد العصر سلطان العلما

ما قولکم ایہا العلما شکر اللہ سعیکم- اندرین صورت کہ مقتولان فیض آباد کہ خود را مسلمان می گویند و بظاہر خالصاً لوجہ اللہ از کفار جنگ کردہ قتل شدند حکم شہادت بر ایشان درست است یا نہ و بہ تقدیر مسلمانان را در انتقام آن قتال وجدال بالفعل جرأت باید یا نہ و کسی کہ مسلمانان را از انتقام کشیدن کفار باز دارد و منع کنند در حق او چہ گفتہ آید-

جواب- بر حکام اسلام دفع شر کفرہ لیام از اہل ایمان و اسلام لازم است و اللہ اعلم-

استفتاء مرسلۂ اثنا عشری مذہب دستخط مجتہد العصر سلطان العلما

سوال ما قولہم رحمہم اللہ فی ہذہ المسئلہ اگر در مسجدی اہل اسلام مقیم باشند و در حالت غفلت کہ آنہا در خواب باشند گروہی از اہل کفار عمدۂ عظام یورش کردہ اہل اسلام را کشتند کہ از خون آنہا ملو و پر شد و آنہا در مسجد بول کردند و کلام اللہ را پارہ پارہ کردہ زیر پای خود انداختند و دیگر بے ادبیہا بآن ساختند و جمیع عظیم مجتمع شدہ ہر کسے را از اہل اسلام یابند بکشند و مسلمانان ساکنان آن مقام بخوف جان و آبروی خود جلای وطن شدند پس محاربہ ہمچو کفار مسلمانان دیار و امصار را فرض است یا نہ و اگر کسے درین جنگ از دست کفار کشتہ شود مصاب خواہد شد یا نہ بینوا توجروا۔

جواب - پناہ بخدای عز و جل از شر کفار بر حکام اسلام و اہل ایمان و اسلام دفع شر کفرہ لیام لازم است واللہ اعلم۔

ایضاً - ما قولکم ایہا العلماء بحکم احمد کہ وقت ہجوم کفار مشرکین بر مسلمانان و ہدم مساجد و انداختن مصاحف مجیدہ در نجاست والقاء چون خاربر در مساجد و قتل مسلمانان و دیگر امور ہتک اسلام و اعراض حاکم اہل اسلام پس درینصورت بر مسلمانان قتل و قمع آنہا واجب است یا نہ و اجازت والدین ہم شرط است یا نہ بینوا و توجروا۔

جواب - حکام را بمتابعت حاکم دفع کفار از اہل اسلام و اہل ایمان و اجراء حدود بر محاربین مشرکین و قصاص مسلمانان واجب و ہو العالم۔ مہر طغرا

چہ ارشاد میشود درباب کسانیکہ برای جنگ ہنودان در فیض آباد میروند زیرا کہ ایشان ارادہ انتقام اینچنین بے ادبیہای ہنودان کہ با قرآن مجید و مسجد نمودہ اند میدارند جنگ و رفتن ایشان عند الشرع جائز است و ثواب دارد یا ممنوع بینوا توجروا۔

جواب - بدون مشارکت و معاونت حکام عرف یا حاکم شرع تدارک چنین امور صورتے جواز ندارد و ہو العالم۔ مہر طغرا

استفتاء دستخطی اہل سنت - چہ می فرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ اہل اسلام

یا دعاے آنکہ ہنود ان مسجد گنبدیدہ شامل مکان وا ماندہ بتخانہ کردہ اند اجماع عزیمت جہاد دارند و پادشاہ والی ملک کہ اہل اسلام است اقرار تدارک در صورت ثبوت و رفع حجت طرفثانی می فرمایند ممانعت و ہجوم عزیمت کہ در ضمن تشکل آن دیار خونریزی اہل اسلام است می نماید درینصورت تعمیل امر سلطان و فسخ عزیمت می باید یا نہ بینوا توجروا ہو المصیب۔

جواب۔ تعمیل امر سلطان و فسخ عزیمت می باید واللہ اعلم کتبہ محمد یوسف صحیح الجواب حررہ محمد رحمت اللہ الجواب صحیح تحریر نمودہ احقر العباد خادم احمد قد اصاب من اجاب کتبہ محمد سعد اللہ الجواب صحیح الراے نجیح واللہ اعلم حررہ ابو البرکات المدعو تراب علی عفی عنہ رکن الدین [illegible]

کیفیت

زمان سابق مین اودھ کی بلندی پر جسکا نام ہنود نے ہنومان گڑھی رکھا ہے ایک مسجد بناے سلاطین ماضیہ تھی ایک فقیر مسلمان اوسکی جاروب کشی کیا کرتا تھا اور پہلوے مسجد مین بڑا چبوترہ تھا اوسپر عشرہ محرم مین تعزیہ رکھتا تھا بعد ایک مدت کے ایک فقیر ہندو بھی املی کے نیچے جھنڈی گاڑ کر رہا ایک چھوٹی سی کوٹھری بنائی اوسمین بت رکھکر مقام ہنومان قرار دیا عہد جناب غفران مآب نواب برہان الملک مین بعض ہنود کوتاہ اندیش نے مسجد جو بلندی مذکورہ پر تھی اوسے منہدم کر دیا تھا فوج قاہرہ سرکاری پہونچی اون کوتاہ اندیشون کو سزا انکی اعمال دیکر بتخانہ کو توڑ کر بدستور سابق بناے مسجد قائم کی بعد مرور ایام بیراگیون نے پھر بتخانہ بنایا مسجد سے کچھ متعرض نہوے جب تک حکومت بچھرا[illegible] وغیرہ علاقہ سرکار سے رہا جب درشن سنگھ بہادر کو میوا کفار اوس دیار کو قوت و ثروت زیادہ ہوئی اوس مسجد کو گرا کر مکان گڑھی مین ملا لیا اور مسجد واقع رام گھاٹ دریا کو خراب کر کے اوسکے صحن مین اپنے مسکن بنائے اور اوسکے اندر گھوڑا واسطے لگے اور سیکڑون مقابر اہل اسلام کو توڑ کر اونکی اینٹین اور پتھرون سے بڑی شان و شوکت سے بتخانے بناے یہان تک کہ مسجد مین لیت اور بتخانہ [illegible]

[illegible] اسلام سے کوئی شخص ہمراہ لیکر بتخیال [illegible]

بنا ہی مسجد ہنومان گڑھی مین رونا ہی تک پہونچا مرزا اعلی علی منصرم کچھ رات سے پہونچے ہین
سے اونھین پھیر دیا اور اونکے دو چار ہمراہیونکو جو فیض آباد پہونچے تھے نائب کوتوال و کپتان
الگزنڈر اربتھنٹ کن آرنے باہر نکالدیا جب یہ پرچہ اخبار پیشگاہ شاہ جمجاہ گذرا حکم تحقیق مسجد
آغا علیخان ناظم اور مرزا منعم بیگ کوتوال کے نام مزین بدستخط خاص ہوا غلام حسین شاہ پھر
کئی اشخاص سے جامع مسجد جو سیتا کی رسوئی مین ہے مقیم ہوا اور کسیکے کہنے سے وہان سے
نہ نکلا پھر غلام حسین شاہ لکھنؤ سے کچھ لوگ اپنے ساتھ لیکر اوس مسجد مین پہونچا اور باوصف
عدم استطاعت و قلت جماعت کمر ہمت مسجد سے بیراگیون کے نکالنے کی باندھی کپتان آر صاحب
مرزا منعم بیگ مرزا اعلی علی نے مسلمانونکو شارکت غلام حسین سے روکا اور بیراگیون کی
مدد راجہ مان سنگھ بہادر اور زمیندار گرد و پیش سے جوق جوق پہونچنے لگے یہانتک کہ دس
بارہ ہزار آدمی جمع ہوئے اور معبر دریا بند کر دیا اور غلام حسین کے پاس سوائے چند
غربا کے اور کوئی نہ تھا۔

روز جمعہ ۱۲ - شہر ذیقعدہ سنہ الیہ تقریباً دو سو آدمی اہل اسلام سے نماز جمعہ کے واسطے
مسجد جامع مین جمع ہوئے بیراگی انکا مجمع شکر بلوا کرکے اونکے سر پر پہونچے ہمراہی غلام حسین
نے قصد باہر نکلنے کا کیا سپاہی کوتوال اور سوار ہمراہی آر صاحب جو رفع شر کو متعین تھے دیکھتے
آگے اور مانع فساد ہوئے کپتان موصوف بھی خبر بلوا سنکر وہان پہونچے رفع شر کر دیا
لیکن مسلمانونکو اس ہنگامہ مین ادائے نماز جمعہ کی نوبت نہ پہونچی دوسرے دن شنبہ کو جان ہرسی
صاحب شارکت کپتان آر صاحب کیواسطے لکھنؤ سے پہونچے اور مسجد کو آکر دیکھا اوسمین دروازہ
نہ تھا کہا یہانکا دروازہ لگانا مناسب ہے جس سے حفاظت ہو جائے اور ایک شخص کو ہمراہی
غلام حسین سے انہام و تفہیم کو بلوایا اس عرصہ مین غلام حسین کے ساتھی دو تین آدمی محلہ
بیگم پورہ مین جاکر جوڑی کواڑ کی اٹھا لائے راہ مین ہنومان گڑھی کے ہنود نے اونھین گولیون سے
زخمی کر دیا اونھون نے کواڑ کی جوڑی اونپر حملہ کیا پسپا کر دیا اس عرصہ مین باران رحمت نازل
ہوا ایک ساعت تک جدال و قتال موقوف رہی اوسیوقت ایک کبڑیا ہمراہی غلام حسین کیواسطے
جو دو دن سے بے آب و دانہ تھے کھانا لایا کپتان آر صاحب اور جان ہرسی ذاتیہ سپاہ کو

بھیجکر کہلا بھیجا کہ تم گھرین کھولکر بہت اطمینان سے جامع مسجد مین بیٹھو باہر نہ نکلو کوئی تمسے فساد
نہ کرسکیگا انھون نے گھرین کھولکر کھانا کھانے لگے اب زبانی مرزا اعلیٰ علی کے ہے جو مؤلف
کتاب وقت روانگی کربلا کے اوس شب خاص کربلا مین میرے پاس رہے تھے بیان کرتے تھے
کہ یہ دونون انگریز اور مین خود اور مرزا نثار حسین مع اپنی سپاہ اور توپ وہان سے ہٹکر
بڑی دور درخت کھرنی کے نیچے جا کھڑے ہوے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ بیراگی نہار روان
گور سے نعرہ مارتے آکر مسجد کو گھیر لیا اور رجب علیشاہ فقیر کے کوٹھے سے چڑھکر غلام حسین کے
ہمراہیونکو گولیان برسانا شروع کیا اور مسجد مین آکر ۲۶۹ - آدمیونکو ذبح کیا اور ٹکڑے ٹکڑے کردیے
مسجد مین لہو بہنے لگا اور قرآن شریف جو اکثرون کے حائل تھا پرزے پرزے کرکے معاذ اللہ
پانون سے روندا اور جلا دیا چنانچہ واسطے تصدیق کے جلے ہوئے ورق بھی ملفوف سرکار
کیے اور خیگلہ جو حکم سرکار سے چبوترہ جامع مسجد پر تیار ہوا تھا توڑ ڈالا اور دیوار مسجد کو خیرائرے
چھلنی کردیا نعشین مقتولین کی بے گور و کفن پڑی رہ گیئن دوسرے دن مرزا نثار حسین نے درِ مسجد
ایک غار بڑا کھدوا کر گل در گل دفن کردیا بعد اُنکے دفن کے بیراگی جوتیان پہنے مسجد مین آتے
ہوم کیا سنکھ بجایا بہت سے ادبیان کین اوسکے قریب قبر خواجہ میٹھے کی قبر شہداے سید سالار کی تھی
اوسے توڑ ڈالا ظاہر ہی کہ جمعیت بیراگیون کی اسقدر نہ تھی لیکن سیکڑون دوڑہی ملازم راجہ
مانسنگھ اور پانڈے راجہ کشندت رام اور زمینداران گرد و پیش مدد کو پہونچے دس بارہ ہزار کی کثرت
ہو گئی آخر نوبت یہان تک پہونچی باوجودیکہ بیگم پورہ کے رہنے والے نزدیک غلام حسین تھی مگر بردو
سوکہ بہتی گھرمین تھی بیراگی اور گوہار کے لوگ گئے اُدہر حملے کیے اون بیچارون نے جسطرح ہوسکا حفظ
ناموس کیا ایک شخص افضل بیگ زخم کھا کر صاحب فراش ہی اور اب محلہ مذکور کے رہنے والون اور
مسلمانون نے اثاث البیت گھرین چھوڑ کر مع اہل و عیال قیام فیض آباد اختیار کیا ہے
اور اسقدر قوت بیراگیون کو ہو گئی ہے کہ کسی مسلمان کو ہنومان گڑھی سے گذرنے نہین دیتے
اور سب اہل اسلام کو ڈرلاتے اور دھمکاتے ہین یہ حال شورش اور بدعت بیراگیون کا ہی اور ہنومان
گڑھی مین مسجد کو بہت سی لوگون نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہی بلکہ اوسمین نماز بھی پڑھی ہے اور محضر سیکڑون
برس کا قاضی یار علی ابن الدین قاضی حبیب اللہ کے پاس موجود ہی چنانچہ ایک اوسمین سے

مورخہ ۹ - ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۱ھ ملفوف بہ کیفیت ہی اور کیا عجب ہے کہ اورنگ عالمگیر شاہ دہلی نے جسکے تعصب مذہبی سے سلطنت دہلی کو ضعف و خرابی ہوئی بہتیرا اماکن و معبد مذہب ہنود مین کچھ نہ کچھ مداخلت کی تھی یہان بھی مسجد بنوادی ہو مگر محضر آئندہ سے ثابت ہی کہ زمانۂ حال خلد مکان کے عہد مین مسجد بنی ہے دعوی مسجل - محضر ہے سالیس اسصورت مین اگر سرکار بااقتدار سے تحقیقات عدالت خسروانی سے تدارک ان سب نزاع بیراگیون کا اور اونکے حامیونکا استیصال کما ینبغی سے اور حکم تعمیل و ترمیم مسجدون منہدم واقع گڈھی مذکورکا موافق بناء قدیم نہ ہوگا خدا جانے کہ بیراگی اس بغاوت و شورش سے دلیر ہو کر حال مسلمانون اور اونکی توہین اسلام کا کسدرجہ پر کرینگے بلکہ بود و باش اہل اسلام اودھ مین دشوار ہوگی اسی جہت سے سب نالان ہین اور امید تدارک واقعی کی رکھتے ہین -

محمد نہال الدین	حفیظ اللہ

۱ رضوی قاضی آغا علی - لا ریب فیہ ساکن لکھنؤ -

۲ میر رجب علی ساکن اودھ - مسطور المتین بیان واقع ہے -

۳ سید محمد اصغر - بیان واقع ہے - خطیب اور مسجد بابری کا ہونا

۴ محمد حسین - بیان واقع ہی - ساکن حیدر آباد واقع فیض آباد

۵ عنایت علیخان فاضل - ساکن فیض آباد

۶ میر محمد حسین ذاکر سید الشہدا - ساکن فیض آباد المتخلص بہ لطف -

۷ مرزا محمد سوز خوان - ساکن فیض آباد لاریب فیہ -

۸ میان فرحت علیخان ناظر خرد محل - بیان واقع ہے

۹ مرزا جان نواسۂ نظر علیخان چکلہ دار رئیس اودھ مسطور المتین بیان واقع ہی کہ مسجد بمنومان گڈھی بارہا اپنی آنکھہ سے دیکھی ہے -

۱۰ ابراہیم بیگ ساکن حیدر آباد واقع فیض آباد مسطور المتین واقع ہے

۱۱ میر بخش حسین - مفتی - بیان واقع ہے -

۱۲ سید نصیر الدین - ساکن محلۂ چراغ دہلی -

۱۳ حسین علی زمیندار محلۂ قصاب نگرا ولا و دستی لطف اللہ حیدر سعید اپنی آنکھہ سی مسجد دیکھی ہے

۱۴ محمد بخش میر سیج رشیدار محلہ میرا نپور محلات بلدۂ اودھ - بیان واقع ہے

۱۵ سید جعفر علی - بیان راست ہے -

۱۶ سید باقر علی - مسجد اپنی آنکھہ سے دیکھی ہے -

۱۷ منور علی - بیان واقعی

۱۸ مرزا محمد حسن صاحبزادۂ خرد محل - بیان واقعی

۱۹ چھیدی ابن نندرام ہندو قوم سیوتی - بارہا مسجد اپنی آنکھہ سے دیکھی ہے -

۲۰ محمد مہدی - بیان واقعی

۲۱ میر عابد علی - لاشبہہ فیہ -

۲۲ گواہ شد - یوسف خان -

۲۳ گواہ شد محمد علیخان ساکن اودھ - بارہا مسجد اپنی آنکھہ سے دیکھا ہے - ۱۰۴ برس کی مسجد تعمیر ہنومان گڈھی -

۲۴ علی مرزا - بیان واقعی -

۲۵ میر محمد علی ساکن فیض آباد مسجد ہنومان گڈھی پر دیکھی ہے اور سمت اوسکے سیاست بھی یاد ہے محراب اوسکی نقش بسم اللہ تھے

۲۶ محمد مرزا ولد مرزا اصغر علیخان - بیان واقع -

۲۷ امین الدین حیدر خان بہادر - صاحبزادہ خرد محل

۲۸ محمد مہدی " " بیان واقعی -

۲۹ میر عابد علی - لاریب فیہ -

۳۰ آغا علی - لاشبہہ فیہ -

۳۱ گواہ شد - محمد روشن خان مسجد جامع واقع ہنومان گڈھی کو آنکھہ سے دیکھا ہے -

۳۲ علی مرزا - بیان واقعی -

۳۳ سید [illegible] علی محمد - لاریب فیہ مسجد [illegible] ہنومان گڈھی بہ آنکھہ سے دیکھی ہے -

۳۴ گواہ شد - مرزا علی ساکن اودھ فیہ مسجد ہنومان گڈھی بہ آنکھہ سے دیکھی اور اوسکی سیاست بھی یاد ہے -

۳۵ گواہ شد - کرم خان ساکن اودھ بیان واقعی -

۳۶ گواہ شد - عبدالکریم - " "

۳۷ وجھی سنگھ چپراسی عدالت فیض آباد - قرقی کو حسب الحکم سرکار نیابت منتظم الدولہ مین گیا تھا مسجد کو دیکھا تھا -

	بسم اللہ الرحمن الرحیم	

سابق ازین محمد عاقل درویش نے بمہر محمد عادل و شیخ بہاء الدین فوجدار اور سوانح نگار و واقعہ نگار اور میر محمد صادق کوتوال وغیرہ ارباب عدالت اور اہل خدمات اور اکابر اور اصاغر نے مسجد تیار کی تھی کہ زمان حضرت خلد مکان مین بلندی ہنومان گڑھی پر مسجد درست ہوئی تھی بعد اسکے براگیون نے مسجد مذکور کو مسمار کرکے بتخانہ تیار کیا ہے چنانچہ محضر مذکور مع عرضی نظر بندگان عالی نواب صاحب مین گذرا دستخط خاص فرمین محضر ہوا کہ پروانہ فوجدار کے نام لکھا جاوے جب یہ خادم شرع حضور سے داخل بلدۂ اودھ ہوا درویش نے محضر دکھا کر نالش کی اس خادم شرع نے وہ محضر اور عرضی خدمت بندگان عالی مین گذرانی چنانچہ غازیان لشکر ظفر پیکر نے بموجب عرضی بندگان عالی بتخانہ مرقوم کو مسمار کرکے بدستور سابق مسجد تیار کرکے رواج دین واسلام دیا بعد کوچ کرنے فوج کے بعض ہنود منبر و محراب مسجد کو مسمار کرکے چلے گئے موذن نے یہ خبر پہونچائی اس خادم شرع نے دیکھا کہ اس مقدمہ مین سستی دین واسلام ہوتی ہے بنابر عبرت روز جمعہ مسجد جامع مین بیٹھکر شہرت دی کہ جس شخص نے مسجد مذکور سے بے ادبی کی ہے اوسے براگی حاضر کرین تا موافق شرع محمدی اسے تعزیر دیجاوے چنانچہ شیخ کریم نائب رفعت پناہ شیخ بہاء الدین فوجداری کہنے لگے کہ نام مسمار کرنے والے کا معلوم نہین ہوتا لیکن براگی اقرار واد کرتے ہین کہ من بعد کوئی گرد مسجد مذکور کے نجاویگا اور ہم بھی کے ہونے سے وہان خبرداری کرینگے پس یہ خادم شرع اور جماعت مسلمین دھکرا اپنے گھر چلے آئے اور اونہے کہا کہ براگی جمعیت خاطر سے اپنے گھر مین آباد رہین مسجد مین دخل نہ کرین چنانچہ براگی اپنے مقام مین آباد ہین اور اراضی ولیسیہ وغیرہ ملک و املاک پر اپنے قابض اور متصرف ہین اس خادم شرع کو اونسے مزاحمت نہین جن لوگون نے اور طرح کا ازراہ عداوت دینی خدمت بندگان عالی

میں ظاہر کیا ہے کذب و افترا ہے یہ کیفیت صورتحال ہے۔ تحریر تاریخ نہم شہر ذیقعدہ ۱۲۴۹ ہجری۔

مواہیر

۱ مفتی شرع محمد ابوتراب ۔ ۱۱۳۵ ۔
۲ خادم شرع محمد عربی ۔ لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین علی عبدہ قاضی وزیر ۱۲۶۱ ۔
۳ مہر قاضی خان مطابق مہر اصل ماضیہ ہے ۔
۴ خادم شرع رسول اللہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم ۔ قاضی محمد نعیم اللہ ۔
۵ خادم شرع مبین مفتی محمد معین الدین ۱۱۴۳ ۔ عقدۃ اللسانی رب اشرح لی صدری و یسر لی امری اصلاح
۶ نجیب شاہ حامد علاء الدین عبدہ ۱۲۶۵ ۔
۷ خادم شرع مفتی محمد لطف اللہ ۱۱۴۰ ۔
ذلک الکتاب لاریب فیہ اللہ محمد شاہ بادشاہ غازی لطف فدوی ۱۱۳۸ ۔ ان اللہ یامرکم فی العدل و الاحسان ۔
۸ محمد شاہ بادشاہ غازی رشید فدوی ۱۱۳۲ ۔ ذلک الکتاب لاریب فیہ ۔
۹ زنور شہرت یافت عنایت علی ۔ بیان واقع ۔
۱۰ محمد رکن الدین ۱۱۴۳ لاریب فیہ ۔
۱۱ افضل جلیل شاہ جمیل ہے ۔ "
۱۲ نور محمد غلام احمدی ۱۱۱۳ ۱۳ معزالدین محمد ۱۱۴۲ ۱۴ شیخ ابن محمد انصاری ۔ لاریب فیہ
۱۵ میر محمد ۔ بیان واقع ۔
۱۶ احسن بن آدم جلال ہی لاریب فیہ ۱۷ سکندر خان ۱۱۴۳ بیان واقع ۔
۱۸ فخر علی ۔ بیان واقع ۔
۱۹ خاکپای محمد است علی ۔ ذلک الکتاب لاریب فیہ جو لکھا ہے بیان واقع ۔
۲۰ محی الدین شاہ فخر باہ فرید واقع کذلک مسطور ۔ بیان واقع ۔
۲۱ خاکپاے نبی مظفر بیگ ۔ بیان واقع ہے ماہانی ذلک کذلک ۔

۲۲ حبیب اللہ - لاریب فیہ
۲۳ نعمت اللہ یا حفیظ شک و شبہ نہین -
۲۴ شیخ وزیر علی انصاری - بیان واقع ہے -

نقل کیفیت

نشاء فساد فیما بین ہنود و مسلمین بلدہ اودھ و فیض آباد اور کیفیت مجملی واقعہ جو اس عرصۂ قریب مین خاص اودھ مین واقع ہوا جو شعار سلاطین اہل اسلام اور آثار عمارات مشائخ کرام سے اور اظہار جو تھوڑے سے مشائخ عظام و بہ اقرار بعض ہنود ساکن اودھ سے پایۂ اختیار و ثبوت کو پہونچا یہ ہے کہ بادشاہان سلف نے تمامی معابد ہنود شہر اودھ مین جہان بڑے بتخانے تھے مسجد جامع بجاے بتخانہ مختصر ہوا کر موذن اور جاروب کش مقرر فرمایا تھا چنانچہ عظمت و شوکت مسجد جامع بناے بابر بادشاہ واقع جنم استان یعنی مسقط راس رام پسر راجہ دسرت متصل مکان رسوئی سیتا زوجہ رام مذکور سے ظاہر ہے بلکہ رسوئی سیتا زبان جمہور پر جاری ہے شاہد عادل ہے اور علی ہذا القیاس شہادت دیتی ہے ارتفاع شان مسجد واقع مقام رام گھاٹ کنارہ دریا کہ بالفعل بہ سبب خراب و منہدم کرنے کفار کے فقط دو مینار اور تھوڑی دیوار باقی رہی ہے عہد عدالت مین حضرت جنت مکان کے اوسکی ترمیم کا حکم محکم ہوا تھا لیکن اجل نے امان ندی حکم نافذ ہوا اور مسجد مذکور اوسی دستور پر حصار معابد کفار مین رہی بالجملہ از ین قبیل دوسری مسجدین مختصر بعض قناتی اور سقفی گنبد دار بہت سی ہین ازانجملہ پابندی ہنومان گڑھی پر مسجد قناتی نہایت مختصر متصل مندر فقیر تھی جسکے پاس ایک مندر تھا اور سب کفار اوسکی پرستش کرتے تھے اور جو ملتا تھا وہ فقیر مسلم جاروب کش مسجد اپنے ہمسایہ کو بانٹ دیتا تھا بعد مدت دراز کے وہ فقیر پایہ دار ہوا بعض حکام ذی اقتدار اوس جوار کے اوسکے معین و مددگار ہو حوالی مندر مذکور حصار تیار کر ہنومان گڑھی نام رکھا اور فقیر مسلم کو کچھ بطور سالانہ یا ماہواری کرکے مسجد سے خارج کیا اور مسجد کو داخل حصار ہنومان گڑھی کیا چنانچہ مسلمین معتمدین اسے ظاہر کرتے ہین اور عہد جناب عالیہ مرحومہ مین ایک دن بہ طریق سیر و تماشا ہنومان گڑھی

کے پہلے پڑ گئے تھے وقت نماز داخل ہوا اوسی مسجد مین نماز پڑھی تھی اور بیراگیون سے کوئی
متعرض نہوا اور بعض نے ایک مدت تک بعد وقات مرقوما سے دیکھا ہے اب اوسکا نشان بھی نہین
ہے کہتے ہین جب وہ فقیر جاروب کش مرگیا بیراگیون نے رفتہ رفتہ داخل مکانات ضلع ہنومان گڑھی
کر کے نابود کر دیا ہے جسکا نشان بھی پایا نہین جاتا المختصر اس ماجرے کو سنکر غلام حسین شاہ
فقیر نے مسلمانون کو لیکر مسجد بابری مین آیا ۱۶۹ آدمیونکو تہلکۂ ہلاکت مین ڈالا اب وہ گوشہ
نشینی سے معلوم نہین کس سمت کو بھاگ گیا اور تفصیل لوٹنے کھونے کی جو دو برس پیشتر حکم
حضرت سے مخاطب مسجد کیواسطے بنا تھا اور قتل ہونا مسلمانون کا اور غلبہ بیراگیون کا اور انکا
ظلم و بدعت کرنا نسبت جامع مسجد اور قرآن جو مسلمانون کے حمائل تھے کیفیت مولوی نہال الدین
امین اور مولوی محمد حفیظ اللہ داروغہ عدالت فیض آباد نے جو سرکار مین بھیجی ہے مفصل
ظاہر ہو گا القصہ بیراگی اور گوہار کے لوگ جو قرب جوار راجپوتون کے بھیجے ہوئے آئے تھے
کیا کیا ظلم و بدعت مسلمانون پر اونھون نے نہین کیے اور ابتک اوسکا فخر و مباہات کرتے ہین بلکہ
اونکے زور و شورش اس حد پر پہونچی ہے کہ جابجا اطراف شہر مین مسلمانونکو راہ چلنا اور
بسلامت نکلنا دشوار ہے اس جہت سے شرفاے شہر اودھ نے گھر چھوڑ کر فیض آباد مین
اپنے عزیز و اقارب کے گھر جا کر رہنا اختیار کیا ہے اگر خدا نخواستہ سرکار دولتمدار سے
مدد اشرار کفار ظاہر ہوئی مظنہ وقوع غدر تمامی ممالک محروسہ مین ہے ۔ علی ابن محمد الحسینی ۱۲۳۹

نقل عرضی مولوی حفیظ اللہ داروغہ عدالت عالیہ فیض آباد مورخہ ۲۲ — شہر ذیقعدہ ۱۲۷۱ھ
فدوی شرح کہ غلام حسین شاہ فقیر کئی آدمی لیکر بیراگیون ہنومان گڑھی واقع اودھ کے ساتھ
باظہار رہم مسجد نزاع رکھتا ہے لہذا فریقین کی طلبی در دولت سے ہوئی ہے تحقیق حکم پہونچتا ہے
کہ وہان کے رہنے والون سے تحقیق واقعی اور تفصیل عرض کرو اظہار ہر ایک کا باشتراک راے
مولوی نہال الدین لیکر بلا رعایت فریقین کیفیت اس باب مین تاکید فرید جان کر حسب الحکم
عمل لاؤ بعد معرکہ جدال و قتال فریقین اور مارے جانے ۱۶۹ مسلمانون کے مسجد بابری مین
۱۹ تاریخ شہر مذکور سے بسبیل ڈاک سلطانی شرف ورود فرمائی لہذا باشتراک راے مولوی
موصوف ساکنین فیض آباد اور اودھ سے تحقیق واقعی کر کے کیفیت تفصیلی اونکی گواہی

سے جیسی ہنڈلنظر انو رہین گذریگی بعد ملاحظہ کے در باب تدارک ہنومان گڈھی مین مسجد مین مسلمانون کو قتل کیا قرآن شریف کے لے اوبی کی کٹرہ مسجد بابری مسجد جامع جو حکم سرکار سے بنا تھا توڑ ڈالا ور در و دیوار کو بندوق کی گولیون سے چھلنی کر دیا مانع اذان و نماز کے مسجد مین ہوئے جو رائے جہان آرا اقتضا فرمائے - جو واجب تھا عرض کیا - آلہی آفتاب دولت و اقبال تابان و درخشان رہے - عرضی بندۂ خاص حفیظ اللہ ۱۲۳۳ - داروغہ عدالت فیض آباد مرقومہ ۲۲ - ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ھ -

نقل اقرارنامہ

مایانکہ مہنت بلرام داس و مہنت کشنداس و مہنت دیبی رام بیراگی چار سید ہیں - غلام حسین وغیرہ نے ہنومان گڈھی مین اظہار مسجد کیا ہے اور اسباب مین فیما بین نزاع واقع ہوئی اس جہت سے پیشگاہ بندگان سرکار ابد قرار سے واسطے تحقیقات کے اغا علیخان کپتان آر صاحب بہادر اور راجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ مامور ہوئے ہین اور لکھے دیتے ہین کہ اگر حاکمان موصوف از رو تحقیقات ہونا مسجد کا ہنومان گڈھی مین ثابت پہونچائین اور تینون حاکم متفق ہوکر ہمسے کہین ہمین بسر و چشم منظور و قبول ہے اور کسیطرح کا عذر نسبت اوسکے نہوگا - بنا بر آن یہ چند کلمے بہ طریق اقرار نامہ کے لکھے گئے کہ تا حال سند ہو اور عند الحاجت کام آوے -

مرقومہ ۲۶ - ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ھ - دستخط مہنت بلرام داس

نقل اقرارنامہ

مایانکہ مہنت بلرام داس و کشنداس و مہنت دیبی رام بیراگی چار سید ہیں چونکہ غلام حسین وغیرہ نے دعوی ہونا مسجد کا ہنومان گڈھی مین کیا تھا نوبت بجنگ پہونچی اور مسمیان جعفر علی محمد حسین شیخ بدھو وغیرہ باشندے اودھ کے بوجہ شراکت غلام حسین رنج پیدا کیا اب نظر رابطہ سابق ہمین اونسے رنج و کدورت نہین رہی اور اب آغا علیخان بہادر راجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ کپتان آر صاحب بہادر درمیان دیکر قسم مہا پرسوامی سے قرار کرتے ہین اور لکھے دیتے ہین کہ بشرط عدم وقوع زیادتی اوسطرف سے ہم نہا اور صاحبت و فساد نکرینگے

نزاع لفظی بھی اوس سے نہ کرینگے اور ہم بیراگی جا رسید ہیہ خلاف تحریر ہذا عمل نکرینگے اور جسطرح کہ قبل از معرکہ فیما بین ہمارے اور جعفر علی مذکور کے راہ و رسم تھا وہی ضابطہ اب بھی صلح اور آشتی سے جاری رکھینگے اور کسیطرح کی بغاوت نہ کرینگے اگر منافی اقرار در تحریر ہذا کے کرین مجرم اور گنہگار ہوکر جو سرکار سے سزا تجویز ہو اوسکے سزاوار ہین بنا بر آن یہ چند کلمے بطریق صلحنامہ کے لکھدیے گئے کہ تا ثانیاً حال سند ہو اور عند الحاجت کام آوے مرقوم ۲۶- ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ھ

دستخط ہندی - بابرام داس

سانحۂ یادگار معرکہ سید امیر علی شہید ساکن قصبہ امیٹھی متصل لکھنؤ

جب فساد و ہنگامۂ ہنود و بیراگی اختر گڈھ یا ہنومان گڈھی کا غربائے اہل اسلام سے بڑھا اور بظاہر ثابت و متحقق ہوا کہ رعایت و پاسداری ہنود بطمع دنیا ارکین دولت کو منظور ہے مولوی سید امیر علی نبدگی میان کے پوتے ساکن قصبۂ امیٹھی نسبتی بھائی شیخ حسین علی کارندۂ راجہ نواب علیخان رئیس محمود آباد بسبب جوشش حرارت اسلام چاہا کہ دفع توہین اسلام کرین چنانچہ پہلے سندیلہ مین اہل اسلام نے مولوی کی تحریک سے بعد شورۂ اجماع کر جہاد پر باندھی بعض ناعاقبت اندیش نے منع کیا کہ یہ امر اچھا نہین حاکم وقت اور صاحبان عالیشان سے آخر کو مقابلہ ہوجائیگا پھر کچھ بن نہ پڑیگا عبث عبث توہین اسلام سبکے واسطے ہوجائیگی غرض ایک نمانا مولوی صاحب کے سر پر اجل نوآگئی تھی جب رکن رکین سلطنت حضور عالم اس امر سے مطلع ہوی شاہ جمجاہ سے عرض کی کہ فدوی ہر چند چاہتا ہی کہ یہ بیدرفساد کسی حکمت عملی سے موقوف ہوجاے لیکن خانہ زاد سلطنت یعنی خواجہ سرا پردۂ غفلت مین بانی مبانی اس فساد کے ہوتے ہین یعنی مولوی امیر علی بہر حید منشی متوسل بشیر الدولہ کے عزیزون سے ہے وہ چاہتا ہی کہ اس آتش فتنہ و فساد کو خوب بھڑکائے اور سلطنت مین میری بدنامی اور نارسائی ظاہر ہو -

بشیر الدولہ جب اس سے واقف ہوے اپنے رفع الزام کو بواسطہ منشی مولوی صاحب کو بلوا بھیجا اور حضرت جنت مکان کے امام بارہ مین اوتارا جب تک رہی اونکی ضیافت کی اور اپنے ساتھ حضور عالم کے پاس لیگئے اونھون نے سب طرح کے نشیب فراز سے سمجھایا اور چاہا کہ خلعت سرفرازی دیکے رخصت

کرین لیکن مولوی صاحب نے خلعت لیا اور جا سے ہاتھ نہ اوٹھایا بلکہ بہت بے لطف گفتگو ہوئی کہ
باعث ملال خاطر ہوا بلکہ ازراہ مآل اندیشی چاہا کہ انھین قید کر لیجیے تاکہ طول فساد نہونے پاے
منشی نے بشیر الدولہ سے کہا کہ یہ صورت ہوئی تو پہلے مین گلا کاٹ کر مر جاؤن گا آخر اوسی شب کو
مولویصاحب کو بسلامت اونکے گھر بھیجا اور اونکا نکلنا اپنے واسطے بہت غنیمت سمجھے۔

مولوی صاحب نے جمعہ کی نماز پڑھی اور تقریباً ۲۰۰ آدمی مجاہدین سے روانہ ہوئے راہ
مین ایک فقیر آزاد نے مولوی صاحب سے کہا کہ زنہار نہ جاؤ لا محالہ مارے جاؤ گے مولوی صاحب
اس الہام غیبی سے کچھہ خبر نہوے جب سرکار مین یہ خبر پہونچی میر صفدر علی کارندہ اہتمام الدولہ حیدر حسینخان
اور تہور خان کو حضور عالم نے مع فوج و توپخانہ روانہ کیا کہ جا کر انسداد فتنہ و فساد کرین مگر
پہلے نرمی و آشتی سمجھانا اوسکے بعد تہدید چنانچہ شیخ حسین علی مذکور اور تہور خان موکہ اختتام
تک واسطہ سوال و جواب کے رہے اور کوئی دقیقہ فہمایش نچھوڑا آخر یہ سبب قریب ہونے عشرۂ محرم کے
عہد و میثاق وعدہ ایک مہینہ کا ہوا کہ اس مدت معینہ مین مسجد گڑھی مذکور مین نہ بنجاے تو
پھر آپکو اختیار ہے مگر تہور خان نے اپنی جوشش ایمان سے ازراہ سپہ گری یہ کہا کہ اوس وقت ہم
بھی آپکے شریک جہاد ہونگے کسواسطے کہ ہم حضور عالم سے جو اونھون نے وعدہ فرمایا ہے
مطمئن ہین چنانچہ ۲۴ تاریخ روز مباہلہ ذیحجہ ۲۴ محرم سنہ ۱۲۷۲ھ تک کا وعدہ موکد ہوا۔

مولوی صاحب اس مدت معینہ تک سہالی علاقہ راجہ نواب علیخان مین رہے ہر روز سو
پچاس ملا اور تھوڑا خرچ نذوری ملتا رہا اس عرصہ مین یہ خبر دور و دراز شہرون مین پہونچی عالم
جہاد سنکر غافل جاہل مسائل سے بیخبر بے روزگار فاقہ کش آوارہ وطن لوگ شریک مجاہدین ہوے
تقریباً بیست و دو ہزار کی ہو گئی رامپور پیلی بھیت کے پٹھان پہلے جمع ہوے اور کئی سو افغان
ولایتی قندھاری کوہی دشتی لباس سیاہ سے آئے علیحدہ سب سے اوترے چند روز مین
رنگ بے رنگ دیکھکر اولٹے پھر گئے بعد اسکے ہر روز لشکر مجاہدین سے پچاس گئے دوسرے دن پچاس
اور آگئے اوس مدت مین یہ غلغلہ ساری مملکت ہند مین پھیلا ہر ایک موافق عقیدہ خاص کی
اپنی جگہ مستعد و آمادہ ہوا اور بعض رئیس خوف صاحبان عالیشان سے بدل متمنی اور بظاہر
متردد و خایف ہو کر ساکت و خاموش رہگئے۔

ایکدن جنرل لوٹیم صاحب شاہ جہاں کے پاس آئے شہر و گفتگو بیان کیا کہ ہندوستان میں
درمیان ہندو مسلمان کے فساد عظیم برپا ہوا چاہتا ہے مبادا نوبت کشت و خون کی پہونچے
ہزارہا بندگان خدا کا ناحق خون ہو جاوے اہالیان سرکار پر اسکا تدارک انتظام واجب و لازم ہے مولوی
امیر علی بانی مبانی اس شور و فساد کا ہوا ہے اوسے سزا قرار واقعی دینا چاہیے اوسے لکھنؤ سے کیوں
جانے دیا قید کرنا مناسب تھا حضور عالم نے عرض کیا کہ میں اثنای ہمت کو بلوایا ہے کہ وہ در دولت
پر حاضر ہوں صاحب نے فرمایا شاید وہ بے ضمانت نہ آویں بادشاہ نے فرمایا یہ کیا آپ نے کہا ہماری
رعیت نہیں ہیں پھر کیا سبب نہ حاضر ہونے کا اسکا جواب بنرمی دیکر رخصت ہوئے —

امر عجیب یہ ہے کہ اسی ہنگامہ میں ایکدن کپتان ہیرز صاحب نے حشمت الدولہ توسط شاہی
سے کہا کہ اس فساد کا بہت جلد بندوبست کیا جاوے کہ حتی المقدور طرفین سے خونریزی نہونے
پاوے ورنہ سلطنت پر آفت آجاویگی۔ چنانچہ بعد اس معرکے کے حشمت الدولہ کے پاس آئے
کہا کہ ہمارا پیام بادشاہ وزیر سے جاکر کہدو اہل ہنود شاہی رعیت ہیں تبلیغ رسالت کی فرمایا ہمیں
دھمکاتے ہیں جب الحکم شاہی بعض موکل گڑھی مذکور راجہ مان سنگہ کپتان بابو صاحب کی ضمانت
سے در دولت پر حاضر ہوئے حضور عالم نے اونھیں اپنا مہمان کیا آخر بے خبر اور کوتاہ اندیشوں
نے بطمع دنیا اپنا کام کیا اور اونھیں بسلامت سرکار سے رخصت کروا دیا اور بظاہر اسکے بجاے
کی باتیں لاطائل ذہنی تراشیں اور بادشاہ سے باتفاق ہمزبان ہوکر عرض کیا اور پرچہ پیام پیشتر جو تفہیم
رزیڈنٹ کو بھیجا کہ بناے مسجد منہدمان گڑھی میں کسی طرح ثابت و تحقیق نہیں ہوتی بعد ملاحظہ
پھر طائفہ فریقین کو خلاف سمجھا اور یہ حکم محکم بوقت سرکشی و تمردی ضرر کے اعمال دیکھا دیگی جناب
رزیڈنٹ نے یہ حال صدر کو رپورٹ کیا اور جواب پرچہ پیام یہ بھیجا کہ اہالیان سرکار نے اس بات
میں حق انصاف ادا کیا اور ہرگز رعایت مذہب و ملت نہ کی عدل و انصاف حاکم وقت کو یہی
چاہیے اور اس مدت حکومت میں کبھی ایسا امر واجبی اور مناسب حال جیسا کہ چاہیے مفسدہ
پس اس پرچہ پیام نے خاتمہ کر دیا عاقلوں نے چاہا کہ کسی حیل و فریب سے یہ امر لیت و لعل میں
رہے مگر چارہ علاج خود بند کر دیا تھا اب مدت وعدہ مولوی صاحب بھی تمام ہوتی تھی بناے
تعمیر مسجد بہ تعویق ہر چند کہ بناے مسجد بموجب کیفیت مرسلہ اور بشہادت اکثر ثقات ثابت و تحقیق ہو چکی تھی

چنانچہ بندۂ مؤلف کے بھائی کی ٹپالن تعین فیض آباد ہوچکی تھی عملداری فرمانبردہ احمد مرحوم مین
وہ بھی کہتے تھے کہ ہمنے اوس مسجد کو دیکھا اور جب ہم گڑھی مین گئے مسنت نے ہمین شہمائی
دی ہے خلاصہ مولوی صاحب بعد اس عہد و وعدہ تسکین کے مایوس ہوئے چار و ناچار مستعد
مرگ ہوکر وہانسے بانسہ مین کوچ کرگئے اور وہان سے پھر دریاباد باغ عیدگاہ مین مقام کیا
حسب الحکم سرکار ضربۂ توپ فوج تلنگہ و نجیب مع افسران اہل اسلام کپتان بارلو
صاحب دعائی مرزا حسین علی کمیدان ٹپالن گلابی یہ سب روانہ ہوئے اور حکم محکم ہوا
کہ نہار مولوی صاحب کو آگے بڑھنے دینا اور رزیڈنٹ سے متواتر پیچ پیام آنے لگے
کہ جلد انسداد اس فتنہ کا کرو اور حریفون اور چاشت خورون نے بادشاہ سے نسبت
خلاف مولوی صاحب کی باتین اپنے بچاؤ کی بنا کے کہنی شروع کین او دمر حضور عالم سے
خائف تھے اور متفق تھے اور اپنی جیب طمع بھر چکے تھے پھر کیونکر صاف صاف خدا سے
ڈر کر عرض کرتے غرض پندرہ دن تک مولوی صاحب وہین رہے اس عرصہ مین دو مولوی
جو سندیلے مین محرک جہاد نمدا ہوئے تھے حسب الحکم حضور عالم متفق ہوکر فہمایش کو آگے چاہا
کہ جہاد مین کو مرتد کرین اور مسجد عیدگاہ مین گول گول باتین خوف حاکم وقت اور خوف جان
و آبرو از راہ موعظہ بیان کین جاہل یہ سنکر سب پہلے بگڑے کہ وہ مولویو تم سب اہل دنیا
ہو کل تمنے ہمکو آمادہ جہاد کیا تھا اب حاکم وقت کے سمجھانے سے ہمین مرتد کرتے ہو اب
ہمین فریب نہ دو یہ فضیلت مال دنیا جاہلون کے ہاتھ سے جاتی رہیگی یہ سنکر عوام سے
ڈر کر چپکے چلے آئے۔

پنجشنبہ کو وقت عصر لشکر مولوی صاحب مین نقارۂ کوچ ہوا سب نے کمر باندھی ہتھیار
لگائے فوج شاہی بھی ادھر تیار ہوئی توپون مین چہرہ دیکر مہتاب روشن کی لیکن کیسکی جرات سامنے
آنے کی نہ پڑی پھاٹک حصار دریاباد بند کردیا تھا مولوی صاحب نے جب اپنے مجاہدین
کے رعب سے پھاٹک کھولدیا وہانسے کنار قصبہ مقابل بنگلہ ڈاک مولوی صاحب نے مقام
کیا سات دن تک وہین رہے جب فوج شاہی نے سبب حرکت پوچھا کہا مقام اول مین قلت
پانی اور کثرت عفونت ہوگئی تھی اس جہت سے مقام ثانی اختیار کیا۔

جب مولوی صاحب مسجد عیدگاہ بین تھے نماز جمعہ بین ہزارون آدمی مع افسران فوجی پیچھے نماز پڑہتے تھے جب نماز پڑھکر اپنے لشکر بین آتے تھے کمر قتل پر باندھتے تھے جب اِس حال کا پرچہ اخبار سرکار بین گذرا حکم ہوا آب و دانہ رسد غلہ مجاہدین پر بند کرو اور عرصہ تنگ ہوجاے مولوی صاحب نے از راہ اتمام حجت ایک عرضداشت منظوم بادشاہ کو بھیجی کہ رسول مقبول نے دو ثقل بزرگ اپنی امت بین چھوڑے ایک عترۃ طاہرہ دوسرے کلام اللہ عترت پر جو حال گذرا جو چاہا کیا اب فقط کلام خدا باقی رہا تھا اسکی کفار کے ہاتھ سے اوسی کے گھر بین یہ صورت گذری بہت تعجب ہے کہ ایسے عہد معدلت بین اسکا انتقام نہو سکے اس بندہ مسکین نے حسبۃً للہ کمر باندھی ہے اوسکی عقوبت بین مستحق ایسی پاداش کا ہوا اگر حیف ہے کہ ارکان دولت نے اپنی طمع نفسانی سے یہ عرضداشت نظر انور بین نہ گذرانی کسواسطے کہ اپنے اظہار سے خود جھوٹے ہوتے۔

جب مجاہدین پر رسد بند ہوئی کئی فاقے گذرے اس کڑی پر بہت سے خارج ہو گئے ناچار ہوکر مولویصاحب نے شیخ حسین علی اپنے بھائی سے کہا الحمد للہ کہ تمنے اور تمہاری فوج نے مثل زمانہ سابق کئی برس کے بعد آب و دانہ بند کیا ہے جزاک اللہ ایسا جواب دیا کہ ایسا امر مجھسے کبھی نہوگا اسیوقت غلہ وغیرہ ضروریات چھکڑون پر بار کرکے بھجوا دیا اور بہت سی برادرانہ دلجوئی کی جب کثرت لوگون کی گھٹی مولوی صاحب بخوف گرفتاری شریک نماز نہوتے تھے اسکا بھی دغا باز ونسے کچھ عجب نہ تھا تین آدمی محافظت کو ہر وقت تلوارین کھینچے کھڑے رہتے تھے اور ہر شخص کو پاس نجانے دیتے تھے سواے شیخ حسین علی کے یا کبھی تہور خان جایا کرتے تھے اکدن شیخ حسین علی نے بعد بہت سی منت و خواہش کے کمر سے تلوار نکالکر مولوی صاحب کو دی اور پانون پر سر رکھکر کہا کاشکے مجھے آپ اسوقت جان سے مارڈالیے بہت آفتون سے بچونگا اور اپنی بہن کو رانڈ نہ دیکھ سکونگا پھر شیخ حسین علی آئے اور حضور عالم سے عرض حال کیا ارشاد ہوا بہر صورت اس فتنہ وفساد کو بند کرنا چاہئے اب خوف تزلزل سلطنت ہے اور بناے مسجد بسہولت وقت مناسب بین ہو جائیگی مولویصاحب ایسے اقوال سرکار کو بے اصل و بیفروغ سمجھے کہ جب اُنسے ایفاء وعدہ نہ ہوسکا تو اُنسے بناے مسجد کبھی نہو سکے گی اور نہ وقت مناسب ہاتھ آئیگا۔

اس عرصہ مین حسب الحکم بادشاہ اور فہمایش حضور عالم سے سلطان العلما نے بھی اسباب بین کچھ

تحریر کیا مولوی صاحب کو پہونچی لیکن اوسے خلاف نفس الامر سمجھے پھر سلطان العلما نے کوئی فتوی بتصریح حکم سرکار سے دستخط نہ کیا بلکہ جواب دیا کہ ایک شخص نے غرض نفسانی رفع توہین اسلام پر کمر باندھی ہے اور تن بہ رگ دیا ہے سر اسر اوسکے حق بجانب ہے کیونکہ خلاف شریعت غرا احمدی بخوف حاکم لکھوں لیکن مقام حیرت یہ ہے کہ تمام ہندوستان میں لکھنؤ دار المومنین مشہور ہے ایک مسکین ضعیف و نحیف نے ہمت مردانگی کی ہے مقام عبرت ہے علماے فرنگی محل نے بھی اسی طریق سے تحریر کیا بلکہ راضی ہوے اس امر پر حاکم وقت کو اپنے شہر میں رہنے دینے کا اختیار ہے کبھی ہم فتوی قتل اس شخص کا نہ دینگے مولوی محمد اصغر لواسے نے بھی فتوی دستخط کیا علماے ظاہر اہل سنت مثل مولوی حسین احمد غلام جیلانی وکیل لیت عدالت انگریزی مولوی محمد یوسف مولوی فضل حق خیرآبادی مولوی محمد سعد اللہ جو حج خانہ کعبہ سے مشرف ہوکر آئے تھے اور بعض علماے گمنام نے بھی محض بطمع دنیا بخوف حاکم حکم فتوی قتل عبارات مختلف سے رنگین کرکے دیا اور بعض علمای شاہجہان آباد نے بھی ایسی حجت و برہان لکھا یعنی جب اہل اسلام قلیل ہوں اور غلبہ کفار رہا ہو اسوقت خلاف حکم اولی الامر یعنی حاکم وقت جہان جہانیان یا اہل اسلام جو انکے اختیار میں ہوں جہاد حرام ہے بس جو شخص مرتکب ایسے امر کا ہو وہ طاغی و باغی ہے

سراج الدین خان کمیدان بھی بحکم سرکار فہمایش کو گئے اونکے کہنے سے کچھ لوگ بریلی رامپور پیلی بھیت کے بزدل ہوکر اپنے گھر چلے گئے اونھیں بقدر ضرورت کچھ زاد راہ بھی دیا اور کچھ لوگ افغان ولایتی کوہی بمجرد سننے فتوے کے اوٹھ گئے اب مجاہدین متفرق و پریشان ہوکر قریب چھ سو کے تن بہ رگ دیگر رہ گئے اونپر فاقے ہونے لگے سوقت سب کی نظرین تھی پچاس روپیہ یومیہ نواب علیخان راجہ محمود آباد اپنی پاس سے اور پچاس روپیہ روز حسین علی اونکے کارندہ سبیل کرا کے کفالت مجاہدین کیا کرتے تھے میر عباس ہمشیر زادہ میر کجان نامی پیر اک مشہور شہر کوتوال الشکر تھے اونکی معرفت تقسیم ہوتا تھا

غرض ۲۶ تاریخ ماہ صفر روز چارشنبہ مطابق ۷ نومبر سنہ ۱۸۵۵ء مطابق ۱۳ ماہ کاتک سنہ ۱۲۷۲ھ مولوی صاحب نے نماز صبح بجماعت پڑھی اور روانہ محمد پور ہوے اسوقت تقریبا تین سے آدمی سے زیادہ ہمراہ نہ تھے باقی شتر قطار ایک بعد ایک کے متفرق ہوکر چلے بعد ایک ساعت کے کپتان بارلو کو خبر پہونچی ۔ چار کمپنی دو توپ فیلک بھیجا گیا اور ۳ کمپنی گلابی حاجی مرزا حسین علی تیار رہے

اسی عرصہ مین مولوی صاحب آٹھ کوس حیات گنج مین پہونچے رودولی متصل قریب تھا ایک باغ مین
جانب شمال ٹھہرے منظور تھا کہ بعد فریضۂ ظہر رودولی تین کوس ہے وہان جا کر رہینگے جتنے نمازی
تھے وہ مع سوار جان ایک ایک رودولی کو چلا شاہی فوج جانب دریاباد اور دسدراہ کمپنی گلابی جوار
کے کھیت مین بارلو کی کمپنی اور توپین کھیت کے سرے پر بھی اتفاقاً کئی تلنگے اپنی قطار سے
پھر کر راہ مین کھڑے ہوے تاکہ مجاہدین جو رودولی کو جاتے تھے منع کرین اور کپتان بارلو نے
تو وہ مولویصاحب کے پاس آ کے کہا کہ مولوی صاحب خلاف حکم بادشاہ و منشاے صاحب زینت
بہادر آپکو آگے جانا مناسب نہین ہے اپنی جماعت کو منع کیجیے اور آپکو بھی مناسب ہے کہ اس
تہمت سے باز رہیے ورنہ مجکو حکم ممانعت کا ہے مولوی صاحب نے کپتان بارلو صاحب کو ڈپٹ کر
کے کہا کہ کافر سامنے سے ہٹ جا ورنہ کوئی جہادی مار ڈالیگا ۔

کپتان بارلو گھوڑا ایڑ لگا کے اپنی فوج میں آیا اور حکم دیا کہ آگے بڑھین تو خالی توپ اول آگ
کہ پھر جا دین اور مجاہدین گولیان مارنے لگے لیکن اسی آدمی مجاہدین سے جوار کے کھیت سے نکلکر
دفعۃً توپ پر جا پڑے بند کر دی ہر چند ہر طرف سے گولیان برس رہی تھین مگر مجاہدین دل کھولکر
تلوار سے خوب لڑے اور اونکے غول سے صداے تکبیر بلند تھی گویا خیال گروہون کا نہ کرتے تھے جب
یہ صورت ہوئی بارلو الگ ہو گئے اور گلابی نے پیچھے سے آکر گھیر لیا تھا غرض تھوڑی ساعت مین
سب خاک مین ملگئے اور تین توپین خالی جانب مغرب سے چلین کہ جو فرار ہوے

مولوی صاحب اوس باغ مین ۱۷ یا ۱۸ آدمی سے اپنے سجادے پر مشغول نماز تھے
تلنگون نے دور سے جمعیت لوگون کی دیکھکر دفعۃً ایک توپ ماری آم کے درخت سے لگ کر
پھر اوٹھکر سر پر نمازیون کے گرا بعد اسکے تلنگے یورش کر کے گولیان مارنے لگے دوسری طرف سے راجہ
ضلع گونڈہ کے تعلقدار آ پہنچے سب کا کام مقابلہ مار کے اور مجاہدین کو نشانہ کر کے تلوارون سے
تمام کیا مولویصاحب اپنے سجادے پر دو لقمہ کر کے اور اپنا ... بھی اونکی دعا تھی کہ مین کسی
مسلمان کے ہاتھ سے نہ مارا جاؤن خدا نے اونکی دعا مستجاب کی باقی نمازی گرد اونکی نعش کے
پڑے تھے مثل بنات النعش تلنگون نے دوڑ کر بارلو سے کہا کہ مجاہدین کا کام تمام کیا ایک تلنگہ
مولویصاحب کا سر کاٹ کر لایا بارلو نے اوسیوقت از راہ تفخر فتح وفیروزی سمجھکر روانہ سرکار کیا جب حضور عالم

پھر دوسرا حکم ہوا پیادہ کیوں سر کو لاتے اب جاتے ہو لکھنؤ میں بھی کوئی ہنگامہ برپا ہو وقت چلنے کے او
شتر سوار لیکر آتے تھے حکم ہوا کہ اس سر کو دفتر کے ساتھ جا کر بعد ملاحظہ کرانے بڑے صاحب کے
دفن کر دیویں ڈر ہے کہ اگر پھر کر لیجاوینگے مبادا کوئی ہاہر ان اسے دیکھکر چھین لے اور ہمیں باد شاہ
بڑے صاحب کو ملاحظہ کراتے معلوم نہیں کہاں سر کو پھینک سید سے پارہو کے پاس چلے گئے
اسکا سبب تو ظاہر ہے کہ مولوی صاحب متواتر کہتے تھے کہ بیٹے سر راہ خدا میں دیا ہے پھر انکا
سر جسم سے کیونکر ملکر دفن ہوتا مگر یہ بات فہم عوام سے باہر ہے اکثر علما نے ایسے مشاہدہ سے بیشتر کی
مقام سکوت اختیار کیا تاکہ مذہب کو دخل نہ دیا کسواسطے کہ سب نے اونکے مقام و صدق
پر نظر کی نہ کثرت پر — العلم عند اللہ

الغرض تلنگوں نے اسلحہ حرب لباس مقتولین سے اوتار کر آپس میں تقسیم کر لیا تین
کوس دھارا سے محمد پور تھا جا کر مقام کیا مقتولین کی نعش اسیطرح خاک و خون میں غلطان چھوڑ
دی نصارا روز چہار شنبہ سے تا دو پہر پنجشنبہ یہی صورت رہی کسی درندہ صحرائی نے اونکی نعش
کو نہ کھایا برخلاف اسکے بعض نعش ہنود جو علیحدہ پڑی تھیں وحشیں درندے کھا گئے اس حال کو
کثیروں نے بچشم ملاحظہ کیا ہے اس لیے بہ تکلف نہیں لکھا جو فی الحقیقت تھا تحریر کیا انکی بیکس
نعش کو دن اور سیارون نے بھی چھوڑی آخر زمیندار مسلمان جو قریب رہتے تھے زن و مرد جمع ہو کر
آئے محض خوف خدا سے ہر ایک کو اوسی درخت آم کے نیچے دفن کیا اور حاکم وقت سے نہ ڈرے
مولوی صاحب کے پہلو میں اونکے جوان بھتیجے کو دفن کیا جو حالت نماز میں مولوی صاحب کے پاؤں
پر گر پڑا تھا باقی اور مقتولین کو گڈھا کھود کر پیوند زمین کر دیا اسکے سوا جہاں جسکی نعش متفرق
پڑی تھی اوسے وہیں دفن کر دیا —

ایک امر عجیب یہ ہے کہ بعد دو تین برس اس معرکے کے جب زمیندار وہاں کے گنے کے کھیت
کو کاٹتے تھے او نہیں ایک شخص کو دیکھا کہ چار زانو اسلحہ حرب لگائے بیٹھا ہے اور ایک بندوق اوسکے
ہاتھ میں ہے لیکن گولی سے اوسکا کام تمام ہو چکا ہے اوسکے دیکھنے کو بہت سے زمیندار اور مسافر
جمع ہو کر تماشای قدرت خدا دیکھتے تھے اوسے وہیں دفن کر دیا نواب جعفر علیخان مرحوم فیض آباد
سے آتے تھے راہ میں یہ ہنگامہ دیکھکر آئے اور اپنی آنکھ سے اوسے دیکھا اور اس مؤلف کتاب سے

بیان کیا ۱۱۳- آدمی اوسوقت جان سے مارے گئے مجروحین کا حساب نہین اور ایک عجیب امر یہ بھی کہ مجروح خوف جان سے آٹھ یا دس کوس تک بھاگے مردمان راجہ شیر بہادر سنگھ نے بحکم کپتان بارلو صاحب سب چھ سو مجروحین مفرور کو تہ تیغ کیا صرف ایک میر عباس کوتوال لشکر بہزار خرابی اپنے گھر پہونچے۔

مادۂ تاریخ اور قصایدٔ منظوم اس معرکے کے بہت سے کہے گئے بعد طبع سارے ہندوستان مین مشتہر ہوے ازانجملہ بلغ العلی بکمالہ۔ رسولی مین ایک مجذوب سے مقتولین کے باب مین پوچھا اونسے جواب دیا وانہ علی ذالک لشہید ۱۲۷۲ ہوتے ہین۔

فوج سلطانی کے مجموع مقتول ومجروح ۱۲۵۰- آدمی۔

میر محمد حسن خان ناظم بہرایچ واسطہ اصلاح حال مولوی صاحب نواب محسن الدولہ بہادر کیطرف سے ہوے تھے کسواسطے کہ جنین حیات مولوی صاحب نے انسے کہا کہ جب تک سرکار سے تعمیر مسجد ہو آپ میرے ہمراہیون کے متکفل اخراجات ضروری رہے کیا مضایقہ مین توقف کرونگا مگر سرکار کو بلطایف الحیل ٹالنا منظور تھا ایفاے وعدہ کون کرتا اور اپنی خاطر جمع ہر صورت کر چکے تھے انجام کار پر کون نظر کرتا ناظرین چشم بصیرت سے ایسے سوانحات کو دیکھین اسکا انجام بھی سب نے دیکھا جب انقلاب سلطنت ہوا ایک شخص نے دیوان حافظ سے تفاول کیا یہ شعر نکلا دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را + چندان امان نداد کہ شب را سحر کند + اور رزیڈنٹ پیشتر ہی خبر دے چکے تھے کہ مولوی کو فساد سے منع نکیا تو سلطنت لیجاویگی۔ تاریخ قتل خود مولوی صاحب شہید نذر کرحق سراپا گوش دارم + می حب علی در جوش دارم شدہ تاریخ او قبل از شہادت سر میدان کفن بردوش دارم

۱۲۷۲

نقشۂ معرکہ

شمال کنارہ دریاے گھاگرہ

نالہ

[illegible]

کمپنی بارلو تلنگہ کھیت جوار کمپنی گلابی

توپ تلنگہ تلنگہ

مجاہدین

ردولی

جنوب

جنرل اوٹرم صاحب کا کلکتہ سے آنا انتزاع ملک کا ہونا کانپور سے فوج کا آنا اور غفلت رکن رکین سلطنت وغیرہ سوانحات یادگار زمانہ

سی ام جنوری روز چہارشنبہ سنہ ۱۸۵۶ء مطابق ۱۲ جمادی الاول سنہ ۱۲۷۲ھ کپتان ہیز صاحب جنرل اوٹرم صاحب کے استقبال کو تا کہ چار باغ تک گئے توپ سلامی کی چلی بعد زوال شمسی حضور عالم پالطیبان کلی استقبال کو تشریف فرما ہوئے اوسوقت تک کسیطرح کا کھٹکا دوسوسہ بلکہ گمان بھی پیرامون خاطر نہ تھا اور جو کچھ افواہ خلایق بادوستان دور دراز سے سنتے تھے اوسے ژٹل اور افسانہ بازار جانتے تھے ہرچند سوداگر تجار بمبئی اور عملہ انگریزی نے بواسطہ خطوط اور بعض نے بالمشافہ خبر پہونچائی اور بعض صاحبان عالیشان نے تجویز اہالیان پارلیمنٹ ولایت کی اور اسکی صورت اصلاح امکانی بھی بتائی بے طمع غرض لفسانی کو باحسبتہ للہ لیکن ان سب کو لغو و مہمل سمجھے اور کسی نے مقربان بادشاہ سے کہا مثل خواب پریشان سمجھکر اڑا دیا غرض سانحے جنرل صاحب داخل رزیڈنسی ہوئے پھر سلامی توپ ہوئی اوسوقت صاحب نے حضور عالم سے کہا کل دس بجے ہمارے پاس آؤ اور احکام نواب گورنر جنرل تمھین سنائین گے ور فوج سرکاری انتظام ممالک محروسہ کو آتی ہے کسی امین کو اہتمام رسد کو روانہ کر دو ایک اور امر تازہ امر یہ ہے کہ جب اجتماع فوج انگریزی کانپور مین مشہور اور زبان زد خاص و عام ہوا بادشاہ نے صاحب اسسٹنٹ سے اس باب خاص مین پوچھا جواب دیا کہ راجہ نیپال کا آدمی اپنے مقام پیتش کو جاتا ہے اوسکے اہتمام کو فوج سرکار جمع ہوئی ہے لیکن آپ تشفی رعایا کو اشتہار حکم فرمائین کہ خطرہ فوج کا دل سے جاتا رہے اور درصورت قصور خلاف حکم سرکار ہوگا اور نیاز مند بھی صاحب مجسٹریٹ کانپور کو منادی شہر کو لکھتا ہے غرض اوسیوقت حسب الحکم راجہ جے لال سنگھ اہتمام رسد کو روانہ ہوئے

پنجشنبہ کو حضور عالم گویا خواب غفلت سے بیدار ہوئے معلوم نہین تمام رات کس خواب و خیال مین کٹی اب ہجوم افکار پیش پا افتادہ خاطر اقدس مین گذرے وقت خاص سپہ صاحب کے پاس حاضر ہوئے فرمایا اب گورنر جنرل بہادر نے حسب الحکم صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس یعنی اشتاکی کمپنی بہادر

۱۲ لاکھ سالانہ مصارف ذات بادشاہ تین لاکھ عملہ وشاگرد پیشہ مجموع پندرہ لاکھ مقرر فرمایا ہے
اور تنخواہ اولاد نواب شجاع الدولہ اپنے ذمے لی ہے اور انتظام ممالک محروسہ موافق دستور سرکار
کمپنی بہادر ہوگا محبت نامہ بھی انہین احکام کا بادشاہ کو پہونچے گا اور یہ عہدنامہ جدید مجوزہ نواب
محتشم الیہ ہے چاہیے کہ اسپر بادشاہ اپنی مہر کمال رضامندی سے فرماوین اور اس بات
مین تمھاری بڑی خیرخواہی سرکار مین ہوگی کسواسطے کہ ہمتین دخل کلی مزاج بادشاہ مین ہے
اسکے جلدو مین لاکھ روپیہ کی جاگیر سالانہ نقد یا بدستور قدیم قصبہ مچھرہٹہ نسلاً بعد نسل تمھارے
واسطے ملیگی وگرنہ درصورت خلاف مجرم سرکار ہوگے ۔

بعد زوال شمسی جب کہ نیر اقبال سلطنت پر زوال آیا دستور معظم نے حجت کی لیکن ہنرا
پریشان حال ہوکر حقیقت حال مشروحاً بادشاہ سے عرض کی اور تیب وفراد بہت سا سمجھایا
مقربان خواص نے بھی باتفاق ہمزبان ہوکر بخوف حضور عالم بھی صلاح بقای دولت عرض کی
بلکہ مہاراج نے اصل مطلب کا راضی نامہ لکھکر نظر انور مین گذرانا اس عرصہ مین جنابعالیہ جنرل
صاحب بہادر سنگے بھائی رونق افروز ہوے ارکان دولت ومخربان دون ہمت سے خوب
واقف ہوے کلمات پر غضب درد دل سے ارشاد کیے اوراس نقش کا لجر کو نقش آب سمجھی
روز جمعہ وقت عصر رزیڈنٹ تشریف لاے احکام صدر کا اعادہ فرمایا یعنی نواب گورنر
جنرل بہادر نے بحکم صاحبان کورٹ آف دائرکٹرس باجازت وزیر اعظم سلطنت جناب ملکہ معظمہ
دام اقبالہا بنظر اتحاد وربط قدیم اس خاندان عالیشان کے کمال عطوفت وخیرخواہی سے
مشاہرہ مذکورہ بالا مقرر فرمایا اور مجموع بار تکالیف شاقہ انتظام بندوبست ممالک محروسہ بذات
خود گوارا کیا ہے بہرصورت پرورش رعایا اور آبادی ملک اور دادرسی مظلومان اور دولتخواہی
ورخیراندیشی سرکار مرکز خاطر مبارک ہی اب حضرت ان تکالیف لاحقہ سے فارغ البال ہوکر
شب وروز اپنے عیش وعشرت مین بسر فرماوین اور انصاف شرط ہے کہ بادشاہ دہلی جو
مالک تمام صوبہ ہندوستان کا تھا لاکھ روپیہ پر مقرر ہوئیں آپ کے واسطے سب طرح سے سمجھکر مقرر فرمایا
گیا اور اب کوئی مقام افہام وتفہیم باقی نہین رہا کسواسطے کہ جنرل سلیمن نے اپنی مدت منصوبی مین
ہر خیر وکل مین کسطرح سے سمجھایا اور ہر امر مین آپ کو افتیا دیکر آپ کے ممد ومعاون رہے لیکن ایسی خیرخواہی

صاحب ممدوح کو مدار المہام سلطنت محض اپنی طمع نفسانی و فہم نادرست سے برابر پرکاہ بھی نہ سمجھے
بلکہ اوسکے خلاف مین کوشش فی فایدہ کرتے تھے اور موافق عہدنامجات پچاس برس کے جو حیثیت لنکا
کے سہ دولت سے آجتک ہوئی وہ سب منسوخ ہوئی کسواسطے کہ جب تعمیل اونکے خلاف
ہوئی ہمنے تامل و تساہل مین ملتوی رکھا لہذا عہدنامہ جدید ہدایات چند کا ہے حضرت اپنے استرضائے
خاطر مبارک سے بلا اکراہ و اجبار مہر خاص ثبت فرمائین کہ مدت دوام تک بقای دولتین مین
کسی طرح کا خلاف واقع نہوگا اور طریق روابط اتحاد قدیم و رسوم معاشرت و ملاقات و دستور
تعظیم و تکریم بالاتر ایام سابقہ سے طرفین سے عمل مین آئیگا جو موجب خوشنودی خاطر اقدس
اور مزید اعتبار خاص و عام ہوگا اور درصورت ناراضی اور نامنظوری و ناگواری خاطر
ہمایون اس باب خاص مین موجب ملال خاطر مبارک نواب گورنر جنرل بہادر ہوگا۔
جب بادشاہ نے یہ پیام غیر التیام سنا کمال ضبط و ربط سے فرمایا کہ مین ایسے جبر و ظلم
صریح پر ہرگز راضی نہونگا اور کیونکر یہ وبال سلطنت اپنے اوپر گوارا کرون اگر کمال غفلت امور
جزوی سلطنت مدار المہام اور اہالیان سرکار کی نسبت ہے اسصورت مین اوسکی اصلاح اونکے
تبدل و تغیر سے ممکن ہے نہ یہ کہ اسی لطائف الحیل سے موجب تفویض ممالک محروسہ اور معطلی خلیفہ
محض وارث سلطنت سے ہو چکا نواب گورنر جنرل کے ارشاد سے تعجب ہے کہ مواخذہ ہمارے آبای
کرام کا جو مدت دوام سے مکنون خاطر ہوتا چلا آیا ہے وہ سب تغیر زمانے پر منحصر رکھا تھا موافق
تو ثیقہ جو سرکارین مین ہو ہین کیونکر سراسر اونکے اور خلاف عدالت نہوگا ہمارے آبای کرام نے
اوسے بکمال رضامندی بلا اکراہ قبول کیا اور کبھی سبقت اپنی طرف سے کسی عہدنامہ مرکوز
خاطر اہالیان عالیشان ہوا ہر امر ناسخ کو جب چاہا منسوخ کرکے دوسرا داخل کیا ہمارے آبای کرام
اوسے بکمال رضامندی بلا اکراہ قبول کیا اور کبھی سبقت اپنی طرف سے کسی عہدنامہ کے تبدل و
تغیر کی ہی کی بہر حال تابع مرضی صاحبان ممدوح رہے اور ہر وقت مہمات اعانت فوج روپیہ اسباب
سامان ضروریات سے مضایقہ نہین کیا اور آپ نقصان لکھا روپیہ کا گوارا کیا کبھی اوسکی شکایت
نہین کی اور بعض اقربا اور رعایائے سلطنت کی حمایت سرکار نے خلاف اپنی عدالت کے کی اوسکے واسطے اپنے حلم
بردباری سے آپکی خوشی در مرکوز خاطر کو مقدم سمجھا اسکی توضیح بعد معرکہ بکسر جو تحریر نواب شجاع الدولہ سے ہوئی ظاہر

کہ اہالیان سرکار نے ۲۲ لاکھ کا ملک بنارس و جونپور و غازیپور بمواقفت مختار الدولہ بروقت جلوس نواب آصف الدولہ لیا جب امیر الدولہ حیدر بیگ خان کلکتہ گئے نواب گورنر جنرل نے بطیب خاطر پھیرنا چاہا لیکن خلاف ہمت سمجھے پھر بنارس مین عہدنامہ جنت آرامگاہ سے تفنیف ممالک محروسہ کا لیا پھر فردوس منزل سے عہدنامہ لیا در تشخیص ڈھائی ۲ لاکھ فوج کی کمنٹنجنٹ مقرر کیے کب کوئی عذر پیش کیا یہ تفوق درجہ بدرجہ ناسخ و منسوخ اہالیان سرکار نے کیا یا ہمارے آباے کرام نے۔

جناب عالیہ متعالیہ جو اوسوقت شریک صحبت تھین پس چلمن سے بہت سے کلمات آشتی جو مناسب حال تھے فرمائے کہ یہ ٹکڑا زمین کا جو ہمارے قبضہ اختیار مین رہگیا ہے محض عطیہ عنایت جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا ہے گورنمنٹ کی ہمت سے اوسکا چھین لینا بہت بعید ہے کہ خود تاج بخشی کرین وزارت سے مرتبہ بادشاہت دین اب ایسے صدور قصور خلاف شان و شوکت شاہنشاہی ہے فقط حیلۂ غفلت ٹھہرا کر ایسی اہانت و توہین سے ملک چھین لیوین ہندوستان مین جن ریاستون مین فتنہ و فساد نوبت جدال و قتال پہونچی پھر اونکا ملک اونکے وارثون کو دیدیا ہے اور ہمسے باوجود اس اطاعت و فرمانبرداری کے جو مدت دوام سے ہوئی ہے الطاف ظاہر ہوا اگر امور سلطنت مین غفلت اور عدم توجہی نسبت بادشاہ ہے تو آپ نے پہلے بروقت جلوس امتحان لیاقت و قابلیت کا لیا ہوتا اور اگر نسبت مدار المہام سلطنت ہے پس قصور نارسائی منتظمان سلطنت ہے مواخذہ سیاست اونکے ذمے ہے اوسکا آپ کو اختیار رہے کوئی بھی انتظام اور اصلاح حال کے حیلے سے کسیکا گھر چھین لیتا ہے انصاف سے دور ہے یا جس سے مظنہ تخریب آپکو ہوا ہو جیسا مہاراجہ جیاؤ لال سے نواب آصف الدولہ کے زمانے مین ہوا تھا ہم اوسے آپ کے حوالے کر دین۔

صاحب نے جواب دیا ہمکو مواخذہ جمیع امور کا نیب سے چاہیے نہ نائب سے جناب عالیہ نے فرمایا کہ جب آپ یا نواب گورنر جنرل ہماری فریاد نہ سنین تو اوسوقت ہم اپنا عرض حال جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے کرین اور یہ تاج و عصا کہ خاص عطیۂ عالیہ ہے جسے ہم اپنا مزید افتخار سمجھتے ہین اُس وقت سرکار کو سرکار مین دیدیوین جواب دیا کہ یہین اور نواب گورنر جنرل کو اسمین کچھ دخل نہین

اور یہ تصور فرماتے ہیں کہ بے اجازت صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس اور بے اجازت حکم جناب
ملکہ معظمہ ایسا امر عظیم از خود کیا ہے اگر وزرای سلطنت آپکو اجازت ولایت جانے کی دیں
اس وقت بعد تنقیح کلی البتہ تفویض ملک کا جناب ملکہ معظمہ کو اختیار ہے پھر جناب عالیہ نے ارشاد
کیا کہ اگر آپ واجد علی شاہ سے ناراض ہیں میرے دوسرے بیٹے جنرل سکندر حشمت کو وارث
سلطنت کیجیے یا مرزا ولیعہد کو اور اجرای امور سلطنت موافق تجویز اور دستور العمل سرکار ابد بنیان
بدرستی عمل میں آوے یہ انتہا سے کلام جناب عالیہ تھا۔
نواب مخدرہ معظمی نے ارشاد کیا کہ سب سے بالاتر یہ ہے کہ مصطفیٰ علیخان جنت مکان
نے مجھے سمجھاتے ہیں اگرچہ ہماری خیر مجلس سے کہا اونکی مضمون سے تحسین کیا فائدہ فرمایا آپ
ایسا کریں کہ تمام سلطنت باقی رہے اور یہ بدنامی ہمارے نام سے جاتی رہے یہ سنکر جنرل صاحب
نے کہا کہ اگر سرکار کو شید لیاقت ہوگی تو البتہ کچھ نہ کچھ ہو جاتا اور جب لینا ہی منظور ہوا پھر کیا ہے
و شہرت ہونے اس خبر وحشت اثر کے محلات معلی اور تمام شہر میں گھر گھر عجیب ماتم برپا
ہوا کہ مثل شب عاشورہ اور روز عاشورہ ہر ایک کا نالہ و فریاد سے ظاہر تھا اور ایک وحشت در و
در و دیوار سے برس رہی تھی وجہ اسکی یہ تھی کہ سب کو اپنی فلاح اور رفاہ کی جسطرح اونکی تنخواہ
اور ملازم سرکار شاہی سے ہوجاتے تھے اوس سے قطع امید و یاس کلی ہوگئی تھی یہ تمنا پاکر
قرار اضطراب و اضطرار کا ہر قلب میں پیدا ہوگیا تھا میں دیکھا کسی نے کچھ دکھایا خصوصاً جنرل
صاحب کا جو حال رہا بیان سے باہر ہے ۔
خلاصہ اب ہر شخص باخبر یا خواب غفلت سے چونکا کہ موافق اپنی رسائی فہم و فکر کے یا جو
لوگ جو حقیقت میں خیرخواہ سلطنت اور بہت عرصہ تک جانفشانی و دلسوزی سے کارگزاری سرکار میں
مصروف رہے تھے بقدر حوصلہ استعداد اسکے چارہ و علاج کے ہوئے چنانچہ بعض اشخاص مشخص
اور نامی کو خود سرکار نے طلب فرمایا نواب محسن الدولہ بہادر و نواب سرور الدولہ بھی حاضر ہوئے
اور بواسطہ صمصام الدولہ باجازت صاحب رزیڈنٹ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بھی حاضر ہوئے
غرض ہر ایک خاص و عام و صغیر و کبیر کو فہم و نافہم کی اسیر قرار پائی کہ بادشاہ سے جو مہر راضی نامہ
انکار کیا ہے اوسپر مستقل و قایم رہیں اور بنابر رفع ملل و شک و شبہ صاحبان عالیشان او

ملازمین شاہی کو حکم قطعی پہونچی کہ کوئی شخص ہتھیار نہ باندھے اور تو پین جہان جہان تھین چرخ سے گرا دیجائین اور درِ دولت کے سپاہی گارد اور پہرے کے اپنے اپنے ہتھیار گودام مین داخل کر دین لیکے اسلحہ فقط چوبدستی سے پہرہ دین یہ اول مرحلہ رفع خدشہ صاحبان ممدوح ہوا جس خیال سے نظر باحتیاط دو کمپ انگریزی داخل شہر ہوے اس عرصہ مین فوج انگریزی پلٹن گورہ رجمنٹ سوار رسالہ ترک سواران ہندوستانی و گورہ توپخانہ اسپی ۱۲ ضرب توپخانہ ترگاوان ۱۲ تقریباً دو کمپ قریب کربلای تال کٹورہ میدان مقابل عالم باغ مضرب قیام تھے۔ فوج کہتی تھی کہ ہم راہ دور دراز سے ڈبل مارچ کرتے آتے ہین جانتے تھے کہ اگر نوبت محاربہ آئیگی تین ساعت تک لوٹ سارے شہر کی ہمین معاف ہونے کا حکم ہوا ہے کہ موجب تسکین ہمارے چار پانچ مہینے کے سفر راہ کا ہوگا اور افسران فوج یعنی صاحب قیصر باغ کو قیصر گڑھ جانتے تھی ورنہ اسقدر فوج کا لانا فعل عبث تھا مگر از راہ تقدم بالحفظ اور کیونکہ شبہہ ہوتا جبان فوج شاہی سوا کثرت رعایا کے پچاس ہزار سے کم نہ تھی سوا مردم سپاہ زمیندار و تعلقدار اور راجہ ہا ممالک محروسہ اکثر لوگ شہر کے جو فوج دیکھنے جاتے تھے افسران اہل اسلام اپنا راز نہانی بحیثیت اسلام بیان کرتے تھے کہ ہمین یقین تھا کہ لکھنؤ بے لڑائی ہاتھ نہ آئیگا اور ہم سب وقت کارزار شریک ہوجاینگے کسواسطے کہ لکھنؤ چراغ ہندوستان ہے اسکے بجھنے سے سارے ہندوستان مین اندھیرا ہوجائیگا مگر افسوس ہے کہ یہان سبنے نامردی کی اور اہلکارون نے بڑی نمکحرامی کی۔

روز دوشنبہ ۴ - فروری کو زریڈنٹ و کپتان ہیز جرنل وبلا صاحب کمان افسر فوج باتفاق بادشاہ کے پاس آئے محبت نامہ نواب گورنر جنرل کا چند مدات بہت توضیح سے لکھا ہوا تھا اور بتفصیل مقدمات ماضیہ ابتدا سے مسند نشینی جنت آرامگاہ سے تا اس عہد دولت تھی اور ہر امر جزئی و کلی مین عدم التفات سرکار اور بعض الفاظ در باب غفلت اور عدم توجہی بادشاہ مندرج تھی جو سراسر خلاف شان و قرب منزلت اولیاے دولت و سلطنت تھی بادشاہ نے اوسے جب پڑھا بے اختیار ایک آہ دل پر درد سے کھینچکر ردی مبارک جناب کبریائی کرکے فرمایا خداوندا تو شاہد حال ہے کہ مجھپر جفا اور جبر صریح ہین اور حیلہ انتظام سے میرا گھر مجھسے چھینا جاتا ہے مین کبھی گوارا

نہ کرونگا کہ یہ آبرو وریزی خاندان سلطنت کی میری صحبت سے ہو بعد چند دقیقہ کے جب کچھ افاقہ
ہوا رزیدنٹ نے ازراہ دلجوئی تسکین خاطر مبارک کہا کہ بخدا ہمارا قلب بھی متحمل نہین ہو سکتا کہ ہم آپکو
ایسے صدمۂ روحانی مین دیکھین جب نواب گورنر جنرل نے یہ احکام ارشاد فرماتے تھے میرے
قلب کا بھی عجب حال ہوا تھا بہر حال یہ راضی نامہ انگریزی و فارسی مضمون واحد کا حاضر ہے
برضا ورغبت اوسپر مہر فرمایئے کہ بینے تفویض ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کو کیا اور
شاہرہ محدود لبطیب خاطر بلا اکراہ قبول کیا بادشاہ نے ارشاد کیا کہ اگر حکم صدر بنسبت بدعملی و
بے انتظامی اور عدم درگذشت سے تفویض ملک مضایقہ نہین ورنہ ازراہ جبر و تعدی نہین
ہوسکتا اوسکے بعد رزیدنٹ نے کہا کہ سات مکان وسیع شاہ منزل مبارک منزل خورشید
منزل سکندر باغ بادشاہ باغ قیصر باغ رمنہ کوٹھی دلکشا واسطے سیر و تفریح قبضہ اختیارات
مین رہینگے باقی مجموع املاک قدیم و جدید ہمارے اختیار مین رہینگی جہان عدالت کچہری قیام
احکام ہوگا اور بقدر ضرورت املاک شاہی ہماری تجویز سے ہوگا۔ آج سے تین دن تک آپ کو اختیار
ہے بعد اسکے ہمارے احکام جاری ہونگے غرض اس سوال کا جواب شافی دیا صاحب ساکت
ہوے اور راضی نامہ جو بواسطہ دستور معظم ملا تھا اوسے دیا بادشاہ نے فرمایا کہ میری
مہر درست ہے لیکن جب مین نے یہ رضا مندی ٹھہرکی ہو تو پھر میرے انکار کا کیا سبب ہے اور جب
آپ خود سرامر خرابی کو بالمشافہ کہتے ہین پس ایسے امر عظیم کو مجھسے کیون نہ پوچھا اور یہ مہلت
تین دن کی کیا ضرور ہے آپ کو ہر وقت اختیار ہے پھر صاحب نے کہا اگر بموجب ہماری
رضامندی کے کیجیے گا ہم وہ امر کرینگے جو باعث مزید مسرت اور سبب استقلال و بقاے سلطنت
دوام ہوگا اور اگر ناراضی ہماری منظور ہے شاید قیام لکھنؤ بھی دشوار ہو جا بلکہ فیض آباد مین
سکونت ہو جناب عالیہ نے ارشاد کیا جو خرابی اس گھر کی تمھاری بدولت ہوتی تھی ہو چکی اس
سے بدتر اور کیا ہوگا اب قیام اس شہر اور دوسرے کا اور جو جا ہو دونون برابر ہین اس سے زیادہ
ہماری آبروریزی کیا ہوگی اور جبر صریح اس سے زیادہ کیا ہوگا کہتے ہین کہ شاید جنرل بہادر
اس کیفیت خاص سے واقف نہ تھے اور نہ جواب سوال زبان اردو سمجھ لیتا مگر سبب کاوش
چہرے سے ظاہر ہوتا تھا اوسکے بعد رخصت ہو جب وہ دولت سرا پہ پہنچے گارد نے دستی سلامی لی

بجا بجا پہروں کو بے اسلحہ دیکھ کر متعجب ہوئے مصلح السلطان سے پوچھا عرض کیا بادشاہ نے آمد فوج سرکار سے رفع جھگڑے صاحبان ملازمین اور رعایا شہر سے ممانعت ہتھیار باندھنے کی فرمائی ہے اور توپیں بھی اسیواسطے چرخ سے گروا دی ہیں۔

روز پنجشنبہ ۲ فروری اول صبح سے ایک تلاطم عظیم شہر میں برپا ہوا اور کوچہ و بازار میں رعایا منادی دم صور اسرافیل کی منتظر رہی کو توال شہر بھی کوٹھی رزیڈنسی میں اسی منادی کو حاضر تھا لیکن منادی ہو توقف رہی رعایا شہر خاص بازار سے بیلی گارد تک جمع تھی۔

اس عرصہ میں حسب الحکم قضا شیم بادشاہ حسب الطلب رزیڈنٹ پہلے حضور عالم اپنی تجمل سواری و داخل رزیڈنسی ہوئے اور بعد ملاقات صاحب پہر آئے ۱۲ اسکے بعد مہاراجہ بالکرشن شہرت الدولہ غلام رضا خان منفعت الدولہ سید باقر صاحب عدالت مرزا علی رضا کوتوال شہر میر نادر حسین مہتمم روندا اور اہل خدمت مثل شیدہ علیخان دیانت الدولہ احسن الدولہ عظیم علی بیگ طالب علی وغیرہ حاضر ہوئے ہر ایک حاضر ہو کر صاحب سے اپنی خدمت کو عرض کرتا تھا چیف کمشنر ہر ایک کو بسپرد صاحب کے سپرد کرتے تھے باقی درجہ دوم کے اہلکار دنکو حکم ہوا کہ ہر ایک کام اپنے تعلق سے ہوشیار رہو خلاف حکم سرکار نہ کرنا ورنہ نا رسا ٹھہروگے۔ بعد اسکے یہ سب رخصت ہوئے۔

روز جمعہ کپتان دستن صاحب کوتوالی چبوترہ چوک میں آئے اجلاس کیا عملہ کوتوالی نے موافق طریق ہندوستانی نذریں دکھائیں ہر ایک کو انصرام و اہتمام کار سرکار کی تاکید کی اور بارہ دری نو تعمیر حضور عالم واقع چوک میں کچہری مقرر ہوئی اور ایک کمپنی تلنگہ بھی متعین ہوتی مرزا علی رضا کوتوال شہر نے بمقتضائے شرافت او رحمیت سپاہ گری اور رعایت قدامت نمکخواری سرکار انقلاب رنگ زمانہ دیکھ کر چاہا کہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائیں لیکن چیف کمشنر نے بکمال قدردانی انکا استعفا قبول نہ کیا بلکہ دو سو روپیہ اضافہ تنخواہ کیے اور شہر کی کثافت دور کرنے کو حکم دیا اور ۲۳ تھانے ۴ کمان افسر شہر میں تھے دو ہزار سپاہی قدیم و جدید تھے حکم دیا صبح و شام سپاہی تیار رہا کریں اور ہر صبح و شام رپورٹ ہر تھانہ پہ کیا کریں۔

نقل اشتہار سرکار جو ہر تھانہ پہ لگایا گیا اسکے بھی بہ ضرورت عبرت الناظرین کے داخل کتاب کیا۔

اشتہار گورنمنٹ

واسطے ساکنان ملک اودھ بموجب حکم محکم بندگان نواب مستطاب معلی القاب نواب گورنر جنرل
بہادر دام اقبالہ کے جاری ہوا واقع ہفتم فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۲۹ جمادی الاول سنہ ۱۲۷۲ھ
بموجب اوس عہدنامہ کے جو ۱۸۰۱ء مین مؤکد ہوا سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر نے حفاظت
یقینیہ ملک اودھ کے ایسے سررشتہ بندوبست کے جاری کرنے کی معرفت اپنے اہلکارون کے جملہ
معاندان درونی وبیرونی سے اپنے ذمہ قبول کرکے اور والی اودھ خود ذمہ دار ہوا کہ اسکے باعث
سے رفاہ خلایق وحفاظت جان ومال ساکنان ملک اودھ کی حاصل ہوئی چنانچہ ذمہ داری اس
عہدنامہ کی روسے سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر کو عاید ہوئی زیادہ پچاس برس کے عرصے
تعمیل اوسکی وعدہ وفائی کی ساتھ علی الاتصال کمال ہوتی رہی اگرچہ سرکار دولتمدار درمیان مدت
مذکور کے جنگ وجدال مین متواتر مصروف رہی تاہم ملک اودھ کی زمین پر کوئی دشمن بیرونی
قدم نہ دھرنے پایا اور کسیطرحکا فساد عظیم تخت اودھ کی پایداری مین خلل انداز نہین
ہوا افواج سرکاری ہموارہ شاہ اودھ کے قرب حضور مین حاضرباش رہی اور جب کبھی بہ نسبت
اقتدار بادشاہ کے ناحق کسینے دھمکی دکھلائی تو افواج مذکورہ کی اعانت دینے مین ہرگز دریغ
نہین ہوا باوجود اس معاہدہ عظیم واستوار عہدنامہ کے جملہ والیان ملک اودھ کیجانب سے
برعکس اسکے علی الاتصال بالکلیہ تساہل وتغافل ہوتا چلا آیا اور جو میثاق واسطے اجراے ایسے سررشتہ
بندوبست کے ظہور مین آیا کہ وہ بموجب حفاظت جان ومال رعایا وسکناے ملک اودھ ونتیجہ
رفاہ کے ہوے تاہم وہ گویا دیدہ ودانستہ بطور اپنے رویہ کے اس سے انحراف کرتے رہے
بہ سبب انحراف اس میثاق کے ممکن تھا کہ سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر اسکو کبھی پہلے
عہدنامہ مذکور کو ناجایز کردیتی - اور بہ نسبت خبرگیری والیان ملک اودھ کے انکار کرتی معہذا
تاحال سرکار کمپنی انگریز بہادر کو اجرا ایسے امورات سے جو مخل اختیار واقتدار ایک وودتان
عالیشان کے ہو تھا لہذا اونھون نے اپنی رعایا کی نسبت کیسے ہی احکامات خلاف عدل وانصاف
کیے ہون مگر ہموارہ نسبت کمپنی انگریز بہادر کے دوستی ووداد قایم رہی تاہم کمپنی انگریز بہادر نے واسطے

بحالی رعایائے ملک اودھ کے اوس تعدی عظیم و پریشانی سے جو عاید حال رعایا کے علی الاتصال رہی بکمال کوشش متوجہ رہے بہت برس گذرے کہ گورنر جنرل بہادر لارڈ ولیم بنٹنک نے بنظر اسکے کہ جو جو صدمے واسطے بہتری احوال رعایائے ملک اودھ پیشتر ظہور مین آیا تھا اسکی مزاحمت فرض ہوئی جب شہر دربار لکھنؤ مین اطلاع دی کہ ضرورتاً تمام و کمال انتظام ممالک محروسۂ اودھ کو باہتمام اہلکاران سرکار کمپنی انگریز بہادر کے داخل کرنا پڑیگا چنانچہ جو کلمات تنبیہ لارڈ ولیم بنٹنک کی جب سے ظہور مین آئے اسکو ۵ برس کا عرصہ گذرا کہ لارڈ ہیرڈنگ بہادر نے بذات خود اعادہ کیا اس زمانے مین والی ملک اودھ کو بڑے اصرار کے ساتھ سمجھایا گیا کہ آئندہ ایسا ہی واقعہ وقوع مین آویگا یہ بات تمام عالم پر روشن ہو گئی کہ بطور دوستانہ بروقت مناسب تنبیہ و آگہی دی گئی مگر بسبب متمردی و نالائقی و بیا سہل انگاری وزرا و بادشاہان اودھ کے مقاصد دوستانہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کا رائیگان ہوا پچاس برس کے عرصے سے زیادہ تک جو صلاح بغرض جستم نماینہای غضبانہ مع تنبیہات و اعتراضات و تہدیدات متواتر و متوالی وقوع مین آئین اونمین سے کوئی بھی اصلاح پذیر نہوئی اور رعایائے ملک اودھ بیچارہی مایوس عہدنامہ کی اصل میثاق پر عمل نہوا شاہ اودھ کے وعدہ کی تعمیل نہوئی بسبب نالائقی و خیانت و تعدی ضلیع و بربادی ہوتی ہے فقط۔

یہ بات تمام ملک مین مشہور ہے کہ شاہ اودھ مثل اکثر والیان پیشین مالک مذکور کے اس ملک کی مہمات کے انتظام مین کماینبغی مداخلت نہین کرتے ہین۔ تمام ملک اودھ اختیار حکومت عموماً یا مقربان کمین یا اشخاص جابر و خائن کو جو کارگزاری مین نالایق و درجہ اعتبار سے ساقط ہین تفویض ہوتا ہے محصلان مالگزاری اپنے علاقجات مین سرخودی کے ساتھ حکمرانی کرکے رعایا سے بلا لحاظ تعہد سابق یا حال کے جبراً کوڑی پیسے تک مواخذہ کرتے ہین اکثر افواج شاہ اودھ کے ضبط و ربط بسبب بداعمالی بخشیان فوج شاہرہی سے محروم ہین اور اپنی محنت کیواسطے دیہات کو گویا لوٹنے کے مجاز ہین یہانتک کہ جس ملک حفاظت کے واسطے وہی متعین ہین اوسیر وہی جابر اور قاہر ہوتے ہین غول کے غول ڈاکوون کے علاقہ جات کو غارت کرتے ہین آئین و عدل کا نام و نشان نہین ہے ہتھیار بند ہمیکہ قانجنگی اور خونریزی رات دن رہتی ہے اور کسی جگہ لحظہ بھر بھی حفاظت جان و مال کی مطلق نہین ہے فقط۔

اب وہ وقت آیا کہ سرکار انگریز بہادر اور زیادہ متحمل ان بیجائیوں اور خرابیوں کی نہین ہوسکتی
جنکو بسبب تعلق کرنے سرکار کے عہدنامہ مذکور کی روسے مضبوطی حاصل ہوتی ہے اور سرکار کو
خبرگیری والیان ملک اودھ کے جسکے باعث صرف وہ اقتدار کہ نتیجہ خرابیوں مذکور کا ہے بحال و
برقرار نہین رکھ سکتے پچاس برس کی تجربت سے بخوبی ثابت ہوا کہ عہدنامہ سنہ ۱۸۰۱ع منتج رفاہ و خیریت
سکانے اودھ کے نہین ہوا اور یہ بھی واضح ہو کہ حفاظت سکنائی ملک اودھ کی اس تعدی
عظیم سے جو کہ مدت سے لاحق ہے کسیصورت سے ممکن الوقوع نہین ہے بجز اسکے کہ انتظام ملکی
ملک اودھ مستدام سرکار کمپنی انگریز بہادر کو مفوض ہووے اس غرض سے حسب الحکم خاص
و استرضائے آنریبل کورٹ آف ڈیرکٹرس کے یہ بات ٹھہری کہ عہدنامہ سنہ ۱۸۰۱ع مین کہ اس سے
ہر ایک والی اودھ نے انحراف و تجاوز کیا ہے آج کی تاریخ سے تمامہ ناجائز و ساقط ہے چنانچہ واجد علی
شاہ بادشاہ اودھ کو واسطے انعقاد ایک عہدنامہ جدید کے نصیحت کیگئی کہ جسکی رو سے دوام و
استدام نظم و نسق ملک اودھ کا بلا اشتراک غیر سرکار انگریز بہادر کو تفویض کیا جاوے و مراتب
ضروری واسطے بحالی و برقرار رکھنے منزلت و دولت و توقیر شاہ و اقربائے اوسکے قلمبند ہوتے او
معہذا شاہ موصوف نے ایسے عہدنامہ دوستانہ کے انعقاد سے انکار کیا۔

ازانجا کہ شاہ اودھ واجد علیشاہ امثال جملہ والیان پیشین ملک اودھ کے اس بیجا فعل
استبداد عہدنامہ سنہ ۱۸۰۱ع کی تعمیل مین منکر یا سہل انکار یا غافل ہوا جسکی رو سے اصرار ایسے نیابت
نگاشتے ممالک مین کہ موجب رفاہ و خیریت رعایا کے ہو لازم گردانا گیا ازانجا کہ عہدنامہ جسکے سبب
یونہین انحراف ہوا ناجایز و ساقط گردانا گیا اور چونکہ شاہ موصوف انعقاد عہدنامہ سے جو بجائے
عہدنامہ سابق ملحوظ تھا منکر ہوا اور چونکہ بنا برآن عہدنامہ سابق جسکا بحال تھی نسبت مداخلت بالیا
کمپنی انگریز بہادر ملک اودھ مین نافع ہین اور بدون ایسی مداخلت کے اجرای بہتر شدہ و بایستہ
شائستہ اس ملک مین ممکن نہین ان وجوہات سے تمام عالم کو واضح و ہویدا ہے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر
کو سوائے دو صورت کے اور کوئی چارہ نہین یا تو ملک اودھ کی رعایا کو ترک کرین اور اونکے
پاؤن باندھ کے معرض ظلم و تعدی مین ڈالدین جو کہ ظاہرا سرکار کمپنی انگریز بہادر نے بہ نظر
شرائط نصیحت عہدنامہ مذکور مدت تک روا رکھے یا سرکار موصوف اپنے اقتدار عظیم کو بحق اون لوگوں کے

انقضا ذکریں خلق کی رفاہیت کے واسطے پچاس برس کے عرصے سے دست اندازی کا وعدہ کیا تھا اور تمام
وکمال نظم ونسق وبندوبست ممالک اودھ ہمیشہ کیواسطے اپنے اختیار میں کرلیویں ان دونوں
صورتوں میں سرکار کمپنی انگریز بہادر نے بلا تامل دوسری صورت کو اختیار کیا ہے لہذا اشتہار
دیا جاتا ہے کہ آج کے دن سے نظم ونسق ممالک اودھ بلا شرکت غیرے دوام و استدام القبضہ
اختیار کمپنی انگریز بہادر آگیا ہے سب عامل و ناظم وچکلہ دار وجملہ نوکران دربار اور سب اہلکاران
جو مالی وملکی وہر چہ دیوانی وفوجی اور سب سپاہیان دربار اور جملہ ساکنان اودھ کو لازم ہے کہ
آئندہ کمپنی انگریز بہادر اہلکاروں کی اطاعت وفرمانبرداری کلی کرتے رہیں اگر کوئی اہلکار دربار
یا جاگیردار و یا زمیندار و یا کوئی دوسرا شخص ایسی اطاعت وفرمانبرداری سے اعراض کرے اگر کوئی
مالگزاری دینے میں عذر کرے یا اور کوئی طرح سے سرکار کمپنی انگریز بہادر کی حکومت میں
تعرض و مزاحمت پہونچاوے تو شخص مذکور مفسد گنا جائیگا اور مقید بھی کیا جائیگا اور جاگیر یا اراضی
اوسکی ضبط سرکار کمپنی ہوگی اور اون لوگونکو جو فوراً بلا تعذر تابعداری سرکار کمپنی انگریز بہادر کی
قبول کرینگے عامل ہوں یا اہالیان دربار یا جاگیردار یا زمیندار یا ساکنان اودھ سبکو وعدہ
کیا جاتا ہے کہ روسے حفاظت ولحاظ والتفات اہالیان کمپنی انگریز بہادر کے پاوینگے یا پاتے
رہینگے تعین تعداد مالگزاری از روے انصاف وبندوبست واجبی کے عمل میں آویگا وتدریج
تائید آبادانی اور آراستگی ملک اودھ کے جد وجہد برابر ہوتی رہیگی ہر کسیکو بلا طرفداری
احدے عدل گستری ہوتی رہیگی جان ومال کی حفاظت کیجائیگی اور ہر ایک شخص اپنے حقوق
واجبی پر بلا اندیشہ وبلا دست اندازی کسیکے قابض ومتصرف رہیگا فقط
محررہ شب پانزدہم جمادی الثانی ۱۲۷۲ہجری ۔
جواب اس اشتہار سرکار کے اہل اخبار کلکتہ وآگرہ ۔ دلی وغیرہ نے انگریزی فارسی
اردو میں متواتر چھاپے اور سب کی نظر سے گذر چکے ہیں ۔ بس اتنا ہی لکھنا کافی ہے ۔
امور مملکت خویش خسروان دانند

تفصیل حکام صاحبان عالیشان ممالک محروسۂ اودھ

قسمت اول - کمشنر و سپرنٹنڈنٹ خیرآباد و محمدی	۱ جی آف کرسین صاحب-
ڈپٹی کمشنر درجۂ اول-	۲ تھارن ہیل صاحب-
	۳ کپتان مارٹن ارگش صاحب-
	۴- کپتان آر صاحب-
اسسٹنٹ کمشنر-	۵- گون صاحب-
	۶- لفٹنٹ بلاک صاحب-
	۷ لارنس صاحب-
	۸- ویٹشیٹ صاحب-
	۹- نشتر صاحب
قسمت دوم لکھنؤ کمشنر و سپرنٹنڈنٹ-	۱- میجر نیگ صاحب-
ڈپٹی کمشنر	۲- سمسن صاحب-
	۳- امنوٹر صاحب-
	۴- پاک صاحب-
اسسٹنٹ کمشنر-	۵- کیپر صاحب
	۶- لفٹنٹ بلاک صاحب-
	۷- خیگرا صاحب-
	۸- لفٹنٹ اندرسن صاحب-
	۹- سوانٹن صاحب-
	۱۰- کپتان کارنیگی صاحب سٹی مجسٹریٹ
	۱۱- کپتان ویسٹن صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس جنگی
قسمت سوم- بہرائچ کمشنر و سپرنٹنڈنٹ-	۱- ونیگفیلڈ صاحب-

ڈپٹی کمشنر — ۲۔ فاربس صاحب۔
۳۔ کپتان ہنری صاحب۔
۴۔ بائیلو صاحب۔

اسسٹنٹ کمشنر۔ — ۵۔ نبن صاحب۔
۶۔ کیلنٹ صاحب۔
۷۔ لفٹننٹ کلارک صاحب۔

قسمت چہارم فیض آباد کمشنر وغیرہ۔ — ۱۔ کرنل گولڈنی صاحب۔

ڈپٹی کمشنر۔ — ۲۔ ونس صاحب
۳۔ کپتان الکزنڈر آر صاحب۔
۴۔ کپتان ریڈ صاحب۔
۵۔ لفٹننٹ ریڈ صاحب۔
۶۔ تھائن ل صاحب۔
۷۔ گرانٹ صاحب۔
۸۔ لفٹننٹ ماک صاحب۔
۹۔ اسٹرین صاحب۔
۱۰۔ تھارن برن صاحب مہتمم فیض آباد

چیف کمشنر لکھنؤ خاص ۔ میجر جنرل سر جیمس اوٹرم صاحب بہادر سی بی چیف کمشنر ملک اودھ ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر افسر کل۔

سکرٹری دفتر کچہری نظامت۔ — آر کوپر صاحب۔

فینینشیل کمشنر دفتر دیوانی۔ — گبنس صاحب۔

صاحبان وغیرہ نخواہداران اہل وثائق وپنشن سلاطین و میٹرز سکریٹری — کپتان فلیچر ہیز صاحب۔

عدالت فوجداری	آر کپتان ولیسٹن صاحب۔
دواب و توشہ خانہ	آر بیو فنک صاحب۔
جوڈیشل کمشنر عدالت دیوانی	ام سی انانی صاحب۔

حکمنامہ مہر کچہری خاص سلطان عالم

بنام مہدی حسن خان بہادر تحصیلدار سلون وغیرہ تعلقداران و مالگزاران و زمینداران و افسران فوج و تھانہ داران و صیغہ داران و سایر رعایا قلمرو سرکار را بہ اقتدار و رضا حسب الحکم سرکار کمپنی انگریز بہادر کارگزاران سرکار موصوف برائے انتظام قلمرو اودھ مامور شدہ دخل خود خواہند کرد لہذا باید کہ پیش عاملیان سرکار رجوع آوردہ بتعمیل احکام تمشیہ آں و ادائے زر مالگزاری و اطاعت رعیت گیری دانند زنہار مرتکب تمرد و انحراف نشوند و ارباب فوج را میباید بنوعی دنگہ و فساد ننمایند الا در باب تدارک اہالی آں سرکار را ہر گونہ اختیار ست و ہنگامی کہ بدولت و اقبال برائے اظہار حال خود و حصول دولت ملازمت بسامی خدمت کثیر الافاضت اریکہ آرائے سلطنت و حشمت رونق بخش سریر شوکت و عظمت نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا گورنر جنرل بہادر جلد اللہ ملکہ و گذارش حال بحضور ماہر النور جناب فلک قباب ہلال رکاب کیوان بارگاہ خلایق پناہ سلطانیہ عالم و عالیان ملکہ معظمہ انگلستان لازالت شموس سلطنتہا طالع و شوارق دولتہا ساطع روانہ دار الحکومت کلکتہ و ولایت شویم زنہار ارادہ ہمراہی نسازند۔ ۲۷ - جمادی الثانی ۱۲۷۲ھ - مطابق سنہ ۱ جلوس والا۔

حکمنامہ مہر خاص سلطان عالم

بنام افسران فوج تعیناتی و ملکی محالات سلون و مانک پور بہادر باید کہ آنہا بہ ہر نوع مستعد شدہ باشند و بنوعی فتنہ و فساد نسازند و کدامی بی انتظامی شدن نباید و مشقوان آنہا بعد مجرا سے وصول احکام سرکار کمپنی انگریز بہادر عنایت خواہند شد و صدمے از مقام جنبش نسازند۔

۲۷ - جمادی الاول ۱۲۷۲ھ سنہ ۱ جلوس والا

نقل حکمنامہ قلمات انتہا حسب الحکم جناب مستطاب معلی القاب نواب اشرف الامرا نواب

گورنر جنرل بہادر در حلقہ لشکر ملکہ سور خُدا امروزہ نزد ایشان فرستادہ میشود باید کہ مضامین مندرجہ آنرا بگوش اذعان جا دادہ و فہمیدہ زود بر طبق تحریر کاربند شوند و در علاقجات خود ہستند ساختہ کیفیت تعمیل حکم معلی با تشریح مربان ارسال نمایند فقط

حکمنامہ دستخطی چیف کمشنر بہادر

بنام کل افسران فوج ملازم سرکار جناب بادشاہ اودھ

فردا وقت نواخت دہ گھنٹہ روز در خصوص تنخواہ فوج نوکر سرکار بادشاہی جلسہ کمیٹی بکوٹھی لفٹنٹ سمن صاحب بہادر قرار یافتہ لہذا رقم می گردد کہ ایشان پیشتر از وقت مذکور آنجا حاضر شوند و یا از دھنیت رامی بختی و بخشی و جز نائب دلنوعی مجوز شورس و پرخاش نگردید و بہر نوع مطیع و شامل بودہ بدانند کہ ہر قدر کہ زر تنخواہ واجبی بعد مجرائے وصول متحقق خواہد شد از سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر خواہند یافت و مردم جان نثار قابل کار بحال قدیم الشان کہ خیل پنجاہ سال جاگری بودہ باشند بہ عطای پنشن سرفراز خواہند شد فقط ۱۲- فروری ۱۸۵۶ء

نقل نقشہ تحصیل علاقجات گذرانیدہ مہاراجہ بالکرشن بحضور چیف کمشنر بہادر

نمبر	مقام چکلہ	نام پرگنہ	جمع
۱	باڑی بسوان	۱۱	دو لک [illegible]
۲	سندیلہ بانگرمئو	۱۰	[illegible] لک [illegible]
۳	شاہ آباد	۰	[illegible]
۴	محمدی	۱۲	دو لک [illegible]
۵	خیرآباد	۲۲	[illegible] لک [illegible]
۶	سرون برکوان	۰	[illegible]
۷	رام پور کلان	۰	[illegible]
۸	محمود آباد	۰	لک [illegible]

نمبر	نام چکلہ	پرگنہ	جمع
۳	اہلیا	•	اما لوعہ
۴	بونڈی	•	صلعہ للوعہ
۵	دہتر پور	•	صا لعہ
۶	تلسی پور	•	لاعہ
۷	پرسن پور	•	معہ لاعہ
۸	حسام پور	•	صللعہ عہ
۹	دہنا لوان	•	عہ سا للعہ
۱۰	ایکونہ	•	لک عہ سا للعہ
۱۱	کرنل گنج	•	عہ صا لعہ
۱۲	اٹوا	•	سہ لاعہ
۱۳	خالصہ بہرائچ	•	عہ سا معہ
۱۴	فخر پور خیر پور	•	عہ اما
۱۵	سائر وغیرہ	•	معہ سا للعہ
۱۶	بھور گنج	•	لعہ لما معہ
۱۷	کوسرائس	•	لک معہ سا لعہ
۱۸	سکھا چند	•	دو لک سعہ سا للعہ
۱۹	جنگل	•	سا للعہ
			جمع معہ لک معہ سا عہ
	قسمت چہارم فیض آباد		
۱	دلمؤ بیسواڑہ	۲	دو لک معہ للعہ سللعہ
۲	سلون	۱۱	سہ لک لعہ سا للعہ
۳	سلطان پور	۲۲	عہ لک لعہ سا

وہ لوگ اب کہتے ہیں کہ محاصل ممالک محروسہ ایک کروڑ ۳۲ لاکھ خرچ ایک کروڑ ۶۲ لاکھ یہ حساب سمجھہ میں نہیں آتا

اشتہار

محکمہ چیف کمشنر بہادر ملک اودھ و ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر واقع ۲۳ فروری ۱۸۵۶ء مطابق

۱۶ جمادی الثانی ۱۲۷۲ھ

اکثر اشخاص باشندۂ بیت السلطنت لکھنؤ قطعات اراضی و باغات و گنج و امکنہ و تنخواہ وغیرہ حلیات واقع این شہر سوا جائداد تعلقہ جبر دہنیات بصیغہ معافی از سرکار جناب بادشاہ اودھ یافتہ اند ظاہر اسنادیہ و ملک پیش خود داشتہ باشند لہذا اشتہار دادہ میشود کہ جملہ معافیداران اسناد مذکورہ اندرون میعاد یکماہ شمار تاریخ امروزہ بنابر ملاحظہ اینجانب حاضر سازند بعد انقضائے مدت مذکورہ اگر کسے سند پیش خواہد آورد دعوی او قابل سماعت و پذیرائی نخواہد بود فقط -

تفصیل مدات بست گانہ کہ از حضور نواب گورنر جنرل بہادر برای تعمیل چیف کمشنر بہادر حکم دادہ شد

۱ - برائے مصارف بادشاہ پانزدہ لک روپیہ مقرر شود

۲ - بر تفویض نامہ از بادشاہ مہر کنانیدہ شود

۳ - اگر بادشاہ نکند کیفیت عرضداری ندارد اینجا بحکم آن بعمل خواہد آمد

۴ - بادشاہ در عرصہ دو ماہ اسباب خود بر داشتہ خواہند برد

۵ - بادشاہ در لکھنؤ و شاہجہان آباد نماند

۶ - اگر قرب گوالیار خواہند باشند بعد کمیٹی حکم دہد -

۷ - درجائیکہ کلکٹری باشد برائے بادشاہ اختیار است

۸ جملہ اضراب بادشاہ ضبط گردد

۹ - جملہ اہلکاران شاہی موقوف شوند انچہ مبالغ وصول شود تنخواہ سپاہ دادہ شود

۱۰ - دادن تنخواہ عملہ تعلق بادشاہ است با سرکار سروکار نیست

۱۱۔ تا دو سال بندوبست جمعبندی نمایند۔

۱۲۔ بعد دو سال نام زمینداران مندرج کتاب شود۔

۱۳۔ انچہ مبالغ از عملہ وصول گردد تنخواہ سپاہ دادہ شود۔

۱۴ جملہ عزیزان واقربایان بادشاہ خارج الوطن شوند۔

۱۵ از بادشاہ ولاٹ صاحب ملاقات تخلیہ نشود دربار عام گردد۔

۱۶ زر از زمینداران واسامیان وصول کنند۔

۱۷ ضامنی ٹھیکہ داران گرفتہ آید۔

۱۸ اگر از ٹھیکہ داران زر وصول نشود جائداد ٹھیکہ دار نیلام گردد۔

۱۹ نانکار و سیر زمینداران جملہ ضبط کنند۔

۲۰۔ ہر انتظام کہ شود رفتہ رفتہ شود تا بلوہ نگردد۔

ان احکام کا کچھ انجام کار معلوم نہوا۔

(ترجمہ چھٹی صاحب چیف کمشنر بہادر بر سبیل تاربرقیہ)

بادشاہ اودھ واسطے استغاثہ کے اور امداد چھٹی راہداری ورسد وغیرہ کے درخواست سرکار کمپنی انگریز بہادر سے چاہتے ہیں اس باب مین جو ارشاد ہو۔

(جواب صاحبان کلکتہ)

شاہ اودھ کی خاطرداری اور تکریم ہم سب کو بیجان و دل منظور ہے اسواسطے چھٹی سرنیج گورنر جنرل بہادر بنام جمیع صاحبان و مجسٹران کلکٹران عملداری کمپنی بہادر کے جاری کیگئی کہ جب بادشاہ اودھ باضابطہ اور باقاعدہ آئین کمپنی انگریز بہادر عملداری کمپنی بہادر مین قدم رکھین تو ہر ایک مجسٹر اپنے عمل مین پیشوائی کرے اور وہان کی چھاونی مین ۲۱۔ضرب توپ سلامی سر ہون اور وہان جو کوٹھی سب سے بہتر ہو شاہ اودھ کی استقامت کو مقرر ہو اسیطرح جب کلکتہ کے قریب پہونچین گے تو گورنر جنرل بہادر مع جمیع صاحبان عالیشان کے پانچ کوس سے پیشوائی کرکے لاوینگے ۲۱ ضرب سلامی کلکتہ خاص قلعہ شاہی مین سر ہونگی پس شاہ اودھ کو آگاہ کرو مع جلوس شاہی تشریف لائین ہم سب کی خوشی ہے اسکا نتیجہ بھی خلاف ہوا یعنی کہین نہ توپ چلی نہ پیشوائی

اتفاق رای جمہور واسطے سفر کلکتہ ولندن اور اوسکی تدبیر وتجویز

غرض رای باصواب جمہور یہ ٹھہری کہ اس صورت مین کوئی چارہ نہین بجز اسکے کہ بادشاہ مع
لواحقان ومتعلقان خاص اور تھوڑے سے ضروری شاگرد پیشہ اور اہل خدمت سے روانہ
کلکتہ ہون پہلے از راہ اتمام حجت اظہار حال نواب گورنر جنرل بہادر سے فرمائین جب وہ بھی نسنین اور
اپنے حکم حاکم سے مجبور ہون اوسوقت مع الخیر راہی لندن ہونا بہتر ہے ممکن نہین کہ نقش مدعا
کرسی مراد سے حاصل نہو کسواسطے کہ صاحبان کورٹ آف دائرکٹرس اور وزراے سلطنت کمال
انصاف سے پیش آئینگے استرداد وعطیہ اونکے جود وہمت ونیکنامی دنیا سے کچھ دور نہین اور از رہ
جبر صریح راضی نامہ پہ مہر کرنا صلاح دولت نہین بشرطیکہ استقلال اگر قیام رہے پس خیرخواہان دولت
کو روانات موافق اپنے حوصلہ فہم وفراست کے متلاشی اون لوگون کے ہوے جو سررشتہ مقدمات
ودستور العمل انگریزی سے واقف وماہر ونیکنامی رہے ہون اسی وسیلے سے ہمارا رسوخ اور فایدہ بھی
سرکار سے حاصل ہو چنانچہ دو چار اشخاص اسکے بیان کیے جاتے ہین ۔

حضور عالم نے پہلے جامع الوقت تاج الدین حسین خان اور احسان حسین خانکو تجویز کیا جو کئی
مہینے پیشتر سے مہمان لکھنؤ اور مورد عنایات اور محل اعتماد اونکے تھے احسان حسین خان شرف
ملازمت ہوے بادشاہ نے محبت نامہ نجم الدولہ اونکو سنایا اور اوسمین جو جو خاطر مبارک
مین تھے وہ بھی ارشاد کیے ۔ خان نے اوسے تسلیم کیے اور بعض مقدمات جو قابل گزارش تھے
شروحاً عرض کیے اس عرصہ مین حکیم ابو الحسن بڑے مشاہیر اور ناموران بنگالہ حضور عالم کے
نزدیک معتمد تھے وہ بھی سر میدان ہو کر ڈاک مین کلکتے گئے بہت سے کاغذ کے گھوڑے دوڑائے
جب کہین قدم نہ ٹھہرا کام چھوڑ کے مرشد آباد کی سرکار مین محیط رہے وہین مر بھی گئے

بعد اسکے مولوی غلام جیلانی مشاہیر وکلا عدالت آگرہ وغیرہ جنکو صاحب سکرتر اعظم سے کچھ
تعارف سابق تھا ور مایہ مناسب پر مقرر ہو کر کلکتہ گئے بروقت ملازمت صاحب سکرتر سے عرض
کیا مین سفیر شاہ اودھ ہون بھجو بنفسہ اس بات کے صاحب نے زیر جواب دیا کہ تم بے اطلاع ہمارے
پاس خلاف سررشتہ چلے آئے ہمنے تمھین بخیال تعارف سابق بلا لیا تھا جلد میرے پاس سے چلے

چلے جاؤ چنانچہ صاحب سکرٹر نے جنرل اوٹرم صاحب کو لکھا کہ غلام جیلانی نے بھیجے بہ تقریب ملاقات کی غرض
وہ بھی مایوس وہ ناکام رہ گئے پھر سرکار شاہی سے دعوی تنخواہ کیا

مولوی مسیح الدین خان میر منشی معزول نواب گورنر جنرل کو بہ سبب روابط قدیم مرزا دہی علیخان
کو حضور عالم نے طلب کیا سات سو کا درماہہ مقرر کیا دو ماہہ پیشگی خرچ ڈاک وغیرہ روانہ کلکتہ کیا اور دو ہزار روپیہ
واسطے ضرورت کے بھی دیا اسواسطے کہ تم کوٹھی کرایہ قابل گنجایش لشکر و متعلقات شاہی جاکر لو اور حال کرایہ جہاز
لندن دریافت کرو اور جو حسن رسائی تدبیر سے مناسب حال ہو اطلاع کرو کسواسطے کہ نسبت اور انتخاب
کے دستور العمل سے وہان کے واقف ہو اور سابق مین عہدہ جلیلہ پر مامور رہے منشی جب کلکتے پہونچے
اپنے دوستان قدیم اور محرم راز سے اظہار حال کیا باتفاق سب کی تجویز ہوئی کہ تمہارا باخفا
کلکتہ مین رہنا مناسب نہین پہلے سپریم کونسل مین اپنی اطلاع کرو چنانچہ منشی نے پرایوٹ سکرٹری
کو چٹھی اپنے حال کی لکھکر بھیجی پھر اونکی ملاقات کو گئے صاحبان کونسل نے اونکے جواب چٹھی مین
تامل کیا اور جنرل اوٹرم صاحب کو لکھا اور وہ تحریر نواب گورنر جنرل بہ طریق اعلام بادشاہ کو
بھیجی حاصل مضمون یہ تھا کہ تشریف آوری شاہ اودھ سمت کلکتہ محض سیر و تفریح اور مطالب
مطلوبہ کے واسطے ہے اور جیسا کہ چاہیے عمل مین آوے اور بعض وجوہات سے غالب ہے
کہ ملاقات بھی نہو اور بادشاہ کے ساتھ پانسو آدمی سے زیادہ نہون کسواسطے کہ کثرت مازمین
سے احتمال تکلیف ملازمان عالی ہو گا بعد ملاحظہ اس تحریر کے بادشاہ نے کچھ ارشاد نہ کیا
کسواسطے کہ کوئی مخاطب نہ تھا۔

منشی نے جب اپنی جواب چٹھی مین تعویق دیکھی پھر درخواست فارسی مین صاحبان کونسل پیش
کی اوسمین بعض امور جو خلاف دستور چیف کمشنر سے ہوے تھے وہ بھی مندرج کیے تھے اور تجویز
کوٹھی کرایہ اور حال جہاز دخانی کا ارسال دربار شاہی کیا

لو صاحب کمشنر الہ آباد روانہ ولایت ہوے انکے ساتھ مظفر حسینخان کنبوہ اپنا آقا
حقیقی سمجھکر بمبئی تک گئے اونکا بنگلہ الہ آباد مین حضور عالم نے معرفت خان مذکور بقیمت مول لیا
تھا اس خیال سے کہ شاید ولایت مین انسے بھی کوئی صورت نکل سکے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا
بہت ہوتا ہے مظفر حسین خان وہان سے رخصت ہوکر چلے ایک نصیحت کی کہ خیر اسی مین بادشاہ کی نوکری

خیال نہ کرنا ورنہ خراب ہوگے یہ کب سنتے تھے بدل متہمی بالائی شاہی کے رہتے تھے
ہر چند صاحب نے کئی چٹھیان سفارش اوجین وغیرہ لکھکر دی تھین اور وہان روزگار بھی
ہوتا تھا مگر انکو آب و خورش نے مجبور کیا پھر انکا ارادہ کربلا جانے کا بھی تھا کہ بمبئی سے بہت
آسان ہے وہان بھی نہ گئے موقوف رکھا خلاصہ حضور عالم نے مامور متوسط دربار صاحب
سکرٹر اعظم کیا چند صحبت مین بعض انکے جواب گستاخی سے ناراض ہوے بادشاہ تو
پہلے سے انسے کھٹکتے تھے لودر صاحب کی فضیحت ظاہر ہوئی۔

وزیر خان خانہ زاد بانی وفا حضور عالم داروغہ دیوانخانہ وزارت عمل انگریزی سے خائف
ہوکر مبادا اسیطرح کی نالش رعایا شہر مین گرفتار ہو جاؤن تو مفت مین ذلت لا علاج حاصل
ہوگی حسب الحکم دستور سلطنت یا معتمد جان کر مع میر عنایت اپنے رفیق کے روانہ کلکتہ کیا
ڈاک مین گئے وہان کے جلساؤن سے نبہ سکے کسی علت مین دھر لیے گئے سمجھے کہ لکھنؤ
سے زیادہ مفت مین بدنامی حاصل ہوگی۔ پانچہزار روپے نذر سپریم کورٹ کے عزت بچائی
چندروز شہر کو دیکھکر پھر آے انکی لیاقت سب سے زیادہ تھی مگر اہل کلکتہ کا کچھ بھلا ہو گیا۔

مولوی جلیل الدین خان کئی برس سے معطل اپنے قصبہ کاکوری مین خانہ نشین تھے
فقط سو روپیہ پنشن سرکار سے پاتے تھے حسب الطلب بادشاہ حاضر حضور ہوے ساری
حقیقت حال ارشاد فرمائی اور رہین منزل مین اپنے قریب رہنے کو حکم ہوا

احمد علی خان وکیل عدالت کانپور بواسطہ احباب خود اور متقربان دربار حاضر حضور عالم ہوئی
اور ہزار روپیہ خرچ کو ملے اونھون نے اپنی تجویز سے منجر صاحب تاجر مرزا پور کو چاہا کہ عہدہ جلیلہ سفارت
پر مامور کرین بعض دانشمندون نے عرض کیا کہ پہلے ایسے شخص غیر کا امتحان کیا جاوے کہ وہ بعد سفارت
حقیقت حال کے کس طریق سے اور کیونکر جوابدہی مقدمات شاہی کی پیش کرینگے بعد امتحان کے
کیا مضایقہ کار پردازان سرکار نے اونکا دو ہزار روپیہ درماہہ مع اپنے حقوق کے تجویز کیا اور روانہ
کلکتہ ہوے اونھون نے جنرل اوٹرم صاحب سے اپنی حقیقت حال و بعض امور جو خلاف
سررشتہ سرزد ہوے تھے بیان کیے صاحب نے اونکے سوالات پر کچھ اعتنا نہ کی اور دوستانہ
عہدہ سفارت سے منع کیا ایک ڈاکٹر کانپوری بھی انکے شریک حال ہوگئے تھے منجر صاحب نے ازراہ تجارت چاہا

گروانتا ان پیشوا سے بھورے کبھی وکیل ہوجاوین پانسو دربا ہہ وہانکے مقرر ہوا ارکان دولت
جب کانپور پہونچے حال ایک بام دو ہوا کا معلوم ہوا میان کی سفارت کو بہ سم کیا احمد علیخان
جو صاحب عدالت کانپور سے برخصت آتے تھے حضور عالم نے چاہا کہ اونھین تین سو روپیہ دیکر
پر نوکر رکھین کہ وہ اپنے عہدہ قدیم سے ہاتھ اوٹھائین لیکن رنگ اہلکار دیکھکر اور بعض رفقا
وطن کے سمجھانے سمجھانے سے اپنے کا نسہ قدیم پر قناعت کرکے چلے گئے سرکار
شاہی کی بیرنگی دیکھکر قبول نہ کیا۔

ایک دن جنرل اوٹرم صاحب نے نواب امین الدولہ سے فرمایا کہ آخر بادشاہ نے
تمھارا کہنا سمجھانا بھی نمانا انجام کار دیکھا اب تم پھر جاؤ اونھین بخوبی سمجھاؤ کہ بہر صورت راضی نامہ
پر مہر کرنے مین سراسر اونکی موجب بہتری کا ہی اوسکے خلاف مین بہت سی قباحتین عاید حال
ہونگی غرض طرفہ ماجرا یہ ہے کہ جیسے رکن رکین اعظم کی جنرل صاحب ازراہ اتمام حجت
ارشاد فرماتے تھے سب اپنی خوف آبرو سے بہت خوب وہی کہکر چلے آتے تھے کسیکی مجال
اور طاقت نہ تھی کہ جواب شافی اونھین دیسکتا اور جب بادشاہ کے سامنے جاتے تھے سب بھول
جاتے کہ مبادا انمک حرامون مین شمول ہوجائین کسیکو کچھ بن نہ پڑتا تھا ازین سو ابندہ وزان سو
امرہ ہوتے تھے خلاصہ نواب موصوف چار ونا چار حاضر حضور بادشاہ و جنرل صاحب و جنابعالیہ
ہوکر ادائے تبلیغ رسالت کی لیکن بسبب تسلط اغیار کچھ مفید مطلب نہوا بلکہ سبھون نے یہی
خیال کیا کہ یہ تخم انھین کے بوئے ہوے ہین جیکا بروز اب ہوا

اس عرصہ مین نواب امین الدولہ پر عارضہ فالج گرا یہی عذر آسمانی باعث انکی عافیت کا ہوا
اپنے واسطے بہت متردد رہتے تھے کہ اگر اسوقت خاص مین بادشاہ کا شریک حال نہونگا
مورد طعن و تشنیع خاص و عام ہونگا چاہیے کہ مین نواب منورالدولہ سے بڑھکر کچھ اپنے حق نمک
قدامت سے ادا ہون تو موجب سرخروئی ہوگا اور دوسرے جنرل صاحب کی ناراضی کا لاحق حال تھا چنانچہ
اپنی علالت مین اکثر شکر خدا کرتے تھے کہ مجھے یہی حیلہ عارضہ لاحقہ باعث میری عافیت کا ہوا
کئی مہینے تک اسی علالت مین رہے آخر انتقال کیا اس اجل نے اونکی عزت رکھ لی

ایکدن جنابعالیہ نے نواب معین الدولہ سید عنایت علیخان کو بھی طلب فرمایا اور یہ جا حاضر ہوئین

استشارہ چاہا انھون نے بھی کچھ گون گون عرض کر کے جان بچا کر چلے آئے تماشا یہ ہے کہ سبکو خوف سرکار مین تھا کیونکہ ایک سرکار مین مشروطاً عرض کرتے کہ اپنے عہد دولت مین وہ کیا جسکا انجام یہ دیکھا یا دوسری سرکار مین عرض کرتے کہ اگر بے انتظامی آپ کے نزدیک ثابت ہے انتظام جسطرح چاہیے کیجیے یہ صورت گو گھر چھیننے کی ہے نہ کیجیے یہ کیا مجال تھی کہ سکتے آخر میجر کینیڈی سی جب ریذیڈنٹ کا مال سمجھون نے اودھر گھر کو لوٹ کرانے تھے اودھر سبکو جمع کر کے پوچھتے تھے تم سب سے راضی ہوا اسکا کیا جواب نہے سواے حکومت کے

نواب اکرام الدولہ مرزا حسین خان عم نامدار نواب محذرۂ عظمیٰ نے حسب دستور منتظم اپنے بیاد بستی کا یہ حال دیکھا کہ سب کے نزدیک بدنام و انگشت نما ہوے انجام کار سمجھکر بظاہر یکا یک جھجکی سے ہاتھ اوٹھا کر لب بشکوہ آشنا کیے اور ان مقدمات سے بری ہوکر شریک شوری خاص نواب محذرۂ عظمیٰ ہوے اونکے نزدیک بھی انکی کنارہ کشی باعث وثوق اعتماد ہوئی اس جہت سے وہ بانی مبانی پیش کرنے نواب منور الدولہ کے ہوے نواب موصوف ازبسکہ اپنی دیانت و امانت و نمک حلالی سرکار پر نازان تھے مردانہ وار کمر ہمت باندھ کارفرمائی سلطنت کو بہتر سمجھے اپنی اور قدامت اور خیر خواہی سرکار قدیم کو مقدم سمجھے کہ ہمین دوسری سرکار مین وثوق اسی اپنی سرکار کی جہت سے ہوا ہے اگرچہ منزلت اپنی سرکار سے رکھتے دوسری سرکار کیونکر جانتے اسی جہت سے جنرل اوٹرم صاحب کو انکا یکسو ہونا ناگوار گذرا مگر کھل کر انھین سمجھا نہ سکے۔

میجر برڈ صاحب جو جنرل سلیمن صاحب سے بد دماغ ہوکر راجپوتانہ مین گئے تھے وہان سے کیسے بر رخصت گئے پھر کلکتہ سے کانپور کانپور سے لکھنؤ گھوڑ دوڑ کے واسطے آئے خواجہ سرایان شاہی سے بڑا التعارف تھا بشیر الدولہ کے واسطے سے باخفا بادشاہ تک پہونچے اور بشرط شروط سفارت بادشاہ قبول کی اور اپنے عہدۂ سرکار سے مستوفی ہوے فی الحقیقت اگر چشم انصاف سے دیکھیے تو اس صاحب جلیل القدر نے بمقتضای اپنی شرافت و منفعت دنیا جو اپنی حکومت مین بہر طریق حاصل کی تھی عجیب کار نمایان کیا اگرچہ دولت مین اپنی اسٹیٹ زمینداری وغیرہ سے متمتع تھے اور بدنامی اپنی سرکار قدیم کا خیال نہ کیا مگر اس سرکار عالیشان نے انکی بھی قدر کچھ نہ جانی جیسا بیان کیا جائے گا۔

غرض جب یہ تدبیرین ہوچکین راے عالم آرای باشاہ مین عزم بالجزم سفر وسیلہ الظفر اختیار کیا
ہرچند حریفان و مخربان سلطنت نے ہر طرح سے اسکا انسداد چاہا جوڑ توڑ شروع کیے - از انجملہ
شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کی برآمد جنرل اوٹرم صاحب سے کی کہ مین نے ازراہ دولتخواہی سرکار
سب طرح کے نشیب و فراز سمجھا کر بادشاہ کو سفر راضی نامہ پر راضی کیا مگر آپکے خیرخواہون نے
اوسے برہم کر دیا جب صاحب نے شکایت خان موصوف سے عرض کی مجہپر افترا ہے مین بے
اجازت آپ کے کب بادشاہ کے پاس گیا تھا اور نہ کسی امر مین متمنی تھا جب سے خان
مذکور نے اپنا ہر آمد رفت شاہی موقوف کی ایسے افتراے بے فروغ سے مگر علی اصغر خان
و منشی کرم احمد حاضر رہے نواب مخدرۂ عظمی نے پانچ ہزار روپے خرچ سفر عنایت فرماے
کلکتہ تک ہمراہ سفر رہے -

الغرض جس دن سے یہ فتنہ و فساد برپا ہوا تھا جناب عالیہ نواب مخدرۂ جنرل صاحب
مثل نبات النعش محیط دائرہ ذات سلطانی رہتے تھے اور عورات پہرے کو تاکید تھی کہ کوئی شخص
بغیر ہماری اجازت نہ آنے پاے سوا کسی فرد کے اپنا کام کر جاے اور حضور عالم بھی
اپنے مقام خاص سے باہر نہ نکلتے تھے بعد دو دن کے بیگم صاحبہ یعنی بی بی حضور پردہ عصمت کے
شرفیاب بادشاہ ہوئین اور بکمال الحاح و زاری سے عدم حضوری حضور عالم عرض کی حضور
عالم باجازت حاضر ہوئی اور یہہ کلمات خیرخواہی و دوراندیشی بہر خاص مین بیان کیے اوسدن
سے حکم ہوا کہ تم بھی داخل شوراے خاص ہوا کرو

دو تین دن کے بعد حضور عالم نے بسبب تہدید جنرل اوٹرم عرض کی کہ اب غلام کی
عزت و جان مفت برباد ہو جائیگی اگر حضرت سفر نہ فرماینگے و گرنہ یہ قراولی اور پہرا سے حاضری
پہرے والی نے جب قراولی کو دیکھا چلائی کہ نواب نے اپنا کام تمام کیا یہ مجرد سنتے آواز
کے دفعتہ صاحبات محل چلی آئین و در نسبت حضور عالم زبان کلمات بے ادبی سب نے کھولی سب
جناب عالیہ جنرل صاحب مضطربانہ تشریف لائے بادشاہ نے رحمدلی سے صاحبات محل کو
کلمات سخت سے منع فرمایا آخر ع رسیدہ بود بلاے و لے بخیر گذشت -

ایکدن جنرل صاحب نے خلوت مین سفر کے باب مین بادشاہ سے عرض کیا کہ یہی آبرو دی

سلطنت آبائی کرام جو نمکحرام اور ناعاقبت اندیشون کے ہاتھ سے ہو رہی ہے اب نظر خلائق
مین ہم خود اپنے تئین سبک و حقیر سمجھتے ہین نتیجہ زندگی اپنی بہت ناگوار ہے اب کوئی صورت نسبت عاقبت
اپنے واسطے نہین سوا اسکے کہ ان رعایا کی امانت خدا کے سپرد ختم بستہ ہو کر عقبات عالیات جا کر
مجاورت اختیار کرین آئندہ آپ کو اختیار ہے ارشاد کیا نتیجہ مین بھی مجبور ہون اور رضا بقضا
ہون کسیصورت سے منہ نہ موڑونگا اور سفر سے بھی ہاتھ نہ اوٹھاؤنگا بہرحال تم خاطر جمع رکھو
مین نے تمھین اور جناب عالیہ کو اختیار کلی دیا ہے ۔

اسکے بعد مفتاح الدولہ سے ارشاد کیا کہ تم فقط میرے ساختہ پرداختہ ہو تمھارے حقوق
نمک خواری آبائی کا یہ ہے کہ اگر مین بھی کسی طریق سے اغواے مفسدین سے مہر طلب کرون
تو نہ دینا عرض کی جب تک غلام مین دم مین دم ہے خلاف حکم محکم نہ کرونگا اور مہر غلام کے
بھی قبضۂ اختیار سے باہر ہے وہ سپرد جناب عالیہ و جنرل صاحب ہے اگر ایسا ناگوار ارشاد
بھی ہوگا بغیر نوشتہ سند چار صاحبون کے حاضر نہ کرونگا چنانچہ اوسیوقت مہر خاص صندوق
مین رکھی گئی اوسپر مہر جنرل صاحب مرزا ولیعہد کی ہوئی ۔

ایک پرچہ پیام چیف کمشنر کو عزم سفر کلکتہ اور اطلاع نواب گورنر جنرل اور حفاظت راہ
اور رسد رسانی بھیجا گیا اوسکا جواب آیا کہ نیازمند نے نواب معتشم الیہ کو اس باب خاص مین
رپورٹ کیا ہے لیکن مشتہر رہے اور قائم ہو کہ اہلکارون سے کون کون ہمراہ رکاب ہوگا اور جمعیت لشکر
کسقدر ہوگی بعد ہفتہ عشرہ دوسرا پرچہ پیام اسی مضمون کا آیا اسکا جواب یہ بھیجا کہ نیازمند اس
باب مین محض بے اختیار ہے جب تک کہ کلکتہ سے جواب رپورٹ نہ آئے اور نہ صاحبان حکام کو
حکم بھیج سکتا ہون ۔

جب سے یہ ہنگامہ برپا ہوا تھا اکل و شرب انسانی گم ہو گیا تھا مگر بے خبر محافظان دواب
سے حیوانات بیزبانکو بھی کئی دن سے خوراک یومیہ میسر نہوئی تھی جب یہ خبر مشتہر ہوا چیف کمشنر
کو پہونچی پرچہ پیام آیا کہ یہ حیوانات روز و شب کے فاقہ سے مرجاینگے لہذا مناسب ہے کہ جو اونمین
سے بہتر ہون منتخب کیے جائین باقی سب کا حکم نیلام دیا جائے دانشمندان حاضرین نے چاہا کہ اسکا جواب معقول لکھین لیکن حضور عالم نے
ملوحق اپنی رائے عالم آرا کے جواب یہ بھیجا جیسے کہ آپکو کمال انصاف و رحم ہے حیوانات بیزبان پر رحم آیا لیکن بلا زبان اقدس و اعلی کی یہ طرح

رحم نہ آیا کس کس امر کو آپنے ہمسے پوچھا ہی جو چاہا وہ کیا اِس باب مین بھی آپکو اختیار ہی۔ پس چیف کمشنر نے جو بایہ غیر کو حکم نیلام دیا از بس تعمیل سے طرفین سے ہر امر مین خلاف ہونا شروع ہوا جو باعث ناگواری طرفین ہوا سہ شنبہ سے صبح و شام و زوال شمسی کی بھی توپ بند ہوگئی اس جہت سے کہ توپخانہ سرکار ضبط ہوا بعد دو ہفتہ کے توپ صبح و شام و زوال شمسی موافق دستور چھاؤنی انگریزی حسین آباد سے چلنے لگی ؛

الغرض خاص و عام اس حرکت و سکون سفر سے متردد ہوے حریفون نے ہر روز ایک نئی بندش خود تراشنی شروع کی اس خیال سے کہ اگر ہمارے حیلے سے سفر موقوف ہو جایگا تو البتہ باعث رسوخ چیف کمشنر بھی ہوگا اور حضور عالم پر بھی بڑی خیر خواہی ثابت ہوگی چیف کمشنر نے پرچہ پیام بھیجا کہ حضور عالم اور مہاراج اور اہل خدمت درجہ دوم ہمراہ رکاب نہ جائین گے کسواسطے کہ بازپرس اور تحقیقات اکثر مقدمات ضروری اون پر منحصر ہے ورنہ ہرج کار سرکار ہوگا اسی جہت سے جب تحریر صافی نامہ دستور معظم کی نواب مخدرہ عظمی اور اکرام الدولہ کی سفارش و فہمایش سے پیش ہوئی اوسے جنرل صاحب نے بھی منظور نہ کیا حاصل مضمون یہ تھا کہ اس مدت عہد معدلت حضور عالم مدار المہام سلطنت نے کوئی امر بے حکم و مرضی شاہی نہین کیا لہذا اوسکی بازپرس ماہدولت کے ذمہ ہے جب یہ مسودہ تصدیق نہ ہوا کئی سطرین دستخط خاص سے مزین فرمائین کہ جو کچھ مدت وزارت مین حضور عالم نے کیا اوسکی بازپرس کا اختیار ما بدولت ہی کو ہے دوسرے کو اوسکا مواخذہ نہ چاہیے اوسکا جواب یہ آیا کہ نیاز مند کو جو حکم نواب گورنر جنرل پہونچا ہی اوسکے خلاف تعمیل نہین کرسکتا غرض اسوجہ سے جب سر رشتہ ضمانت حضور عالم نواب محسن الدولہ سے اور ساہ جی سے ضمانت مہاراج کی

اس عرصہ مین تار برقی سے چیف کمشنر نے صدر کو اطلاع کی کہ بادشاہ واسطے استغاثے کے تعمیل سفر لندن کرتے ہین ہمنے حکمت عملی سے ملتوی رکھکر اطلاع کی اب اجازت اور عدم اجازت مین جیسا حکم ہو۔

اوسکا جواب یہ آیا کہ بادشاہ نے تعمیل حکم سرکار مین ازبسکہ فرمابنری اور عجز ظاہر کیا ہم سرنگون ہوے کسیطرح منع نہ کرو آنے دو فقط

یہ مجرد سننے اس خبر کے تیاری سفر کی دھوم ہوئی اس عرصہ مین ایک محبت نامہ نواب گورنر
جنرل جدید لارڈ کننگ بہادر پہونچا صمصام الدولہ نے سر بمہر حضور شاہی گذرانا خلاصہ اوسکا مضمون
یہ تھا کہ نواب گورنر جنرل لارڈ ڈالہوزی بہادر روانہ ہوے احوال ماضی ارکیا آرائی سلطنت
کا منکشف ہوا غالب کہ جو مقتضاے محبت و اتحاد و قدیم الایام سے ملحوظ خاطر سرکار ہے رہا ہے
اوسی طریق سے ہر امر طرفین سے عمل مین آتا رہے فقط

بعد ملاحظہ بادشاہ نے فرمایا کہ باطن مین بدل مسرت حاصل ہوئی مگر بظاہر اگر توپین
جنج سے نہ گرائی جاتین حکم شلک سلامی ہوتا اب یا خلاصی چھاونی انگریزی سے یہان آوین
یا چیف کمشنر خود حکم سلامی اپنے توپخانے مین دین غرض یہ امر داخل تکلفات ہوکر ملتوی رہا
جب رعایا و برایاے شہر اور متوسلین شاہی کا طعن و تشنیع بڑھا ہر شخص کو یقین ہوا کہ سفر مین تامل
ہوا اور روز سہ شنبہ سوم رجب بادشاہ مستعد اور آمادہ سفر ہوے شام تو چاہا کہ بادبہاری
پر سوار ہون لیکن مقربان خاص نے بمنت و سماجت نحوست یوم سمجھا کر روکا بادشاہ اوسوقت
برہم ہوکر کسی سے مخاطب نہوے مقام خاص مین تشریف لیگئے۔

تشریف فرمائی بادشاہ سمت کانپور و حالات قیام وہانکے

الغرض پنجم شہر رجب ۱۲۷۳ھ مطابق ۳۔ مارچ ۱۸۵۶ء بادشاہ نے بادبہاری طلب
فرمائی حاضرین نے جانا کہ حسب معمول بوسیہ دورہ گشت قیصر باغ ہوگا حضور عالم مضطربانہ
ہوکر چلے راہ مین پا ثبات نے ٹھوکر کھائی دو تین اور مقرب بھی حاضر ہوے ہر ایک کو بچشم دیکھا
کسیکو جرأت عرض نہوئی بلکہ سامنے سے ہٹ گئے ۸ بجے ساعت سعید مشتری مین مع
جنرل حسب عنا رونق افروز برج سعادت بادبہاری ہوا اور مثل نیرین ذوحسدین مرکز جادۂ مستقیم
سے منزل مقصود کو میل فرمائی راجہ یوسف علیخان ہمنشین بہادر صاحب کو پنج بخش پر بہت سے
اسواسطے کہ اوسوقت کی عنان اختیار اوسکے ہاتھ مین تھی اور کئی دن پیشتر سے اہتمام ڈاک
اوسکے ذمے ہوگیا تھا اور بکمال خصوصیت بخیر خواہی ہمراہ رکاب ہوئی تھی ہر چند جنرل سلیمن
صاحب نے اونکو کئی منزل پیشتر سے شہر سے نکلوا دیا تھا بشیر الدولہ احسن الدولہ گھوڑون پر سوار تھے

تھوڑے سے ترکسوار اور ملازم پیادہ جلوس سواری مین تھے جب سوار ہونے لگے ڈنکا ہوا
پھر حضور نے جاکر منع فرمایا حضور عالم نے ایک سوار کو دوڑایا کہ غلام کو کچھ عرض ضروری ہے
لیکن وہ سوار گرد سواری تک نہ پہونچ سکا شب جمعہ نوچندی تھی کربلا سے میر خدا بخش مین
مومنات جمع تھے مجلس عزا مین مرثیہ خوان نے پہلے مناقب استغاثہ تصنیف بادشاہ
سنوعدل پڑھی عجب حال سب کا ہوا ہر شخص بدعا بقای ملک و سلطنت مصروف ہوا —
بادشاہ کی گاڑی کے پیچھے نواب معشوق محل صاحبہ اور چھوٹے جنرل صاحب تھے اونکے
بعد متفرق صاحبان خاص مسیح الدولہ سفیر شاہی بعد ایک دو سیکر کے گاڑیون پر چلے شہر سے
تھوڑے دور دولت سے تا دریائے گنگ پیادہ زبان طعن و تشنیع بیباک کھولے ساتھ رہے
پھر رات رہے اونام مین سواری پہونچی وہان سے عبدالہادی خان قندھاری بھی کئی
سوارون سے ہمراہ رکاب ہوئے کچھ تھوڑی رات رہے کنار گنگ پہونچے بادشاہ خیمہ مین
رفع ضرورت کو تشریف لیگئے جب تک قلی تیار ہوگئی اول صبح صادق کے پار اترے
بریڈ صاحب کے بنگلہ مین رونق افروز ہوئے ہرچند تاج گھر اور کئی بنگلے گرد و پیش کے
پیشتر سے خالی ہوچکے تھے پلٹن گورا سلامی بھی بہ پا تھا جب طلوع آفتاب ہوا خبر تشریف
آوری عام ہوئی فوج نے حسب سلامی کو پیڈ پر آکر بھی بادشاہ نے انعام حسب معمول بھیجدیا
اور سلامی توپ کو منع کیا افسران فوج نے عذر کیا کہ سابدا ہم عتاب اپنی سرکاری نہو
مگر دوسرے دن سلامی ہوئی جب حکم محکم تار برقی سے پہونچا کسواسطے کہ ایک ہفتہ پیشتر سے
ہمراہ لشکر فوج رہتی تھی بعد اسقاط چلی جاتی تھی اسطرحسے داخلہ کا یقین نہ تھا۔
روز جمعہ وقت عصر نواب منور الدولہ مع امجد علی خان حکیم میر محمد میر علی منشی باقر علی
روانہ کانپور ہوئے منزل تمبرکی روز یکشنبہ شرف ملازمت مین پہونچے جناب عالیہ نواب
مخدرہ عظمی مرزا ولیعہد بہادر اور زوجہ طاہر عصمت مآب حضور عنایت الدولہ نواب
سجاد علی خان روانہ ہوئے صاحبات محل تاج گھر مین اترے باقی مصاحب وغیرہ متفرق
بنگلون مین اترے سبکو ممانعت حضوری ہوئی مگر بروقت طلب جب یاد فرمائین
نواب منور الدولہ بہادر صاحب سفیر سفر راسخ الاعتقاد شاہی پر وقت خاص

شاہجہان کے حضور میں تو ریفین جا حاضر ہوا کرین برنڈ لصاحب کا اہتمام تھا انھون نے
اپنے حوصلہ سے زیادہ کام کیا تھا ہر وقت بدل مصروف کاروبار رہتے تھے اور حفاظت حرمات
سلطانی اور بجا آوری احکام مین سرگرم تھے تحایف ولایت گذرانتے تھے جسمین بادشاہ کا
دل بہلے۔ شاہزادے نواب ملکہ کیتی صاحبہ کے مرزا دارا شکوہ اور نواب ملکہ عہد صاحبہ
کے مرزا سلیمان قدر اور بعض اقربائے شاہی اپنی سعادت سمجھکر روانہ ہوے شاہزادون
کو دو لاکھ روپئے زاد راہ سفر دیکر بھیجا دیا تھا اکثر خویشاوند اور رئیس شہر بھی ہر ایک وسیلے
سے روانہ ہوا تھا مگر شاہزادے فردوس منزل کے نواب یحییٰ علیخان مرزا عظیم الشان
مرزا رفیع الشان نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ بہادر تشریف فرما ہوے خصوصاً ان
دونون صاحبونکو حضور عالم سے بھی ایک خصوصیت بلکہ قرابت بھی ہو گئی تھی۔
امیر الدولہ سید مہدی علیخان عرف امیر الامرا اگرچہ خانہ نشین بلکہ معتوب تھے روز بد سمجھکر
روانہ ہوے اور پھر آنے کیلیے خیر بھی نہ کی بلکہ بشرط شرفیابی بواسطہ اپنے ندرانے ٹھہرائی تھی
احسان حسین خان کو حضور عالم نے دفتر انشا سپرد کر کے روانہ کیا لیکن نواب منور الدولہ
کی جہت سے مدخل محض رہے ہر چند خان مذکور نے بہت سی تدبیرین اپنی کین لیکن بے
سود ہوئین اور میر منشی قدیم راجہ بہندن لال کے خاندان سے منشی دولت راے شوق
تخلص واسطے جواب نویسی کے ساتھ کئے گئے
مدبر الدولہ راجہ جوالا پرشاد بہ ضعف قوی و سن پیری کانپور تک گئے لیکن بادشاہ
نے کمال عطوفت و رحم سے بواسطہ مصلح السلطان فرمایا کہ تم تکلیف سفر نہ کرو حسام الدولہ
کے پاس حاضر رہو جب بادشاہ کانپور سے تشریف فرما ہونے لگے حسام الدولہ خویش نواب
ملکہ کیتی صاحبہ اور بھائی نواب محسن الدولہ کو مختار و مہتمم صاحبات محلی اور امور مرجوعہ و طلب
دیالیس اور بجا آوری احکام شاہی کا مختار فرمایا تھا اور کوٹھی خزانہ جواہر خانہ و تحفہ
افتتاح الدولہ کے سپرد تھی اونھون نے اپنا قایم مقام اپنے سگے بھائی کنز الدولہ کو ہمراہ
رکاب کیا تھا کس واسطے کہ اونسے بہتر کون مستحق و سزاوار ایسے اعتماد کا تھا اونھون نے حق برادری
ادا کیا مگر اونھین جیسا چاہیے تھا وہ ادا کیا۔

بادشاہ نے قبل از تشریف فرمائی حکم محکم بیگمات و صاحبات محل کو دیا تھا کہ جسے قیام
دولت سرای شاہی منظور ہو وہ اپنے اختیار سے چلی جاے چنانچہ اکثر بیگمین چلی گئین اور بعض کی
ثابت قدم رہین اور سر مو حکم قضا شیم سے انحراف نہ کیا بعد اسکے بادشاہ نے صاحبات محل کیواسطے
علی السویہ سو روپے ماہواری اکل و شرب و دستر ضروری کیواسطے ہر ایک کے مقرر فرمائی انمین
سے اکثرون نے قبول نہ کیا کہ ہمارا [illegible] بالصدق حضرت کے ساتھ بسر اوقات کرنیکو ہے اور جب دن
عملداری سرکار ہو گئی تھی ہر محل نے علی الخصوص گرد پیشہ بیرونی و اندرونی کو تنخواہ سب کی دیکر بر
طرف کیا تھا فقط بہ ضرورت کچھ لوگ رکھ لیے تھے اس برطرفی مین ہزارہا رعایا مرد محتاج
ہو کر حالت یاس مین خانہ نشین ہوے اور ہر گھر مین ماتم برپا تھا۔

اکرام الدولہ مع اپنے بیٹون کے روانہ کانپور ہو مرزا حاجی کے بنگلے مین اترے
مولوی محمد خلیل الدین خان جو حسب الطلب حاضر ہوے تھے بادشاہ نے رہس منزل مین رہنے
کو حکم دیا تھا بعد تشریف فرمائی اپنے وطن بالا [illegible] چلے آئے وجہ اسکی یہ ہوئی کہ جب ساتھ
چلنے کو ارشاد کیا انہون نے عذر کیا عرضداشت کی کہ مین چار ہزار روپے کا قرضدار ہون تنخواہ
پنشن بھی سرکار سے نہین ملی نئی عملداری شروع ہے مبادا کوئی قرضخواہ نالش کردے امیدوار ہون
کہ اس سے گلو خلاصی ہو جاے آئندہ ہزار روپے کی تنخواہ مقرر ہو کسواسطے کہ جب کلکتہ مین عہدہ
سفارت پر تھا پانچہزار تنخواہ تھی بادشاہ نے حضور عالم کو عرضداشت تجویز کو ہدایت فرمائی
انہون دو ہزار خرچ کے اور تین سو کی تنخواہ تجویز کی خلاصہ یہ کہ کوئی پرسان حال نہوا
وجہ اسکی یہ تھی کہ حضور عالم انسے صاف نہ تھے اور انکو بھی بدل جانا منظور نہ تھا بہت
غنیمت سمجھے اور سب کا انجام سمجھتے تھے میر حسن علی لندنی بھی حسب الطلب نواب
منور الدولہ باوجود کبر سنی و ضعف پیری کانپور تک جاکر پھر آئے۔

شوکت الدولہ نواب محمد خان سفیر معزول شاہی اخراجی جرنل سلیمن صاحب کانپور
مین تھی اہلکارون نے سفارش سے بجای محمد خلیل الدین خان انکو مقرر کیا اور دو ہزار روپے
زاد راہ اور درماہہ انکے واسطے معین ہوا ہرچند بادشاہ نے ازراہ استعجاب ہو لو لیفنا
کو پوچھا کسنے جواب شافی عرض نہ کیا۔

جناب سید نقی بیٹے سید العلما کے مرحوم حسب تجویز اکرام الدولہ و نواب منیر الدولہ مستعد آمادہ سفر لندن
ہوئے کہ اسواسطے کہ ایسے سفر دور و دراز مین ایسے شخص کا بھی ساتھ ہونا ضرور ہے کہ بروقت تشریف آوری
ملک الموت کیکی مٹی خراب ہو اور انشاء اللہ لندن مین نماز جمعہ و جماعت ہوگی یہ امر بھی باعث یادگار
زمانہ ہوگا لیکن خوبی اعمال مومنین سے وہ کانپور پہونچکر ایسے علیل ہوئے کہ وہین احرام حج کا قصد
کر کے سے الٹے پھرے ہمراہی منتظم الدولہ سید باقر خان اکبر جناب سلطان العلما پیشتر سے لشکر کانپور
مین موجود تھے جب یہ رنگ سفر دیکھا اور امانی صاحب نے شکایت انکے جانیکی تہدید خیال کر کے
مراجعت کی دیگر ہمراہیان اولوالعزمی مین ان سے زیادہ تھا۔

اودھ کی ترقی رعایا شہر میان محمد تاجر بھی اپنی منفعت فروخت اشیائے ماکول سمجھکر داخل
اردوے شاہی ہو نواب منیر الدولہ نے پخت طعام خاصہ انکے سپرد کی۔

نواب منتظم الدولہ قمر علی خان آغا نواب مجاہد الدولہ سیاہ دونون پھوپھیا بادشاہ کے کمر ہمت
باندھکر روانہ کانپور ہوے بادشاہ نے تکلیف سفر سے منع کیا عرض کیا ہم کسیطرح آپکی تکلیفدہ
نہ ہونگے اور ایسے وقت مین ساتھ ہمراہی نہ چھوڑینگے بعد اسکے یہ دونون صاحب قبل از
روانگی بادشاہ روانہ بنارس ہوے غرض ہر شخص رعایائے شاہی کا یہ حال تھا کہ بہر صورت دامن
دولت سے ہاتھ نہ اوٹھائی اور ہمرکاب مصیبت سفر تازہ رہے۔

کہتے ہین کہ نوروز کو کانپور مین اٹھارہ من سے زیادہ قند شربت کیواسطے بسر ہوا لوگون نے
اس جہت سے نذر نیاز مختلف طعام و شیرینی پر دی وہان کے اہل دربار کو تعجب ہوا اور سرکار
شاہی کیواسطے دست بدعا ہو کہ یہ گھر قائم رہے اس قدر لشکر اور خدم حشم سے ہر شخص موافق اپنی صرف بیت کی مجبور تھا
اس عرصے مین کلکتہ سے خبر آئی کہ ۲۔ پانچ [illegible] فروری کو پانچ بجے شام کو لارڈ ڈلہوزی
صاحب روانہ ولایت ہوے اور نواب گورنر جنرل جدید داخل کلکتہ ہوے چنانچہ اخبار ورود کلکتہ سے
ورود نواب محتشم الیہ لکھا جاتا ہے

ورود نواب گورنر جنرل بہادر کلکتہ مین

۲۹ فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۱۲۷۲ھ روز جمعہ کو شام ڈرائٹ آنریبل چارلس جان وائی

گورنمنٹ کیننگ بہادر نیروز جہاز پر جب مقام اچھ پور سے گذرے قلعہ فورٹ ولیم بنگالہ سے توپ
سلامی کی چلی پرائیوٹ سکرٹری وملیٹری گورنر جنرل اور دو صاحب گورنر جنرل و ٹون ہیجر
واسطے استقبال ہولنڈ تک گئے جہاز بیچ خضرپور میں لنگر کیا وہاں سے نواب محتشم الیہ سونا مکھی
فنس پر سوار ہوکے چاند پال گھاٹ پر نزول اجلال کیا اوسوقت ۱۹ توپیں فیروز جہاز سے چلیں
اوسکے پیشتر گھاٹ پر سکرٹری گورنمنٹ بنگالہ چیف مجسٹریٹ کلکتہ سپرنٹنڈنٹ مرین یعنی مہتمم جہازی
اور ماسٹر اٹنڈنٹ وشیرف کلکتہ استقبال کو آئے تھے جب نواب گورنر جنرل نے زمین کلکتہ پر
قدم رکھا ۱۹ توپیں چلیں بعد اسکے داخل ایوان گورنری ہوئے وہاں بڑے پھاٹک پر لفٹننٹ
گورنر بنگالہ اور لب دالان پر نواب گورنر جنرل ڈالہوزی صاحب اور ممبران سپریم کونسل
استقبال کو آئے صاحبان نظامت گورنمنٹ اور سب افسران قلعہ اور جنرل اسٹاف
ایک طرف دوسری جانب افسران خدمات دارالریاست لباس درباری پرتکلف سے حاضر
تھے جب کرسی گورنری پر جلوس سواری چاند پال گھاٹ سے شمالی بڑے پھاٹک تک ایوان
گورنری کی ترتیب سے دورویہ قطار بستہ کھڑے ہوئے تھے یعنی سپاہی دوسرے
باڈی گارڈ تیسرا رجمنٹ چوتھا رجمنٹ ملکہ تیسرا رجمنٹ سپاہیوں کا ۱۳ پیادہ ہندوستانی
۴ رجمنٹ ۴۳ - لائٹ انفنٹری فوج کلکتہ یعنی محافظان شہر لباس سے آراستہ اسلحہ
سے مکمل باتحت انتظام لفٹننٹ کرنل پال صاحب صف بصف آراستہ تھی جب گھاٹ
مذکور سے سواری چلی تھی ایوان گورنری تک دورویہ سلامی ہوئی اور توپ بعد ایک دوسرے
کی چلی جب اس تزک وتجمل سے نواب موصوف داخل ایوان ہوئے ۶ بساعت ۵ دقیقہ شام
پر سوگند معمولی اپنے عہدے کی دیکر کرسی گورنری پر جلوس فرمایا کمانڈر انچیف انسن صاحب
سپہ سالار افواج ہندوستان عہدہ ممبری زائد کونسل ہند پر جوزف الگزنڈر ڈارنٹ صاحب
اسکوائر میجر جنرل جان لو صاحب وی بی جان سیورگرانٹ اسکوائر سپرنٹنڈنٹ عہدہ ممبری اول
دوم وسوم وچہارم کونسل ہند پر مامور ہوئے بحسب دستور اشتہار منصوبی ومعزولی نواب گورنر
جنرل سابق دیا گیا کہ تا قیام شہر حفظ مراتب بدستور نواب محتشم الیہ کے واسطے رہے -
نواب گورنر جنرل بہادر بہت تندرست وتوانا وقوی القوی ہیں یہ بیٹے لارڈ جان کیننگ کے

ہین وہ ایک زمانے مین وزیر اعظم سلطنت بھی ہوچکے تھے اونکی مان سومن سے بہبہ جبرل اسکاٹ کی بھتیجی ۱۸۱۲ء مین گلاسٹر راج برائٹن مین پیدا ہوکے ۴۴ برس کا سن ہے پہلے اسکول مقام ائٹون مین پڑھے بعد اسکے کالج اکسفرڈ مین کتب علمیہ حاصل کین ۱۸۳۲ء درجہ اول کالج مذکور مین علوم درجہ دوم بفن حساب و ہندسہ مین ترقی کی بعد اس کے لیڈی کیننگ سے کتخدا ہوئے وہ بیٹی لارڈ اسٹورٹ دی راتھسی کی ہین پھر کارو بار سلطنت مین مامور ہوکے اور بتدریج ترقی کرکے عہدہ سرشتہ ڈاک سلطنت برطانیہ پایا بعد اس کے بہ سفارش لارڈ پامرسٹن اس عہدہ جلیلہ گورنری پر منصوب ہوئے –

حالات قیام کانپور و سوانحات لکھنؤ روانگی بادشاہ کانپور کو

بعد تشریف فرمائی بادشاہ خزانہ جواہر خانہ اسباب پر تکلف و بیش قیمت جو جناب ملکہ عظمیٰ دام اقبالہا کیواسطے طیار ہوا تھا کپتان کنز الدولہ حفاظت فوج انگریزی مین لیکر لکھنؤ کو روانہ ہوئے ایکدن حسب الحکم چیف کمشنر بہادر کانپور سے مسیح الدولہ مصلح السلطان دیانت الدولہ احسن الدولہ شفاء الدولہ آفتاب الدولہ اکرام الدولہ اہتمام الدولہ حیدر حسین خان اہلکار کارخانجات سلطانی واسطے ضمانت کے حاضر حضور چیف کمشنر ہوئے چنانچہ ۱۲ اشخاص باقی بہ ہمراہی ڈاک حاضر ہوئے مگر اہتمام الدولہ بہ علت باقی دس ہزار روپیہ بابت علاقہ کے بند رہے صاحب نے انکی ضمانت کردی اور اندر و حساب ابھی اونکے چودہ ہزار سرکار مین فاضل تھے اکرام الدولہ نے حاضر ہونے مین مکث لیا حالانکہ صاحب مجسٹریٹ نے از راہ عزت و تکریم پہلے ڈپٹی میر ناصر علی کو اونکے لینے کو بھیجا تھا نواب مخدرہ عظمیٰ کی پاس جاکر بیٹھ رہے چاہا کسی حیلے سے ٹالدیا جب ڈپٹی صاحب تنگ ہوکر چلے گئے حالانکہ انکا ادس دن مسہل تھا مگر حکم حاکم سے آئے تھے جب کیفیت مشروحہ صاحب سے بیان کی صاحب نے چپراسی و سوار انکی طلب کو بھیجے یہانتک مجبور ہوکر خود صاحب تشریف لائے اب کیا عذر کرسکتے اونھین اپنے ساتھ کچہری مین للئے رانکو روبکاری کا حکم دیا رات بھر کچہری مین رہو صبحکو روانہ لکھنؤ ہو لیکن کچھ عذر پیش رد... گھر آئے صبحکو روانہ لکھنؤ ہوئے ان صاحبون کی نسلم ذہرست

تھی وجہ ظاہر ہے کہ خائن تھے جو کچھ نوشیجان کیا تھا اوسکے واسطے ڈرتے تھے چنانچہ یہی ہوا

پرچہ پیام شاہی چیف کمشنر کو اسی باب خاص مین پہونچا کہ ایک لاکھ ۳۶ ہزار روپیے

ازروے حساب مشیر الدولہ اور مہاراج بالکرشن بہادر بابت باقی علاقہ حضور تحصیل اکرام الدولہ

کے ذمہ نکلا ہے اگر انکا عملہ کہا گیا ہے اسکا سوا خذہ انکے ذمہ ہوا اور اگر ذمے بہادر سومنت

ہے بس مال سرکار ہے اسکے لینے اور نہ لینے کا بادولت کو اختیار ہے اسقدر تاکید وشدت

ضمانت سے کیا فایدہ مشرد خا اسکا سبب لکھیے

جواب شافی اس پرچہ پیام کا نہ کیا مگر مقابلہ و مواجہ حساب بدستور رہا جب یہ ۱۲ شخص ۱۹ تک

مین آئے چیف کمشنر کے پاس گئے وہان سے کپتان ہیز صاحب کے پاس حاضر ہوے پھر ایک

سمسن صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس حاضر ہو الغرض ضمانت و قرار کے پھر کا نپور آے مگر

اکرام الدولہ بعلت حساب رہ گئے ۔

بعد دو چار دن کے احتشام الدولہ حیدر حسین خان حسب الحکم بادشاہ لکھنؤ آئے کہ معہ ۱۴ راضینا مہ آئیں باشاہی افسران فوج اور ہرگروہ ہر فرقہ رعایا شہر سے لیکے چلے گئے

ایکدن مجھلی بیگم صاحبہ خواہر محترمہ دستور معظم نواب حضرت محل سے تحسین گنج کو جانے لگین دربان

ڈیوڑھی تلاشی لینے لگے سواری کے سپاہیون سے تنگ ہوا حضور عالم نے برہم ہو کر

فرمایا مین انگریزی پہرے بلوا سکتا ہون حسام الدولہ مہتمم محلات متردد ہو کر کانپور گئے بادشاہ

سے عرض حال کیا کہ مبادا کوئی صورت خلاف پیدا ہو اچیف کمشنر کے پہرے اسی حیلے سے

ہو جائین اسی باب خاص مین حضور عالم کو دستخط خاص مزین فرماتے پھر آتے

ایکدن نفتاح الدولہ کسی امر ضروری کی غرض سے کانپور گئے بعد عرض حال پھر آئے

الحق کہ بہادر ندکور کی نمک حلالی و خیر خواہی و جانفشانی مین کچھ شبہہ نہین جیسا انسے امانت ودیانت

سرکار ہوئی دوسرے سے نوقی اسی جلد و مین سرکارین سے اپنے حق پیش سے محروم رہے

سبحان اللہ چیف کمشنر نے دستور معظم کو بھیجا کہ دولتسرا ے شاہی سے اپنے گھر چلے جاؤ۔

عرض کیا کہ بادشاہ نے دستور قدیم کو ارشاد کیا ہے حکم ہوا کس سند سے انھون نے دستخط شاہی جو

معرفت حسام الدولہ آئے تھے اوسے بھیجدیا جسکا مضمون یہ تھا کہ آدمی کو جسقدر راحت و آرام

اپنے گھر مین ملتا ہے دوسری جگہ نہین ملتا لہذا مناسب وقت یہ ہے کہ حسب الحکم تم اپنے گھر چلے جاؤ تین
چار دن کے بعد ایک اشتہار شہر مین لگایا گیا کہ فلان تاریخ ۹ بجے دن کو تماشای عجیب رعایای شہر
کو دکھایا جائیگا کہ کبھی کسی نے آنکھ سے نہ دیکھا ہو ہر شخص کو ایک توحش ہوا آخر روز سہ شنبہ
۸ اپریل کو دولت سرای شاہی سے پہلے سواری خاص مین نواب اختر محل صاحبہ نکلی اوسکے بعد
حضور عالم گاڑی دواسپہ نواب ممتاز الدولہ مین مندیل وزارت زیب سر ہر طرف سے جھلملی گاڑی
بہ چوبدار چیف کمشنر کوپنج بخش پر برآمد ہوئی کئی سوار بھی بحالت کذائی پیچھے کچھ خاص بردار بے
اسلحہ لباس کثیف سے گرد در شاہی سے تحسین گنج تک زبان طعن وتشنیع بیباکان شہر ہر طرف سے
بارش بے وقت برسا رہے تھے اگر چوبدار چیف صاحب نہ ہوتا غالب ہے کہ ڈھیلے اور پتھر بھی بجای
اولے برستے ۔ العیاذ باللہ ۔

پردگیان عصمت وطہارت دستور معظم جو کانپور مین نواب مخدرہ عظمی کے مہمان تھے
اس مدت قیام کانپور مین ایک دن شرفیاب پابوس شاہ ہوے کلمات الحاح وزاری حد
سے زیادہ عرض کیے کچھ سودمند نہوے آخر بہ مجبوری مہرخ لوٹھی کنارہ دریا مین جاکر رہے
جب وہان سے لکھنؤ آنے لگے راہ مین شہدون کی زبان طعن سے چین نہ ملا

کوتاہ اندیش ومخربان خاص باتفاق اپنی گھات مین تھے کہ بہت وسوسے واندیشے
سفر لندن وکلکتہ کے عرض کرکے خاطر اقدس کو اس سفر سے باز رکھین کانپور سے پھیر لائین
تاکہ رسوخ ونیکنامی سرکار انگریزی مین بھی ظاہر ہو لیکن باوصف سننے ان سب اخبار موحشہ
کے استقلال سفر کو جنبش نہوئی فی الحقیقت اگر اہل انصاف چشم بصیرت سے دیکھین شاہ جمجاہ
جنہنے ایسی عیش وعشرت سے بسر کی ہو وہ دفعۃً ایسے امراض لاحقہ پر کس موسم تابستان مین
ایسے سفر کا متحمل ہو اور بامید موہوم اور در حقیقت کا فدا نام کیواسطے کہ یہ امانت خدا ہین

نواب منور الدولہ نے جب صحبت اغیار کا یہ حال دیکھا اپنی نازک مزاجی اور کھرے پن سے بید
و بدماغ ہوے اور اپنے فرخ آباد چلے جانے کو بہتر سمجھے اور یقین ہوا کہ یہ بیل کبھی منڈھے
چڑھیگی بہت متردد ہوے اور اپنے ارادے پر منفعل تھے لیکن انکے اصحاب شوری نے سمجھایا کہ
بے اتمام حجت چلے جانا بھی اچھا نہین بہرحال جو دیکھنا تھا سب دیکھ چکے انجام کار بھی کھل گیا غرضکہ

مشرف ہوا با دشاہ سے عرض کرکے رخصت ہو چکے اس عرصے مین انکی خوش نصیبی سے مصلح السلطان
انکے لینے کو آئے جب شرفیاب ملازمت ہوے بالمشافہ عرض کیا کہ یہ بار غلام نے محض رضائے
خدا اور حقوق نمکخواری قدامت سمجھکر اوٹھایا نہ واسطے طمع دنیا عہدہٴ وزارت کو لیا لیکن افسوس
ہے کہ مقربان خاص اپنی عادات جبلی وخوگردہ سے اب بھی باز نہین آتے ہرچند کہ یہان تک
خانہ بربادی وطن آوارگی کی نوبت پہونچی ارشاد کیا جو تمنے اسوقت کیا اسقدر نہ مجھے چشمداشت
نہ بھی حضرت جنت مکان بھی اس سے زیادہ نہ کرتے بہرصورت امر جزئی وکلی مین تمھین اختیار
ہی اور مین نے بھی یہ مشقت محض رعایا کو امانت خدا سمجھکر اختیار کیا اور اپنی بربادی ہر طرح سے گوارا
کی ہے اب تم جہان لیجلو چلونگا تم بھی میرا استقلال مزاج کو دیکھتے ہو جو حضور عالم کیواسطے کیا اب
تک اوسی پر قائم ہون اس کے بعد بہت سے الفاظ کسر نفس ارشاد کیے کہ حاضرین کو موجب تنبیہ ہوا
خلاصہ روز دوشنبہ سلخ شہر رجب مطابق ۷ - اپریل سشام کو بادشاہ نے ہلال ماہ شعبان
دیکھکر گرد ونک بادبہاری پر سوار ہو سمت الہ آباد تشریف فرما ہوے فقرا اور رعایا کی
بہت جمع ہوے تھے کچھ اونکو خاصیت مواسب دست بردار ہوے اوسوقت گاڑی ڈاک
کی دار وگیر مین طرفہ ہنگامہ برپا ہوا تھا کہ خاص برداران سلطانی مین قریب تھا کہ آپس مین
صورت فساد برپا ہو نواب صاحب نے تہدید اس ہنگامہ کو دور کیا -

جناب عالیہ متعالیہ پنس خس مین حرجل تھا بسبب ناسازی عارضہ لاحقہ صبح سہ شنبہ
کو روانہ ہوے ڈاکٹر ہندوستانی بھی اونکے ساتھ تھا باقی صاحبات محل بلازمین بعد ایک
دو سہر کے نواب منور الدولہ بعد روانگی سب قافلے کے روانہ ہوے

قبل از روانگی بکمال لطف واخلاق عرضداشت مہاراجہ ایشری پرشاد نراین سنگہ بہادر
مہاراجہ بنارس حضرت نواب نظر اقدس مین گذری کہ بحب خیر طلب موروثی ہے اور ممنون
قدیم اس خاندان عالیشان کا ہے امیدوار حضرت خسروانی ہے کہ حضور بنارس مین اس ملاک
خیر اندیش مین رونق افروز ہون -

شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا

راہ مین الہ آباد تک ہر مقام خاص پر سامان ضروری درست تھا جب الہ آباد پہونچے بصلاح

ہنڈرن صاحب پنج گھر مین نزول اجلال فرمایا اور معمول تھا جہان بادشاہ گاڑی سے اوترتے تھے
پہلے سائر قنات پہنچ جاتی تھی وہان چھ مقام ہوئے جب بنارس کو تشریف فرما ہونے لگے صاحب پنج
گھر نے دو ہزار چار سو روپے کرایہ کا دعوی کیا گفتگو مین طول ہوا صاحب نے گاڑی روکنے کو
سڑک پر رسی باندھ دی آخر نوبت بعدالت دانشمندون کی بدولت پہونچی کسی دلال کی معرفت
چوبیس سو دیکر تصفیہ ہوا اب وہ جو بہتر کوٹھی ہر مقام پہ تجویز سرکار ہوئی تھی معلوم نہین
اوسکا کونسا سبب نہ ملنے کا ہوا۔

۱۶- اپریل روز چہارشنبہ مطابق ۹ شعبان بنارس کی چھاؤنی سکرور مین کوٹھی راجہ صاحب
موصوف مین رونق افزوز ہوئے بیٹے اکرام الدولہ کے کانپور سے اپنی خسرال مین مہمان ہوئے
تھے اور کانپور سے خرچ ماہواری سرکار شاہی واسطے سفر کے ۱۲ ہزار روپیہ کا ضبط ہو کر نواب
مخدرہ عظمی سے محول ہوا تھا کانپو مین اکثر صاحبان عالیشان مشتاق ملاقات شاہی ہوئے
بلکہ ایک ڈن لارنس صاحب چیف کمشنر لاہور بھی تشریف لائے لیکن ملاقات نہوئی نواب صاحب
استقبال کرکے اپنی کوٹھی مین لے گئے اور عذر علالت مزاج اقدس کیا کہ اکثر کیفیت مزاج
جادہ اعتدال سے منحرف ہوکر رہتی ہے۔

نیلام دواب شاہی اور برطرفی فوج شاہی وغیرہ حالات لکھنؤ

چیف کمشنر نے پہلے کاغذ جمع خرچ کارخانجات سلطانی اور ملازمین شاہی کا جایزہ لیا تھا
سب مجموع تراسی لاکھ روپیہ تنخواہ ملازمین دفترہاے شاہی کا مع کارخانجات نکلا سواے خرچ
ضروریات ذات اقدس و خرید اسباب جدید وغیرہ اور ۷۸ ہزار آدمی سب مجموع ملازم ہر فرقہ
وپیشہ و سپاہ کے تھی چنانچہ بعد برطرفی چہارم فوج زمان خلد منزل فردوس منزل حضرت
جنت مکان کے ۲۵ پلٹن نجیب و تلنگہ اور ساڑھے تین ہزار سوار سواے ترکسواران سوار
و چودہ ہزار اعلا شاگرد پیشہ سلطانی اور کچھ کم دو ہزار سپاہی متعلق چبوترہ کوتوالی شہر و ناکجات
اور سات ہزار چوپایہ اور دو سو ہاتھی سواری مع کشتی کے اور ایک لاکھ کئی ہزار کبوتر اور
ایکسو سات شیر اسیطرح اور بہت سی چیزین تھین اور اگر عہد دولت آصفی کا حساب کیجیے تو

اوسکا عشر عشیر بھی نہ تھا دواب جنت آرامگاہ جو متعلق نواب رمضان علی خان کے تھا ۳۵ سو روپیے
روز کا تھا اور جب جناب عالی نے انتقال کیا سات ہزار راس گھوڑی گھوڑیان ٹانگن ٹٹو تھے اور
اس عہد دولت مین دواب یومیہ فقط بارہ سو روپیہ کا رہگیا تھا وہ زائرالدولہ خواجہ مرو تریاکی
کے سپرد تھا اوسکے کارندون نے خوب ہاتھ صاف کیا تھا وہ بیخبر محض تھا۔

غرض تمام ممالک ہندوستان مین اشتہار نیلام دواب وغیرہ بقید تاریخ پہونچا خلاصہ وہ حال
کم قیمتی نیلام کا لکھا نہین جاتا پہلے اچھے ہاتھی سرکار کمپنی کے واسطے علیحدہ کئے گیے باقی ہنایت مفت
شہر نے پردہ غفلت آنکھون پر ڈال کے مول لیے تھے اوسیطرح کی جمیت شرافت وبیگانگت
ملکی اکثر دلی کے لوگون نے از راہ تجارت مول لیے تھے اونکا ستیاناس ہوا فایدہ کا کیا ذکر
ہے کچھ گھر سے دنیا پڑا لاہور کے نیلام کا حال مشہور ہے مگر قصاب لکھنؤ نے گاے بیل سرکاری
کے لینے مین عذر کیا کہ ہم قدیم سے چوپائے بیرونجات سے خریدلاتے ہین مرزا علی رضا کوتوال
نے کئی سو کبوتر شاہی مول لیے تھے خیال سے کہ انشاءاللہ تعالے بادشاہ کو بعد مراجعت نذر
دونگا اکثر ہاتھیون کو وقت نیلام سر پر خاک اوڑاتے آنسو آنکھون سے بہتے دیکھا اکثر صاحبون کو
شبہہ آشوب چشم ہوا فیلبان نے کہا ہم تیس برس سے نوکر ہین یہ مثل ہمارے خاک اوڑاتے اور روتے
ہین پھر زر نیلام کا حکم دیا کہ اگر مشتری سرکار نہ دوے تو بعد تین مہینے کے روپیہ لیا جاویگا لیکن
ضمانت اور نشان گھر کا لے لیا تھا غرض دلارام کی کوٹھی مین نیلام اسباب ورمنہ مین نیلام
چوپایہ ہورہا تھا مقام عبرت تھا۔

چیف کمشنر نے مفتاح الدولہ سے فرمایا چوپایہ اور توشخانے سے جو چیز تحفہ ونکیاب ہو
نیلام ہونے دو آگے خرچ دواب ایک ہزار کئی سو یومیہ کا تھا اب قریب نوسے روپیہ یومیہ کا
رہگیا ہے مفتاح الدولہ جب کانپور گئے تھے نواب مخدرہ عظمی نے فرمایا کہ اس بقیہ دواب کو خیرات کر
ڈالو ہمارے کس مصرف کا ہے غرض کہ اس بقیہ دواب مین دہ گھوڑیان رہ گئی ہین جنکی اصل نسل مین
جنت آرامگاہ نے بڑی کوشش سے خانہ زاد بچھیرے پیدا کئے تھے افسران فوج نے اپنے گھوڑی
گھوڑیون کا نیلام مین داخل کیا سرکاری نیلام سے بہت تحفے کم قیمت پر مول لیے۔

چنانچہ نواب منورالدولہ کا کانپور مین ایک شخص سے ایک گھوڑا نیلام شاہی ڈیڑھ سو روپیے کا

مول لیکر ایک صاحب کے پاس بھیجا بہت پسند کیا ہزار روپیہ اوسکی قیمت دینے لگا اوتو(؟)
نواب نے اوس شخص کو صاحب کے پاس بھیجدیا اور کیفیت نیلام سے آگاہ کیا بلکہ گواہ کیا
کہ ایسے نایاب گھوڑے مثل مال غنیمت کوڑیون پہ نیلام ہوئے اصطبل خانے اور اسباب
کمیاب کا نیلام حکم سرکار سے ہوا —

گورنمنٹ نے چالیس لاکھ روپیہ بابت تنخواہ فوج سلطانی اپنے ذمہ لیا کہ اگر اس سے
زیادہ حساب سے نکلیگا سرکار شاہی سے مجرا لیا جاویگا اور اگر اس سے کم تقسیم ہو ہمین اختیار
ہے پس ہر رسالہ اور پلٹن کا پہلے جایزہ لیا اسکے بعد حکم سنایا جسے سرکار کمپنی کی نوکری منظور
ہو اور قابل محنت و مشقت کے ہو اختیار کرے اوسوقت وہ صفین علیحدہ ہو جاتی تھین
بہت کم ایسے نکلے جو تنخواہ برطرفی لیکر چپکے اپنے گھر چلے گئے کئی متمردیون کی اس تقسیم تنخواہ
مین خوب بن پڑی ہرچند سرکار نے اونسے پہلے ایک اقرارنامہ بجرم سنگین لیلیا مگر بہرصورت
انھون نے اپنا کام کیا اور سپاہ مین جنھے تیس برس سے زیادہ نوکری کی تھی اونسے پنشن ملی
باقی انعام ایک مہینے سے تین مہینے تک کا ملا اور سپاہ سے بعد تنخواہ اسلحہ ضرب لے لیے اور
وردی سرکاری راجہ ٹھاکر سنگہ کپتان تربیدی کا کچھ تصرف تنخواہ سپاہ ثابت ہوا پابجولان
مقید ہوے پھر کچھ دیکر چھوٹے اب گھر مین بیٹھے چین کرتے ہین ۔

احسن الدولہ و یامنت(؟) الدولہ کے ترکسوارون کے گھوڑے نیلام ہوے منجملہ مجموع
سوار شاہی اٹھارہ سو سوار چھانٹ کر تین رسالے کیے اونکے افسر انگریز بقیہ وردی وقواعد
انگریزی حسب دستور اور تین مقام چھاونی مقرر ہوا ایکہزار توپ سو توپ آہنی برنجی خرید لکھا
روپیہ منتخب ہوکر علیحدہ ہوئین باقی سب کو بیکار سمجھکر چرخ سے گراکر گولی آہنی و غبارہ دس
آنے سیر بازار مین بکے ہزار ہا من باروت پانی مین نکمی جانکر بہادی ۔

مرزا علی رضا بیگ کوتوال کے سپاہیونکو حکم ہوا نواب آصف الدولہ کے امام باڑے مین
حاضر ہو تقریبا چار سو مسلح حاضر ہوے اوسکے بعد علی رضا بیگ کپتان ہیر صاحب بیجہ کا زنگلی صاحب
سمسن صاحب کو ہاتھیون پر لے آئے ہم کمپنی تلنگہ دو ضرب توپ جلوہ خانہ امام باڑے مین آئی
اور اوسیوقت پلٹن حسین آباد اور چھاونی مندیانوکی سے اور کوتوالی چوک سے طیار ہوئی ہی

پہلے سپاہیون کو حکم دیا تین صف باندھکر روبرو کمپنی کھڑے ہو وہ چہار سے کھڑے ہوگئے
مگر روح قالب سے سب کی نکلی کہ تقسیم تنخواہ ہے یا قربان گاہ افسرون نے حکم دیا کمپنی بندوقیں
کو بھرے کارنیگی صاحب نے کوتوال کے ساتھہ سپاہ کو حکم کیا اپنے سلاح رکھدو تب تنخواہ لو وگرنہ ہم تم
سبکو ابھی اوڑا دینگے کوتوال نے عرض کی حضور تھوڑا توقف کرین اور سپاہ سے ممبنت اپنی
پگڑی اوتار کر کہا واسطے خدا کے میری عزت تمہارے ہاتھہ ہے تمنے میرے باپ کے وقت سے
نمک کھایا ہے اپنے ہتھیار حوالہ کردو یہ کہکر تلوار اپنی پہلے صاحب کو دی اور رونے لگے جب
یہ حال سپاہ نے دیکھا سبھون نے اپنے اپنے ہتھیار دیدیے باقی جتنے رہے خوف جان سے مسا فرقا
کی دلوار سے کود سے اکثرون کے ہاتھہ اکثرون کے پانون ٹوٹے اکثر مجروح ہوئے سیدھے اپنے
گھر پہونچے تنخواہ سے ہاتھہ اوٹھایا یہ فقرہ کوتوال صاحب کا خود تراش تھا کوتوال صاحب سپاہ کی
تنخواہ خود نوش جان کر چکے تھے سرکار مین پہلے کہدیا کہ یہ سپاہی بر سر فساد ہو رہے ہین یہ حیلہ وفساد
سبب ضبط تنخواہ ہوا پھر سپاہ نے داد و بیداد شروع کی کہ سرکار سے تنخواہ دو مہینے کی اور
انعام مرحمت ہوتا ہے اور ہماری تنخواہ مختلف چھہ مہینے سے ۱۲ مہینے تک کی چاہیے چنانچہ چوبدار
کے تلنگون نے بھی پوری تنخواہ پائی ہے اور بحال بھی رہے ہمنے کون سی عدول حکمی سرکار کی
ہے جو اپنے اصل حق سے محروم رہے جاتے ہین پھر افسرون نے چاہا عرض کرین کہ آیا دستور
سرکار یہی ہے کہ بروقت تقسیم تنخواہ سپاہ کو زیر تفنگ لین اور تقسیم تنخواہ کے بہانے سے بلائین
کوتوال نے منع کیا کہ زنہار ایسا حرف زبان پر نہ لاؤ خلاصہ کارنیگی صاحب نے کوتوال کو فقط
اونکی تلوار دیکر اور سپاہ کے ہتھیار لیکر چلے گئے اور حکم دیا کہ ہمارے جانے کے ایک ساعت
بعد یہ سپاہی اپنے مقام پر چلے جائین زبانی جگناتھ سنگہ کمان افسر تھانہ حیدر گنج تحریر
کیا جاتا ہے یہ بھی کہ تنخواہ جو آپ کھا گئے تھے وہ روپیہ ماہواری تنخواہ کوتوالی کی تھی یا اپنی
تنخواہ جو جرمانہ سرکار مین جاتی تھی آنکی اونکی بسر اوقات تنخواہ سپاہ یا معاملات شہر اور چوری
پر تھے اسکا احوال بھی سب پر ظاہر ہے ۔

دوسری صبحکو ہر کمان افسر تھانہ کو حکم کوتوال پہونچا کہ حسب الحکم صاحب تم اپنے بستر اوٹھا کر
چلے جاؤ ورنہ گرفتار بلا ہوگے مدت معینہ مین رہو جگناتھ سنگہ کمان افسر تھانہ حیدر گنج نے سمرا ہمیشہ

کوتوال کو عرضی کی حکم ہوا کہ جو ہمنے حکم دیا ہے وہی کافی ہے اور حضور صاحب نے یہ ظاہر کیا کہ سپاہی
سب تھانے شہر کے خالی کر کے چلے گئے اس فریب سے سراسر سرکشی و تمرد کی غریب سپاہیون کی
ثابت ہو جاوے غرض پانچ تین دن تک تھانے خالی رہے پھر روند میر ناصر حسین اور تلنگے میر فدا حسین کے
اکثر مقام پر آگئے یہ دوسرا فریب تھا جو سرزد ہوا

بعد ہفتہ عشرے محمود خان کوتوال لاہور ساکن نجیب آباد اکٹنگ مرزا علی رضا مقرر ہوئے دس
تھانے شہر مین مقرر ہوے تنخواہ تھانہ دار پچاس روپیہ ہوئی اور بدفعات چودہ سو برقنداز و چوکیدار
اور چار روپیہ تنخواہ کے نوکر ہوے اور دستور العمل انگریزی دیا گیا قواعد کرین اور صبح و شام طیار رہا کرین

منجملہ عمارات شاہی جلوہ خانہ پہلو سے بیلی گارد برابر کر کے صحن وسیع کر دیا اور دو تھانہ قدیم
نواب اعتمد الدولہ مین چھاونی توپخانہ و میگزین رکھا اور دیانت الدولہ کے ترکسوارون کے
اصطبل مین گورہ بارک اور فیلخانہ قدیم جسمین خاص ہاتھی سواری کے رہتے تھے اسپتال بنا
اور دونون دروازہ حضرت گنج مملوکہ نواب ملکہ عہد صاحبہ کو دست شارع عام کے واسطے تڑوا ڈالا
جب بیگم صاحبہ نے چیف کمشنر سے شکایت کہلا بھیجی ممانعت ہوئی

صاحبان حکام عالیشان نے جابجا ممالک محروسہ کی توپین جو شہر مین تھین بیکار کر کے
تحت فی النار کردین بارود کو نکمی سمجھکر پانی مین بہا دیا ممالک محروسہ مین تھانے ہوے اکثر عمال
تحصیلدار شاہی بدستور بحال رہے بہت سے نئے نوکر ہوے مگر بیرونجات کے سبب ملازم
ہوے اقساط ممالک محروسہ بارہ کین اور صوبین ساڑھے چار ۷ فروری ۱۸۵۶ء تک مال بادشاہی
باقی مال سرکار حالانکہ معمول دس قسط کا تھا۔

فوج سوار و پیادہ کو حکم ہوا کہ بے اسلحہ حاضر ہو کر تنخواہ لے از روی مواجب تنخواہون کے
اور فوج انگریزی طیار رہی بارہا صورت فساد پیدا ہوا اکثر چھاونیون مین سپاہ کا اسباب
لٹ گیا زمیندار تعلقدار و نکو حکم محکم ہوا کہ اپنی فوج برطرف کر دو قلعہ گڈھی خاک مین ملادو
اسلحہ حربی توپ بندوق وغیرہ کو دور کرو راجہ تلسی پور نے کچھ تمردی کی تھی گرفتار ہوا راجہ نانپارہ
بعلت زر باقی سرکار ۳۵ ہزار کچھ دنون روپوش ہو کر بنارس اپنے بھائی کے پاس تھے پھر
بیت گئی وہان سے کلکتے گئے پاخانا اور فقیر بیراگی بنکر ہاتھ مین ستار لیے در شاہی پر پہونچے مرزا قربان بیگ

سوار کا پہرہ تھا اونھون نے پہچانا مگر انجم الدولہ کو خبر کی بادشاہ تک گئے ناکام پھر آئے اور بادشاہ
نے ہر طرح سے منظور نہ کیا اور حکم دیا جو شخص اسطرح سے آئے ہم تک آنے نہ دو۔

فی الحقیقت بادشاہ کے انکار مین کچھ شبہہ نہین اگر کچھ خلاف سرکار منظور ہوتا تو لکھنو سے
اوسکی صورت ہو سکتی تھی نہ یہ کہ کلکتہ مین اور اخراجات ایسے توہمات سے قلعہ مین سرکار نے رکھا
تھا باقی زمیندار سب سر حساب ہو گئے ملک و املاک و دیہات زمینداری جنکے جبر لی تھی اور
بعد تحقیقات اونکے وارثون کو ملی مگر راجہ مذکور بڑے صاحب نصیب خوش اقبال تھے ہر حال
خیرخواہ سرکار رہے باعزت رہے

سرکار انگریزیہ عمل سے خوف خبررسانی ہر گھر محول خاکروبون پر رہی سات سو سقہ
آبپاشی بازار نوکر ہوا اور خاکروب ہر گلی و کوچہ کو صاف کیا کرین۔ کوڑا جمع ہو کر نیلام کیواسطے لگا
کرے اور کثافت شہر جمع ہو کر زراعت کے کام آوے اسکا بھی ایک دفتر مقرر ہوا سپرنٹنڈنٹی مجسٹریٹ

شاہزادہ مصطفی علی بہادر بہرام صولت صاحب عالم صاحبزادہ حضرت جنت مکان

قبل از روانگی کانپور ایکدن حسب الحکم چیف کمشنر ڈاکٹر فیرر اور ایک اور ڈاکٹر صحت الدولہ کے
ساتھ باجازت بادشاہ سعادت گنج مین شاہزادہ مصطفی علی بہادر کے پاس آئے جب محل سے برآمد
ہوے موافق عادت قدیم ننگے سر تھے ڈاکٹر صاحب پرسان حال ہوے نبض دیکھی کہا آپکو درد سر
اکثر رہتا ہے فرمایا نہین پھر کچھ سوال سعی و بیجی امتحاناً کیے ہر ایک کا جواب شافی دیا
کہا اب بہر صورت صحیح و تندرست ہین لیکن اس مکان مین انقباض خاطر اور تکلیف ہوتی
ہوگی اگر چندے قیام چھاونی مین کیجیے تو بہتر ہے فرمایا مین ۱۴ برس کے عرصے سے اسی قید
کا عادی ہو رہا ہون اب مساوی ہے بعد اسکے خرچ یومیہ کو صحت الدولہ سے پوچھا کہا مجھے معلوم
نہین شاہزادے نے فرمایا تم وکیل سلطنت ہو معلوم نہین بعد اسکے رخصت ہوے اور کوتوال
پر تاکید حفاظت کی چیف کمشنر سے جاکر کیفیت خاص بیان کی۔

دوسرے دن صبحکو کوتوال پینس لیکر آئے شاہزادیکو سوار کرکے بڑے امام باڑے کے دروازے
پر لائے وہانسے گاڑی پر سوار ہو بنگلہ سندیلا مین اوترے کپتان صاحب آئے کلمات تشفی

دو بجوئی اور امتحان سواد علم لیکر چلے گئے اور اسباب سامان ضروری اور خاصہ طعام کو حکم دیا بعد دو مہینے کے حکم ہوا اب اپنے مکان کو تشریف لیجائیے اور سوروپیہ ماہواری مقرر ہو بادشاہ کی سرکار سے ۶۰ روپیہ ہزار جاگیر پاتے تھے غرض چیف کمشنر نے رپورٹ صدر کیا از روئے حق وراثت پدری کہ حسب سررشتہ یہ اکبر اولاد ہیں مگر جہت مکان سکے حق تلفی کی منظور تحقیق رسائی چیف کمشنر کو تھا مگر لاٹ صاحب نے منظور نہ کیا ہونا اور کرنا تو یہ تھا پھر کیونکر حق مہر کز قرار رہتا۔

جنرل اوٹرم صاحب کا لندن روانہ ہونا کلکتے سے

چیف کمشنر از بسکہ ۲ روز منصرم و مہتمم کار و بار سرکار رہے دفعۃً مادہ فالج جانب راست گرا ڈاکٹر صاحب نے تجویز تبدیل کی اس عرصہ میں حسب الحکم نواب گورنر جنرل ۲۳ اپریل روز چہارشنبہ مطابق ۷ اشعبان ۱۲۷۳ ہجری ۵ بجے شام کو روانہ کلکتہ ہوئے اوسی دن حضور عالم بھی ایکساعت تک خلوت میں حاضر رہے اپنی شکر گزاری بیان کی صحت الدولہ باہر رہے بعد اسکے کچھ اشرفیاں بطریق ایمان ہندوستانی حمایل گلو کر کے رخصت ہوئے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل روانہ ولایت ہوئے بعد انکی روانگی کے میجر جنرل جان صاحب ممبر دوم کونسل واقف امور فوجی وملکی اودھ روانہ ولایت کے ہو شاید مدت ۵ سالہ کونسل ہو چکی ہوگی۔

عملہ دفتر قدیم ریذیڈنسی موقوف ہوا اکثروں کی حسب دستور پنشن ہوگئی اکثر شہری مفصل میں نوکری کو نہ گئے ورنہ اضلاع میں بدستور بحال رہتے بلکہ صورت ترقی بھی ہوتی تھی

اجارہ افیون ۶۲ ہزار سالانہ پر ہوا افیونی امر جدید سے معارض ہلاکت میں پڑے سعادتگنج کے مارواڑی سرکار میں دس ہزار روپے نذرانہ دیتے تھے کہ نرخ افیون بارہ روپیہ سیر کا رہیگا اور افیون بدستور بکا کریگی مگر سرکار نے منظور نہ کیا ستاجر افیون کا بڑا نقصان ہوا غرما کی دعا کی جہت سے اور اب کل مسکرات اودھ تقریباً ڈیڑھ لاکھ کا محصول آتا ہے۔

بادشاہ کا بنارس سے کلکتہ پہونچنا اور سوانحات وغیرہ

راجہ بنارس کی کوٹھی میں ٹھہرائے گئے اور اشیاء ضروری بتکلف سے آراستہ بادشاہ نے از اسکے

راہ مین تکالیف شاقہ اوٹھائی تھین فی الجملہ صورت راحت متعار دیکھی دوسری کوٹھی مین
جنابعالیہ جرنل صاحب نواب مخدرہ عظمی رونق افروز تھین تیسرے دن راجہ رانکو اور اونکے
بھائی مع مولوی گلشن علی اور چند اہل اسلام سفید عبا بردوش نواب منورالدولہ کے پاس آئے
وہان اونکے ساتھ حاضر ہوے سات ہزار پیشکش ضیافت پانسو تصدق کے حاضر کیے نذر دیے
رخصت ہوے اور امیدوار تھے کہ سارے لشکر شاہی کی ضیافت بجہت اطعام کریں
لیکن بادشاہ نے اسے بوقت انشاء اللہ رکھا ہرچند بیشتر سے سامان ضیافت لکڑی گھاس
ظروف گل چارپایہ ہر قسم کے اجناس غلہ طیار رکھا تھا اور سواریان جتنی اونکی سرکار مین تھین
ہر وقت ملازمین شاہی کیواسطے طیار رہتی تھین کہ جب چاہین شہر مین سوار ہوکر جائین اور
اور کئی داروغہ مہتمم اشیاء ضروری دیوان عام مین حاضر رہتے تھے —

نواب منورالدولہ ازبسکہ ہمیشہ شایق و مشتاق شکار کے رہتے تھے راجہ کے ساتھ مقام
چکیہ مین تشریف لے گئے تھے ہرچند کہ یہ حرکت اس حال مین مضبوطی تھی ایک جوڑی گھوڑی
کی بہت تحفہ راجہ نے دی بادشاہ راجہ کی حسن خدمات سے اور اونکے حضور قلب سے
بہت خوش ہوے جسدن تشریف فرما ہونے لگے خلعت معمولی عنایت فرمایا راجہ نے ایک
ایک اشرفی نذر اور کئی کشتیان تحفہ بنارس گذرانین دوسرے دن معرفت بشیر الدولہ نواب خاص
محل کو نذر پھر جنابعالیہ کو نذر بھیجی —

میجر برڈ صاحب سفیر شاہی کانپور سے قبل از روانگی لشکر کلکتہ گئے تھے بنارس مین
ہمارے اقبال پھر آئے شرف ملازمت حاصل کی اور از راہ استصواب جو کلکتہ مین اپنے
دوستان خاص اور محرم راز سے جو مشورہ صلاح کی تھی مشروحاً عرض کیا وہ کسی پر مفصل نہ کھلا
خلاصہ بادشاہ ۱۹ شعبان روز جمعہ سنہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۲۵ اپریل سنہ ۱۸۵۶ء وقت دوپہر کے
دخانی جنرل مکلود پر سوار ہوے صبح شنبہ روانہ کلکتہ نواب منورالدولہ و مخصوصین خاص مقربان
شاگرد پیشہ ضروری ہمراہ رکاب تھے نواب معظم الدولہ نواب مجاہد الدولہ باقی اور متعلقان
دولت تھے کشتی بجرے کرایہ پر راہی ہوے جنابعالیہ نواب خاص محل اور صاحبات محل ڈاک گاڑی
مین بعد ایک دوسرے کے روانہ ہوے خلاصہ بنارس سے صورت انتظام خاص لشکر سلطانی درہم

ہوگئی ہر ایک اپنے مرکز عالم خسرجا ورسے مثل نبات النعش جدا ہوگیا چنانچہ یہ قافلہ شاہی بعد طے
منازل وسیر وسیاحت راہ روز سلخ ۳۰ شعبان مطابق ۶ مئی مقام رانی گنج مین پہونچا وہان
سے ریل پر ۸ ساعت کے عرصے مین کٹرہ راجہ بردوان کنار رود یا باغ بل گا جیا مین آترکر
ہنگام ورود سواری صاحبات محل کیواسطے قنات سائبان کھیچ جاتی تھی پالکیون مین سوار ہو
بہت اہتمام سے داخل مکان ہوتی تھین بعد اسکے بہ تجویز مصلح السلطان پانسو روپیہ کرایہ
کی کوٹھری لیکر پیشگی ایک مہینہ حسب دستور دیا لیکن جب جناب عالیہ نے ناپسند کی کرایہ ڈھل
تصدیق راہ ہوا آخر بصلاح مولوی مسیح الدین خان کوٹھی راجہ بردوان موچی کھولہ تین کوس
شہر سے ہزار روپیہ کرایہ پر سوائے مرمت شکست و ریخت لی۔

مرکب شاہی نے ۷ ماہ مبارکہ روز یکشنبہ مطابق ۱۳ مئی شام کو زیر کوٹھی مذکور لنگر
کیا راہ مین جو مصائب اور صدمات روحانی نادیدہ بسبب شدت موسم تابستان اور طوفان اور
جابجا زمین گیری جہاز اور سمندر مین گنگا ساگر کی کہاریون سے آنا کہ قریب خلیج بنگالہ ہے پیش آئے
تحریر و تقریر سے باہر ہین اوسوقت اشخاص متنفسہ کنارے سے جہاز پر جاکر حاضر حضور ہوئے فرمایا
دیکھو اس مدت سفر سے ہمارا کیا حال ہوگیا ہے یہ سنکر حاضرین رونے لگے اور اونکی بن پڑھی
جنھون نے سفر لندن اور سمندر سے ڈراکر نقش کالحجر کردیا تھا بعد اسکے کپتان جہاز کو خلعت فاخرہ
اور نقد انعام فرماکر داخل کوٹھی ہوئی،

تاریخ سفر وسیلة الظفر

وحیدا ین برآورده سال عجیب ⁂ کہ نصر من اللہ و فتح قریب
۱۲۷۲

ایضاً ⁂ لندن کا سفر ہمین مبارک
۱۲۷۲ھ

اسکی تصدیق بروقت پہونچنے لندن کے ہوئی۔

ہمراہیان لشکر ظفر پیکر بھی انواع واقسام مصائب سفر نادیدہ مین حالت سفر مین گرفتار ہوگئے
تھے کچھ اسباب سرما مصلح السلطان اور اہتمام الدولہ کا غریق رحمت ہوا چوب خیمہ کے گرنے سے
بیٹھ مین زخم بھی پہونچا ایک کشتی خیمہ سرکار کی ڈوبی نواب معظم الدولہ اور مجاہد الدولہ کا بجرہ طوفان
میں آگیا جبتک چند روز کے بسبب خستہ حالی سے پہونچے خلاصہ ہر شخص کو موافق اوسکی حیثیت کے

نقصان اور صدمہ پہونچا۔

غرضکہ صاحبان اولی العزم متمنی سفارت شاہی ہونے اور ہر ایک نے نمونہ اپنے باغ ہنر کا دکھایا چنانچہ [illegible] صاحب منجملہ ناموران صاحبان کونسل سپریم کورٹ کلکتہ جو تحریر تقریر میں بہت مشہور تھے پہلے تجویز ہوئی [illegible] اس عرصہ میں احسان حسین خان یا جانشین دستور [illegible] محمد سعید حسین شیرازی کاتب [illegible] سے ہجرت کر کے [illegible] سے آئے خان موصوف نے دیکھا کہ نواب منور الدولہ سے صورت موافقت نہیں ہوتی رفتہ رفتہ نواب خاص محل سے رسائی پیدا کی لیکن نواب سے کوئی صورت نہ تھی کیونکہ [illegible] کہ وہ اس فرقہ خاص کی رفتار و کردار سے خوب واقف تھے ہر چند [illegible] شادی [illegible] تدبیر بہت سے ہاتھ پاؤں مارے ان سب کے بعد میر اولاد علی [illegible] مشاہیر لکھنؤ دستور معظم سے دو ہزار روپئے زاد راہ لیکر اکرام الدولہ کے سابق کے وسیلے سے نواب خاص محل تک پہونچے سبحان اللہ جہاں ایسا مصالح جمع ہوتا ہے پھر کیونکر مفتاح فلاح حاصل ہو ہر شخص کو اپنا فائدہ مقدم تھا یہی صورت ناکامی کی تھی کہ ادبار میں سب کی عقل زائل ہو گئی تھی

مولوی مسیح الدین خان اور میجر برڈ صاحب نے جب یہ صورت خاص مقربان سواری خاص کی دیکھی کہ ان صاحبان سفر نادیدہ نے بھاگی رت دریا کلکتہ دیکھکر بحر محیط لندن سے [illegible] اور خاطر اقدس شاہی میں اپنے خدشے دل کے [illegible] کر دیے اور نواب خاص محل [illegible] صاحب تفتری کے سمجھانے سے بارہ ہزار روپے ماہواری کے صرف سے ہاتھ کھینچا [illegible] یہ ہو کہ اقربا سے ترتیب سلطنت ہر شخص اپنے کو کفالت خرچ اپنے پاس سے کرنے [illegible] نسبت جناب عالیہ و جرنل صاحب تھا اپر بہت شاق و ناگوار گذرا بلکہ صورت خلاف پیدا ہوئی آخر بادشاہ نے تنگ ہوکر [illegible] تحویل [illegible] الدولہ سے مقرر فرمایا نواب خاص محل جو بواسطۂ اکرام الدولہ صورت موافقت نواب منور الدولہ سے ہوتی تھی اسکی خلاف ہوئی خان موصوف نے ایک رخنہ بندی تو کی ۔

میجر برڈ صاحب طالب اپنے زر بیہودہ کے ہوئے نافہمی نے نواب خاص محل کو سمجھایا کہ اگر یہ صاحب جلیل القدر بے سند و اسناد کسی حیلے سے اپنی ولایت جاکر مجبور ہو اسکا [illegible]

علاج کیا ہوگا آخر ایسی گفتگوی بے ربط سے موجب شکستہ دلی صاحب موصوف ہوا چار رفقاء
امیدوار ایک لاکھ ۳۵ ہزار زر خالص کے ٹھہرے جنکے بھروسے پر سرکار کمپنی کی نوکری استمراری
سے ہاتھ اوٹھایا بعد ازان خرابی مبلغ مذکور ۲۰ ہزار روپے نواب خاص محل سے بابت رسوم سرکاری
کاٹ کر باقی کا سونا کانپور مین دیدیا تھا وہ پھرالیا خلاصہ صاحب ممدوح جہاز پر روانہ ولایت
ہوئے صاحب مقدور تھے کچھ محتاج روزگار کمپنی نہ تھے بعد اونکے جانے کے حریفون نے مشہور
کیا کہ صاحب بھاگ گئے حالانکہ اونکی حقیقت شرافت و وفاداری کی ہم کو معلوم ہوگی جو سوسائٹی
مین لندن سے ہاؤس خاص و عام پر ظاہر دیا۔
اب مشورہ خاص یہ ٹھہرا کہ حضرت کی رونق افروزی سے اب تک حکام گورنمنٹ کو
کوئی پرسان حال نہوا اب گورنر جنرل کو محبت نامہ بھیجنا چاہیے چنانچہ منشی میر باقر علی نواب
منورالدولہ سکریٹر صاحب کے پاس وہ محبت نامہ لیکر گئے جسکا مضمون یہ تھا کہ ما بدولت اس وقت
تالیستان مین مع اقربای قریب اور چند شاگرد پیشہ سے آوارہ وطن مالوف سے ہو بعد برداشت
صعوبات سفر کلکتہ پہونچا بجہری و بے اعتنائی اہالیان سرکار خلاف دستور روابط قدیم سے
سراسر باعث استعجاب و موجب تحیر ہوا
اوسکا جواب یہ ہوا کہ نیازمند کو آپ کی رونق افروزی کلکتہ کی خبر نہوئی ورنہ تعارف
معمولی مثل سلامی توپ وغیرہ حسب سررشتہ عمل مین آتا اور ورود آپکا خارج کلکتہ ہوا لہٰذا
حکم سلامی دیا جاتا ہے اور سفر لندن کا آپ کو اختیار ہے فی الحقیقت اس سراسیمگی و پریشانی خاطری
سے وطن مالوف سے نکلنا بسبب آپ کے التفات فہمایش دوستانہ جنرل اوٹرم صاحب ہوا
جو حسب تجویز کونسل بحکم صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس سمجھائے گئے تھے اور امورات مجوزہ
نواب گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی بہادر مین نیازمند کو کچھ مداخلت نہین۔
دوم شوال مطابق ۱۶ جون مرزا امجد علی خان صاحب صاحبزادے نواب حکیم میر محمد حکیم میر علی
بسبب علالت مزاج ناسازی مواخفت آب و ہوا برخصت داخل لکھنؤ ہوئے نواب [illegible] امیر [illegible] علی کورنی
اور بعض ملازمان نواب سے دیہات مین اور جگہ تعینات ہوئے تھے مول لیا نواب تھے صاحبان
عالیشان کو رفاقت نواب بشاہی بہت ناگوار تھی کہ ہمارے متوسل ہوکر کیون شریک حال ہوئے

اسی جہت سے نواب دسکرٹھ سے بھی ملاقات نہوئی ہرچند کہ انھون نے چاہا مگر نہ ہوئی یہ بھی مجبور تھے کچھ بن نہ پڑتا تھا ۔

ارزوی اخبار لندن میل انگریزی معلوم ہوا کہ ہالی نورث آف دائرکٹرس نے ایک کاغذ داخل سررشتہ پارلیمنٹ کیا مشتمل حساب قرض ایسٹ انڈیا کمپنی بادشاہ اودھ کا آغاز حساب سنہ ۱۸۱۴ع سے لغایت سنہ ۱۸۵۵ع تک کہ بہمہ وجوہ مبلغ چار کرور ستر لاکھ ۹۸ ہزار نوسے روپیہ بادشاہان اودھ سے بدفعات قرض لیے منجملہ اوسکے ایک کرور بعوض بعضے حدود مفتوحہ ملک نیپال جو بادشاہ کو دیا گیا اور ایک کرور ۹۳ لاکھ ۸۲ ہزار سات سو ۶۵ روپیہ نقد سودی ہوا یعنی سرکار کمپنی نے ادا کیا باقی ایک کرور اسی لاکھ سات ہزار دو سو ۳۵ روپیہ جو دین شاہ اودھ ذمہ سرکار کمپنی انگریز بہادر رہا بسبب ضبط ہونے سلطنت کے ذمہ سرکار سے ساقط ہوا ماشاءاللہ

اخبار کلکتہ سے یہ بھی کھلا کہ صاحبان انصاف ولایت متفق الراے ہین کہ بادشاہ لکھنو اپنے ملک مین اختیار کلی رکھتا تھا جو مناسب جانا وہ کیا اگرچہ ہمارے نزدیک وہ غیر مناسب تھا ورد درحالیکہ بادشاہ بہمہ تن اطاعت و موافقت سرکار انگلشیہ مین مطیع و منقاد رہا اب احکام ضبطی لکھنؤ کا ہونا اگر سرکار مدعی ہوجاوے تو اسصورت مین ننگ قوم انگریز ہین ۔

چیف کمشنر جدید کا آنا اور بعض سوانحات

۸ رمضان سنہ الیہ مطابق ۲ ماہ مبارک سنہ الیہ کالونل کوربی جیکشن صاحب بہادر ممبر صدر بورڈ آگرہ قائم مقام جنرل اوٹرم صاحب ۸ بجے صبح کو داخل کوٹھی رزیڈنٹی ہوے تسلک سلامی ہوا تکلفات ظاہری دھوم دھام جتنے تھے داخل رزیڈنٹی تھے وہ سب بادشاہت کے ساتھ گئے ایک دن چیف کمشنر کپتان ہیز صاحب بر سبیل تفریح قیصر باغ مین تشریف لاتے موافق دستور قدیم منتظر تامجان کے رہے کہ جب گاڑی سے اترتے تھے سوار ہوکر داخل باغ ہوتے تھے مفتاح الدولہ نے عرض کیا تامجان سواری موجود ہے مگر کہار کہان کسواسطے کہ اس وقت میں بھی سلطنت سے کوئی خبر بیجال نہین رہی حسام الدولہ بھی شریک صحبت ہو چیف کمشنر نے کہا کہ اسی باغ کو قیصر گڈھ کہتے تھے یہ تو موم سے بھی نرم ہے عرض کی کہ اسے بادشاہ نے محض اپنی

اور بے ترتیب دیکھکر بہت تاسف کیا اور مفتاح الدولہ سے سبب پوچھا عرض کی یہ حال یہ بجز کارنیگی صاحب کی بدولت ہوا ایک دن سارا کتب خانہ فرح بخش کی الماریوں مین تہہ تھا باہر نکلوا کر پھکوا دیا فرمایا اب تم اونھین آراستہ کر کے رکھو عرض کی عملہ اسکا سب برطرف ہوگیا جنھین ہزار ہا روپیہ کی تنخواہ ملتی تھی وہ سب برطرف ہوگئے فرمایا کارنیگی صاحب کو اسقدر زیادتی نچاہیے تھی پھر فرمایا مکان شاہی اسقدر وسیع ہے اگر پہلی احتیاج ہو ہم بھیجدین عرض کی اگر ضرورت ہوگی عرض کرینگے

روانگی جناب عالیہ جرنل صاحب مرزا ولیعہد بہادر بہ لندن

مختصر یہ ہے کہ جناب عالیہ جرنل صاحب جب سب طرف سے تنگ ہوے اور کوئی صورت قیام اطمینان کی نہ دیکھی بہت افسردہ خاطر ہوے اور چار و ناچار عزم بالجزم لندن اختیار کیا جانے کے بہت سے اسباب ہوے اول یہ کہ مداخلت اغیار امور سلطنت مین دوسرے خلاف راے ارکین تیسرے ناموافقت نواب خاص محل سفر غربت مین چوتھے عبث عبث زیرباری خرچ لا بدیات لیئے پاس آوارہ وطنی بہرحال لندن جاکر اپنا عرض حال جناب ملکہ معظمہ عالم اقبالہا سے بامید موہوم جب وہ سریر آراے سلطنت ہیں ارا لعین ہماری سکستہ حالی کو ملاحظہ فرمائینگی اور وزراے سلطنت رحمدلی سے ازروے انصاف عرض کرینگے بس وہ کیونکر اپنی توجہ ہمت سے استرداد سلطنت مین دریغ فرمائینگی —

غرض حضرت بسبب شدت حرارت تابستان اور عارضہ لاحقہ اور کچھ مشاہدہ راہ کے صدمۂ طوفان اور ارکان دولت کے سمجھانے سے اور ازراہ مصلحت وقت کہ اگر خدانخواستہ عرض حال مقبول بارگاہ سلطانیہ نہوئی تو درصورت یاس کلی پھر مراجعت ہندوستان کا کچھ لطف نہ ہیگا بظاہر اسمین ایک پردہ رہنا بہتر ہے یہ سب امور مانع تشریف بری ذات خاص ہوے — چنانچہ ایسا ہی حال نواب مرشد آباد کا ہوا کہ جب اپنے مطالب سے ناکام ہوے اب ہندوستان کی مراجعت ناگوار ہے ہرچند اونکی مان طلب کرتی ہین نہین آتے اور نہ ایسی توفیق ہوتی ہے کہ مشاہد مقدسہ کی مجاورت اختیار کرین —

مرزا ولیعہد بہادر جب ان حالات اندرونی و بیرونی سے واقف ہوئے بسبب جوش و خروش
شباب جوانی و از راہ اولو العزمی مستعد سفر و سلیم الطبع ہوئے پہلے اپنی مادر گرامی سے عرض
حال کیا جب مقبول خاطر مقدسہ نہوا بلکہ حرکت طفلانہ سمجھکر فرمایا کہ اگر بادشاہ تشریف لیجاتی
تو ہم سب کا جانا ہوتا اب تمھارا جانا فضول ہے خلاصہ یہ کلمات جو محبت مادری سے ارشاد
فرمائے مایوس ہوکر نواب کے پاس آئے اپنے راز دلی سے آگاہ کیا نواب انھیں بادشاہ
کے پاس لائے مشرحاً عرض حال بادشاہ سے کیا بادشاہ نے محبت پدری سے ارشاد کیا
اور ساجد درگاہ الٰہی ہوئے کہ الحمد للہ کہ ہماری اولاد بھی صاحب ارادہ و توفیق رفیق فہم سلیم سے
متصف ہوئی نواب سے فرمایا تم سامان سفر قرۃ العین درست کر دو
کرایہ جہاز دودی کلکتہ سے سویز تک درجہ اول کا فی کس مع خوراک بارہ سو روپیہ درجہ دوم
کا چار سو مقرر ہوا چنانچہ مسماۃ بنگال جہاز ٹھہرا ایک سو دس آدمی سب نوکر و اناث تجویز ہوئے
مولوی محمد مسیح الدین خان سفیر شاہی کی ماہواری سات سو منشی محمد رفیع کے تین سو حاجی
الحرمین شیخ محمد علی واعظ و ذاکر رفیق خاص جنرل صاحب کے دو سو دو ہزار چار سو پیشگی ملے
تھے برنڈ صاحب مہتمم جلیس الدولہ مصاحب مرزا ولیعہد بہادر دس لاکھ واسطے اخراجات
قیام ولایت وغیرہ و ہدایائے بیش بہا جو سرکار شاہی سے واسطے جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا
ایک ہار الماس پر جسکا وزن تین سیر سے کم نہ تھا زبانی مفتاح الدولہ دوسرا ہار یاقوت
و زمرد کنگھی پہنچی الماس جو شامل ہدیہ ولایت مرسلہ حضرت خاقان منزل تھی بہت سے مال مرواید
انگوٹھیاں ہر قسم جواہر کی لباس انگریزی ہدیہ جناب عالیہ شال سایہ یعنی پیشواز بہت تکلف
تیس ہزار روپیہ کی طیاری کی اور اسباب ضروری سفر جلوس سواری وغیرہ بوجہ سواری
جناب عالیہ ایک نامہ شاہی متضمن حال خود جناب ملکہ دوران کیواسطے اور مختار نامہ سو سر
جرتی و کلی سپرد جناب عالیہ کیا گیا بادشاہ نے نواب سے بہت مبالغہ سے فرمایا کہ تم مرزا ولیعہد
بہادر کے ساتھ جاؤ باعث میرے اطمینان کا ہوگا اور پھر کسی طرح کا خدشہ و خلجان کسی امر
کا نرہیگا اور شخص بے حساب رہے گا ورنہ بہت سے خدشوں کا احتمال ہوگا نواب نے عذر بیماری پیش
کئے آخر شاہی استخارہ ذات الرقعہ پر ٹھہری پانچوں رقعہ نکلا حکم ساوی آیا بے دل نخواستہ راضی ہوئے

الغرض ۲۴ شوال روز سہ شنبہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸ جون ۱۸۵۶ء بارہ بجے رات کو جہاز پر
سوار ہوئین وقت رخصت عجیب حشر قیامت محل سے بپا ہوا نعرۂ الفراق والوداع مخدرات
اوس پردۂ نقب مین محیط کرۂ عالم ہوا تھا ہر ایک کی آنکھ سے مسلسل دریائے اشک دریائے
بھاگیرت بہ رہا تھا اور ہر دل جل بھنکر کباب ہوگیا تھا قرب دیوار کے رہنے والے سوتے
سے جاگ اوٹھے تھے ہزارہا زن و مرد در دولت پہ کھڑا ہو گیا تھا اور گردش دور فلکی اور انقلاب
زمانہ دیکھکر از خود گم ہو گیا تھا کہ ایسا انقلاب بھی تمام ہندوستان مین کبھی نہین ہوا تھا یہ عورات
عالیخاندان شاہی جنھون نے مدت عمر تک صورت دریا نہ دیکھی ہو وہ ایسا دور دراز سفر بحر ذخار سمندر
اختیار کرین دیکھیے آخر انکا انجام اس سفر کا کیا ہوتا ہے اور کیونکر کہین کہ اہل انصاف ولایت
اپنی رحم نہ کرینگے خلاصہ اول صبح جہاز نے لنگر اوٹھایا زیر کوٹھی شاہی گذرا بادشاہ فرط
بے قراری سے برآمدے مین کھڑے ہوئے جرنل صاحب نے و مرزا ولیعہد نے آداب سلام
بادشاہ نے خدا حافظ کہکے رخصت کیا طرفین کو عجیب صدمہ روحانی ہوا -

بعض سوانحات کلکتہ و لکھنؤ و آمد رفت اشخاص مشخصہ

شوکت الدولہ نواب محمد خان قافلۂ شاہی کے ساتھ راہ خشکی سے کلکتہ پہونچے پہلے وہی
قدیہ مسافرین راہ ہوکے یعنی دوسرے دن ہیضہ وبائی سے رات کو مر گئے اونکی نعش بیخبری سے رات
بھر پڑی رہی جب مولوی مسیح الدین خان کو خبر ہوئی حمیت اسلام اور اپنے مذہب و ملت کے
اہل محلہ کو خبر کرکے دفن کیا اسباب کا طالیقہ کر دیا کواغذ اسناد مہری وغیرہ مال سرکار جو انکے
صندوقچی مین تھی میجر برڈ صاحب نے بہت سی رد و قدح کرکے لے لیے اونکے بعد شیخ مصاحب علی
خدمتگار قدیم بھی اسی عارضہ سے اونکا ہمبستر ہوا

بندہ علینقی صاحب عنان بادشاہی سلطانی بعد گلو خلاصی خدمات تعلقات اپنے مع امید علی
اور اپنے چھوٹی بھائی کے کلکتہ پہونچا بعد شرف ملازمت حسام الدولہ و مفتاح الدولہ کے باب
مین بہت جھوٹ سچ دل سے بنا کر غرض کیا لیکن چاہ کندہ را چاہ در پیش ہوتا ہے چند روز مین
عیش کلکتہ اوٹھا کر ناکام لکھنؤ آیا چند روز بعد نواب سعید الدولہ کی گاڑی پر اوس کے بعد مہاراجہ

مہاراجہ صاحب والی بلرام پور کا نوکر رہا مر گیا۔

۲۹ شوال روز شنبہ مطابق ۳ جولائی حکیم میر علی منشی منصب علی مع لوازمات طلب کے راہی کلکتہ ہوئے مگر حکیم میر محمد اپنی علالت مزاج سے رہ گئے شہر کے بیباکوں نے ایک خطاب ذہنی تراش کر نسبت نواب مشہور کر دیا یعنی افسر الوزرا ناصح الخاقان دبیر الملک وزیر الممالک نواب گورنر جنرل منور الدولہ احمد علیخان بہادر وزیر ہند۔

سید عبد اللہ جائسی مقیم لندن نے عرضداشت بادشاہ کو ارسال کی مقربان بادشاہ کے نظر اقدس سے گذری اس مضمون سے کہ استرداد ممالک شاہی چشم داشت انصاف جناب ملکہ معظمہ سے بیقین واثق ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر شرائط مدارات حضور میں بھیجیں گے۔ اوسکی منظوری کا آپکو اختیار ہے اسیطرح کی دو تین باتیں اپنی گرم بازاری سے بناکر مندرج کیں بادشاہ نے صلاح الدولہ کے خطاب کی مہر کندہ کروا کر بھیجی چنانچہ مفتاح الدولہ نے لکھنؤ سے اوسی ڈاک میں روانہ کیا تھا اور یہ سب بے اصل و بے فروغ تھا۔ لندن میں یہاں سے زیادہ کامل و طامع جا کر مقیم ہوئے ہیں۔

انکی حقیقت حال یہ ہے کہ یہ نواسے منشی میر غلام حسین جائسی کے ہیں جو رکٹس صاحب کے زمانے میں بسفارش الگزنڈر صاحب تاجر کلکتہ میر منشی رزیڈنٹی ہوئے تھے بعد اونکے چلے جانے کے یہ بھی اپنے وطن میں باطمینان جا کر بیٹھے تھے جب کرنل لاکٹ صاحب نے بضرورت تحقیقات کسی امر خاص کے انھیں طلب کیا یہ اوسکے اظہار میں اپنے خوف آبرو سے پنچہ مار کر مر گئے یہ دو دہی سے نیچے سید عبد اللہ پہلے محافظ دفتر سفارت کلکتہ تھے بعد اسکے کسی طرح سے کسی صاحب کے ساتھ لندن پہونچے وہاں کے رئیس از راہ جوہر شناسی علم با غربت پیش آئے تصور تھا [illegible] ئش بھی بخوبی نکلی بعد چندے روز کے بی بی ولائتی [illegible] کسی پادری کی بیٹی [illegible] ج کی تھی بعد ایجاب مذہب عیسائی شادی ہوئی کسواسطے [illegible] شہر ہی بے اختیار [illegible] مذہب عیسائی پادری نہ پڑھتے گا اب انقلاب سلطنت سنکر از راہ [illegible] وجود نمائی دولتخواہی [illegible] انکو [illegible] سمجھیگی یہ صورت پیش کی شاید کہیں منصب ہوا [illegible] مگر کچھ مفید مطلب نہوا تھا۔ کلکتہ سے یہ احوال لکھا گیا۔

ایکدن مرزائی صاحب وکیل اور بھائی آغا علیخان ناظم سلطان پور نے چیف کمشنر سے عرض کیا کہ ناظم بسبب علالت مزاج امیدوار حاضر حضوری کے ہین دس سوار جاکر سلطانپور سے لے آوینا ناظم سواروں کی آشتی سے لکھنو مین پہلے داخل اپنے گھر ہوے جب سوارون نے رپورٹ داخل کیا حکم برطرفی ملا اتفاقاً ناظم بھی اوسیوقت سلام کو حاضر ہوے حکم حوالات ہوا پھر حسب سررشتہ مہاجن کی ضمانت سے نجات پائی چندروز تک ڈاکٹر فیر صاحب سے علاج کیا کہ اسی حیلہ علالت سے قیام لکھنو ہو تو بہتر ہے مگر یہ عذر مقبول نہوا پھر تاکید ہوئی کہ اپنی واصلات کو حکام ضلع کے پاس جاؤ تو بہتر ہے زبانی مرزائی صاحب جو ہر پنجشنبہ کو کربلا مین زیارت کو آتے تھے۔

میر مہدی حسن خان ناظم سلون بہ علت ضمانت لاکھ روپیہ بابت اقساط چار مہینے کے قید ہوے ہر چند عرض کیا کہ یہ ہزار ارسال سرکار ہو چکے ہین اور روکا غذ دفتر دیوانی دریافت کیجیے اور زرباقی کو قانون گویون سے دریافت کیا جاے کہ مین نے وصول کیے یا نہین یا زمینداروں کے ذمہ ہین آخر بعد تحقیقات کے چھوٹ گئے۔

مرزا رفیع الشان مرزا عظیم الشان شاہزادے فردوس منزل حسب الحکم چیف کمشنر کئی دن تک متواتر مرزا خود مع سخت کے گھر جاکر منتظر طلب ٹھہرے رہے ایک دن چپراسی نے آکر کہا کہ شاہزادون کے پانون مین ہندوستانی جوتہ نہو سادے چمڑے کے بوٹ پہنکر آوین بازار سے خرید کر حاضر ہوے کپتان ہیر صاحب نے ملاقات کرکے ایک کاغذ مہر کرنیکو دیکر رخصت کیا۔

چیف کمشنر نے خصوص تفویض پنشن افسران فوج شاہی و مدرسین مدرسہ وغیرہ نواب گورنر جنرل کو رپورٹ کیا حکم ہوا کہ بقید بہت ملازمی ہر ایک کو پنشن دیجا چنانچہ صاحب نے افسر اور پیادہ کیواسطے سو روپیہ کی پنشن کی اکثرون کو ملی باقی امیدوار رہا اس عرصے مین بلوا فساد ہوگیا یہ سررشتہ درہم برہم ہوگیا جو لوگ امیدوار تھے وہ بھی محروم رہے اور تین مدرسین مدرسہ کو بقید نوکری ملی باقی امیدوار رہے۔

۲۶ - شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ مطابق ۲۹ جولائی کشتی دخانی اور کئی بجرے سلطانی حسب الطلب بادشاہ گومتی سے روانہ کلکتہ ہو راہ مین حکام کے حکم سے باحتمال خزانہ و اسباب بیش قیمت روکے گئے بعد تلاشی حکم ہو گیا جب کلکتہ پہونچے اتفاقاً پہلے نظر اقدس ونیر بری بہت خوش ہوے

مرست طلب تھی پانچہزار روپیہ دیکر آراستہ کیا۔
ایکدن حکام نے چاہا کہ درگاہ حضرت عباس مین جو اسباب چاندی سونے کا ہے اوسے بھی
ضبط کیجیے مفتاح الدولہ نے عرض کیا تصرف مال وقف جایز نہین مگر از راہ حکومت اختیار ہے
انکے سمجھانے سے بدستور متعلق سرکار رہا

لارڈ ڈالہوزی صاحب گورنر جنرل کا لندن مین پہونچنا

اخبار لندن میل سے دریافت ہوا کہ جب لارڈ ڈالہوزی صاحب لندن پہونچے ۱۳ مئی
سنہ ۱۸۵۶ع کو صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس نے موافق طریق منضبطہ روبرو ۶۰ صاحبان
شوری خاص واسطے پنشن نواب محتشم الیہ بیان فرمایا چنانچہ لفٹنٹ کرنل سکس چیرمین نے شکرگذاری
اونکی شروع کی کہ جو باب انتظام مملکت برطانیہ قبضہ متصرفہ قدیم مین جانب شرق وغرب ہوا
تھا اوسیطرح ممالک ہندوستان وسطی مین بھی واقع ہوا چنانچہ ملک پنجاب جو قدیم سے مشہور و
معروف اور نظر مفتوحات سے بعید معلوم ہوتا تھا اور فتح و فیروزی ملک پیگو جو باعث فرید جانے
علاج ہوے اور جبتک باتمام نہ پہونچے بہ طریق پیشینہ ہی اختیار و قدرت سے باہر تھا جو ہمارے
مکنون خاطر تھا اور ریاست ناگپور جو بسبب ضعف و سستی و غفلت مغلیہ سے مرہٹون کے ہاتھ
آیا تھا بہ سبب نہ ہونے مستحق وراثت کے بالفعل وہ قبضۂ تصرف برطانیہ مین آئی اسیطرحسے
مملکت سلطنت اودھ جو بالفعل قبضۂ تصرف برطانیہ مین آئی اور اون ظلمون سے جو مدت دراز سے
وہان ہورہی تھی حیات تازہ پائی اور باعث ننگ ضمانت برطانیہ معلوم ہوتا تھا اور گورنران سابقین
نے متواتر حکام اودھ کو سمجھایا لیکن لارڈ ڈالہوزی صاحب نے ایسے احکام مناسب حال ہونے
کیے جو پایۂ قبول و منظور مین پڑے نہ فقط رعایا بلکہ حکام بھی راضی ہوے اور بہ سبب عدم ارتکاب
خونریزی کہ ایک قطرہ خون ناحق بھی نہ گرا باعث خوشنودی و رضامندی خاص و عام ہوا پس
ان نتیجون سے قطعی خورسندی ممالک باعث تشفی و موجب تسکین ہوئی کہ ملک پنجاب ایک
کرور پچاس لاکھ پیگو ۲۷ لاکھ محاصل کا ناگپور ۴۱ لاکھ کا اور بالفعل ملک اودھ بھی ایک کرور
۴۵ لاکھ کا پس یہ مبالغ و محاصل ستارہ اور مقبوضہ حیدرآباد و سندھ وغیرہ مجموع چار کرور

۲۳- لاکھ سالانہ کا ہوتا ہے لیکن اگرچہ زمانے لارڈ موصوف جنگ و جدال ظاہری میں ہوتی افزونی سلطنت اور انتظام سلطنت اندرونی و نظم و نسق مفید و ترقی کا ہوتا اور کام سرسبزی تجارت ایسا ہوتا اور احکام انتظام واسطے حفاظت رعایا کے ظلم سے بیجا اونکے مکنون خاطر ہوتے ازین قبیل نہر دریا گنگ جو اونکے عہد دولت مین جاری ہوئی جسکی ابتدا کھودنیکی ماہ اپریل ۱۸۵۴ء سے ہوئی اوسکا پانی ہزارون میل سے سرسبزی زراعت ہوتا ہے اسیطرح نہر ملک پنجاب مین جسمین کشتیان چار سو ۶۵ میل کے فاصلے سے آتی ہین ایضاً راہ سندہ مین نہرین کھدوائین پل بندھوائے اور بہت سے کار نمایان اونکے زمانے مین ہوئے اور ہر پریزیڈنسی مین کچہریان تحصیل یا تحصیل کیواسطے مقرر ہوئین اسیطرح تار برقیہ جو کلکتہ مین ۱۸۵۳ء مین واسطے سہولت خبر رسانی شروع ہوا یکم فروری ۱۸۵۵ء مین اختتام پایا اور تینون پریزیڈنسی باتفاق یکدیگر ۵۰-۳۰ میل تک راہ مین گیا اور بہت تخفیف سے ریل رودخانی جاری ہوئی اور مجموع محاصل ممالک محروسہ تقریباً ۲۶ کرور سے ۳۰ کرور تک پہونچا اور ترقی اسکول کالج انگریزی شفاخانہ ہندی وغیرہ کی ہوئی خلاصہ اوس طریق سے مصروف و متوجہ کاروبار محنت و دشوار کے رہے جو دوسرے اس پیرانہ سری سے مشکل معلوم ہوتے۔

غرض بعد قیل و قال وظیفہ پنشن پچاس ہزار سالانہ لارڈ موصوف کیواسطے مقرر ہوا اگرچہ رائے اکثر صاحبان شوریٰ کی اسکے خلاف تھی پھر تقدیر پنشن سرکار کمپنی نے اپنے انصاف و قدردانی سے مقرر کیا۔

روانگی حضور عالم لکھنؤ سے سمت کلکتہ اور معاودت نواب منور الدولہ

مثل مشہور ہے آب آمد تیمم برخاست بعد روانگی قافلہ لندن نواب منور الدولہ کیطرف سے جو خاطر اقدس مین جگہ تھی وہ صورت نرہی اور بہادر موصوف بھی رنگ صحبت حاضرین وقت تا سوا نواب خاص محل ہوا اور شکستگی چشمداشت گورنمنٹ سے اگرچہ پردۂ خفی مین تھی اور نا موافقیت آب و ہوا سے یہ سب عذرات مقبول کیے ہوئے خیرخواہ حضور عالم جو اپنی گھات مین تھے وقت پاکر سخن سازی شروع کی دوسرے حضرات لکھنؤ کی موافقت نواب خاص محل سے جب سے ابتدا

ابتدا مین موافقت تھی ویسی ہی ناموافقت ان حضرات کی بدولت ہوئی یہ کب دن دیتے تھے جب
عرائض مواخواہون کے متواتر حضور عالم کے پاس آئے اور ہر ایک نے اپنی حسن ساعی
بہت بنا کر لکھا اوسوقت امام خان خدمتگار مع عرضداشت مشعر بے قراری مفارقت قدم
مبارک شاہی روانہ ہوا پہلے عرضداشت نظر اقدس سے گذری اوسپر اشک رحمت دیدۂ
حق بین سے ٹپکے بعد اسکے ایک دن امام خان کا بھی سامنا ہوگیا غرض شقہ خاص طلب
حضور عالم صادر ہوا اوسوقت دستور معظم نے سامان طیاری سفر کیا اور ملازمین رفقائے
خاص در رفقا گروپیشہ کو تنخواہ پیشگی دی اور اسباب ضروری چھکڑون پر بار کرکے مع غلام علی
ایجنٹ روانہ کانپور کیا۔

حضور عالم نے چیف کمشنر سے کئی مرتبہ رخصت طلب کی اور شقہ خاص بادشاہی
دکھایا منظور نہ کیا آخر نواب نے نواب گورنر جنرل کو عرضی ارسال کی حکم محکم باب عدم مزاحمت
سفر صادر ہوا بعد اجازت بہر نیا سفر باستخارہ ایمانی پر کی گئی خلاصہ ۱۲ تاریخ شہر ذیقعدہ روز
سہ شنبہ سنہ ۱۲۷۳ مطابق ۵ جولائی حضور عالم مع عیال و لواحقین و ملازمین و رفقا سفر و
۱۹ گاڑی ڈاک اسپی و ۲۰ کرانچی بیل واسطے اسباب ضروری نقد و جنس قسم طلا و نقرہ و پشمینہ وغیرہ
ظروف مصرف دخادمان اثاثیہ بعد نصف شب روانہ ہوے

وقت روانگی یہ صورت ہوئی کہ شام سے رفقا و ملازمین در دولت پر حاضر ہوے
حضور خود مہتمم سواری پردگیان عصمت ہوے ایک گاڑی مین چار سواریان زنانی
جب سوار ہو چکیں تھین ایک رفیق گاڑی کی چھت پر باسلحہ بیٹھا تھا بعد اسکے خود بدولت
گاڑی چار اسبہ پر سوار ہوے نواب محسن الدولہ نواب جہانزاد الدولہ بہادر بمقتضائے قرابت قریبہ تا کوچہ باغ ہمراہ تھے
شہر کے شہدون نے شام سے دروازے پر ہجوم کیا تھا پچاس روپیہ مرحمت ہوے کہ آپس مین تقسیم کر لو
وقت سواری کے شور و غل نہ مچانا کچھ منہ سے کلمات بیہودہ نہ کہنا لیکن یہ حریص کب مانتے
تھے تا کہ شہر تک بازار مین غل دھمک پھیلے ہوے تھے اور شہر کے بے فکرے تماشا بین سر راہ
کوٹھون پر منتظر تشریف آوری تھے جب سواری نکلی شہدے کب اپنی زبان طعن و تشنیع سے باز
رہ سکتے تھے غرض جو بھدا سنوایا سب نے سنا جب کنار گھاٹ دریائے گنگ پر قافلہ پہونچا

چڑھا ہوا تھا تا بشام اوس پار قافلہ پہونچا
کانپور مین مہمان نظام الدولہ ہوے بعد دو تین دن کے سامان برسات درست کر کے الہ آباد
کو چلے راہ فتحپور مین ڈپٹی لکھنؤ کے تھے دعوت کی ٹھہری زبان عوام وہان بھی عید ہوئی
راہ مین درختون پر چڑھکر جو کچھ کہنا تھا کہا الہ آباد کے چوک مین اترے منظفر حسینخان کے
کارندے نے حسب الحکم خانساماں بخوبی سرانجام دعوت کیا مشقت و تعب راہ سے
بیگم صاحبہ علیل ہوگئی تھین دوسری حویلی مین نقل مکان کیا بعد ایک ہفتہ کے پانچہزار
پانسو روپے پر جہاز دخانی کا کرایہ دیکر روانہ کلکتہ ہوے جب بنارس پہونچے جہاز نے لنگر
کیا مہابن آغا علی خان ناظم کے گھاٹ پر منتظر تشریف آوری تھے کہنے لگا شروع کلپ ان مطبوع
حضور گذرانے بیٹے نواب اکرام الدولہ کے کئی مہینے سے اپنی سسرال مین تھے چاہتے تھے کشتی پر
سوار ہو کر آ دین نواب نے منع کیا کہ رات ہے دریا چڑھا ہے نہ آؤ پھر بنارس سے کلکتہ تک بسبب
برسات و طغیانی دریا اور تلاطم جہاز سے صاحبات محل کو بڑی تکلیف ہوئی بلکہ چاہا کہ کسیقدر
راہ خشکی سے جائین ممکن نہوا ناچار خوف و بیم مین کاٹا جب ہوگلی پہونچے کپتان جہاز
کو خلعت و انعام دیا اور پانسو روپے لنگر کے دیے جو زمین گیر ہو کر نکلا تھا ۔

خلاصہ ۲۹ ۔ جولائی صبحکو کلکتہ سے گذر کر زیر کوٹھی خاقانی لنگر کیا اوسوقت وستور معظم
پابوسی بادشاہ سے مشرف ہوے بدستور قدیم مرحمت خسروانی ہوئی جو موجب فخر تفاخر
حاضرین ہوا حاضر الوقت خوانین کبیرہ بھی حاضر ہوے صاحبات عصمت آب داخل
محلسرائے سلطانی ہوے مقربان خاقان حوانسردگی خاطر اور تسلط منور الدولہ سے حالت ضیق
مین تھے شکل گل خندان و شاداب ہو کر پھر وہی چہچہے ہونے لگے ۔
نواب منور الدولہ پیشتر سے برخاستہ خاطر اور مستعد روانگی وطن مالوف ہو رہے تھے عرضداشت
متضمن تمارض آپ کے دعوے کا کلکتہ منشی ظہیر علی نے نظر انور سے گذرانی بظاہر کلمات تشفی ارشاد کیے
لیکن برخاستہ خاطر جانکر منظور دستخط فرمایا اوسوقت منور الدولہ حاضر ہوے اشرفی ایکانی باندہ
مبارکباد دیکر رخصت ہوے اوسیوقت حضور عالم سے بھی کچھ شکوہ شکایت ہوئی ۔
غرض بعد طے مسافت راہ بنارس مین راجہ صاحب کی کوٹھی مین اترے ایام عشرہ محرم تھے

وہین مجلس عزا برپا کی بعد سوم کانپور آئے وہان ۲۶ محرم روز شنبہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۲۷ ستمبر
داخل دولتسرای خیرہ ہوے اسکی صبحکو ڈاکٹر فیر صاحب کی ملاقات کو گئے ارکان دولت شاہی
جو لکھنؤ مین تھے باری باری جاکر حاضر ہوے۔

نواب اکرام الدولہ کانپور سے بمقابلہ حساب علاقہ حضور تحصیل لکھنؤ آئے تھے بعد مواجہ حساب
تین ہزار روپیہ مین المال انکے ذمہ نکلا ڈپٹی کمشنر سے دو مہینے کی رخصت لیکر ڈاک مین کلکتہ
گئے بادشاہ نے از راہ مرحمت خسروانی وہ روپیہ معاف فرمایا جب لکھنؤ آئے کاغذ دستخطی
دکھاکر نجات پائی بنارس مین عقد شرعی اپنے دونون بیٹون کے نواب امین الدولہ کی بیٹیون
سے کیے منور الدولہ سے ایک اخلاص دلی ہوگیا تھا ملاقات ہوئی اور سیدن راجہ سے بھی
انکی ملاقات ہوئی پھر لکھنؤ آئے۔

۱۷ شہر ذیقعدہ روز یکشنبہ مطابق ۲۰ جولائی قرالعین مرزا ولیعہد کسی صاحبات
خاص سے لکھنؤ مین پیدا ہوا قمر دلو آفتاب سرطان مریخ میزان عطارد سرطان زہرہ
اسد مشتری حوت زحل جوزا راس حمل ذنب میزان نچھتر دھنشٹھ جوگ ایسان
احتراق زہرہ وشمس نام نامی نواب خاص محل نے بوقت روانگی پرانی خانم صاحبہ
اپنی مان کو کچھ روپیہ دیا تھا کہ بوقت ضرورت اسے صرف کرنا۔

زائچہ مولود بحساب اہل نجوم

اسد زہرہ	سرطان	جوزا زحل	
سنبلہ	آفتاب زہرہ		ثور
میزان مریخ ذنب		راس حمل	
عقرب	قوس	دلو قمر	حوت مشتری
	جدی		

۲۹ اگست کو منیجر کارندگی صاحب محمود خان کوتوال نے شہر مین جابجا پہرے حفاظت عشرۂ
محرم کو بٹھائے امام باڑہ آغا باقر خان درگاہ حضرت عباس علیہ السلام مین حکم دیا کہ مجلس عزا

بدستور ہوے لیکن تبرا کوئی نہ کہے کہ باعث فساد ہوتا ہے اور اگر کوئی خلاف حکم کریگا
مجرم سرکار ہوگا اور کسیکے ہاتھہ مین لکڑی بھی نہو دوسرے دن ضعیف اور شیعون نے بدہم کہا
اجازت دی اور اہل سنت جمع ہوکر شیعون کے امام باڑے مین نجائین اور ہر گھر مین طریق
عزا بدستور رہے ۔

سمن صاحب ڈپٹی کمشنر اور کارنیگی صاحب نے کئی دن پیشتر مرزا علی رضا کوتوال قدیم سے
کہاکہ تم موافق طریق قدیم انتظام شہر عشرہ محرم تک کرو انھون نے عذر کیا اور اپنے علاقہ
دریاباد کو چلے گئے حکام نے موافق حکم چیف عشرے کا انتظام کیا ۔

امراے لکھنؤ جو کلکتہ مین تھے اپنے گھر لکھہ بھیجا کہ امسال تعزیہ داری و مجلس بیرونی موقوف
زنانہ مین موافق رسم کے بجالانا شرف الدولہ غلام رضاخان نے کاظمین کی تیاری روشنی
وغیرہ بدستور کی میلہ سورج کنڈ جو ۳ محرم کو ہوا چاہتا تھا اس سال بھی موقوف رہا اس جہت
سے کہ شرف الدولہ نے عرضی دستور کے موافق زبان شاہی دی چیف کمشنر نے اسے منظور
فرمایا کہ موجب شکستہ دلی رعایاے شہر ہنود دوسری محرم کو مطابق ۳ ستمبر سامان ضیافت
صاحبان عالیشان باہتمام مجاہد الدولہ احمد علیخان عرف چھوٹے میان مہتمم امام باڑہ حسین آباد
اور محمد نیاہ آتشباز ہوا ارباب نشاط بسبب عشرہ محرم کے معذور رہے لیکن کنچک ہنود
حاضر ہوے امراے لکھنؤ بھی بہت حاضر تھے ۔

ایام عشرہ بہر صورت عافیت مین گذرا لیکن شب عاشورہ درگاہ حضرت عباس
مین موافق معمول کئی سو آدمی حلقہ زن ہوکر صحن مین صبح تک منتظر علم نکلنے کے زیر سینہ زنی
کررہے تھے ناگاہ کسی گوئندے نے سرکار مین خبر کی کہ آج راتکو کئی محلے سے لوگ جمع ہوکر بہانہ
زیارت علم چاہتے ہین کہ یہان آکر شہر مین بلوہ کردین اس جہت سے بڑا خوف مفتی گنج کی
لوگون سے تھا رات بھر سارا دولتخانہ گھرا رہا بڑا بندوبست غرباے مومنین اپنے تعزیہ
خانے مین خالی سے ہے برقندازون نے درگاہ مین بندوبست کیا کہ تھوڑے آدمی صحن مین ماتم کرکے
جب چلے آوین دوسرا غول باہر سے جاوے اتفاقاً محلہ مشک گنج کے بہت آدمی جمع ہوکر علم کے شتابی آنا چاہا کہ سب
صحن درگاہ ہوتے تھانہ دار نے نرمی سمجھایا جب سینہ زوری سے جانیکا قصد کیا زیر تفنگ لیا سبکو باہر نکال دیا

مرزا برجیس قدر

Mirza Birjis Quader

بہرصورت حسب الحکم دو گھڑی رات رہے باہر نکالتے تھے نہ نکالا
روز عاشورہ انتظام ہوا کہ سارے شہر کے تعزیے نقد میر خدا بخش کی کربلا میں جاویں اگر دوسری
کربلا میں لیجاتین گے شاید کچھ بھی انتظام نہو سکے اور بازار میں خلاف مثل سبیلہ چیز بکتی تھی عملداری
شاہی میں یہ صورت نہوئی تھی اور کمپنی سرکار میں ایسے امور کی اطلاع بھی نہ کی دگرہ
عجب نہ تھا اسکا انتظام بھی ہوجاتا اسی جہت سے ہزارہا مومنین نے بیدون تعزیہ اپنے
گھر زیارت عاشورہ پڑھی کسی گوئندے نے کارنیگی صاحب سے خبر کی مع کوتوال شہر میر محمود حسینخان کپتان
برادر نسبتی حضور عالم کے گھر میں چلے آئے اسلحہ حرب جو انھوں نے بخوف آبرو کنوئیں میں ڈالدیئے تھے
سب نکلوا کر لے گئے اور ایک اقرار نامہ بھی انسے احتیاطاً لکھوا لیا ایک دکھی پالتن سپاہی کی لگائی گئی تھی
۱۷ محرم روز پنجشنبہ مطابق ۱۸ ستمبر ہیر کارنیگی صاحب کپتان ہیر صاحب دو کمپنی لیکر آئے
نواب محسن الدولہ کا گھر گھیر لیا اور ایک کاغذ جعل بہ علت اتہام بلوای شہر نواب کو دیا۔
دوسرے دن مسٹر صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس نواب گئے اظہار حال کیا اور بہرصورت رفع خلجان صاحب
کیا کہ میں کبھی مدعی سلطنت کا نتھا اور نہ ہوں ہر شخص کا ایک قرینہ ہوتا ہے آپ خوب دریافت کرلیجیے اور ایسے مقدمات
لاطائل سے کچھ کیا فائدہ تھا جو عبث عبث اپنی عافیت تنگ کرتا غرض ع رسیدہ بود بلائے ولی بخیر گذشت
ہر صاحب غیرت یہ آشوب تازہ دیکھکر اپنی غیرت کو ڈرتا تھا ایک تو قحط روزی معاش سے عاقبت
تنگ تھی دوسرے یہ نیرنگی آشوب سے کچھ نہ بن پڑتا تھا کہ کیا کرے اور کیونکر عافیت حاصل کرے

باب تیسرا

ہنگامہ فساد عظیم بلوای عوام ہندوستان و مقدمات خاص
بغاوت نمک حرامان سرکار و انتظام خاص لکھنؤ و ریاست ناپائدار
اجماعی مرزا برجیس قدر وغیرہ

خلاصہ اکنون سخن از کجا و بلا گویم و گریم۔ جب خبر وحشت اثر فساد فوج کمپ میرٹھ و
ہنگامہ فساد شاہجہان آباد ایجنٹ نواب گورنر جنرل سر ہنری لارنس صاحب چیف کمشنر اودھ کو

پہونچی روز شنبہ ۱۲ ماہ مبارک رمضان ۱۲۷۳ھ کپتان ہیز صاحب کارنگی صاحب کو کوال کم
مع سپہ قدر از سعادت گنج گئے اور نواب مصطفی علی خان کو نیس مین سوار نواب آصف الدولہ کی
امام باڑہ مین لیگئے بعد کئی دن کے داخل قلعہ مچھی بھون کیا کس واسطے کہ اس مکان کو نیز آخور دم
بہادر سے لیکر مثل قلعہ آراستہ کیا تھا اور ۴۰ ہزار روپیہ بعلت مکان [illegible] دیے
تھے اور غربا سے شہر کے جتنے مکانات زیر قلعہ تھے سب کو مسمار کر دیا تھا جابجا توپین لگائی تھین
دو توپین بہت بڑی زیر قلعہ گومتی کے پل پر نصب کی تھین حسن باغ ملوکہ نواب محسن الدولہ
باجازت انہون نے لیکر ہموار کیا تھا آخر اہل شہر کو حکم دیا کہ بقدر ضرورت سپاہی اپنی حفاظت کو نوکر
رکھ لو سبھون نے تعمیل حکم کیا لیکن شہر مین بخطر مردم جنگ نادیدہ ایک تلاطم پڑ گیا تھا غربا [illegible]
اضطراب ناگہانی سے اپنی فاقہ کشی و بیکاری کو بھول گئے اور گرانی غلہ سے زیادہ تر موجب [illegible]
ہو گیا تھا کس واسطے کہ ہر قسم کا غلہ اور سامان جنگ لاکھون روپیہ کا قلعہ مچھی بھون مین جمع ہو کر غار
اور کھتی کھود کر رکھا گیا تھا اور زمین نقب و سرنگ کھود کر جابجا پیپے بارود کے رکھوا دیے تھے
اس خیال سے کہ بروقت غلبہ دشمن اسمین آگ دیدینگے نواب سرفراز محل ممتاز محل بیچ
محلے سے اٹھکر شہر مین بکرایہ جا کر رہین تھین اولاد صاحبات محل نواب آصف الدولہ [illegible]
وغیرہ سے اٹھکر شہر مین رہی تھین دوربین ٹیلگراف کو مچھی بھون کے کوٹھے پر بلند لگایا تھا کہ فوج
بیرون کا حال داخلہ معلوم ہو ۳۵ لاکھ روپیہ خزانہ بیلی گارد سے مچھی بھون مین رکھا تھا صاحبان
عالیشان مع عیال و اطفال گورہ اور سپہ قندہار کوتوالی و ہندوستانی گولہ انداز تلنگہ [illegible]
قدیم ملازم شاہی پانچ ہزار سے زیادہ جمع تھے مچھی بھون کی نہر سے پانی بھر دیا لیکن قرب دریا
اور رطوبت زمین سے انبار غلہ و اجناس و بارود خراب ہو گئی اس جہت سے ہزارہا روپیہ کا
نقصان ہوا آخر خزانہ کو وہان سے بیلی گارد مین لے گئے ۔

[illegible] کی کوٹھی ریزیڈنٹی و اطراف و جوانب بیلی گارد کی جتنی کوٹھیان تھین سب کے گرد
دمدمہ باندھکر مثل قلعہ مستحکم کیا اور ہر طرف توپین نصب کین اور دور تک جتنے مکان سامنے
تھے سب مسمار کر دیا اور درخت سامنے کے سب کٹوا ڈالے اور سب صاحبان عالیشان نے
مع عیال و اطفال ملازمین متوسلین کے وہین مقام امن سمجھکر [illegible] اور گرد بیلی گارد کے نقب [illegible]

اپنے پاس روش کے رکھوا دیے تھے چھ سو تین گورے تلنگی چار سو دو صاحب اور اسیقدر بیبیان و
اطفال شاگرد پیشہ رندی مرد تھے اسلحہ حرب ہر قسم کا کوٹھہ شاہی سے نکلوا کر عموماً سبکو تقسیم
کر دیا صاحبان دفتری بھی اسلحہ باندھے تھے قواعد کرتے تھے ہر صاحب محکمہ داخل حصن حصین تھا کچہری
سوا فوجداری سب بند چیف کمشنر کرنیل وہیر اور کئی افسر چھاؤنی منڈیاون میں رات کو
رہتے تھے علانیہ آمد و تاخت فوج باغی نمک حرام دمبدم پہونچتا تھا

ایکدن چیف کمشنر وکمانڈر فوج نے ہندوستانی افسرونکو بلوایا اور بکمال عطوفت وہمدردی سے
سبطرح کے نشیب و فراز وحقوق پرورش سرکار اور اونکا ادنی مرتبے سے درجہ اعلی پہونچ
سمجھایا کہ اگر سرکار کی روزگار سے تنگ ہو گئے ہو تو تنخواہ لو بلکہ اسلحہ حربی بھی ہمارے پاس
سے لیکر اپنے گھر چلے جاؤ ہرگز سرکار کسیطرحکا مواخذہ نہ کریگی لیکن اون باغی اور سنگدلون
نے کسیطرح نمانا ایسا بیرقبلا شیطان ہوگیا تھا اور بسبب اپنے باطلکے کچھ نسمجھے ہر شہر
میں اپنے زعم ناقص میں بہت سے وارث ظاہری ریاست تجویز کیے اور بہت سے ہاتھ پاؤن مارے
لیکن کسیکی جرأت نہ پڑی لیکے تو بہانہ سے سرکار نے کئی وارث شخصونکو احتیاط
اپنی حفاظت میں رکھا تھا فی الحقیقت یہ اوپر احسان کیا تھا اگر باہر رہتے اور فوج باغی کے
دم میں آجاتے تو اونکا بھی حال مثل بہادر شاہ بادشاہ دہلی ہوتا غرضکہ عجیب وغریب معرکہ تحیر افزا
عالم آرا درپیش ہوا تھا یہ معلوم ہوا جسوقت ایسا اتفاق اور سب یکدل ہو جائینگے پھر کسی
سے کچھ بن نہ پڑیگا اور یہ امر موقوف مرضی خدا پہ ہے جیسی اوسکی مصلحت ہوگی۔

فساد چھاؤنی منڈیاون جیٹھ ۱۳ ـ ۳۰ مئی ـ کہ رسالہ ترک آ

غرض جب حکام عالیشان نظم ونسق شہر و استحکام قلعہ ہاے جدید و حصن وغیرہ سے مطمئن
ہر چند فوج باغی و نمک حرام کو سمجھایا نصیحت وپند سے پیش آئے کچھ اثر نہوا بلکہ ساعت بساعت شعلہ
آتش فتنہ و فساد تمام ممالک محروسہ ہندوستان میں پھیلا آخر ۲ تاریخ شب شوال مطابق ۳۰ مئی ۱۸۵۷ء
نو بجے تھوڑی سی فوج گورہ و سوار پنجابی کو حکم تاخت بلا دفعہ مع اسلحہ حرب کے کوٹھیون کو
جلا پھونک پاسبان بیت دیا ساتھ لیکن بمجرد پہونچنے فوج کے لشکر میں غدر داروگیر شروع ہوا

ہو گئے اور نیمچہ و قین لیکر مقابل توپ کے ہوے جب توپ چلی جو موافق قواعد کے زمین پر لیٹ گئے تو پیچھے
پہ جا پہونچے اور طرفین سے گولے چلنے لگے - ساتوین رسالہ کے دو سو سوار بھی انکے شریک ہوے
برگیڈیر پالمرسن کو نپ اوسوقت بھی کس شفقت پدری سے ان نامردون کو سمجھاتے تھے کہ
اب بھی تم اپنی حرکت ناشائستہ سے باز آؤ ہمارے حقوق پرورش کو دیکھو اپنی قدر
عزت بچاؤ تو ایک نامرد نے نہ سنا آخر گولی ماری زمین پر گرے بعد ایک ساعت کے دو تین
افسر صاحب بھی مجروح ہوے مچھی بھون مین بھر آئے چیف کمشنر اوسوقت گرچہ چھاؤنی
مین گھرے ہوے تھے خدا نے اپنے گھر کی برکت سے گولے سے بچایا لکھنؤ تشریف لائے
اس عرصے مین سپاہی چھاؤنی مین ہر طرف پھیلے بنگلون کو آگ لگانا شروع کی سب
بنگلے جلے اسباب بنگلون کا لوٹا اس لوٹ مین وہان کی رعایا بھی شریک ہو گئی تین ساعت
ہنگامہ رہا اور دو پلٹن طیار ہوکر فقط تماشا دیکھا کین اس پلٹن کے شریک محاربہ نہوتین جس
جتنی فوج چھاؤنی مین تھی سب مین پیشتر سے تقسیم ہو چکی تھی کہ تین سو سوار بیرون شہر تاکہ جا پہنچ
سے پہونچے اور ان باغیون پر جا پڑے یہان تک کہ وہ سب سراسیمہ ہوکر بدحواس قیام الدولہ
بخشی کے تالاب پہونچے جہان تک طاقت رہی بھاگے چلے گئے پیچھے پھر کر نہ دیکھا تو مین یہ
مین چل نسکین رنگین اور خزانہ جتنا کوٹھون مین تھا تلنگون نے لوٹ کرا لیے تو سدان بھر
لیے تالاب پر پیاسے ہوے مصری و قند جو بنگلون سے لوٹا تھا تالاب مین گھولکر شربت پیا پھر
وہان سے سیدھا رستہ دلی کا لیا فوج سرکار نے بھی زیادہ پیچھا نہ کیا خاطر جمع تھی کہ کہان
جائینگے راہ سے توپین لیکر چھاؤنی مین آکر اتوپین فتح کی سر کین -
اس عرصے مین مفسدین و کوتہ اندیش شہر نے طرفہ ہنگامہ برپا کیا اور مستعد شریک ہونے پر
باغی ہوے چنانچہ محلہ منصور نگر سعادت گنج مشک گنج سے نشان محمدی اوٹھا کر عیش باغ
مین جمع ہونا شروع کیا اور سیکڑون نے چھاؤنی کی راہ لی کہ ہم فوج کے جا کر شریک ہون جب
شہر سب کے بھاگنے کی سنی ہر طرف اپنی راہ لی -
منجملہ متمردین اجل رسیدہ آغا مرزا ایک شخص مشہور کمیل پوش جو بسفارش حضور عالم بادشاہ کے
زرہ پوشون مین نوکر ہوا تھا سب سے زیادہ اجل اوسکی دامنگیر ہوگئی تھی کہ اوسدن صبح سے ہر طرف

لوگون کو غیرت دلا کر برانگیختہ کرتا تھا ہر چند ایک ہفتہ پیشتر ایک خدا ترس نے اسے در دول سے سمجھایا تھا کہ خبردار زنہار تم کبھی ایسی حرکت نہ کرنا کبھی تمسے نہ بن پڑیگی سوا اسکے کہ تم بدلت مار کہا ؤ لیکن اوسپر شیطان سوار تھا کب سنتا تھا اور یہی کہتا تھا کہ جو کچھ ہوگا آپ دیکھ لیجیے گا حلاصہ انکے ہمسایہ میں مسٹر کرانی محافظ دفتر گنیس صاحب فینیشیل کمشنر اودھ رہتا تھا اوسوقت وہ اپنے برآمدے مین بیٹھا ہوا تھا انکو متردد دیکھکر کہا آغا مرزا آج کس ہنگامہ فساد کی فکر مین پھرتے ہو اگر ہمارے واسطے سب یہ عبث یہ تمھارا گمان غلط ہی کچھ تمسے نہوسکیگا آغا مرزا نے جواب بدرشتی دیا وجہ اسکی یہ تھی کہ ایک کتا آغا مرزا کا صاحب نے مار ڈالا تھا صاحب نے بھی جواب سخت دیکر گولی چلائی گولی خالی گئی آغا مرزا اور اوسکے ساتھیون نے گھر مین گھسکے اوسے مار ڈالا گھر کا اسباب لوٹ لیا یہ پہلی بسم اللہ ہوئی چھوٹے خان ایک رنگ پوش ساکن دوگانوان اور عوض علی وغیرہ کے بدمعاش اور ایسے ہی بہت سے مرشورش شامل کیے گیے ۔

غرض عیش باغ مین جب تقریباً پندرہ سو آدمی جمع ہوچکا نشان محمدی اوٹھا کر جوش کو چلے اور نواب آصف الدولہ کے امام باڑے کی زیر دیوار ہوکر گاؤگھاٹ کی راہ پہ چلے راہ مین مجاہدین غل مچاتے ہوے مجمع عام سے گذرے انمین سے دو سو بصورت سپاہ مسلح باقی کسیکے پاس تلوار کسیکے صرف لکڑی اکثرون کے پاس بانس کے ٹکڑے بازار مین جس دوکان سے چاہا جو چیز اوٹھالی دوکاندار بہ سبب کثرت کے منھ دیکھکر رہگئے جس مرد آدمی کو دیکھا جہاد کی ترغیب دینے لگے اکثر آپسمین گالیان دیتے ہنستے ہوے جاتے تھے بر قنداز پہرے پر تھے اونسے ہتھیار چھین کر آپسمین بانٹ لیے میجر کارنیگی محمود خان کوتوال امام باڑے مین تھے چاہا کہ حسین آباد سے کمپنی بلوا کر انھین روک کر سزا دین مگر پھر تامل کیا

غرض قریب دوپہر جب شہدے بے سروپا قریب چھاونی پہونچے وہان کیفیت ملنگون کے بھاگنے کی سنی شدت حرارت سے سب پیاسے ہوے جان پر آبنی حواس باختہ ہوے بعض کی صلاح ہوئی موسی باغ چلو آخر گاؤگھاٹ اتر کر حسین آباد آئے دکانون سے ترکاری لیکر کھانی شروع کی تلنگے جو متعین حسین آباد تھے نرمی سمجھانے لگے کہ یہان نہ ٹھہرو چپکے اپنے گھر چلے جاؤ یہ اجل گرفتہ انسے بھی بدرشتی پیش آئے تلنگون نے برگیڈ میجر کو خبر کی وہ افسر حمدل تھے

حکم دیا خالی بندوق سے دھمکا دو بھاگ جاینگے ان نامردون نے ادہر یورش کیا تلنگون نے پیچھے ہٹ
کر ایک باڑھ ماری مجروح ہوے مقتول ہوے باقی سب بھاگ گئے پھاٹک حسین آباد کا بند کر لیا آغا مرزا
اس تھانے والے سے پیچھے رہگیا تھا بندوق کی آواز سنکر جلد آیا اور پھاٹک کھول کر تالاب پر جا پہونچا
قرابین ماری اتفاقاً ایک گولی تلنگہ نے بہ دوسری سینے پر پڑی باحواس پھر کر پھاٹک بند کیا اوس
پہرا کام تمام ہوچکا اور زخم کو اپنی چادر سے باندھ کہیں چھپ رہا سب بھاگ گئے اس عرصے مین
بد قماز بھی اکثر تلنگون کے شریک ہوگئے اتفاقاً تھانہ دار کی سازش سے کئی بد قماز مرزا مہدی کے
چھوٹے بھائی حکیم آغا علی خان کے دروازے پر گئے وہ وہان کھڑے تھے با تمام اجماع بسبب
زیر تیغ خون ناحق کیا - دو دن دو رات تک ناکجات تمام شہر اس فساد کی جہت سے خالی
رہے تیسرے دن صبحکو کارینگی کوتوال شہر منصور نگر سعادت گنج مین تحقیقات مفسدین کو
آئے اکثرون کو گرفتار کیا لیکن طالب یار خان وغیرہ بانی مبانی مفسدین نہ ملے آغا مرزا بھی
پکڑ آئے اور ایک صوبہ دار رسالہ مفرور جو برخصت اپنے گھر گیا تھا سیدھا باطمینان داخل
پھاٹک ہوا چاہتا تھا اپنا اسباب لیکر چلا جاؤن غرض پہلے دن شام کو صوبہ دار اور شیخ کو کوٹھی
ہون سے باہر لائے دروازے کے جلوہ خانہ مین پھانسی دی ایک حلقہ بد قماز دو سو
گردون کا حلقہ محیط چوب پھانسی ہوتا تھا اور اونکے افسر کھڑے ہوتے تھے باقی ہزارون تماشبین
جسطرح زیر اکبری دروازہ بر وقت گردن مارنے جمع ہوتے تھے دوسرے دن عوض بیگ آغا مرزا
کئی تلنگون کو پھانسی دی عوض بیگ نے کہا مین عیسائی ہوتا ہون یعنی مذہب نصرانی مین حقیقتاً
کیے لیتا ہون مجھکو پھانسی نہ دو نہ سنا اپنی سزاے اعمال کو پہونچا غرض چودہ آدمی پھانسی
دیے گئے باقی قیدیونکو تحقیق کرکے چھوڑدیا اوسکے بعد منادی ہوئی کہ اب سرکار نے تمام پلٹن
کی تقصیر سے درگذر کرکے معاف کیا آیندہ کوئی قصور ایسا نکرے -

پھر اہل فوج کے واسطے متواتر اشتہار ہوے کہ ہمنے اون سپاہیون کو نسل اولاد کے پرورش
کیا تعلیم و تربیت سے محترم تھے آدمی کام کا بنایا دون مرتبے سے اعلی مرتبے پر پہونچایا
عزت دی داخل شورے کیا انھون نے اپنی فہم ناقص و زعم باطل سے حقوق سرکار کو ضایع کیا پھر
فساد مچایا مرتکب آبرو ریزی صاحبان جلیل الشان و اطفال عورات بیگناہ کے باعث قتل ہوے

بہت جلد اپنی سزاے کردار اعمال کو پہونچینگے فوج ولایتی جو شہر پاس سے بندوبست شہر کو ہمت
ایران گئی تھی خبر بسبب سرکوبی مفسدین کو پہونچی ہے یہ پندار غلط نہ کرین کہ سرکار مین قلت
فوج ہے دوسرے اشتہار مین یہ تھا کہ سرکار نے مواخذہ سپاہ سے درگذر کیا لازم ہے
کہ فوج بدستور سابق اپنے کام مین مستعد اور سرگرم رہے آئندہ ایسے امور لاطائل کا
خیال نہ کرے اور اگر روزگار منظور ہو بسلامت ہر ایک ڈاک مین اپنے اپنے گانون چلا جاے
کفالت خرچ راہ سرکار سے ہوگی اور کوئی شخص لفظ نمکحرام مفسد باغی وغیرہ نسبت انکے
اپنی زبان سے نہ نکالے ورنہ مجرم سرکار ہوگا۔
مگر افسوس ہے ان نمکحرامون نے اپنی قدر نشناسی سرکار کی اس عطوفت قدردانی پر دشمن
کا کچھ خیال نہ کیا آخر جہنم واصل ہوے اونکے ساتھ ہزارہا گھر بھی مفت برباد ہو گئے عزت و آبرو
نہ رہی اور سرکار کے حکم اشتہار پر کمینے اعتبار بھی نہ کیا جانتے تھے کہ مصلحت وقت سے یہ حکم
ہوا ہے خاطرجمع کہ ہمارے ملک سے کہان جائینگے ہم سمجھ لینگے یہ بھی سچ ہے حاکم سے کیا چارہ۔
نواب رکن الدولہ محمد حسنخان مرشد زادہ جنت آرامگاہ کنار شہر قریب دولتخانہ مہتاب باغ
مین گوشہ عافیت سمجھکر رہتے تھے کارنیگی صاحب محمود خان کوتوال نے اونھین سوار کرکے کچھی
بھون مین رکھا اونکے سپاہیون سے ہتھیار لیے پھر داروغہ سے اسلحہ خاص لیکر رسید دیکر چلے آئے
اور نواب سے کہا کہ ہمنے یہ امر از راہ مصلحت کیا ہے آپ کو کسیطرح کی تکلیف نہ ہوگی۔
دوسرے دن مرزا حیدر شکوہ مرزا ہمایون شکوہ پوتے مرزا سلیمان شکوہ کے گھر کارنیگی صاحب
کوتوال مع برقنداز گئے پہلے ہتھیار جو کچھ تھے لیے اور سوار کرکے امام باڑے مین لاتے پھر داخل
قلعہ کیا اور نواب وزیر مرزا مرزا کیوان جاہ کے بیٹے کو مہمان امام باڑہ کیا علت ظاہری یہ مشہور
ہوئی کہ انکا رسالہ شریک اہل بلوہ تھا انکے گھر مین چھپ رہا تھا جب انسے پوچھا اونھون نے کہا مجھے
معلوم نہین اتفاقاً از راہ نادانستگی اوسیوقت انکے گھر سے نکلا گوئندے نے بتا دیا اور سب
ہتھیار انکے بھی گھر سے لیگئے نواب سلطان عالیہ انکی پھوپھی نے مثل مادر شفیق پرورش کی تھی گھر
مین بہت داد بیداد کی کھانا نہ کھایا اوسکی صبحکو کوتوال کو نواب ممتاز الدولہ نے ایک جوڑی تنچہ کی اور
کچھ اور بھی یاوہ کارنیگی صاحب کو ہان گئی دو دن کے بعد بہی جد و جہد و خرچ سے نجات پیدا ہوئی لیپالک مت [illegible]

راجہ تلسی پور کے اور تعلقداران ملک اودھ کہ چوراسی کوس مربع ہر ایک راج زیر دامن کوہ متصل
عملداری نیپال واقع تھا بخیال دوراندیشی یہ بھی بلا سے بحکمت عملی محصور اس مقام کے کیے گئے
بلکہ بعض فوت ہوے اور رانی باغی ہو گئی اور وہ راج اب مہاراجہ سر جنگ بہادر کے جی
ایس آئی والی نیپال کو کہ پیشتر سے یہی حق اعلیٰ لیتے تھے بجمیع حقوق ملگیا اور علاقہ باکسی و بعض
والی نیپال نے لیا۔

ہنگامہ فساد شاہجہانپور وغیرہ وغیرہ از روی اخبار

غرض جب خبر انتقام پاداش سرکار فوج باغی کی پھانسی دینے کی جابجا ہر چھاونی میں
مشہور ہوئی سب پاس کی اپنی زندگی سے ہو لی آتش کینہ فساد دفعۃً مشتعل ہوئی اور ہر چھاونی میں
ڈھنگ سے فتنہ تازہ برپا ہوا اور صاحبان عالیشان کا چارہ علاج ہر طرح سے نہ ہوا بہ باغیان
سرکش مستعد بے انتقام لینے پر ہوے احوال مختلف ہر چھاونی کا بعد اختتام معرکہ ہر صاحب ضلع
نے لکھوایا ہے غالب ہے کہ وہ زیادہ تصریح کے ساتھ ہو لیکن لکھنؤ میں جہان جہان سے فوج باغی کر
جمع ہوی اون سے دریافت ہوا بالاجمال سلسلہ کتاب کے واسطے لکھا۔
شاہجہان پور میں جب طوہ ہوا سب صاف فوج و نظامت جمع ہو کر ایک بنگلے میں آئے
اور مستعد ہوئی فی الحقیقت جو حق مردانگی تھا ادا کیا جب پاے استقامت نرہا مضطربانہ
سمت علاقہ پوایان راجہ جگت بخش کے پاس چلے گئے قلعہ میں اور بعض صاحب بہرہ قصبہ
وقریہ کی طرف چلے گئے اکثر تیغ ظلم سے مارے گئے چنانچہ رکٹس صاحب ریذیڈنٹ
لکھنؤ کا بیٹا اسی فساد میں مارا گیا جب باغیوں نے میدان خالی پایا در نقد خزانہ خوب
لوٹا الا سکے بعد اسباب جو کوٹھی اور کچہری کے بنگلوں میں تھا لوٹ کر آگ لگا دی اسمیں
رعایاے شہر قوم پٹھان اجل گرفتہ شریک ہو گئی اس لوٹ کو مال غنیمت اپنے بیان
مفتی شہر جو صاحب مقدور عزت دار پٹھان تھے وہ حاکم بن بیٹھے کل کی پاداش کی
پھر سمجھا اور تلاطم ہر ستی مذہب و ملت کے خدا و رسول پر افترا کر کے صورت جہاد
نکالی کہ عوام اس جال ایمانی میں جلد پھنس جائینگے۔

چھڑی مین فقط دو کمپنی مین سوار تھے اونھون نے راہ سیتاپور کی لی بیان ۳ کپتان ایک رسالدار تھا ایک
صاحب کا نوکر نقل کرتا تھا کہ رات کو ایک سوار لکھنؤ سے آیا صاحب کمان افسر کو چٹھی دی صاحب نے اوسی
سے کہا لکھنؤ مین فساد ہوا تم میم صاحبہ کو فلان صاحب کے پاس پہونچا دو حسب الحکم مع میم صاحبہ
اوس صاحب کے پاس پہونچا اونھون نے قبول نہ کیا جواب سخت دیا میم صاحبہ کو پھیر لایا اوس نوکر نے
گستاخانہ صاحب سے کہا آپ نے کیون ایسی باتین کین جیسے یہ نوبت پہونچی کہا ہم حکم سرکار کی
چھوڑ نہین مہرجال کارتوس سپاہیون کو تقسیم کرینگے ۔

صبحکو فوج سب طیار ہوئی کمان افسر نے سپاہ کو حکم دیا ہمنے خزانہ سرکار تمھین بخشا لو اور ہمارے
دشمنون سے مقابلہ کرو جب مستعد جنگ دو مرتبہ باغیون سے ہوے وہ پیشتر سے آپس مین قسم
واتفاق کر چکے تھے فوراً بگڑ بیٹھے اور اپنے افسرونکو زیر تیغ لیکر متوجہ لوٹ اور آتشزنی
ہوے اس شقاوت قساوت قلبی سنگدلی بیرحمی کا بیان یا عورات بے گناہ اور اطفال
خردسال سے سلوک کیا کس زبان سے بیان ہو سکے اور کیونکر تحریر کیا جاوے کپتان اندرسن نے
اپنے رسالہ محاصرہ لکھنؤ مین لکھا ہے واللہ باللہ ایک صاحب کا لڑکا چار برس کا حالت اضطراب
مین معلوم نہین کسطرح اپنے ماں باپ سے چھٹکر ایک جنگل مین رہگیا دو دن اور دو رات ہر
کمرے مین گھبراکر جاتا تھا کبھی ماما کبھی پاپا کہکر چلاتا تھا جب طاقت نہ رہی غش کھاکر ایک کمرے
مین گر پڑا اتفاقاً تیسرے دن ایک نامرد اوسی کوٹھی کو داخل ہوا جب نظر اوس ملعون کی اوس پر
پڑی ہوش بھول گیا ایک کندہ بندوق اوسکے سر پر مارا جان بحق ہو گیا بس یہ ملعون پھر سپاہیون سے
کہتا تھا کہ مین نے ایسا کام کیا ہے اسیطرح اور کئی نامرد بیان کرتے تھے ۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ

غرض بیبیون کی یہ نوبت پہونچی کہ بھوکی پیاسی پا برہنہ کپڑے پھٹے ہوے گرد آلودہ بعض بچہ
گودی مین بچے لیے جسطرف چاہا چلین نہ راہ سے واقف جہان آدمی دیکھا خوف جان سے
راہ جنگل کی لی صاحبان عالیشان کا یہی حال تھا اگر کبھی گانون مین بیبیان اس خرابی حالت
سے پہونچین زمیندارون نے رحم کھاکر رات کو اپنے گھر مہمان کیا جو ماحضر تھا حاضر کیا صبحکو ایک
چھکڑے پر سوار کر کے پاسی ساتھ کر لکھنؤ پہونچا دیا بعض صاحب [illegible] جنگل مین [illegible]
چلے گئے وہان سے بنارس پہونچے بعض کئی دن تک [illegible] ہے ۔

کرسٹن صاحب کمشنر خیرآباد اونکا بنگلہ کنارے دریا تھا اوسوقت مع کئی میم صاحبہ گھوڑ دن
پر سوار ہوکر لکھنؤ چلے گئے پیچھے سے ملنگون نے بندوقین ماری زمین پر گر پڑے میم صاحبہ
کرسٹن صاحب کی نعش سے لپٹ گئین دفعتہً اونپر بھی گولی پڑی اپنے خاوند سے جا ملین ایک صاحب
نے اپنے بنگلے مین پناہ لی بندوق دشمنونکو کرنے سے مارا کیے جب گولی بارود ہو چکی گھوڑے پر
سوار ہوکر لکھنؤ چلے تھوڑی دور جاکر گولی سے وہ بھی زمین پر گر پڑے ایک میم صاحب جمال
ہراسیمہ ہوکر بنگلے سے باہر نکلی چپراسی سے پوچھنے لگے ہمارا صاحب کہان ہے ناگاہ ایک
ملنگے نے گالی دیکر ایک لکڑی ماری دفعتہً ایک سوار دوڑ کر آیا اونھین اپنے گھوڑے پر سوار کرکے
جنگل کو چلا گیا پھر اوسکا حال نہ معلوم ہوا کہ وہ کہان گئی۔
وہ صاحب برانکو ایک زمیندار کے مہمان ہوے پانی چاہا اور خشک روٹی کھائی کہنے لگے تین
میم ہیں جھنکر تمہارے گانوُن مین آئی ہین تلاش کرو چوکیدار اونکو ڈھونڈھکر ایک دھوبی
کے گھر سے لے آیا لیکن اس عرصے مین صاحب گھبرا کر لکھنؤ کو چلے گئے بیبیان چوکیدار کے ساتھ
بہزار خرابی لکھنؤ پہونچین اکثر میم ممدوح بیبیان چھکڑون پر سوار بھوکی پیاسی اس قدرت گرمامین
لکھنؤ پہونچ جاتی تھین لیکن زبان طعن خوب لارنس صاحب پر کھولتی تھین۔
فوج باغیہ نے خزانہ سرکار سے ۲ لاکھ ۱۳ ہزار روپیہ لیا اوسمین سے کچھ رعایا کے بھی ہاتھ لگا
بعد اسکے کدار ناتھہ و میر قدا حسین کمیدان کو حاکم خیرآباد کرکے حکم دیا کہ بدستور زمانہ تم مستعد
سرگرم کار سرکار پر رہو ہر وقت ضرورت ارسال رسد غلے سے غافل نہ رہنا۔
فیض آباد سے پہلے دو کمپنی تلنگا اغلبگر دیسے مانڈے سے پہونچی پھر گورکھپور جون پور سے
بھی پلٹن آئی اس ہنگامہ سے دو دن پیشتر گولڈنی صاحب کمشنر مع اور حکام نے ہندوستانی
افسران فوج کو بلوا کے سمجھایا کہ ہمارا مارڈالنا منظور ہے بسم اللہ لیکن اس سے تمھین کیا فائدہ ہوگا
اپنا مطلب دلی مفصل ہمسے کہو عرض کی ہم تابعدار سرکار ہین لیکن ہم سپاہ سے مجبور ہین اگر ہم
سمجھائینگے پہلے ہمہین مارڈالینگے بہتر ہے حضور خود اونھین بلوا کر سمجھائیے جب سپاہ بلوا دہ
آئی سب طرحسے سمجھایا لیکن اونپر تسلط شیطان تھا اور خون ناحق مین سرشار ہو چکے تھے
جواب بے ادبانہ سخت دیکر چلے گئے سرکار کے عہد و میثاق پر راضی نہوے۔

اوسکی صبح سب صاحب اور میم کوٹھی ولکستا مین جمع تھین ایک کمپنی سو سوار چھاونی سے آئے
ایک جمعدار دو تلنگے سب کے سامنے آکر کہنے لگے صاحب خزانہ کہان ہے ہمین کنجیان
دین صاحب خزانہ نے پھینک دین کہا ہمین تم خود گنکر روپیہ دیدو صاحب خزانہ اونکے ساتھ
گئے تین لاکھ ۳۰ ہزار کتوا کر توڑے دیدیے صاحب نے کہا ہمین اسمین سے ۵ ہزار روپیہ برکات
احمد رسالدار نے کہا ۲۰ روپیہ دو باقی سب کرانچی پر رکھہ چھاونی لیگئے۔

پھر ایک دن کمشنر صاحب اور حکام مع صاحبان فوج و میم صاحبات باتفاق چھاونی گئے
افسران ہندوستانی سے فرمایا ہم سب موجود ہین مار ڈالو یا نکالدو سب افسر راضی ہوے
کشتیون پر سوار ہوکر چلے یہ خبر بسلامت نکالدینے کی سپاہ باغی نے سنی جو اعظمگڈھہ وغیرہ سے
آکر کنارہ دریا سے زیر ماندہ رہی تھی اور فوج فیض آباد سے کہلا بھیجا کہ تمنے ان سبکو جانے
دیا ہم پہلے تم سے مقابلہ کرینگے غرض جب کشتیان ٹانڈے سے پہونچین وہی تلنگے دوڑے
کمشنر نے خود تمنچہ مار کر دریا مین کود پڑے مرگئے اونکا سگ باوفا بھی اونکے ساتھ دریا مین کود پڑا
مرگیا واہ ری وفاداری میمصاحبہ بھی ڈوبکر مرگئین باقی اور صاحبون سے مقابلہ ہوا مارے گئے دوسری
کشتی دوسرے کنارے کچھار مین تھی کرنل ٹیالن پول مع میمصاحبہ اور کئی لڑکے لیکر کنارے اتر کر ارہر
کے کھیت مین بیٹھہ رہے پھر وہان سے میر محمد حسنخان ناظم کو خبر بسلامت پہونچی اسکا ذکر قابل
بیان ہے آگے آئیگا۔

احمد اللہ شاہ فقیر رہنے والا مندراج یا دکن کا کئی برس سے لکھنؤ مین گھسیاری منڈی
مین رہا کرتا تھا مشہور نقارہ شاہ آنا تھا کسی ارادے سے فیض آباد گیا سرامین اوترا تھا کسی فتنہ
سے فساد کیا تھا قید ہوکر پول کی پلٹن مین تھا لیکن اپنے جذب جنون سے الفاظ شدنی اور
لفظ قتل و غارت بکا کرتا تھا جب ہنگامہ ہوا سپاہ نے فقیر سمجھکر چھوڑ دیا پہلے فوج نے چاہا
کہ اسے اپنا افسر کرین ہمارا سرپرست ہو لیکن اسکی باتون سے ڈرے کہ ہندو سے بہت
بہت بیزار و نفرت رکھتا ہے اکثر انتقام ہنومان گڑھی کو بھی کہتا ہے مبادا اسکی جہت سے پھر
ہندو و مسلمان مین صورت فساد نکلے اس جہت سے افسر نہ کیا بعد اسکے مرزا عباس پوتے
نواب شجاع الدولہ کو تجویز کیا بسبب سن پیری وہ بھی نہ ٹھہرے اسکے بعد جب کوئی نہ ٹھہرا حکومت

فیض آباد رانی بان سنگہ کو دیکر لکھنو چلے۔

سلطانپور رسالے مین کرنل فشر صاحب تھے سید برکات احمد رسالدار نے پہلے اونھون نے صاحب سے عرض کیا جاتا آپ فرمائین ہم آپ کو سلامت پہونچا دین پھر ہمسے کچھ نہ ہوسکے گا نمک حرام ہوجاینگے سپاہ پر ہمارا اختیار و حکومت نہ ہوگی صاحب جلیل القدر نے خلاف شرافت و شجاعت سمجھکر اسے قبول نہ کیا آخر اپنے بنگلے مین نامردون کے ہاتھ سے مارے گئے اور متواتر کہتے رہے کہ اگر تم بہادر ہو تو ایک بندوق ہمین دو پھر تماشا اپنی بہادری کا دیکھو کمسنی ایک آیا چھوٹے لڑکے کو گود مین لیے جاتی تھی ایک نامرد سوار نے گود سے گراکر برچھی کی انی سے چھید چھید مار ڈالا پھر چھاؤنی مین آگ لگادی ہر بنگلے کو خوب لوٹا۔

بہت سے مسلمان اس رسالے کے اپنے تعصب مذہب بعلت نہون مولوی سید امیر علی آغا علی خان ناظم کی تلاش مین رہے بنیا یا وہ جان بچا کر رودولی مین جا کر چھپے مرزا حیدر مرزا اونکے دونون بھائی جان بچا کر لکھنو آئے یا فیض آباد مین رہے اسکے بعد رسالہ فیض آباد آیا راجہ بھرایچ قید تھا اس ہنگامہ مین بھاگ کر اپنے گھر گیا کئی ہزار گنوار نوکر رکھے صاحب کمشنر نے سبب نگاہداشت پوچھا کہا زر تحصیل ہمین سرکار سے معاف ہوجاوے یا فوج تحصیل کو ملے وگرنہ زمیندار مالگذار روپیہ کیونکر دینگے۔ صاحب سنکر چپ ہورہے۔

علاقہ سلون مین کرنل برو صاحب مع اور حکام فوج مین گھر گئے تھے راجہ ہنونت سنگہ راجہ کالاکانکر وغیرہ اونھین اپنی حفاظت مین لیگئے اپنی گڑھی مین رکھا ہرچند وہ بدل تشفی صاحب صاحب ممدوح کرتے رہے مگر صاحب بمقتضاے تاثیر وقت خائف رہے آخر بسلامت قلعہ الہ آباد مین پہونچے اپنی رسید راجہ کو بہت شکرگذاری سے بھیجی اسی حسن خدمت سے راجہ داخل زمرہ خیرخواہان سرکار ہوے اگرچہ وقت داخلہ فوج اونکا جوان بیٹا مارا گیا یہی سبب تھا کہ محاصرہ بیلی گارد مین زمیندار علاقہ سلون کے نہ آئے عذر کیا اور جب پلٹن سفینہ نے خزانہ سرکار لیا زمیندارون نے مال سرکار سمجھکر مقابلہ کیا طرفین سے قریب ۲۰ آدمی مجروح و مقتول ہوے۔

بہرایچ مین فوج باغیہ خون ناحق صاحبون سے درگذری لیکن زمیندارون نے راہ ندی آجڑ دونون پلٹن نے اتفاق کیا اور خزانہ لیکر داخل فیض آباد ہوئین۔

[illegible] ہو چکا تو لی مین فساد سے نیا رنگ پیدا کیا تھا اور زمیندار مالگزار تمام ممالک محروسہ نے
[illegible] کی بھی بجائے خود دیکھا کہ ہو بیٹھے رودولی مین تحصیلدار کو مار ڈالا کاظم علیخان کمشنوہ تحصیلدار
وہان بھاگ کے ملیح آباد چلے گئے اپنی حکمت عملی سے آپ بھی بچے کپتان ویسٹن صاحب کو بھی بچا یا [illegible]
[illegible] گارڈ مین پہونچایا [illegible] کام خیرخواہی کا کیا لیکن بعد رفع ہنگامہ فساد کے اونکو
[illegible] اس جہت سے کہ زمانہ بے بسی مین وہ وکیل بیسواے چھبیرا نارا و کے ہوکر دربار
[illegible] مین حاضر رہتے تھے یا اپنے بچاؤ کی صورت نکالی تھی خود کہتے تھے کہ مین پرچہ اخبار [illegible]
[illegible] جنرل چمبرلین صاحب نے اسکی تحقیقات کیا ولایت مین ریسٹن صاحب کو لکھا
[illegible] اکثر مقام پر تھانہ دار مارے گئے نمبردار جدید سے زمیندار
[illegible] لی اور درپے انتقام یکدیگر ہوے ۔

کپتان ہیر صاحب اور کپتان فیر صاحب کا مارا جانا

کپتان ہیر صاحب ملٹری سکرٹر کپتان فیر صاحب نے از راہ جوانمردی و تہوری نمک حلالی
[illegible] یعنی ہراول لشکر ظفر پیکر ہوکر چارسو سوار رسالہ کپتان گال صاحب لیکر بندہ اضلاع
[illegible] لکھنؤ سے روانہ ہوے مین پوری سے جب رسالہ دوراہے پر پہونچا کمان افسر
[illegible] راست جانیکا دیا سوار ٹھہر گئے دوبارا حکم دیا نہ چلے آخر ایک صوبہ دار مقابل صاحب آیا
[illegible] مارا امان خان صوبہ دار میجر صف سے نکلکر اوس سے کہنے لگا تو نے میرے افسر
کو مارا [illegible] تیرے افسر کو مارتا ہون بعد اسکے سوارون نے افسرون کو قتل کر راہ شاہجہان آباد
[illegible] امان خان نے کپتان ہیر صاحب سے مخاطب ہو شکایت لکھنؤ مین گالی دینے کی کر
[illegible] اور باقی سوار کپتان گال سے کہنے لگے کہ ہم آپ کی بدولت نوکر ہوے آپکا نمک
کھایا [illegible] کہ آپ ہم مین سے بسلامت چلے جائیے اور یہان جانے دیجیے کپتان [illegible]
[illegible] سید [illegible] سو دفن و تشیع ہوے نام کٹ گیا اکثر اپنے حال پر دیا کر [illegible]
ڈپٹی کمشنر و کپتان [illegible] کو عہدہ میجری رسالہ دیا بعد کئی دن گال صاحب کئی سوارون کو [illegible]
[illegible] ساتھ روانہ الہ آباد ہوے [illegible] کی سفر مین [illegible]

سواروں نے پٹھانوں کو خبر کردی مارے گئے بعد لکے اوسی رسالے کے دو سو سوار نے اپنی
تنخواہ لی اور چھاؤنی منڈیاؤن مین نماز جمعہ پڑھکر روانہ شاہجہان آباد ہوے اس سالہ
مین قوم رانگڑونکی کے قریب رہتی تھی اپنے بھائیونکو احوال سنکر چلے گئے -

منشی رسول بخش قصبہ کاکوری کا پھانسی پانا وغیرہ

زبانی کرم خان صوبہ دار پلٹن نادری اس قصہ کا بیان کرتا ہے کہ ایکدن میر عباس تھانہ دار
اور ایک حولدار پلٹن مفرور چھاؤنی منڈیاؤن شام کو حسین آباد کے تالاب پر زیر درخت شہتوت
کھڑا سمجھا رہا تھا کہ شل اور پلٹن کے فتنہ و فساد برپا کرنے مین تمھین تامل کیا ہے صوبہ دار نے
جواب دیا کہ ہمارا کوئی سرپرست نہین مبادا نوکری ۶۵ روپیہ کی مفت ہاتھ سے جاتی رہے بدنامی
دنیا کی الگ حاصل ہو اتفاقاً دو سپاہی اور اونکی سرگوشی کان لگا کر سننے لگے صوبہ دار ڈر کر چپ
ہورہا اور اپنے مقام پر چلا گیا اور اوسے یہ ڈر ہوا کہ مبادا یہ دونون سپاہی میری پلٹن کے
ازراہ جاسوسی کسان افسر سے جا کر کچھ کہدین اوسوقت سوا سے پھانسی پانے کے کوئی
علاج میرا نہ ہوگا غرض اسی خلجان سے اوسنے انشاے راز اپنے ایک دوست سے کیا اوسنے
کہا تو اسیوقت جا کر صاحب خبر کردے صاحب نے سنا حکم دیا کہ اگر کل صبحکو وہ دونون
پھر آدین ہمارے گوئندے کے ساتھ تو اونکے گھر چلا جانا اوسنے کہا اگر نہ آدین تو آفت مجھپر آدیگی
کہا اس سے مطمئن ہو غرض صبحکو جب وہ دونون اجل گرفتہ آئے اونکے ساتھ مع جاسوس
بازار ٹکیٹ راے راجہ ہلاس راے کے مکان مین کوٹھے پر چلے گئے دیکھا کہ منشی رسول بخش
کاکوروی اور اونکا بیٹا حافظ میر عباس اور حوالدار اور دو آدمی مجموع بیٹھے ہین منشی
نے صوبہ دار سے باتین اطمینان کی کین اور مستعد ہونے برپا کرنے فتنہ و فساد کی شروع
کین اور تحریر خطوط بھی دکھلائی بعد ایک ساعت کے کارنیگی صاحب محمود خان کوتوال کمپنی
تلنگہ برقنداز لیکر ہو پہنچے گھر کو گھیر لیا اتفاقاً ہمسایے مین ایک ہندو کی برات بھی اوتری ہوئی
تھی من الاتفاق میر خلیل احمد ابن زمان شاہی میر باقر سوداگر کے پاس نہ بیٹھے کا احوال کلکٹ سننے
کو گئے تھے بضعف سن پیری سے تھک کر منشی کے پاس آکر دم لیا تھا کہ ایک چلم حقہ کی پیکر چلا جاؤنگا غرض اوسوقت

۲۲- آدمی مجرم و غیر مجرم جو وہان تھے دست بستہ قید ہو کر کوٹھی رزیڈنٹی مین گئے
حاضر حضور صاحبان کمیٹی مفصل سرگذشت بیان کی حکم ہوا منشی اونکا بیٹا حوالدار یہ
تینون پھانسی دیے جائین کارنیگی صاحب نے منشی سے کہا تو مدبر فتنہ فساد اس سب ہنگامہ کا
ہوا ہے برسون تو نے سرکار کا نمک کھایا آبرو روپیہ پیدا کیا اور میر عباس سے کہا تو وہی ہی کہ
لشکر مولوی امیر علی مین جہاد پر کمر باندھی چار ہزار روپے اونسے بہ فریب لیکر بھاگ آیا پھر
فضل علی مقدور کو تو نے اپنے گھر چھپایا پھر ہمسے اجازت لیکر اوسکے قتل کو گیا اور اپنی
جبن و نامردی سے پھر کر چلا آیا لکھنؤ مین ہر شخص کو ترغیب فساد و بلوہ تیار ہاکرانی سرکار کو ماڑا
اسی صبحکو یہ ۲۲- آدمی پیادہ رزیڈنٹی سے مچھی بھون کو گئے ان چار یارنکے بعد ایک دو دن
کے پھانسی پاتی باقی بندھے ہوئے سامنے بیٹھے رہے ان سب مین میر خلیل احمد کا بسبب ضعیف
پیری کے بہت برا حال تھا گویا جان قالب سے نکل چکی تھی بعد پھانسی پانے کے اونکی نعش
شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر جسکو سوداگر واد و باقی مجرمین کو حکم امام باڑہ ہوا- صوبہ دار نے روبکاری
مین کہتا کہ فقط میرے کہنے سے نوبت یہان تک پہونچی اب مین خدا کو گواہ کرتا ہون کہ اس
ماجرے سے مین نہین واقف یہ سب بےگناہ قید ہوئے ہین آگے آپ حاکم ہین اختیار ہے اوسکے
اظہار سے براتی بھی چھوٹے اور یہ برات سنکٹا پرشاد نامی قوم کھتری ایک متمول شخص بنارس کی
تھی بنارس کو گئے مگر اونکا اسباب زیور وغیرہ لٹ گیا میر خلیل احمد کو حکم ہوا چوبیس گھنٹہ
کے بعد تم اس شہر سے چلے جاؤ وہ بجنور جا کر رہے منشی کا اسباب لیا گھر کا نیلام
ہوا- مرزا فرخندہ بخش شاہزادے کے داماد نے دو یا رہ دام سے مول لیا کسواسطے کہ
وہ انکی ملک تھا- میر خلیل احمد کربلا گئے وہین انتقال کیا انجام بخیر ہوا-

تھارن ہل صاحب ملیح آباد سے شکست کھاکر دو سوارون سے کاکوری مین قاضی
وصی علی خان کے گھر مین ٹھہرے اونکی خدمتگزاری سے بہت خوش ہوئے بشرط رجعت حکومت
و تسلط سرکار وعدہ پرورش کیا وہان سے بسلامت لکھنؤ آئے جب ملیح آباد کے لوگون نے
منشی رسول بخش اور حافظ کی خبر پھانسی پانے کی سنی کاکوری مین آکر جمعدار اور دو برقندازون
کو مار کر چلے گئے جو باغ مین وصی علیخان کے تھانے پر تھے دو آدمی اونکے بھی مارے گئے لیکن تھانہ دار

بچ گیا دوسرے دن تھارن ہیل صاحب نے منشی رام دیال کو حکم دیا وہی نانا خان کو خط بھیجکر پاوُن پڑ کر عذر کرکے دہ گئے دوسرے دن ایک سوار حکمنامہ اونکی طلب کا لایا لکھنو مین ردبکاری کو تو حکم دیا مگر ویسٹن صاحب جو مدت سے ان کے حال سے واقف تھے سینہ سپر ہوکر انکو بچایا نجات دلواتی اپنے گھر آئے۔

	لونا فساد کانپور	

فی الحقیقت عجیب طرح کی کالی آندہی آئی جسنے تمام کرۂ ہندوستان کو گھیر لیا مجموع دل خلائق کا ایکدام پر ہونا سوا خالق کے کام بشری نہین ہے کسواسطے کہ دیکھو سلطنت سلیمانی اون سورجیا ضعیف کی کیا حقیقت تھی یہ مقام غور و تامل اہل بصیرت ہے خلاصہ ۳ پلٹن ایک تیسرا رسالہ کانپور مین تھا اور توپخانہ جب منشی کی خبر ہی ہی سنی سب کو لشنے قصاص لینے کا یقین ہوگیا کچھ بن نپڑا سوا اسکے کہ طریق رفتار اپنے اخوان الشیاطین کا اختیار کرین دفعتہ وہان بیری ابلہ کر دیا بنگلون مین آگ لگادی اسباب لوٹا صاحبان عالیشان خرد کلان چھوٹے بڑے بیبیان ولایتی خواہ ہندوستانی عیسائی اطفال کے ساتھ اوسی طریق سے پیش آئے جسکا بیان نہین ہوسکتا بعض سیم تن صاحب جمال و فوز عیرت و شرافت سے کنوؤن مین گر کر مرگئین نعش اطفال اور مقتولین سے کنوان بھر گیا چار دن تک فوج باغی اپنے افسرون سے لڑتی جب متعاود کیا جرنل ویلر صاحب مع اور افسر اور گورون نے دھس اسپتال مین بناکر پناہ لی۔

شہر کے مہاجنون نے خوف سے فوج کو آذوقہ طعام تر و خشک مع تکلف سے بھیجنا شروع کیا رانا راؤ پسر متبنا سے باجی راؤ پیشوا پونہ جو بٹھور مین رہتے تھے فوج کے سامنے آگئے آیا ہوا تھا حاکم شہر ہوا اسکی منادی ہوئی کئی دن کے عرصے مین دس بارہ ہزار سوار پیدل اہل توپخانہ مشل سہ بندی نوکر رکھے ۲۰ دن فوج باغی اسپتال کی فوج سرکار سے لڑتی رہی آخر صاحبان محصورین نے از راہ مصلحت وقت رانا راؤ سے امان چاہی اسپر راضی ہوکے صبح کو سب فوج سے قلعا شہر تماشا بین جمع ہوئی جرنل صاحب نے سفید نشان امان کے گڑوا دیے اوسوقت صاحبان محصورین مع دیگر افسر مع پیشوا جمع ہوکیا بیٹھے باہم عہد و میثاق قطعی

آنکھلی جہاز اوسکے بعد کشتیون پہ علی قدر اسباب ضروری بار کرکے مع جنرل صاحب وابستہ
ہوئے بالاجی راو سگے بھائی رانا راو نے ارادہ خیانت اور فسخ عہد کرکے حکم شلک توپ دیا اور
منع کیا کہ دغا موافق مذہب کے گنگا سے کرنا اچھا نہین اسکا انجام بہت برا ہوگا نیا جب توپ
چلنے لگی اور کشتیان دریا مین بہہ گئین بیبیان گود مین بچے لیے صاحب جو کنارہ دریا کشتیون پر
سوار ہوئے کو باطمینان کھڑے ہوئے تھے سبھون نے فرمایا دغا بلند کی اوسوقت سپاہ
باغی کا قتل کرنا ایک طرف تلوار پر تلوار پڑتی تھی دوسری طرف سے گولیان برستی تھین
پاس سے ہر ایک سے ملتجی ہوتا ایک ایک سے سہارا اور پناہ ڈھونڈھتا وہ بھاگ کر باہر
ایک سوار رحم سے بچاتا تھا دوسرا گولی مارتا تھا ایک عجیب ماجرا تھا کہ جو کشتیون پر دریا مین
کودا ڈوب گیا ادھر جو گیا پایا بستہ تھا جنرل صاحب کی کشتی بہ سلامت الہ آباد پہونچی راہ مین فقط
دو کشتی کو زمیندارون نے لوٹا۔

نواب محمد علی خان عرف ننھے نواب کے گھر کو فوج نے خوب لوٹنا چاہتی تھی مار ڈالنے کا
کہ پہلے اونھون نے شاید بعض بیبیان اور صاحب کو گھر مین چھپایا تھا لیکن پیشوا نے رئیس امیر جانکر
منع کیا آخر کار نواب معتمد الدولہ کو مالدار اہل وثیقہ سمجھکر لوٹا ہر ایک نے اپنی عزت و جان بچانے
کی لیے صورت عافیت داشتی پیدا کی رعایا شہر کو امان دی خزانہ کلکٹری لاکھ روپیہ
لیکر فوج کو انعام دیا حکمنا تحصیلدار و زمیندارون کو بدستور انتظام و حفاظت راہ کے ردا
کیے جب رانا راو اس مدت قلیل مین اپنی غفلت و نااندیشی سے عیش و عشرت و لغویات لاطائل
مین مشغول ہوا فوج باغی بیدل ہو گئی چاہتی تھی کسی اور کو اپنا حاکم کرے مگر کوئی نہ ملا۔

فساد خاص لکھنؤ

قبل از پہونچنے فوج باغی نواب گنج مین چیف کمشنر مع ۶ صاحب ۰ سوار تلوار مین پہنچے آدھی
رات کو نواب گنج پہونچے میر عسکری تحصیلدار کو بلا کر فرمایا بازار سے جو کھانے کی چیز ہے لاؤ اور خود
کرسی اور موندھو پر بیٹھے ادھر بھی فرمایا کہ ہم جا کر کرنل گنج مین توپخانے کو لے لینگے تحصیلدار نے
عرض کیا یہانسے چھاونی ۸ کوس ہے دریا سے کہا گر گنج مین لیا ایک نیچے جب کچھ کھا چکے

تھوڑی دور گئے تھے ایک صاحب کو گھوڑے نے گرا دیا اُنکے شانے مین چوٹ آئی زمین پر گر پڑے
چارپائی پر دو صاحب دو سوار نواب گنج لے آئے تھوڑی دور اور چلے تھے ایک اور صاحب
گھوڑے سے گرے اونکا ہاتھ مجروح ہوا جب کنارہ دریا پہونچے صبح ہوگئی سب بے فائدہ آگئے
چانا پارا دتنا جھکا پھر آئے زبانی قربان بیگ جو تحصیلدار کے ساتھ تھے —

کئی چھکڑے صاحبون کے اسباب کے چھاؤنی سکرورے نواب گنج کی سرا مین پہونچے
پاسی جو حفاظت کو ساتھ تھے بجہ عدم رسی تنخواہ اسباب چھکڑون سے لیکر چلے گئے —

ایکدن کپتان ویسٹن صاحب نے چاہا کچھ سوار لیکر فوج باغی پر شبخون مارین اپنی
ٹوپی دار بندوق کو چھوڑا رنجک چاٹ گئی دوسری ٹوپی چڑھائی وہ بھی خالی گئی شگون بد
سمجھکر بندوق ہاتھ سے پھینکدی فسخ عزیمت کیا۔

میر اکبر علی ساکن کنتور نے دو ٹپالن سہ بندی نوکر رکھے فوج باغی کے شریک ہو کر نواب گنج
کے ایک باغ مین اترے احمد اللہ شاہ فقیر بھی بارادۂ فاسد بادشاہت لکھنؤ فوج باغی کے ساتھ
تھا افسرون سے کہنے لگا یہ دونون ٹپالن بروقت پہونچنے لکھنؤ دغا سے تیر آگے ہین کیا کرو
پس چاہیے انسے ہتھیار لیلو ایک گارد تلنگون کا کیدان کے بلانے کو گیا اتفاقاً وہ دوپہر یا
روسیف آئے کچھ سپاہ کو جھپا بانٹ رہے تھے مع زر نقد اونھین کرکے لے آئے احوال پوچھا
کچھ تامل کیا دوسرا کاڈگیا سپاہی اوسوقت بھاگے گارد انکا اسباب ہتھیار لیکر پھرا آیا آخر قرینے
سے معلوم ہوا کہ یہ امراے لکھنؤ سے میر اکبر علی کہ ہزار روپیہ واسطے نگاہداشت دو ٹپالن
سے آئے تھے کہ ہم باغیون کے ساتھ آئینگے اونھین غافل پاکر لوٹ لینگے پھر مفصل احوال کھل
گیا ان کو سید ضرر سمجھکر چھوڑدیا بات بہت خوب تھی اگر بن پڑتی۔

ڈپٹی کمشنر کا قیصر باغ سے بادشاہی کوٹھون سے اسباب لانا

روز پنجشنبہ تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۲۵ جون سنہ ۱۸۵۷ء دوپہر کو ڈپٹی کمشنر
صاحب اور کئی افسر مع تمندار کمپنی گورہ و دو توپین لیکر داخل قیصر باغ ہوئے اسواسطے
کہ بادشاہی کوٹھون سے جو اسباب عمدہ اور بیش قیمت کمیاب ہو بچائین اور اپنی حفاظت مین رکھین

سپاہی حبشی جو در دولت پر حفاظت کو باہتمام حسام الدولہ تھے کہا کہ فوج فیض آباد عنقریب ہے اگر
اونہیں جلد خبر پہونچے گی فلی آئیگی جتبک انہیں ہم روک سکتے ہیں اونھوں نے کچھ مناسب سمجھکر منع
کیا اور خبردار ایسی حرکت نہ کرنا خلاصہ چیف کمشنر نے مفتاح الدولہ سے جائزہ جواہر خانہ لیکر
۲۲ صندوقچہ جواہر ۳ تاج شاہی مکلل بجواہر کئی توڑے اشرفی تخت شاہی ہتیار بیش قیمت
تبرکات مصرف شاہی مفتاح الدولہ حسام الدولہ صحت الدولہ کو گوردن کے پہرے میں لیکر چلے صاحب
محل نے اپنی ناوابستگی سے شور واویلا برپا کیا ہے کہ بادشاہ کا گھر لوٹنے لیئے جاتے ہیں
چیف صاحب نے فرمایا فوج باغیہ کے خیال سے اپنی حفاظت میں لیے جاتے ہیں ورنہ یہاں
رکھنے میں احتمال بربادی وغارتگری کا ہے اور کسی سے اسکی حفاظت نہو سکیگی فی الحقیقت
یہ بڑا احسان چیف صاحب نے کیا ورنہ زمان رجعیبی میں یہ سب غارت ہوجاتا اور اگر کلکتہ بادشاہ
کو بسلامت نہ دیا جاتا ۱۸ کوٹھیوں کی طیاری آراستگی خاطر خواہ بادشاہ کاہے کو ہوتی اور
اسباب کے نیلام سے منشی صفدر کا کیونکر بھلا ہوتا خلاصہ مفتاح الدولہ سے متعلقات کوٹھیوں کی
کی نگران تینوں صاحبونکو اس قید سے توقع نجات نہ تھی گوردن کے پہرے سے گھبرا گئے تھے
آپس میں بات نہ کرسکتے تھے ایک دوسرے سے علیحدہ بیٹھے تھے آخر شب رات ہوتی ...

معرکۂ چنہٹ وخاص لکھنؤ

جب فیض آباد میں ہر چھاونی سے فوج باغی آکر جمع ہوئی تو خزانہ سرکار ... مال ...
ہر ایک نے چاہا سیدھی اپنی گھر کی راہ لے افسرن نے کہا کہ تم ... سرکار ... سے کہاں تک
جاؤ گے کسی دوسرے کی عملداری قریب ہی سوا کہ اپنی سزا اعمال میں گرفتار ہو کر ہر ایک کسی
جزیرے کو روانہ کیا جائیگا مناسب یہ ہے کہ اپنا سنگرہ توڑ دو کمر ہمت باندھو بادشاہ
ہندوستان کے ظل حمایت میں چلکر ہو کر مرگ انبوہ موجب عافیت دنیا ہی اپنی حکومت و
اختیار بھی باقی رہیگا پس اکثروں کی صلاح ٹھہری کہ دلی چلیں بعضے کہا کہ اگر دلی جانا ہے تو
لکھنؤ ہو کر چلو اور ممالک محروسہ کے جتنے راجہ ہیں اون سبکو اپنا شریک کرنا چاہیے -

چنانچہ اسکا اتفاق ظاہری دیکھکر ہر ایک نے اطاعت کی اور باطن مین متردد رہے اور اپنی حفاظت کو سپاہ گوہار نوکر رکھی —

راجہ مان سنگہ نے عرضی چیف کمشنر کو بھیجی کہ مین مطیع و فرمانبردار سرکار ہون لیکن ان باغیون کی طاقت مقابلہ نہین رکھتا جان تک ممکن ہوا اپنی جان وہان سے حاضر ہون کی سیم اُنکو ضابطہ کی ابھی تک چھپایا ہے جیسا حکم ہو دستخط ہوئی کہ تمھاری خیرخواہی ثابت ہے جسمین جان جا سکین چلے جائین چنانچہ انکی حفاظت مین ہر ایک عملداری سرکار مین بسلامت پہونچ گیا فوج باغی نے قوم سے دریافت کیا کہ راجہ باطن مین سرکار سے موافق ہے کچھ تعجب ہو رہی کہ یہ زبردست ہین صاحب فوج صاحب مقدور ہین شاید کوئی فساد تازہ برپا ہو جاوے ابھی درگذر کرنا چاہیے جب اختیار کامل ہوگا سمجھ لینگے۔ حکومت نیعل آ اد کیر چلے آتے —

روز سہ شنبہ ۷ رشہر ذیقعدہ مطابق ۳۰ جون ایک گوئندہ نے چیف کمشنر سے خبر کی کہ کمپنی تلنگہ و توپ اسپی ایک رسالہ علی گنج معہ ہنومان مہابیرین اُنکے و سے دو کوس پر آ پہونچا ہے باقی فوج متفرق مع میگزین نواب گنج کو ایک دوسرے کے پیچھے چلی آتی ہے یہ سب تقریباً ۱۵ ہزار ہونگے کسواسطے کہ ا۔ رسالہ ہندوستانی پلٹن اول و النیشر و توپخانہ اسپی و نرگاون ۱۵ رسالہ ۱۲ رسالہ پلٹن ملازم شاہی کپتان میگنس بارلو بنوری آر پلٹن گھمن گھوراختری نادری بہیر لیا حسینی کی سب باتفاق آتی ہین چیف کمشنر نے سنکر تجویز کیا کہ ابھی تھوڑی فوج قریب پہونچی ہے قبل از داخل شہر سے روکنا چاہیے چنانچہ تین سو سوار سکھ ۱۲ سو پیدل تعداد ۵ کمپنی تلنگہ و گورہ ۱۱ بڑی توپ بیل و اسپی ۵۰ صاحب بہادر کارندگی محمود خان کوتوال باقی کرانی اہل دفتر کے سب مسلح کچھ ہاتھیون پر باقی گھوڑون پر سوار پہر رات رہے رزیڈنسی کی چلے جب لوہے کے پل پر پہونچے مسافرون سے حال تعداد فوج پوچھا اونھون نے کہا تھوڑی سی قریب باغی کثرت اونکی مثل سیل نواب گنج تک پھیلی ہوتی ہے آخر آپس مین یہ صلاح ٹھہری کہ یہان سے پھر جائین مبادا صورت خلاف پیدا ہو آخر از راہ بہادری آگے بڑھے دم صبح کو کرال ندی پر پہونچے وہان کچھ نشان فوج نہ پایا گوئندہ سے بہت خفا ہوے اوسنے عرض کی دس پانچ ہزار باغی اوتر کے ہین مگر ندی کر رہے ہین بس یہ سنتے ہی تین گولے مارے اوسی کا حال تھوڑا باقی

کہتے تھے اس آمد فوج سے ہم مین دم باقی نرہا تھا ایک دوسرے کو ہم ملامت کرتے تھے کہ یہان نہ
مین نقشان چڑھانے آئے تھے قریب تھا کہ تلنگون کے پانون اوکھڑجاتے مگر جب یہ تینون
گولے سپاہ کے سر سے سلامت گذرے اسے وہ شگون سمجھے سب کے دل بحال ہوگئے دفعتہً
سوارون نے ہمین پہاڑ سے سبقت کی اب زبانی فوج یہ ہے کہ جب ہم مقابل ہوکر آگے بڑھے دیکھا
کہ ایک صاحب بگھی پر سوار ہماری طرف چلا آتا ہے سوار ادھر سے چیخے اوسنے بگھی بھگائی دفعتہً
فوج بھگائی دفعتہً فوج جا پڑی باہم ملگئی سرکاری توپ نہ چلنے پائی اب جنگ مغلوبہ ہوگئی صاحبان
عالیشان نے جب گھونگھٹ کھایا چاہا کہ اسمعیل گنج مین پناہ لین وہان نہ جاسکے اختلاف رائے
ہوا فوج باغی نے گنج کو اپنی پشت پر کیا دہنے بائین پشت سے توپ بندوق چلنے لگی
جب پانون نہ ٹھہر سکا اور انتظام فوج بگڑ گیا بیگل رجعت کیا گورے تلنگون کے پانون گویا
زمین گیر ہوگئے باغی آنکر پل سے گئے لوہے کے پل تک بڑا کھیت ہے الاش پر لاش گرنے لگی کپتان
اندرسن اپنے رسالے مین لکھتے ہین ۱۱۱ گورے جان سے مارے گئے ایک سبب اوربھی ہوا
کہ راہ مین کہین مقام ٹھہرنے کا نپایا سوار لیے ہوئے دبائے چلے آتے تھے برقنداز سب
نمک حرام کہین معلوم دیے بڑی توپین چھٹ گئین گھوڑے مشکل سے اونسے جدا کیے
گئے صاحبان عالیشان بگٹٹ گھوڑے پھینکے مرزا سلیمان شکوہ کے مکان سے دفعتہً
وہ سب بیلی گارد مین ہو رہے پھر کسیکو سمجھا پھر نظر کیا جو صاحب یا گورہ مجروح تھا مشکل سے پہونچا
راہ مین کسی طرح کی کمک نہ پہونچی وگرنہ پل سے باغیون کو تازہ دم ہوکر بڑھ گئے —
غرض لوہے کے پل تک سوار پیچھا کرتے چلے آئے جب اسمعیل گنج کی طرف بڑھے بیلی گارد
اور قلعہ مچھی بھون سے توپ منہ پر پڑنے لگی پھر آگے کسیکا قدم نہ بڑھا چند گھنٹہ میں شہر
مین پھیلے فوج باغیہ اور بابین گھاٹ سے داخل عمارات سلطانی ہوئی احمد اللہ شاہ راہ مین بہت
سر گرم تھا پانون مین گولی لگی بہت فخر مباہات اپنی تیغ و بہادری کا کرتا تھا برصد فانی
کی کوٹھی مین اترا موافق اہل تنجیم غلبہ فوج باغیہ کا یہ تھا کہ اوسکے پل تک صبح سے عصر
مین اونکی شکست پر فوج سرکار کی جب لوہے کے پل سے باغی بڑھے انکے منہ پر ہوا اچھی
کیونکر صورت فتح ہوئی

جب نواب امام علی گاردنے یہ ہنگامہ شکست شاہ اودھ دیکھا سب کو سراسیمہ داخل ہوتے دیکھا تو
کو دونون مورچون سے چلتے دیکھا ہر شخص اپنی جان بچاکر ہر طرف حصار سے جسطرح ممکن ہوا
نکل بھاگا جو رہنے والے تھے رہ گئے دو ہزار سات سو مجموع سپاہی تھے پانسو گورے چار سو پیادہ
مع اطفال خردسال انکے سوا تھے کسواسطے کہ امارت اضلاع کی میم نیاہ بحکم لکھنؤ چلی آتی تھین اسی
طرح صاحبان اضلاع بھی جو پہونچ سکے تھے باقی اہل دفتر کرنی سکھ پنجابی کچھ تلنگے نمک حلال
کچھ سوار کچھ برقنداز اور فقط گروہ پیشہ رنڈی مرد خدمتگار کچھ گھوڑے بیل وغیرہ اوسوقت
عجیب طرح کا تلاطم ہوگیا تھا انگلشی سپاہی جنھین گھر سے بلاکر جابجا مورچون پر مامور کردیا
تھا وہ سب اپنی جان بچاکر ہر طرف سے بھاگے۔

محمود خان کوتوال جمعیت برقندارون سے داخل امام باڑہ ہوا پھاٹک مین قفل ڈلوادیا
برقنداز جو لڑنے گئے تھے ادھین نے لکھنؤ عیش باغ مین سوا ہندرون کی لڑائی کے دوسری
آنکھ سے دیکھی نہ تھی اس ہنگامہ کو دیکھتے ہی سرخ پگڑی ٹپکے کو پھینک سفید پگڑی رکھ لی جو
گھر سے لیے گئے اور تنخواہ انعام پیشگی پاچکے تھے اور سرکار نے بندوق دیکر جنگی مشہور کردیا
تھا اور جتنے کوتوال کے ساتھ تھے متقاضی تنخواہ پیشگی ہوئے کوتوال نے دم دلاسے مین رکھا
شام کو گھبرا کے قفل توڑ باہر نکلے قریب پانچ ہزار کے نوکر ہوئے تھے سات روپیہ کی تنخواہ کا ایک
مہینا پیشگی پاچکے تھے ہزار روپیہ تنخواہ کوتوال کے ہوئے تھے خطاب بہادری شمشیر دلائی تھی
کمر مین باندھتے کوتوالی کی کار نیگی صاحب نے اپنے رفع اشتباہ کو اونسے قسم قرآن شریف لی
تھی اونھون نے برخوردار قرآن دغا نکرنیکی قسم لی تھی تا قہ مستون نے سب طرح سے قبول کیا تھا
کسواسطے کہ ہر ایک اپنے گھر مین ایڑیان رگڑ رہا تھا دو پیسے پر کوئی نوکر نہ رکھتا تھا کوتوال نے
پیشتر سے اپنا اقرار جسپر اعتماد تھا رکھوا دیا تھا مگر بعد عملداری بھی یہ حال حسب حال ہونیکا سر کا
پردہ کھلا کار نیگی صاحب یا منشی قربان علی کا حال کھلا لوکیا ہوا اب دونون چین کر رہے ہین غرض
جب رات ہوئی پشت مسافر خانہ کی کھڑکی سے تبدیل لباس کرکے سنکری محلہ پہنچا تھا اپنے مہمانون
کے گھبرا کے وہان سے تیسرے دن تھان مین اپنی رنڈی کے گھر سے پھر کوبلہ والون کے سر پر چوکر
رکھ شہر نکلا کے سے نیچ آیا پہونچکر گھر ان پٹھان کو مہمان ہوئے اکیدفعہ پوشیدہ کا شور بھی ہو آنے

جانتے تھے کہ بعد ان عملداری سرکار ہوئی ہین بدستور نامور ہونگا شہر والون سے اپنا انتقام لونگا
مگر اہل اودھ پر ہوس رہی تھی من کی من ہی مین رہی —

غرض جب امام بارہ مسافرخانہ سب خالی ہوگیا سرکاری اسباب جابجا پڑا رہگیا تھا کسیکا
خون ناحق نہ بہا ہر چند توپیں آلات حرب سب جمع تھا پہلے دم صبح شہر کے شہدے لچے جا پہونچے خوب
لوٹا جسنے جو پایا لیا اتفاقاً ان شہدون مین سے روقی دروازے کے شہدے نے اپنے رفیقون
خاص کو گالی دیکر للکارا ابھی تم لوٹ نہ مچاؤ پہلے یہ توپیں کھینچکر مچھی بھون پر لگا دو لڑو اسمین ہم تم سب کا
بڑا نام ہوگا کہ ہم سے ناچیز حقیر ذلیل شہریون نے کس سلیمان جاہ کا مقابلہ کیا سبھون نے قبول کیا اور جمع ہو کر
مستعد جنگ ہوا اور اہل شہر کو پکارے کہ خبردار میگزین کو کوئی ہاتھ نہ لگائے یہ کہکر چھوٹی توپ کو رسی سے
جکڑ ایک لاٹھی کا شنبہ بنایا توپ کو سیدھا کر مچھی بھون پر لگایا اتفاقاً کئی گولا انداز بھی لوٹن
کو آ دیتے تھے اونکے شریک ہو گئے دو توپین نقار خانے کے کوٹھے پر لگائین جتنے تخت دوکاندار
کے تھے اونکی چھانکیان بنائین قدم بقدم بڑھنے لگے اب مچھی بھون سے جو توپ پڑتی تھی خالی
جاتی تھی انمین سے کوئی مجروح مقتول نہوا فقط ایک شہدے کا ہاتھ بیکار ہوگیا توپ کے پہیے
پر انگوٹھا پہنچنے سے انکی توپ کے گولے سوا مچھی بھون پر پڑتے تھے شب پنجشنبہ کو بعد آدھی رات
شہدے روئی کے اور کپاس بھوس کے آگے رکھکے اونپر آگ لگا کر شور و غل مچا کر دوڑ کر جیسے
پھاٹک سے لپٹ گئے مچھی بھون کے لوگ کہتے تھے انکے اس شور و غل سے ہمنے جانا کہ ہزار
آدمی شہر کا ٹوٹ پڑا ہے پھاٹک گرا کر داخل قلعہ ہو جائینگے —

اس عرصے مین چیف کمشنر نے ایک گوئندہ کو ہزار روپیہ انعام دیکر ایک چٹھی قلعہ مین
بھیجی کہ دو مقام سے لڑائی کا ہونا اچھا نہین بہتر ہے کہ تم سب آج آدھی رات شب کو مع خزانہ
مع بارود فوج و اسیر ایکبارگی گارد مین چلے آؤ تو بہتر ہے اور اسیوقت چلتے ہی سرنگ
مچھی بھون مین آگ دینا۔ اہل شہر نے یہ شہرت سے جیسے یہ خبر سرنگ کی سنی تھی کسی کے ہوش نہ رہا
اس جہت سے فرنگی محل وغیرہ محلے جو قریب تھے اپنے گھر چھوڑ کر سعادتگنج وغیرہ دور کے محلون مین رہنا اختیار کیا تھا —
غرض جب مچھی بھون [illegible] پہلے مرزا حیدر شکوہ ۔ ہمایون شکوہ نواب محمد حسن خان
راجہ [illegible] نواب [illegible] علی خان شہزادے کو ایک گاڑی مین سوار کیا اس بستا شہزادہ

والا تبار نے جانے مین کچھ تامل کیا بہت چلا کر بات کرنے لگے از راہ غضب اس جہت سے
انکی مشکین باندھ منھ پر رومال باندھ دیا تھا یہ زبانی مرزا حیدر شکوہ کے لکھا اب شاید خلاف
اپنی شان کے سمجھین غرض حسن باغ کیطرف سے جتنے محصور تھے بانتظام ملقہ فوج مین لدین
آگے پیچھے رکھے نکلے اور رہیم کو توپون کی میلون پر بٹھا دیا تھا ایک آن واحد مین شاہزادی
کے مکان کے دروازے سے داخل حصار بیلی گارد ہو گئے دفعتہ ایک توپ چلی تھی ۱۶۰ آدمی تو ملازم گونڈا
دعوہ راہ مین اپنی جان لیکے خوف سے بھاگے ان مین دو چار صاحب آیا گویے سے بھی تھی شہر کی گلیون مین پھنس گئے
مارے گئے انکے نام مفصل نہین معلوم فوج باغی جابجا مورچون پر تھی منھ دیکھتی رہی بلکہ اونسو سبب خواب غفلت سے
مین اپنے بستر پر پڑی رہی اور بمجرد چلنے توپ کے سرنگ بھی بھون مین آگ دی ایک کورہ شاید اپنی سپاہ کی
رنگیا تھا فی الحقیقت بڑا کام کیا۔
جب گاڑی محبوسین کی زیر کوٹھی ضیافت زیڈنسی ٹھہری کئی گھنٹے تک کسنے خبر نہ لی قریب
صبح میجر بنک صاحب آگئے ان سب کو بالاخانے کے کمرے مین لیگئے سب کیواسطے پلنگ بچھوائے بڑی خاطر
دلجوئی کی انکے آدمیونکو حکم دیا کہ گودام سے معرفت ضروریات لے آیا اور انہین سمجھایا کہ یہ امر محض
فقط مصلحت سمجھکر کیا ہے ورنہ معلوم ہے کہ تم سب بیگناہ ہو اور یہ بھی کہا کہ اپنے آدمی بھیجکر
اپنی اشیائے ضروری کو منگوا بھیجو چنانچہ پہلے نواب محمد حسن خان کا آدمی باہر نکلا وہ کب جاتا تھا
بعد اسکے ایک سپاہی ملازم مرزا حیدر شکوہ بہت قسم کھا کر نکلا وہ بھی نہ گیا۔ اب میجر صاحب کو
انکی طرف سے شک گذرا کہ شاید کچھ تحریر یہان کی رانا اونکے پاس بھیجی ہے اس خیال سے
انکے پاس نہ آئے دوسرے دن گورے ان سب کے پلنگ لے گئے بالاخانہ سے نیچے کے کمرے مین
آئے وہ حقیقت مین محبس تھا تاریک و نہایت بدبودار۔ کئی دن تک اسی حال مین رہے
کوئی پرسان حال نہوا اتفاقاً میجر صاحب گولی سے مارے گئے ایک اور میجر قائم مقام ہوے
وہ اونکے پاس آگئے بہت باخلاق پیش آئے پھر ایک صورت راحت پیدا ہوئی جب جنرل
اوٹرم صاحب داخل حصار ہوے ایک دن ان سب کے ملاقات کی اور فی کس خرچ ڈیڑھ روپیہ دیے
ہر ایک نے اپنا لباس بتکلف درست کیا گورے جو جنرل صاحب مرزا اسکندر حشمت کا گھر لوٹ لائے
تھے نیلام سے بکفایت ہر چیز ملی لیکن مقام تاسف ہے کہ اس حالت یاس و گرفتاری مین بھی

بھی ہر یار رنگا رہین موافقت نہ تھی ہر ایک تفاخر و ناز اسے خاندان عالیشان پہ کرتا تھا یہ بھی زبانی مرزا حیدر شکوہ کے تحریر کیا خرابی ہندوستان انھین باتون اور آپس کی نااتفاقی سے ہوتی چلی آئی ہے

جب مچھی بھون کی سرنگ مین آگ دی سارے شہر مین زلزلہ ہوا جیسا اکبر آباد کی بڑی توپ کے چھوٹنے کا قدما ذکر کرتے ہین ہر شخص خواب غفلت سے چونکا دروازہ کی زنجیر جولین ستون سایبان سے اپنے جوڑ سے جدا ہوگیئن دھجیان تختے مثل پتیون کے آسمان مین ہوا ہوکر اڑنے لگے شیشے کے جھاڑ فانوس جہان آویزان تھے بلکہ امام باڑہ مرزا کیوان جاہ مین جو کربلا میر خدا بخش مین کنارہ شہر کسقدر فاصلے پر ہے وہانتک سب جھاڑ ہلنے لگے چراغ گھر دے نکلے بجھ گئے خاص قلعہ مین جتنے مکان قدیم تھے سب گر پڑے سنوا کوٹھی جدید جو مرزا خورم بخت نے بنوائی تھی گودام مین جتنا ذخیرہ تر و خشک سامان لڑائی مثل ذخیرہ مور سلیمان جمع کیا تھا سب برباد ہوگیا ایک شاید غفلت یا نشہ کی جہت سے رہگیا تھا جل بھنکر کباب ہوگیا تھا کئی بیم اپنے قلعے سے راہین چھوٹ گیئن ہندوستانیون کے گھر مین آئین یہان سرکار مین گیئن زبانی کپتان منتاج الدولہ۔

جب صبح ہوئی پہلے شہدے ڈرتے ڈرتے مچھی بھون کے پھاٹک پر پہونچے دیکھا کہ سرنگ کے اوڑنے سے ایک پٹ چول سے اکھڑ کر دوسرے پٹ پر جا پڑا ہے آدمی کے جانے کی راہ ہوگئی ہے شہدے دراندر داخل ہوئے پھر مفلس نیچے شہر کے ہر محلے سے پہونچے خوب لوٹ ہوئی جمعہ کی شام تک بعد اسکے سرکار سے کسی رسالہ کے سپاہی آبیٹھے دسوین شہر ذیقعدہ تھی ۔

خدا ر ذیل کے ناخن نہ دے بعد اسکے شہدے اپنی خیرہ سری سے زیادہ بڑھتے دو توپ لیکر مقابل مورچہ بیلی گارد کے ایک مورچہ بھم کے تکیہ پر منشی التفات حسین خان کے بنگلے پر لگایا دو پہر ادرخت املی کے نیچے مقابل اسپتال اور سرگرم آتشبازی کے ہوہر چند لڑائی لڑکون کی از راہ تشنیع ہووے گی تھی مگر مقام حیرت سبکو تھا او شہدے نکادماغ اور نشہ جرات آسمان پر چڑھا اور زبان طعن کی ظرافت سے سب پہ کھولی پھر باجازت سرکار اپنی قوم کے ایک پلٹن بھرتی کی شہر مین جس امیر کے دروازہ پر گئے دھمکا کر زرنقد لے اپنی چہ ندم خوردم کرنے لگے حلوا پوری مٹھائی دکانون سے لیکر کھاتے پھرتے تھے

سب کو طعن و تشنیع دیتے تھے آتشبازون سے باروت مہتاب لیکر جو چاہا کچھ قیمت دیدی
یا مفت باغ کوٹھی اسکول مین ایک انبار گھاس کا تھا اوسمین جاکر آگ لگا دی سارا شہر روشن ہو گیا
میر باقر علی شاہ پکے پل پر رہتے تھے اونھین بڑے امام باڑے کے دروازہ پر لاکر تلوارون سے
کچومر کر دیا بظاہر اونکا قصور کسی پر نہ کھلا خون ناحق سید کا انپر وبال ہوا ننگی ننگی تلوارین ہاتھ مین
لیکر گلیون مین پھرتے تھے۔

جب سپاہ لوہے کے پل سے اس پار نہ آسکی رمنہ شاہی سے ٹیڑھی کوٹھی مین آئی پہلی
جرنل مرزا اسکندر حشمت کے ۲ گھوڑے خاصہ سواری کے کھول لیے یاقوت علیخان نواب ناظر
نے سپاہیونکو منع کیا تم انسے فراہم ہو صاحبان عالیشان زندہ مردیکا مال اوس کوٹھی مین تھا مرزا
مہرہ سے کنجیان لیکر صندوق کھولے جو اونمین تھا سب لیا ایک اپنا مورچہ مقابل نقارخانہ دو
ظفر الدولہ کے دروازے پر لگایا سب فرح بخش و چھتر منزل مین فوج آئی صاحبات محل نے فریاد
کا غل مچایا کہا ہم سرکار کی حفاظت کو آئے ہین تمسے کسیطرح کا خوف نہ کیجیے رات بھر یہان رہینگے صبح
کو چلے جاوینگے اور باقی فوج بادشاہ باغ موتی محل کوٹھی مرزا شاہ منزل خورشید منزل مبارک منزل
کوٹھی رصد خانہ حضرت گنج میدان دلکشا محمد باغ مین اتری اور چہارشنبہ کو گوہار راجہ تعلقداران گرد
پیش لکھنؤ داخل ہوئی مثل راجہ نواب علیخان جہانگیر آباد و راجہ ہنوا نواسہ راجہ صورت سنگھ
چودھری سنہیلہ حشمت علی ملیح آباد محمد نسیم خان احمد خان بیٹے فقیر محمد خان رسالدار کے
گول بارسے آکر داخل شہر ہوے اور سرگرم اپنے مورچون پر ہوے۔

جب محسن الدولہ کو خبر داخلہ پہونچی منگل کے دن دوپہر کو نواب مرزا عالیقدر مع خواجہ سرا
گھوڑون پر سوار کئی خدمتگار سے سعادت گنج قصبہ موہان ہوکر فتحپور چوراسی مین لال شاہ
زمیندار کی گڑھی مین جا کر اوترے ہرچند بہت سی تکلیف مالا یطاق کئی مہینے تک مثل نظر بندان
اوٹھائی جبتک کمک فتح بیلی گارد ہوتی فوج باغی کے شر سے محفوظ رہے اس جہت سے کہ جنابعالیہ
نے بسبب سفارش جرنل حسام الدولہ فوج کو منع کر دیا تھا ہرچند کہ اونھون نے کئی مرتبہ بلانے جانے
کا ارادہ کیا مرزا عباس قلی بیگ نقل کرتے تھے کہ مین اونکو جسکی صبح فوج داخل شہر ہوئی نواب کے پاس
حاضر تھا عرض کی یہ سب خاصہ سواری جو سر راہ بندھی ہین اگر کہین اور جا کر بندھین تو بہتر ہے

کچھ اعتناع نہ کی فرمایا یہ ہنگامہ طفلانہ ہے تھوڑی سی فوج جاکر اسکا استیصال کر دیگی بلکہ شہر کے
باہر اونھین روک لیگی غرض جب احمد اللہ شاہ داخل اصطبل نواب ہوا گھوڑے سب کھول کر لیگیا
اسیطرح روز چہارشنبہ پہلے مہ آ تلنگے دو سوار نواب کے دروازے پر آئے سپاہیون نے کہا پھاٹک کھولدو
جب داخل دولتسرا ہوے اونکے ساتھ پیچھے قادمست شہر فتوحات غیبی سمجھکر لوٹنے لگے جتنا نقد
جنس ہاتھ آیا خوب لوٹا اور یہ سب جہیز صاحبزادی حضور عالم تھا نصیب اعدا ہوا اور جس
اسباب بیش قیمت کو اوٹھا نہ سکے اوسے توڑکر خراب کردیا شیشہ آلات جھاڑ آئینہ فانوس کو توڑکر
سڑک پر پھینکدیا ساری سڑک شیخن دروازہ الماس تراش ہوگئی اور کئی دن پیشتر اس ہنگامہ کے نواب نے
اپنی مکان نواب معین الدولہ کے سعادت گنج مین بہ کرایہ لیکر اوس مین عیال نواب عظمت الدولہ
معز الدولہ مرزا محمد تقی خان بھانجے مع اپنی والدہ آکر رہے تھے امام باڑہ مفت تھا۔
جب عملداری سرکار ہوئی کارنیگی صاحب آئے جتنا مملوکہ نواب عظمت الدولہ تھا سب لیکر
چلے گئے ہرچند نواب سرکار مین اظہار حال کیا نہ سنا تقریباً کئی لاکھ روپیہ کا سب تھا بہادر موصوف
اوسوقت فقط لنگی باندھے بیٹھے تھے کپڑا تک نچھوڑا تھا جب اپنا گھوڑا مامون صاحب کے ہاتھ ہزار
روپے پہ بیچا کپڑا نصیب ہوا مامون صاحب بھی آئین کچھ نہ بولے ورنہ سرکار مین کہہ سکتے تھے۔
نواب منور الدولہ اپنے گھر مین متردد فتح و شکست بیٹھے ہوے تھے دفعۃً حال شکست لشکر
تحریر ہوکے پہلے باورچی ٹولہ مین مرزا بندہ حسن داماد بہار الدولہ کے گھر مع افضل محل جاکر رہے
[illegible] سکے میرن صاحب عرف محمد مرزا اپنے رفیق قدیم کے گھر رات کو چھپکر سعادت گنج مین جاکر رہے
افضل محل تنہا قریب بینا بازار عزیز محلہ کے گھر مین رہین بعد تین دن کے ڈولی مین سوار ہوکر
بہت منت سماجت سے خاطرخواہ مزدوری دیکر مرزا ابوتراب خان کے گھر مین گئین امجد علیخان آ
کہین جاکر چھپے حکیم میر علی میر محمد نہرہ مین پھاٹک بند کرکے بیٹھے تھے اس عرصہ مین تلنگے پہونچے
پھاٹک کھلوا داخل ہوکے کہنے لگے تلاشی گھر کی دو بیبیان کوئی بی بی یا صاحب چھپا ہے یا نہین انسے
بہت گفتگو ہوئی اور دست ہمت کوتاہ دیکھکر لوٹ پر مستعد ہوے کچھ اسباب جو باہر تھا لیکر
نپا ہوگئے بعد کئی دن کے گھر کے بہت سا کچھ اونھین لے آئے اکثر مقام پر اونھین معلوم
تھے تباہ کر کھودا جو نکلا لیلیا کچھ اونھین نے نہ دیکھی دیا اس سے البتہ زیادہ نقصان ہوا

دایر الدولہ مرزا احمد جمعیت ملازمین سے اپنے گھر مین مسلح و مستعد بیٹھے رہے کوئی نہ آیا۔

نواب امین الدولہ کے گھر تلنگے پہونچے ۴ گھوڑے اصطبل سے کھول لیے پھر حضور منزل خاص
مکان بیگم مین آئے اجناس زیور و اسباب مملوکہ اشرف الدولہ تھا سب لیا وہان بہت حفاظت سے رکھا
تھا ازانجملہ دو جلد قرآن شریف مطلا خط ولایت تھی انکا بڑا افسوس ہے معلوم نہین کسکے
ہاتھ لگین لیکن لالہ رام چرن احمد علی خان کچھ مانع ہوے مگر کون سنتا تھا صاحبات محل مع کنیزان
ماما وغیرہ سراسیمہ چادرین اوڑھے سڑک پر نکلین شاہزادہ صفوی اپنے داماد کے باغ کو جاتی تھین
اشرف الدولہ اونکے آگے تھے تلنگون نے روکا کہا تم کہان بھاگے جاتے ہو اہل بازار نے منت
سمجھایا ۳ اشرفی لیکر چھوڑ دیا دوسرے دن راجہ منو لال نواب علیخان کی گوہار آئی جا بجا
مکانون مین اترے فی الجملہ عافیت ہوئی پھر اپنے مکان مین آئے۔

نواب ممتاز الدولہ پیشتر اس فساد کے اپنے قدیم مکان مین مع اسباب جا کر رہے تھے
ور نقاے خاص سے مسلح رہتے تھے کہ دروازہ شارع عام پر تھا اور اپنی نیکنامی سے نہایت قلیل
جھلک شربت کی سبیل بھی کھولی تھی لیکن کئی دن کے جب باغیون نے اپنا ایک پارلیمنٹ یعنی
کانسل مقرر کی افسران فوج سوار و پیادہ و توپخانہ تارا کوٹھی مین بیٹھے وکلاے امراے شہر بھی پہونچے
سب نے داد بیداد غارتگری بیان کی کہ کیا خوب سپاہ بہادر نے جہاد راہ خدا اور حمایت دین
حق و حفاظت جان و مال رعایا پر کمر باندھی ہے صاحبان کمیٹی نے بموجب اپنے انصاف و داد
کے بہت رحم کھا کر موافق ہر ایک کی درخواست کے گارد سوار و پیدل ہر ایک کے گھر متعین کیا
چنانچہ نواب کی ڈیوڑھی پر بھی گارد سوار و پیدل مقرر کیا اونکا یومیہ خوراک و فرمایشات لوٹ سے
زیادہ تھی ایک دن تلنگے عنایت باغ مین آئے کچھ لوٹ کر لیگئے اوسکے بعد مرزا قاسم بیگ
داروغہ جا کر ضریح نقرہ یک روپیہ کی جو غلام حسین داروغہ کے گھر سے ضبط ہو کر آئی تھی اور حضرت
خلد منزل نے نواب ملکہ زمانیہ کو عنایت فرمائی تھی اوسے توڑ کر لائے پھوڑ ڈالا ورنہ تلنگون سے بچتی
اسکے سوا اور اسباب بھی لے آئے معظم الدولہ نواب باقر علی خان نواب مجاہد الدولہ کے گھر سے
خوب زر سرخ و سفید اسباب لوٹا بلکہ لونڈیون سے زیور نقرئی بھی لیلیا

نواب ملکہ جہان کا گھر اس لوٹ سے محفوظ رہا اس جہت سے کہ وہ ہر ہندو مسلمان کو کھانا

پکوان مٹھائی بہت کثرت سے بھیجتی تھین کچھ زر نقد بھی بہت دیا خلاصہ اگر تفصیل ہر گھر کی لوٹ کی لکھی
جاوے تو ایک دفتر ہو جاوے سپاہ باغی نے کسی گھر کو نچھوڑا ارباب بھی خاطر خواہ لیا چوک مین دکانداروں پر تاکید کان کھولنے کی کرتے تھے جب
وہ کھولتے تھے جو چیز چاہی لیلی یا کسی کو کچھ خیرات سے دیدیا اسکے سوار عایائے شہر پر وانت پیسکر رہ جاتے تھے کہ
یہ بڑے خیر خواہ لیا انگریز ہین ہمارے جہاد راہ خدا مین شریک نہین ہوتی خلاصہ ہر گلی کوچہ
مین طرفہ ہنگامہ فساد برپا کر دیا تھا اسکے سوا جتنے افسر تھے اکثر ارباب نشاط سے گرفتار
ہو گئے تھے بعض لونڈوں سے گرفتار ہو گئے تھے

کرانی دفتر انگریزی عیسائی خوش باش ۴۸ قلمبند ہوے اکثر حسب الحکم چیف کمشنر بیلے گارد
مین جا کر چھپے بعض وہان رہکر نکل آئے اونکی قضا باہر لائی چنانچہ ٹامسن ہیڈ سر دفتر رزیڈنسی
جسے جنرل سلیمن نے موقوف کیا اور کرنل بیلی صاحب کے وقت سے نوکر ہوے تھے کئی دن بیلی گارد
مین رہکر نکل آئے تھے انکا گھر سڑک پر تھا لٹا جب متفرق ہو کر بھاگے بی بی کہین گئی بیٹیان
کہین گئین آپ خود کئی دن کے فاقہ سے عیش باغ مین کیھارتے تھے تلنگے پکڑ لائے روپیہ
مانگنے لگے انھون نے میر امام علی رسالدار کے پاس کچھ امانت رکھی تھی اونکے گھر لے گئے اونھون نے
تلنگون کے خوف سے انکار کیا گولہ گنج سے جاتے تھے چوک سے کسی مہاجن سے دلوادین
جب آتو جی کی مسجد کے پاس پہونچے کچھ سوار و تلنگے نانبائی کی دکان پر بیٹھے تھے آپسمین اشارا
کر کے گولی ماری دو ہیرے نے تلوار ماری گر پڑے خاکروب نے پانون مین رسی باندھ کر نالے
مین پھینکا کپڑے اوتار لیے انکی بی بی بیٹیان جب رات کو گھر سے باہر نکلین پہلے اہل محلہ نے
جو کچھ پاس تھا لے لیا تھا مہرار خرابی بی بی کی جان بچی بعد فتح بیلی گارد پچاس ہزار کا نوٹ اونکے
شوہر کا تھا ملا اوسی پر بسر اوقات کرتی رہین آخر مر گئین مذہب عیسائی اختیار کیا تھا
قوم رذیل سے تھے زیور وغیرہ جسکے پاس رکھوایا تھا لوٹ کے بہانے سے کھا گیا
ایک بیٹی کسی پٹھان کے گھر مین رہی دوسری بالن انگریز ملازم محسن الدولہ سے
بفریب بیاہی گئی اوسنے جلا جلا کر مار ڈالا پوتا بھی کسیکے پاس ہا اوس نے
شاید مسلمان کیا مگر مفقود ہے —

جوزف شائرٹ سگے بھائی سلطان مریم بیگم کا اگرچہ مذہب عیسائی تھا لیکن ہمیشہ سے اعتقاد

ظاہری لباس وغیرہ مثل اہل اسلام تھا حسین بخش کے مکان مین آکر رہے فوج نے گھر لوٹ
چھوڑ دیا وہ خوف سے شہر مین روپوش ہوے جو رف جوفس انکا داماد مع اپنی بی بی کوتوالی
مین قید ہوا اسکے بیٹے کئی برس کے راہ مین چھٹ گئے اوسکی دائی اپنے گھر لے گئی بہرام
خرابی ملی اسکے بعد یہ بھی کہین روپوش ہوا ۔

فیل نامے کرانی چند یا در ملازمان دفاتر پل بازار مہاراجہ جہاؤ لال پر انکی بھی ایک چھوٹی
سی کوٹھی اور چند مکان تھے مولوی یحیی نامی ایک ہمسایے سے نہایت اتحاد تھا اور سلوک
بھی کرتے تھے اور گھر پر ان سب کی ومردکی وضع مسلمانی رہتی تھی مولوی یحیی نے آن سے
کہا کہ چونکہ ہم لوگ دلی دوست اور ممنون انواع پرورش آپ کے ہین آپ سب ہمارے زنانے مکان
مین آرہین ہم کسیکو آپ سے مزاحم نہ ہونے دینگے یہ لوگ باعتبار اتحاد اون اہل فساد
کے انکے مکان مین رہ گئے اور اپنا گھر مال اسباب دست معتمد جانکر اونکو سونپا تھا بلوہ
ہوتے ہی مولوی نے مع اپنے بیٹون کے وہ سب اٹھارہ تھے ایک ایک سرکا انکر باغیوں کو
بنظر فروغ جہاد اپنے دیدیا اور سب اونکے مال واسباب ومکانات پر بڑی خوشی سے متصرف
ہوا ایک لڑکا اونہین سے کسیطرح بچا تھا اوسنے بعد غدر اپنا بدلا پایا

عملہ تعلقات سرکار جا بجا پہلے روپوش ہوا جب فتنہ وفساد بڑھا اور ایک کا تجسس زیادہ
ہوا ہر ایک تبدیل لباس وشکل ہو کر شہر سے باہر نکلا قصبات دیہات جنکے دس بارہ کوس
پر تھے پیادہ پا ہو کر بھاگے جان بچی منشی رام دیال وغیرہ بیلی گارد مین چھپے بعض نے اپنی
جان بچانے کو باہر نجا سکے فوج باغی سے آشتی کی اور باطن مین گوئندہ سرکار رہے
کچھ خبرین جھوٹ سچ ملا کر سرکار کسیصورت سے بھیجتے تھے اس خیال سے کہ شاید یہین
بیٹھے برآوے بر وبال ۔ بعسج فتح بعض کامیاب ہوے بعض ناکام رہے ۔

کتب انگریزی ہزارہا ہر کوچہ وبازار مین مثل خس وخاشاک پڑی رہتی تھین کسیکی مجال نہ تھی
اوسے اوٹھا سکے باہتمام انگریزی مارا جاتا تھا خصوصًا کتب خانہ جرنیل مارٹن کالج اور ہزارہا
سلطانی جلدیں جلا دیا تالاب مین ڈلوا دیا ایک لڑکا یہودی کا گلے مین اپنے باپ کی نعش سے لپٹا رہ
رہا تھا کئی دن تک ہر ایک سے پانی مانگتا رہا کسیکے خوف سے نہ دیا آخر وہین سسک کر مر گیا

کپتان سیوبری داماد جنرل مالی آلہ آباد صاحب پنشن دو صد روپیہ بہت قابل تحریر انگریزی مین کئی برس سے مسلمان ہو گئے تھے صاحب رزیڈنٹ کے پاس بھی بلباس ہندوستانی جاتے تھے اگرچہ ناگوار تھا اس شکل سے دیکھنا مگر کچھ کہہ نہ سکتے تھے بہت زبان آور تھے تلنگون نے گرفتار کیا ہر چند چاہا مخضر اسلام بھی دکھایا آخر گھر سے مجتہد کے پاس واسطے تحقیق کے لے چلے راہ مین مارڈالا گھر کئی دن تک لوٹا۔ غرض ایسے سوانحات قلقی کو کہان تک بیان کر سکے دل اہل درد تاب نہ لا سکے گا۔ اعوذ باللہ من شر الکفار ومن غضب الجبار الواحد القہار۔

مسند نشینی مرزا برجیس قدر شاہزادہ حضرت سلطان العالم

خلاصہ حوال تفصیلی مسند نشینی مرزا برجیس قدر جو بلا نہ مین شریک حال سے مشروحًا معلوم ہوا ہے یہ ہے کہ جب فوج باغی شہر کی لوٹ سے مالامال ہوچکی اور داد بیداد مظلومان شہر حد سے گذری اور پہلے سے کوئی شخص رعایا شہر سے آزردہ خصوصیت جہاد ایمانی یا بالطمع لوٹ فوج باغیہ کے ملا یہ امر بسبب تعصب مذہب کے اوپر بہت گوارو شاق گذرا مثل شاہجہان آباد سب شریک ہو گئے تھے وہان اہل سنن بہت تھے وہ اپنے مذہب سے شریک ہو لکھنؤ مین کثرت شیعوں کی انکے مذہب مین جہاد بغیر امام کے حرام تھا کیونکر شریک ہوتے اور یہان کے اہل سنن بھی باہمیت انکے جہاد خود رائی وخود پسندی سے شریک ہو کے واقف ہو چکے تھے پھر کیونکر شریک ہوتے مگر سپاہ طعنہ زن رہی کہ ہمارے شریک نہو خیر بر وقت سمجھ لینگے اب متوجہ امر ریاست پر ہو کر کسیکو مستحق ریاست سمجھکر قیام حاکم کرنا چاہیئے کہ فی الجملہ ہم بدنامی سے بچین بلکہ نیکنام ہوجائین چنانچہ پہلے راجہ جے لال سنگہ نصرت جنگ بہادر غالب جنگ کا حسب الطلب فوج حاضر ہوا اونے افسرون سے اپنے گھر لٹنے کی شکایت کی اونکی بہت خاطر جمع کی کہ اب وہ چند تمہارا بھلا ہوجائیگا خاطر جمع رکھو خلاصہ پہلے یہ صلاح ٹھہری کہ اولاد نواب سعادت علی خان کو مسند وزارت آبائی پر بٹھانا چاہیے جو اصل اس خاندان مین گذرے ہین مگر رکن الدولہ نواب محمد حسن خان اسی توہمات سے داخل بیلی گارد ہوچکے تھے پھر راجہ سے افسرون نے کہا تم قدیم رئیس نمکخوار سرکار خیر خواہ تمہارا باپ بڑا کار گذار تھا یہ کام دین مذہب کا ہے اسمین چاہیے پہل و جان

ہر طرح سے کوشش کرو کہ سرانجام ہو اور دیسے منتظم لوگ تجویز کرو کہ جس سے انتظام شہر ہو چنانچہ
بصلاح گارد بھیجکر مرزا علی رضا کو توال شہر کو بہیر نادر حسین صاحب رونڈ کو بلوایا تاکید کی کہ تم
بندوبست شہر بدستور سابق کرو اور اسیطرح مستعد و سرگرم رہو فوج بہادر سے تنخواہ پاؤ گے
انھون نے کہا کہ سبحان اللہ آپ کی فوج بہادر ایک طرف شہر کو لوٹتی پھرے ہم انتظام شہر کرین
جب تک کہ کوئی حاکم قرار نہ پائے کس صورت سے انتظام ہوگا کہا ہم فوج کو منع کر دینگے بعد
اسکے ایک دستہ فوج کا دس تلنگے دو افسرن کے ساتھ کر کے عہدۂ کوتوالی پر مامور کیا
اس خیال سے کہ یہ اکسٹرا اسسٹنٹ ملازم سرکار تھے شاید مصلحتاً ہمسے ملے ہون باطن مین
انگریزون سے اس جہت سے محمد قاسم خان کو افسر کلان کیا ایک کمپنی پچاس سوار بھی متعین
کیے انھون نے چار و ناچار قبول کیا اگر انکار کرتے مارے جاتے اسکے پیشتر شاہ جی
الکو الغرض سے شہر مین بندوبست طفلانہ کر چکے تھے جابجا تھانے بٹھا چکے تھے شہر کے مناطو
محتاج نا عاقبت اندیش نے قبول کیا تھا بقول مرتا کیا نہ کرتا ۔ اب تلنگے متعین ہو جابجا کے
تھانے اونکے اوٹھا دیے شاہ جی سخت دست کنکر چلیے ہو رہے مگر انکی بساط نوچیدہ
تارا کوٹھی کی اولٹ دی اسباب لوٹ لیا شاہ جی کو زیر چماق کندہ رکھکر نکال دیا وہ ننگے
پانؤن بھاگ کر بگھنا تھ سنگہ امراؤ سنگ کی پلٹن مین جا کر چھپ رہے ۔
غرض پارلیمنٹ مین صلاح ہوئی کہ صاحبو تم بن سرکار بندوبست چاہتے ہو کبھی دنیا مین ایسا
نہین ہوا اور اوسکے پیشتر اولاد جنت مکان کو تجویز کیا تھا یعنی نواب ملکہ عہد صاحبہ کے بیٹے
مرزا دارا سطوت کو بٹھائیے اونسے نذرانہ ۳ لاکھ روپیہ مانگتے تھے مگر کیا معقول جواب
اونھون نے دیا نواب شجاع الدولہ انگریزون سے مقابلہ نہ کر سکے ہمسے کیا ہو سکیگا عبث
عبث ہم اپنی عاقبت تنگ کرین افسرون نے بہر راہ سے کہا تم سب طرح سے واقف کار ہو کسی
بادشاہ کے بیٹے کو تجویز کرو جو سب طرح سے لئیق اور قابل ریاست ہو مثل واجد علی شاہ غافل نہو
چوتھے دن بعد داخلہ فوج جمعہ کو بہت سویرے صبح کو راجہ نواب خاص محل کی ڈیوڑھی پر
آکر کہنے لگے کہ مرزا نوشیروان قدر جو سب سے بھائی مرزا ولیعہد بہادر کے کہان ہین افسران فوج
چاہتے ہین اونھین مسند نشین ریاست کرین شمشیر الدولہ داروغہ نے جواب دیا کہ وہ لڑکا

سب طرح سے معذور ریاست سے اور بے حکم نواب خاص محل اور بادشاہ ہم کیونکر جرات ایسے امر کی کر سکتے ہین۔

غرض یہ خبر پہلے محمود خان شیخ احمد حسین نے سنی انھون نے راجہ سے مرزا برجیس قدر کیواسطے کہا اونسنے جواب دیا فوج کو یہ منظور ہے کہ اگر باتفاق سب بیگمات محلات شاہی راضی ہون تو البتہ ممکن ہے اوسوقت ممو خان راجہ کو اپنے ساتھ خاص مکان مین لایا میر واجد علی کو بھی بلایا اور سب بیگمات وہان جمع ہوئین ذکر ریاست شروع ہوا بعض نے کہا ہمکو کیا غرض اور مطلب اگر واجد علیشاہ ہوتے تو کیا مضایقہ تھا بعض نے جواب شافی دینے مین تامل کیا اور سکوت حضرت محل نے سب سے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ یہ لڑکا تمھارا ہے جیسا تم سب مناسب حال جانو نواب خود محل نے لیے از راہ فراست کہا کہ اگر ہم تمھارے راضی نامہ پہ مہر کر دین کلکتہ مین انگریز واجد علی شاہ کو مار ڈالین تو کیا ہو اور یہ بھی ہم نہین کہہ سکتے کہ یہ رئیس ہو جیسا تم خود مناسب وقت سمجھو کرو۔ راجہ رخصت ہو کر چلا گیا حضرت محل مایوس ہوئین ممو خان نے پھر راجہ سے سمجھا کر کہا کہ اگر یہ سب بیگمات مہر نہ کرین تو مینے دوسری صورت نکالی ہے یعنی ایک خط حضرت محل کیطرف سے افسران فوج کی طلب مین بھجواتا ہون چنانچہ اوس خط کا جواب یہ آیا کہ ہم کل آئینگے لڑکے کو دیکھین کس لیاقت کا ہے۔

۱۲ تاریخ شہر ذیقعدہ یکشنبہ سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۵ جولائی سنہ ۱۸۵۷ء اتفاقاً اوسدن بانی ستمبر سے برس گیا تھا بعد ۶ بجے شام کو افسران فوج راجہ کے ساتھ قصر التماقان مین آکر بیٹھے مرزا رمضان علی خان الملقب مرزا برجیس قدر ہاتھیان سوار حضور عالم پر سوار مسند جلوس خیمہ آیا اوس پر آکر بیٹھے افسرون نے باتین شروع کین کوئی کہتا تھا لڑکا بہت چھوٹا ہے کوئی کہتا تھا خوبصورت ہے اس سے کیا کام ہوگا کوئی آواز کرنی لگا تم عیش و عشرت سے محو ہو کر غافل نہو جانا ہم تمکو سلطنت دیتی ہین پھر کہنے لگے ہم کئی سوال کرتے ہین اگر وہ مقبول ہون تو ہم رئیس کرین۔

پہلے یہ کہ بادشاہ دلی کو ہم اس باب خاص مین عرضداشت کرتے ہین بشرط منظوری وہان کے یہ رئیس ہونگے خواہ بادشاہ رکھین یا وزیر تابع فرمان شاہ دہلی رہے۔

دوسرے ہماری تنخواہ دو چند ہو یعنی تلنگہ ۶ پاتا تھا اب اوسکے ۱۲ ہون۔

تیسرے جو پلٹن رکھی جاوے اوسکا افسر ہماری تجویز سے ہو۔
چوتھے نائب و دیوان بھی ہم اپنی تجویز سے کرینگے اوسکی بحالی موقوفی ہمارے اختیار مین رہیگی
اور کوئی امر بے صلاح و تجویز ہماری کورٹ کونسل کے نمونے پائیگا۔
پانچوین جو ہماری تنخواہ سرکار انگریزی مین چڑھی رہ گئی ہے وہ بھی ہم لینگے۔
یہ سب قلمبند ہوئین مہر مرزا برجیس قدر شگافتہ حکیم ... نے بنائے گئے مگر اوسوقت پہلا
شگون نیک یہ ہوا کہ اس ہنگامہ مین وہ مہر گم ہوگئی قرار یہ پایا کہ یہ کاغذ چھوڑ جاوے کل مہر ہو کے
تمہارے پاس پہونچیگا افسرون نے کہا کہ ایک کاغذ کافی ہوگا چاہیے کہ ہر افسر فوج کے پاس اوسکی
نقل رہے چنانچہ مہر مدبر الدولہ دبیر الدولہ اور سب اہلکارون کی ہوئی اوسکے بعد افسرونکو دیا گیا پھر
افسرون نے کہا آج ہی رئیس کرو بعض نے کہا کیا جلدی ہے فوج نے کہا کچھ احتیاج نہین ممو خان
کو اوسدن کے رئیس ہونیکا یقین تھا مگر افسرون نے ایک کھیل طفلانہ سمجھکر اوسیدن کر دیا ہرچند
مفتاح الدولہ نے جناب عالیہ سے عرض کیا کہ آج شب دوشنبہ گو در عقرب بھی ہے اگر ساعت نیک
جلوس ہو تو بہتر ہے ممو خان نے کہا تم ہر امر مین اسیطرح کی حجت ایک شق نکالتے ہو اور دسوسہ
ڈالتے ہو بہرحال چند دقیقہ اوسوقت غروب آفتاب مین باقی تھے اہل نجوم نے کہا بس اتنی مدت یا
یہی چند دقیقہ رہیگی غرض شہاب الدین او سید برکات احمد رسالے سے رسالدار نے اٹھکر ...
مرزا برجیس قدر کے سیر رکھی مبارکباد دی افسرون نے تلوار نذر دکھائی جیسا دستور افسری جہانگیر بخش
صوبہ دار توپخانہ فیض آباد نے اوسیوقت ۱۲ توپ سلامی کی سرکی شہر مین ایک غلغلہ مسند نشینی ہو

زائچہ جلوس

زائچہ حسب تقاطع	زائچہ حسب عمود ...
قوس، دلو، حوت، جدی، عقرب، حمل مشتری راس، میزان ذنب قمر، سنبلہ، سرطان، ثور	قوس، دلو، حوت، عقرب، حمل مشتری راس، میزان ذنب قمر، سرطان، سنبلہ، اسد، زہرا، جوزا

اسکا استخراج موقوف علم نجوم پر ہے واللہ اعلم - بقدر درت لکھا -

غرض اوسوقت گرمی اس شدت سے تھی کہ مرزا برجیس قدر گھبراکر اوٹھ کھڑے ہوے تامجان پر سوار باہر نکل آتے تلنگے بجاے سلامی جنگی کارتوس داغنے لگے مرزا برجیسقدر خوف سے داخل محل ہوے آواز بندوق سے ایک تہلکہ پڑ گیا تلنگہ سینہ زوری سے چاہتے تھے محل مین چلے جا یمن قاسم خان نائب رسالدار نے پہرہ کر دیا اسپر بھی کسیقدر نمانا گھانا کیئی گھنٹہ تک صوبہ دار کی کلمات لاطائل بکتی ہوئی کہ کس نے انہین گدی پر بٹھایا ہے ہمارے صوبہ دار کی مرضی نہین مسند نشینی کے وقت ہمارے صوبہ دار کو کیون نہ بلایا ہم اسے بادشاہ نہ کرینگے اور اسی غصے سے اپنا مورچہ بیلی گارد سے اوٹھا لیا ہرچند افسرون نے سمجھایا نہ مانا آخر بہت منت وسماجت سے سمجھا کر کہا تم خاطر جمع رکھو کل ہم تمھارے صوبہ دار بہادر کو راضی کر دینگے پھر شہر مین منادی ہوتی کہ خلق خدا ملک بادشاہ دلی حکم مرزا برجیسقدر کا کاب کوئی کسیکو شہر مین نہ لوٹے ورنہ سزا پائیگا ادھر یہ منادی ہوتی اودھر بدستور لوٹتی پھرتی تھی

دوسرے دن شہر مین منادی ہوئی کہ جو سپاہی سوار پیدل گولہ انداز افسر ملازم شاہی خانہ نشین معطل ہو دردولت پر حاضر ہو اپنے عہدہ قدیم پر بدستور بحال مامور ہوگا اسمین جتنے اہل وثایق وصاحب پنشن قدیم وجدید سب نے سب مسلح ہو کر دردولت پر جان نثاری کو حاضر ہوے اگرچہ ہر ایک بظاہر محض اپنی جان وآبرو سے آیا کچھ سپاہی جو بیلی گارد سے باہر رہ گئے تھے مثل سپاہ انگلشی وہ بھی بخوف شریک حال ہو گئے چنانچہ افسران فوج جدید وقدیم سے پہلے ایک اقرار نامہ لیا گیا کہ جب تک تسلط انتظام کلی نہو کوئی تنخواہ سرکار سے نہ مانگے چنانچہ توپخانہ کے لوگ اکثر مورچہ پر مامور ہوے انھون نے جابجا توپین قرینے سے لگائین اور دل کھول کے مستعد جانفشانی ہوے اور بڑی توپ نانک مت کی چار باغ کے توپخانہ سے ہم اجوڑی بیل سے کھینچکر لے آئے گولہ گنج کے مورچہ پر لگائی اسمین بڑا فخر کیا کہ یہ توپ ہمسے چلی آئی انگریز اسے نہ لا سکے ایک دفعہ دو تین گولے اوس سے مارے اوسکے بعد پھر نہ چلی - شاید اوسکے پہ کھنچنے سے نکمی ہو گئی تھی -

---

تجویز نائب و دیوان و تقسیم خدمات وغیرہ و احکام کورٹ

الغرض باب نیابت و دیوان مین کورٹ ہوا کسی نے جنرل حسام الدولہ کا نام لیا

کسی نے نواب منور الدولہ کا انکے نام پر سب کنمنا نے کرا نسے ہین ابھی سمجھنا ہے نواب شہنشاہ محل نے مفتاح الدولہ سے کہا کہ تم سب طرح سے لیاقت رکھتے ہو اس عہدے کے سزاوار ہو کیون نہین قبول کرتے عرض کی مجھے منظور نہین پھر فرمایا عہدہ جنیلی قبول کرو تمھارے چچا اقبال الدولہ آگے جنرل بھی ہو چکے ہین تمسے زیادہ کون واقفکار ہوگا جب اسکا بھی انکار کیا پھر مشورہ پوچھا کہ تمھارے نزدیک کون اس عہدہ کے لایق ہے عرض کی شرف الدولہ محمد ابراہیم خان سے بہتر کوئی اور سزاوار اس عہدہ جلیلہ کا نہین ہی خلاصہ جب کورٹ مین نواب شرف الدولہ کا نام لیا سب نے باتفاق مانا کہ انکی کارگزاری البتہ بہ نیکنامی مشہور ہے جواہر علی خان نے کہا وہ شیعی ہے اونکا نائب ہونا اچھا نہین قاسم خان نے تعریف کی خلاصہ جبکہ جب شرف الدولہ آئے ممو خان اسپر بگڑے کہ بے مرضی میری کیون بلایا پہلے مجھسے عہد و میثاق کی مضبوطی ہو جائے تو کیا مضایقہ اس عرصہ مین سب ملکر گھمنڈی سنگھ صوبہ دار کو لے آئے جو کل خفا ہو گیا تھا بعد عذر معذرت ممو خان سے صفائی ہوئی اور جب عہد و پیمان ہو چکا ممو خان شرف الدولہ کو اپنے ساتھ خاص مکان مین لائے اونھون نے خلعت لیا کو ۱۱ اشرفی نذر دین نواب حسام الدولہ نے اوٹھکر بیگم صاحبہ کے ہاتھ مین رکھدین سید برکات احمد قاسم خان اونکی تعریف کرنے لگے کہ یہ بڑے خیرخواہ سرکار اور کارگزار ہین انسے بہتر کوئی اور ہماری نظر مین نہین سماتا آگے آپ کو اختیار ہے۔

شرف الدولہ نے عرض کیا کہ مین قدیم سے اس گھر کا دولتخواہ ہون کاروبار سرکار بجا لاونگا مگر خلعت نیابت نہ لونگا یہ کہکر رخصت ہوے وجہ اسکی یہ تھی کہ اس ریاست و حکومت مستعار کے انجام و مآل کو اپنی مآل اندیشی سے خوب سمجھے ہوے تھے کہ یہ سب نقش بر آب و بے ثبات ہی لیکن صورت نجات اور اپنی عافیت بھی نچاہتے تھے اور بکمال تشویش سے متردد تھے اور خوف آبرو دوسری سرکار کا غالب جانتے تھے کوئی تدبیر اور تدبیر کسیطرح کی بن نہ پڑتی تھی دوسرے دن جب حاضر ہوے مرزا برجیس قدر نے خلعت منگوا کر عنایت کیا مجبور ہوے گویا یہ خلعت آخرت تھا۔

خلعت دیوانی مہاراجہ بالکرشن کی یہ صورت ہوئی کہ اونھون نے پہلے بہت مبالغہ پیش کیا
کسواسطے کہ وہ اوپروسے رقم سیاق نسبت نواب کے زیادہ تر خوفناک تھے اور اپنی عافیت اور
خوف آبروسے افسران فوج کو بہت کچھ دے چکے تھے اس جہت سے اونکا گھر لوٹ سے بچ
رہا تھا مگر جب انکا لینا خلعت دیوانی کا افسرو نپر کھلا سمجھے کہ یہ انگریز سے ملے ہوے ہین خلعت
کوٹالتے ہین پس آج بہر صورت انکو خلعت دینا چاہیے اگر نہ لین گھر لوٹ لیجیے یہ خبر مہاراج
کے ایک دوست نے مفصل آنکر کہی غرض جب دربار مین آئے افسرون نے کہا یا خلعت
دیوانی کو قبول یا انکار کرو ہمین صاف جواب دیجیے انھین کچھ بن نپڑا سوا خلعت پہننے کے۔
تیسرا خلعت کوتوالی مرزا علی رضا بیگ - چوتھا میرزا در حسین مہتمم روندکو - پانچوان خلعت
جنیلی حسام الدولہ بہادر کو پھر اہل دربار نے مرزا برجیسقدر حضرت محل شہنشاہ محل کو نذر دی۔
منشی کچہری خاص میر حیدر داروغہ ڈیوڑھیات میر واجد علی ممو خان الملقب علی محمد خان بہادر داروغہ
دیوان خاص ہوے بعد چارون کے اور چار خلعت نکلے ایک اخبار ملکی دوسرا اخبار ڈیوڑھیات تیسرا
حضور تحصیل چوتھا دیوانخانہ کا واسطے ممو خان کے چنانچہ اخبار ملکی محمد حسین خان داماد نواب شرف الدولہ
کو حضور تحصیل محمد یعقوب خان بڑے بیٹے نواب کو اخبار شہر - میر واجد علی سے آغا نجف سے
باصرار تمام اخبار ڈیوڑھیات لیا۔

حکمنامجات - تعلقدار زمیندارون کے نام اس مضمون کے جاری ہوے کہ ملک آبائی
ہمارا خدا نے پھر ہمکو عطا کیا دفع کفار فرنگ اب لازم ہے کہ باہم شریک ہوکر باقیماندگان
بیلی گارد کو قتل کرو واد بہادری دو انشاء اللہ تعالی پیشتر سے زیادہ پرورش ہوگی انعام
و جاگیرات وغیرہ ملیگا بلکہ جو انکو قتل کریگا نصف جمع اوسکے علاقے کی معاف ہوجائیگی۔
جنرل حسام الدولہ کو حکم بھرتی ۱۳ پلٹن نجیب کا ہوا کہ فی پلٹن پانسو نجیب بھرتی ہون چنانچہ
خان علی خان جنرل کے بڑے جائیزہ دیکھتے تھے اونکی تفصیل یہ ہے۔
خان علی خان دو پلٹن پیارے صاحب بیٹے میر یوسف داروغہ میر صفدر علی ۱ - محمد تقی خان
میرزا در حسین - جواہر علیخان - بلال - اعتماد علیخان - قائم علی - بہادر مرزا - اصغر علی - محمد حسن خان
پہلے ۳ پلٹن جو نوکر ہوئین - ممو خان نے کئی کمیدان موقوف کرکے اپنے متوسل بھرتی کیے۔

بیلی گارد کے مورچون کا ذکر

غرض چھ دن اور رات تک طرفین سے بینہ گولے اور گولیونکا برستا رہا جمعہ کے دن وقت
عصر احمد اللہ شاہ نے دھاوا کیا بیلی گارد کے زیر لوا ر پھاٹک پہنچا ہو گیا اوسوقت محققین
بیلی گارد کہتے ہین کہ اوسوقت ہم سبکو یقین اپنی ہلاکت کا ہو گیا کسواسطے سپاہی گورے و ہندی جتنے
مورچون پہ تھے کئی دن کے علی الاتصال لڑنے سے تھک گئے تھے ہاتھ پاؤن کی سب
کی سکت جاتی رہی تھی خصوصًا ہیم کا حال اضطرار و سراسیمگی اوسوقت کا بیان سے باہر ہے
سب کی سب تہخانہ جنرل لو صاحب مین خوف سے جا کر چھپین اور موت ہر ایک کی نظر مین پھر
گئی شاہ جی پھاٹک کی آڑ مین اپنے مجاہدین کو پکارا کیے کہ بس اس حملے مین ان سب کا کام
تمام ہے مگر کسیکی جرأت قدم سے قدم بڑھانے کی نہ ہی۔ دفعتًا ایک بم کا گولا پیرے آیا اوجا پڑا گرتے
ہوئی شاہ جی بھاگے بس محصورین کو یقین اپنی فتح و نصرت کا ہو گیا مورچونپر سب کا دل بڑا ہو گیا تازہ دم ہو گئے
بعد کئی دن کے فوج باغی نے عمدًا اپنے صرف میگزین ہمراہی کا کیا اگر ہم سب دفعتًا اوڑا دینگے
بروقت ضرورت ایسا ہمین میسر نہوگا اور نہ کچھ کام مین پڑیگا بہتر یہ ہے کہ ایک ایک کر کے پھینکے
پس اب مقدرات بارود یہلوتی کے شروع ہوئے اور ہر روز وقت بیوقت تلنگے غول کے غول بم
دھماد لو کہتے جاتے تھے خاص بازار کی دو کانون مین جابجا مقامات ابین متفرق بیٹھے تھے
ڈھول دائرہ بجا کر بھجن گاتے تھے زبان سے سکو گالیان دیتے تھے ہنس ہنس کے جمع ہو کر ٹوپی
پہنے تھے مرزا بسیقدر کو ٹل سے بلا کر تلنگے گلے لگاتے تھے کہتے تھے تم کنہیا ہو باپ کے
عاقل نہو جانا ان اپنے تلوالون سے ڈرتے رہنا وگرنہ تم خراب ہو جاؤ گے۔

ایک دن تلنگے تیس روپیہ کا اسباب کہین سے لوٹ لائے ممو خان نے لیا سو روپیہ انعام دیے
آفرین و شاباش کی اوس لوٹ کو داخل سرکار کیا اسیطرح نواب ممتاز الدولہ کے گھر سے لوٹ کر
اقسام کا پچاس ہزار روپیہ کا لائے ممو خان کو دیا اور کہا یہ ہے شہدون اور دیگر خفیہ کا لیا ہوا اسکا
بھی انعام ملا مال خانہ مین رکھوا دیا بعد اسکے نواب قیصر صاحبہ کے گھر کا اسباب لائے چند صاحبات
محل نے سمجھایا کہ تلنگے سپلے اونکا گھر لوٹ چکے ہین یہ قدر قلیل اونکی اوقات بسری کو رکھا ہے ممو خان نے نہ مانا

انتقال چیف کمشنر بہادر

جنرل لارنس صاحب چیف کمشنر بہادر اول دریچہ قدیم کوٹھی رزیڈنسی میں مشغول تحریر تھے صاحب سکتر کو
تحریر دکھا رہے تھے کہ گولی باہر کے دروازے کی تیلیے کی طرح کھینچ رہا تھا دفعۃً ایک گولہ قلعے کے سر سے قضا کے
دونوں پانوں پر پڑ کر گوشت اعصاب لیتا چلا گیا باہر گر پڑا اس صدمہ ناگہانی سے تین دن صاحب
رہے آخر ا-جولائی ۱۸۵۷ء کو انتقال کیا گنس صاحب کو اپنا قائم مقام کر کے کہتے ہیں کہ وقت آخر صاحب
نے اپنے ملازمین کو بلا کر اپنا تخم وغیظ چاہا اور رخصت کیا گرجا میں دفن ہوئے ایک ہفتہ عشرہ آفتی صاحب
جوڈیشل کمشنر ایک مورچہ کو دیکھتے پھرتے تھے ناگاہ ایک گولی قضا کی آئی مر گئے محصورین بیلی گارد
کو بڑا صدمہ اور ملالت یاس ہو گئی کسواسطے یہ دونوں صاحب بڑے مدبر و منتظم تھے میجر بنکس صاحب نے چیف کمشنری
گنس صاحب کو قبول نہ کیا اسواسطے کہ وقت محاصرہ صاحب فوج مستحق وزیر اور عہدہ جلیلہ ہوتا ہے
صاحب سول یعنی لیاقت نہیں رکھتا چنانچہ طرفین سے کئی چٹھیاں رد و بدل اس باب خاص میں لکھی
گئیں آخر گنس صاحب مصلحت وقت سمجھکر مستعفی ہوئے میجر صاحب مستقل ہوئے

واقعہ بیلی گارد وغیرہ سوانحات

ایک دن مشہور ہوا کہ کل یا پرسوں فوج باغی بیلی گارد پر دھاوا کریگی صاحبان محصور کو تشویش
ہوئی اور وہاں کی زمین کو کھود کر برابر کر دیگی اور جب تک یہ نہ کریگی دوسرا کام ہرگز نہ ہوگی اپنا
کھانا پینا حرام کیا ہے کسواسطے کہ دس دن کے عرصے سے بیلی گارد فتح نہیں ہوتا ہے تو ایک گھر تو
کا کام ہے جب یہ خبر گورنر و صاحبات محل ہوئی آپس میں کہنے لگیں کہ جس وقت سپاہیان سکھو محل
جتنے کلکتہ میں ہیں انکی جان کا بیکو بہنگی ایک نے کہا اونٹ کیا موقوف ہے ہم بھی
کسواسطے کہ انگریزونکا حال مثل گھاس کی جڑ کے ہے جتنا کاٹو اتنا ہی بڑھتی ہے غرض نواب
محل مہدی بیگم مہندی جان نواب سلیمان محل نواب شکوہ محل نواب فرخندہ محل - یاسمین محل
محبوب محل - اور کئی محل سب جمع ہو حضرت محل سے کہنے لگیں اور نواب خورد محل

نواب سلطان جہان محل بھی انکی شریک تھین کہا کہ تم سب طرح سے اچھی رہین تمھارا بیٹا بادشاہ
ہوا مبارک مگر ہم سب بے وارث ہوئی جاتی ہین کل فوج کا یہ ارادہ سنا ہے اب ہمین تباہ
کرو پھر بادشاہ اور محلات وغیرہ جتنے کلکتہ مین ہین زندہ بچین گے یا سب پھانسی دیے جاینگے
ایسی سلطنت کو چولھے مین ڈالو جناب عالیہ نے برہم ہوکر جواب دیا معلوم ہوا تم سب ہمارا
برا چاہتی ہو بلکہ اس سلطنت کے ہونے سے جلتی ہو مختصر یہ کہ اوسوقت ایسین ایسی چلی
کٹی ہوئی کہ جناب عالیہ برجیس قدر کو لیکر اندر کے دالان مین چلی گئین۔

دوسرے دن جب افسرون نے یہ خبر سنی بگڑے کہا یہ سب محلات انگریزون سے ملی
ہوے ہین یکبار سب جمع ہوکر ڈیوڑھی پر آئے کہ ہمین کچھ عرض کرنا ہے جناب عالیہ چلمن کی
پاس آئین حاضرالوقت نواب شرف الدولہ ممو خان میر واجد علی مولوی میر مہدی مولوی
محمد حسن جواہر علیخان مفتاح الدولہ تھے اور دونا طرف دروازے پر آنے جانے کے مانع کھڑے ہوے
افسرون نے عرض کیا یہان کے سب آدمی انگریز سے ملے ہین اونہین ہماری تمھاری خرابی ہی پھر کہین
ٹھکانا نہین اب جسطرح بنتا ہی دھاوا کر کے بیلی گارد مین گھس جاینگے رام چاہے تو کل انگریز
نہین یا ہم نہین جب تک بیلی گارد فتح نہ کرینگے تنخواہ نہ مانگینگے مگر شربت پانی دھاوے کے وقت
پہونچنا ضرور ہے ہمارے برہمن پنڈت اپنے علم نجوم سے کہتے ہین کہ برجیس قدر کی سلطنت کلکتہ
تک ہی تمھارا صاحب اقبال ہی اچھی ساعت مین گدی پر بیٹھا ہے اوس ساعت سے پچاس برس تک
ترقی اقبال ہی زوال نہین جناب عالیہ نے فرمایا جیسے باتین کرو اور محل بھی یہان موجود ہین
اونہین سازش انگریز کا پایا جاتا ہی اونھین اونکا قتل ناگوار ہے افسرون نے کہا جو ایسے محل ہون
اونھین محل سے نکالدو کسواسطے اونکا دوست ہمارا دشمن ہی فرمایا بعد فتح تدبیر مناسب اونکے واسطے
کیجائیگی ابھی موقع نہین ۳۰ جولائی ۱۸۵۷ء افسرون کے نام حکم پہونچا کہ سب افسر مع اپنی پلٹن
کے کل چار گھڑی رات رہی بقواعد سکسن لیستہ بیلی گارد مین جائین اور اپنی اپنی کمپنی کا افسر سپاہ سے
آگے وقت دھاوا رہے جو مارا جاوے تلنگہ لاش اپنے عزیز کی نہ اوٹھاوے کہار ڈولی پیچھے رہین وہ اوٹھا
اوٹھالینگے اور پینے بیٹھائی کے گورے وقت دھاوے کے ساتھ رہین مشعل بازار سہر چیز موجود رہے
۳۱ جولائی کو سب فوج مع احمد اللہ شاہ فقیر دھاوے کو تیار ہوکر چلی شاہ جی کا آگے نقیب لیتا جاتا تھا

اُڑنکا ہوتا ہوا جب مورچونپر پہونچے روئی کے گٹھے جابجا رکھے تھے اونکی آڑ مین دھاوا کیا اور
دیوار بیلیگارد پہونچکر دیوار کھودنے لگے کہ اس راہ داخل ہونگے جب ادھر سے بم کے گولے
سینھ برسنے لگا ہزارہا قیمہ ہوکر جلکر بھاگے پھاٹک پر بیلی گارد کے ہزارہا مارے پڑے سرکار مین دفعتہً
ایک ہرکارہ خبر لایا دھاوا پیش ہوگیا سب انگریز مارے گئے تھوڑے سے گورے ایک مکان
مین چھپکر گولیان مار رہے ہین اسباب سب وہان کا لٹ رہا ہی کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اسباب
لوٹ سے بچے ارکان دولت یہ خبر سنکر بہت خوش ہوے آپسمین عید سمجھکر گلے ملنے لگے نامرد
تلوار پکڑ پکڑ کر اکڑنے لگے مونچھونکو بل دیتے بیلی گارد کو چلے آپس مین مبارکباد دینے لگے کوئی
کہتا تھا اوسے کھود کر بڑا تالاب بنا دیجے کوئی ممو خان سے کہتا تھا اسکا فتح باغ بنوا دیجے گا۔
دوسرا فتح گنج کہتا تھا کوئی کہتا تھا جبس گنج نام رکھیے گا دوسرا بھاگنے کی خبر لایا یہ سنتے ہی تلاطم
پڑ گیا ایک دوسرے کے بھاگتے ہین اوچھل کود کرنے لگا کوئی کوٹھری کوئی چارپائی کے نیچے چھپنے لگا
جب حکم جناب عالیہ دروازے قیصر باغ کے بند ہو گئے گورون کی سدراہ کو توپین لگائین تلنگے
نجیب وہان سے زیادہ مارے گئے بہت سے جھنجھلاتے غصہ کرتے گالیان بکتے شہر کو چلے
کسیکو گوئندہ کسیکو وثیقہ دار کہکر لوٹنے لگے دکانین سب خاص بازار کی لٹنے لگین سپاہی
کوتوالی کے جو محافظت کو تھے اونھین گوئندہ کہکر قید کر دیا کھانے بھیجا یا مٹھائی جو گئی تھی
کھانے جاتے تھے اور کہتے تھے شہر والے سب وثیقہ دار ہین انگریزونکو خبر دھاوے کی پہونچاتے
ہین ہمکو جادو سے بھگواتے ہین اگر یہ لوگ رسد وغیرہ بیلی گارد مین نہ پہونچاتے انگریز فاقون سے
مر جاتے خیر کل ہم بیلی گارد خالی کروا لینگے کہان جاتے ہین اور طرفہ ماجرا یہ تھا کہ افسر لشکر
منع کرتے تھے گالیان دیتے تھے اور اپنا حصہ بھی اونسے لیتے تھے۔

جب لوگون نے خبر لوٹ مرزا برجیس قدر سے عرض کی ایک دن سب افسر او تلنگونکو بلوایا آپ
گھوڑے پر سوار ہوا توپ سلامی کی چلی آہستہ آہستہ سمجھانے لگے کہ اے بہادرو ہم تم سے
بہت خوش ہین خوب لڑتے ہو مگر ہمین ایک بات کا رنج ہی کہ تم شہر کو لوٹ رہے ہو اسے موقوف
کرو ورنہ سب رعایا بد دعا کریگی افسرون نے دست بستہ عرض کی جناب عالی اب شہر نہ لٹیگا
تلنگے جو اوسوقت حاضر تھے کہنے لگے آپ ہمارے پیٹ کی خبر نہین لیتے کہان سے کھائین تنخواہ دو

ورنہ اس سے زیادہ ٹھہر لیگا اور جو اشرافون کی تشکیل مین سب تفنیہ انگریز سے ملے ہین انکو
ہم بیشک پہلے مار ڈالینگے غرض کچھہ نہ سنا ۔ مہینے تک شہر ہر روز لٹتا رہا ۔

تعلقدار راجہ جو کمک کو آئے تھے

تعلقدار

سب سے پہلے فوج بدمعاش کے ساتھ خان علیخان شیخ حسین علی کارندہ نواب علی خان محمود آباد سات ہزار گنوار سے آتے چکر والی کوٹھی مین اترے ونتیجہ مسئلہ تعلقدار و نانپیرہ پانسو سے بموجب حکمنامہ مذکور منشی محمد حسین قدوائی ۳ سو راجہ اٹونجے کا ۴ سو میر اولاد حسین زمیندار رسید پور ۴ سو سے آئے ۔

پھر افسران فوج نے حکمنامہ زمیندار تعلقدارون کو بھیجا کہ جو سرکار مین مع اپنی فوج کے حاضر نہوگا زمینداری اوسکے پیشٹ کو ملیگی فتح ہونیکر اوسکی بیخ و بنیاد کو نشا دیگی اور جو حاضر ہوگا علاوہ معافی مستمرہ بعد فتح پہلی گارد جاگیر پائیگا ۔

طلب خزانہ مفتاح الدولہ سے اور لوٹ خانہ نواب علی نقی خان وغیرہ

جنابعالیہ کے پاس زر نقد ۳۴ ہزار روپیہ تھا جب وہ خرچ ہو چکا مفتاح الدولہ سے طلب خزانہ کیا عرض کی مین پہلے عرض کر چکا ہون اور حسام الدولہ ممو خان کو کوٹھہ بھی دکھا دیا ہے خزانے مین سوا چاندی سونے کے اسباب زر نقد نہین ہے یہی وقت خیرخواہی ہے تمہارے بزرگون سے خیرخواہی ہوتی چلی آئی ہے اگر یہ سلطنت قایم ہے روپیہ بہت سا ہو جایگا بہتر ہے اسوقت مین کام آؤ خزانہ بتاؤ ورنہ ممو خان بہت تنگ کریگا عرض کی میری جان و مال سب سرکار کا ہے خدا جانتا ہے خزانہ نہین ہے البتہ اسباب چاندی سونے کا قریب ۴ لاکھ کے ہو جایگا وہ حاضر ہے آیندہ سرکار قید یا قتل کرے ہر صورت مین حاضر ہون پھر جنابعالیہ نے بہت سا سمجھایا آخر کنجیان اوسے لیکر یہ صلاح ہوئی کہ ٹکسال جاری کرو مگر سکہ کسکے نام کا پڑے کسی نے بادشاہ دہلی کا کسی نے بہادر شاہ کے بیٹے جوان بخت کا نام لیا وہ یہ ہے سکہ زد بر سیم و زر بفضل اله عالم پناہ شاہ جوان بخت سلطان دہلی ہوا بعض نے یہ کہا یہان سکہ برجیس قدر کا چاہیے ۔ وہ یہ ہے

سکہ زد بسیم و زر چون مہر بدر + نیر دین میرزا برجیس قدر ؛ ایضاً سکہ زد از فضل حق اختر
مہر و بدر ؛ اختر سلطان عالم میرزا برجیس قدر + خلاصہ خوشامد سے بہت سے سکے ہوے مگر
افسر و بخت نما نا کہا کہ سکہ شاہ دہلی کا پڑیگا پھر صلاح ہوئی کہ نہین معلوم وہان کسکا اور کونسا سکہ
پڑا ہے بہرحال قدیم سکہ شاہ عالم کا پڑنا چاہئے پہلے اوسکے مہتمم مفتاح الدولہ ہوے بعد اسکے آغا نجف
کشمیری داروغہ نواب معشوق محل نے ۶ ہزار پر اجارہ لیا نواب معشوق محل کا اسباب فوج اور
اہلکارون نے ملکر خوب لوٹا ۔

جب قلت خرچ روپیہ کی ہوئی شہر مین مالدار گھر تاکے پہلے وزیر خان محمد بخش داروغہ حضور عالم
بیگم آستے اونپر سختی کی کہ روپیہ بتاؤ جواب دیا کہ تمام گھر نواب کا بائیس تادری اختری نے اوٹھا لیا
ہماری دانست مین اب کچھ نہین ہے غرض یہ دونون قید ہوے پھر گوندے گھر کے بھیدی
خبر لائے کہ ہم نواب کے گھر کا حال خوب جانتے ہین جہان روپیہ ہے ممو خان راجہ جے لال سنگھ
یوسف خان حیدر خان بھائی ممو خان کے مخبر کے ساتھ نواب کے گھر گئے محلسرا مین ایک صحنچی
کو کھدوا یا پانچ لاکھ روپیہ نکلا۔ ہاتھی چھکڑہ وغیرہ رکھکر لے آئے جناب عالیہ سے ممو خان اور
راجہ نے عرض کی ہمسے زیادہ کون آپکا خیرخواہ ہوگا۔ ابھی اس سے زیادہ خیرخواہی کرینگے
بہت خوش ہوئین تعریف کی خلعت دیا راجہ محروم رہا ممو خان نے گوندے کو ایک کوڑی
بھی نہ دی اپنے قرینہ نکالا وہان پہرہ کر دیا اسمین سب کے سب مالامال ہوگئے اور نواب
کے متوسلین کا نقد و جنس بھی سرکار مین ضبط ہو کر آیا جسکی تفصیل موجب یادداشت مفتاح الدولہ
کے ہے مگر بعد فتح کے ان سبکو بھیک مانگتے دیکھا معلوم نہین اس چوری
سرزوری کا روپیہ کیا ہوا۔

نواب کے گھر کا نقد و جنس وغیرہ ۔

نقد ۴ لاکھ اشرفی ۱۰۰۰ طلا ۲۰ سیر ظروف نقرہ وغیرہ ۵۰ ہزار جواہرات دو لاکھ ۔

متفرقات

اچھے صاحب داماد نواب

میر احسان علی خان داروغہ دیوانخانہ نواب

جواب - راجہ نے معرفت ماتا پرشاد اپنے مختار کے کہلا بھیجا کہ کئی شرایط سے حاضر
ہوتا ہون پہلے یہ کہ شراکت تلنگون کی نہووے مین تنہا بیلی گارد فتح کرونگا دوسرے کوئی تلنگہ بجبر دست اندازی
نکرے کسواسطے میرے بیعنامہ مین بہت سے تلنگے رہتے ہین مجکو یقین اونکی خلش کا ہے تیسرے
جتنی فوج مین لاؤن سرکار اسکا روپیہ اور خرچ دے اسکے سوا دو تین باتین وقت حاضر ہونے
کے تخلیے مین عرض کرونگا -

حکم ہوا بروقت حاضر ہونے کے موافق تمہاری مرضی کے عمل مین آئیگا قصہ مختصر راجہ
سات ہزار سپاہ گوہار معتمد سے حاضر ہوے ۵ ہزار دو رہے راج کمار جبرے بہادر ہوتے ہین فقط
تلوار باندھتے ہین اور دو ہزار پانچ نجیب وغیرہ زمیندار ساتھ تھے آگ لات سبھی مثل لٹو کے
تھے اوسکی صورت یہ ہے کہ کمہارسی کو مجوف بناتے ہین وہ جہان پہونچتا ہے پھٹ جاتا ہے بارود
بھر کر ایک طرف فلیتہ لگا کر گڈھی پہ پھینکتے ہین اوسکے ٹکڑون سے آدمی زخمی ہوجاتے ہین جھنٹ سیر اکر
گھرسے جب فوج اونکے مضمون عرضی اور شرایط سے واقف ہوئی بگڑ گئی بہت برا بھلا کہنے لگی
اور کہا کہ اگر یہ مرضی وصلاح ہماری آویگا ہم سیدھے دلی چلے جائینگے اور کہینگے کہ جو لوگ انگریز
سے سازرکھتے ہین وہ سب برجیس قدر کے پاس جمع ہین اوسوقت راجہ نے اپنا وکیل امراؤ سنگہ
بینیال سنگہ رگھناتھ سنگہ گھمنڈی سنگہ کپتانون کے پاس بھیجا ۵ ہزار افسر اور سید برکات احمد
رسالہ دار کو جو جرنل فوج تھے بھجوا دیے -

پھر کورٹ ہوا آخر حکم یہ ہوا کہ راجہ جے لال سنگہ نے پڑھا کہ اگر آویگا سواے اطاعت کے وہ
ہمارا کیا کرسکتا ہے اوسے بھی کوئی مورچہ دیدیا جائیگا شہر مین آنے دو غرض راجہ اپنی دھوم دھام سے
در دولت پر آئے حاضر حضور جناب عالیہ و مرزا برجیس قدر ہوے ۱۱ اشرفی نذر دین خلعت دوشالہ
رومال ملا - راجہ نے عرض کیا اگر ارشاد ہو کوئی تیسرا نہو کچھ عرض کرون جناب عالیہ نے کہا ممو خان
میر واجد علی ہمارے خیر خواہ ہین خلاصہ عرض کیا یہ تلنگے بیلی گارد نہین خالی کرسکتے یہ فقط میدان کی
لڑائی جانتے ہین ہملوگ گڑھی خالی کروانے مین مشاق ہین ہمنے سیکڑون گڑھی قلب خالی کروائی
ہین بیلی گارد کی کیا اصل ہے ایکدن مین خالی کروا لونگا بشرطیکہ کوئی میرے ساتھ دھاوے کو نہ چلے مگر
دو شرطین ہین اول یہ کہ بیلی گارد کے ایک طرف میرا مورچہ ہو دوسرے علاقہ فیض آباد

نہ تھے یہ باتین از راہ فریب بیگمصاحبہ اور ممو خان کے تحقیق اسواسطے کہ بیلرساز انگریزون سے بنا رہے جناب عالیہ نے فرمایا مین اسکا جواب صلاح کرکے دونگی مگر شرط یہ ہے کہ مستعدی و جانفشانی سے ان کافرون کو قتل کرکے جلد بیلیگارد خالی کروالو اسوقت تو ہوگی کرونگی بلکہ اس سے زیادہ اسنے مین کئی کپتان بھی آگئے راجہ کو خوب ڈانٹا کہ اگر تم یہان آئے ہو اپنا مورچہ ساتھ لگاؤ ۔ چنانچہ راجہ کا مورچہ شیر دروازہ اور اصطبل شیخ آہنی پر ہوا ۔

حکمنامہ طلبی تعلقداران سانڈی سندیلہ وغیرہ

مین پروانے اس مضمون کے روانہ ہوے کہ فضل خدا سے بتاریخ بہتر روز نیک ما بدولت و اقبال نے مسند آبائی پر جلوس فرمایا اکثر تعلقدار اطراف و جوانب مع اضراب توپ و سپاہ واسطے قلع قمع انگریزون کے در دولت پر حاضر ہوے لہذا تمھین بھی لکھا جاتا ہے کہ کوئی انگریز مع فوج اور اہلکار کسی گھاٹ سے تمھارے علاقے مین اترنے نپاوے جسطرح سے ہو مقابلہ کرنا اور بمجرد دیکھنے حکمنامہ ہذا مع فوج و توپ در دولت پر حاضر ہونا تاکید جانو ۔

چنانچہ ایک پروانہ نرپت سنگہ باغی تعلقدار رودہیا ۔ دوسرا ہردیو بخش سنگہ تعلقدار کٹیاری پرگنہ سانڈی ضلع ملانوان ۔ تیسرے بینا سنگہ تعلقدار راجپور پرگنہ ضلع مذکور کو گیا نرپت سنگہ نے وورود دعوت دس انعام اور عرضی سپاہی کو دیکر روانہ کیا کہ پروانہ کرامت نشانہ حضور مشعر اجلاس فرمائی آیا سرفراز و ممتاز کیا اللہ تعالے مبارک کرے اور اوج ارادت دلی پر فائز کرے خانہ زاد کی گڑھی سے علاقہ انگریزی قریب ہے فقط دریا گنگ درمیان ہے اکثر ہرکاروں سے خبر عبور انگریزونکی سنی جاتی ہے خانہ زاد کا آنا مصلحت وقت نہین ہے انشاء اللہ اگر کفار قصد عبور گنگ کرینگے باقبال سرکار ان سے مقابلہ کرکے قتل کرونگا ۔ واجب تھا عرض کیا ۔

ہردیو بخش نے ۱۲ روپیے دیے تین دن تک سپاہی کو رکھکر رخصت کیا ماکھن سنگہ زمیندار ..... زمیندار غلام جعفر زمیندار عثمانپور میر عالم علی زمیندار بانون علاقہ سانڈی بھیکن خان زمیندار بھوگی علاقہ سلون وغیرہ حاضر ہوے وجہ انکی غیر حاضری کی معلوم نہوئی اور بعض راجہ خل لال ہنونت سنگہ ناسے کانکر بابو گلاب سنگہ تعلقدار تردل علاقہ سلطانپور وغیرہ ہمراہ چکلہ دارون کے ہوکر

فوج انگریزی سے خوب لڑے اور بعض راجہ اپنی فوج کو لیکر لکھنؤ آئے اپنے پاس سے خوراک دیتے تھے بعض کو سرکار سے بھی ملتی تھی اور یہ سب فوج ممالک محروسہ زمیندار تعلقدار راجہ کی ایک لاکھ پچاس ہزار یا پچپن تھی اگر حقیقت اپنی لڑائی سے لڑتے بہت تھے بشرطیکہ سپاہ باغیہ موافق ہوتی اور وبال رعایا ہوتا۔

بھیجا فرمان بہادر شاہ دلی اور انتظام کورٹ فوج باغی وغیرہ

۸ تاریخ شہر ذیحجہ چہارشنبہ کو فرمان بہادر شاہ دلی درجواب عرضداشت سپاہ باغی آیا کہ تمنے مرزا برجیس قدر کو مسند وزارت پر بٹھایا اچھا کیا ما بدولت بہت خوش ہوے حسب دستور انگریزی سپاہی چلی اوسی دن سپاہ کو اپنے افسرونکو کچھ بدولت سازش جانب مخالف پیدا ہوا اس جہت سے بعد قیل و قال صلاح یہ ہوئی کہ دو سپاہی پیدل سوار توپخانہ کے بھی داخل کورٹ ہوا کرین اور ان سب جماعت سے یہ اشخاص مشخصہ کو اختیار کلی دیا گیا کہ جس بات کو یہ چاریار باتفاق کہین وہ حکم جاری ہو چنانچہ اس اجلاس مین ایک صف مین افسر دوسری مین سپاہی وسط مین جرنیل اور نواب صاحب بیٹھے تھے ایک دن صاحبان پارلیمنٹ نے یہ حکم دیا کہ جسوقت حکم جنرل بیلی گارد کے خالی کرنیکا ملے ہمین ہزار یا نسو ملدار ہیلے اوسکی صبح کو ہم خالی کروا لینگے۔ دوسرے یہ کہ جو سپاہی سرکار کے کام پر مارا جاوے بیٹے اوسکا وارث اوسکے بدلے نوکر ہو اور اگر نہو اوسکے عیال کی کفالت ذمہ سرکار ہو اور اگر کوئی شہر مین لوٹے حکم کورٹ سے مارا جاوے یا اگر رعایا مارڈالے کورٹ سے اسکا مواخذہ نہو نواب صاحب اور جنرل نے ان سبکو بطیب خاطر قبول کیا۔

ہر روز گوئندے بیلی گارد کے طریق مختلف سے پکڑے جاتے تھے اگرچہ تبدیل لباس وضع صورت سے ہوتے تھے اور انگریزی چٹھی نئے ڈھنگ سے چھپا کر اپنے پاس رکھتے تھے اور بہت سے اشتباہ سے بھی گرفتار ہوجاتے تھے اور طرح طرح سے اپنی جان پر کھیلتے تھے۔

۹ تاریخ شہر ذیحجہ روز یکشنبہ عیال مرزا علی رضا بیگ کوتوال شہر اور مدار الدولہ میان احمد علی مہتمم حسین آباد کے قریب پچاس بیس میانہ ڈولی کے باغ علی گنج سے روانہ ہوے کچھ لوگ کہا

ملنگ حسین آباد کو توالی سپاہی ساتھ تھے کسی گویندے نے خبر مفصل فوج سے جاکر کہدی بیجاپ سوار کو حکم ہوا ہیکو گرفتار کرکے در دولت پر لے آو جب سوار ہو پہنچے سپاہی جتنے ساتھ تھے صورت دیکھتے ہی بھاگ گئے زنانی سواری کو در دولت پر لائے احمد علی اور کوتوال قید ہوئے جب کورٹ مین روبکاری ہوتی سبب عیال کے باہر بھیجنے کا پوچھا کہ اگر بخوف انگریز کیا تو مرگ انبوہ سے کون سی صورت نجات عافیت کی نکالی تھی یا درحقیقت تھین اونسے باطن مین سا نہ اپنے بچاؤ کو حاضر رہتے ہو کچھ جواب شافی ندیا اور جب تلاشی اسباب کی ہوئی کچھ سرقہ سرکار نپایا بلکہ جو اسباب ذاتی تھا وہ سب نصیب غازیان فوج ہوگیا دو تین دن کے بعد جناب عالیہ اور نواب کی سفارش سی دونوں پھر کام پر بدستور مامور ہو مگر فوج کو انسے کھٹکا ہو گیا۔

روانگی سفیر سرکار سمت دلی اور وہانسے لکھنو پھر آنا

جب مجوج باغی مسند نشینی مرزا برجیس قدر سے مطمین ہوئی اور قربان شاہ دلی درجواب عرضداشت فوج اس باب خاص مین آچکا افسران فوج اور ارکان دولت مین صلاح ہوئی کہ دلی قدیم سے دار الخلافت ہے لازم ہے کہ کوئی شخص معزز معقول سرکار سے تجویز ہو کر مع عرضداشت اور کچھ ہدیہ بھی لیکر بغرض روانہ ہو چنانچہ جناب عالیہ نے شرف الدولہ سے تجویز شخص معقول فرمایا۔ اونھون نے اس فقیر حقیر مولف کتاب سے کہا مین نے کہا مجھے کچھ تماشا دکھانا منظور ہے آپ چاہتے ہین نہ دیکھون حالانکہ اس سب کا مال کار آپ بھی خوب سمجھتے ہونگے مگر بنظر رفاہ و فلاح میرے یہ امر دوسرا ہے آپکو معلوم نہین عباس مرزا بیٹے میر احمد کے داماد میرزائی بیگم متفر جناب عالیہ تجویز ہوئے ہین وہی جاینگے چنانچہ یہی صورت ہوئی بسفارش مرزائی بیگم عباس مرزا کو طلب کیا دو شالہ رومال خلعت ہوا اور کہا تمھین معتمد وامین سمجھکر بعہدۂ سفارت شاہ دلی بھیجتے ہین پہلے اونھون نے نظر باسباب ظاہر عذر کیا مگر پھر مرگ انبوہ سمجھکر قبول کیا نواب شرف الدولہ نے بالو پو رنجیدہ سی عرضداشت لکھوائی۔

حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

اس خاکسار عقیدت نہاد نے کافران فرنگ کو تہ تیغ بیدریغ کیا چند کفار بد نہاد جو مکار ہیں باقی

ہین وہ بھی مارے جاتے ہین مگر امیدوار عنایت خسروانہ کا ہون کہ جو مہربانی سرکار حضور سے
میرے بزرگون کے ساتھ رہی تھی وہی پرورش حضور کو میرے حق مین بھی چاہیے اور کچھ تحفہ
واسطے خدام ذوی الاحترام کے گو کہ لائق حضور نہین ہے مع عرضداشت گذرانتا ہون سے
گر قبول افتد زہے عز و شرف

تحویل مفتاح الدولہ سے ایک کیسہ زرین سربمہر مین ایک تاج مرصع عہد حضرت خلد منزل
قیمتی ... مالا مروارید کا ... جوڑی نورتن ... دھکدکی ... دستبند مروارید
... کنٹھہ مروارید گلوبند ... جمع ...

ایکسوایک اشرفی یہ سب سپرد سفیر ہوا اور کہا جب خطاب مرزا جبیقدر کا لاؤ گے خلعت
۲۱ پارچہ اور انعام بہت سا پاؤ گے دو ہزار روپیہ خرچ راہ ملے ۱۲۵ سپاہی پلٹن حیدرخان
کمیدان ۲۵ سوار دو چپراسی دو چوبدار آٹھ ہرکارہ اخبار دو شترسوار ۱۶ کہار ۴ فراش
مع خیمہ وغیرہ یہ سب عملہ سفیر ہوا قدرت اللہ خان بیٹے مینڈو خان رسالدار جنہین بہ وا ...
شاہ دہلی اشارہ نویسی لکھنؤ کا آچکا تھا وہ بھی بسفارش نواب ساتھ ہوئے۔

۱۱ تاریخ شعبان ۱۲۷۳ھ خیرآباد کی راہ سے روانہ ہوئے ۲۷ محرم ۱۲۷۴ھ دہلی
پہونچے راہ مین ہر منزل و مقام پر خوف لٹنے مار جانے کا تھا زمیندار ہر گانون کا خود غلط
ہو گیا تھا راہ بند تھی سب طرف سے خبر قریب مراد آباد بریلی ولین صاحب کے چھاپے کا بڑا
خوف تھا چنانچہ ڈپٹی ولایت حسین خان نے مراد آباد مین اپنے رسوخ و خیرخواہی سرکار کیواسطے
سفیر کو دوستانہ صلاح دی کہ تم ولین صاحب سے ملاقات کر لو داشتہ آید بکار سمجھا اسکا نتیجہ
اچھا ہوگا کیا عجب ہے کہ کوئی صورت اصلاح تمہاری سرکار کیواسطے بھی نکلے سفیر نے جواب
دیا کہ یہ خیانت مجھ سے نہوگی مگر وقت مراجعت البتہ مضایقہ نہین کرینگے مشکل سے جا کر پہونچ لئے
غرض ان دونون صاحبان عالیشان سے لڑائی بہاری پر ہورہی تھی فوج باغی کو بڑا اہراس
ہو چکا تھا سب بھاگنے پر ہو رہی تھی اہل شہر کو یقین قتل و بربادی کا ہو چکا تھا یہ قافلہ لکھنؤ کا
پہلے شاہدرہ مین اترا ایک شخص کو دلی بھیجا جب بادشاہ کو خبر ہوئی کچھ فوج و جلوس کو استقبال
سفیر کیواسطے حکم ہوا سفیر بڑی دھوم دھام و تجمل سے راہ مین گولے کوٹی سے بچکر داخل شہر ہوکے

اور بسبب تعارف لکھنؤ نواب مظفر الدولہ اجل گرفتہ کے گھر اترے یہی بہانہ قتل نواب کا ہوا شہر میں
شہرت ہو گئی کہ صوبہ اودھ نے خزانہ بھیجا ہے دربار شاہی آراستہ ہوا ارکان دولت حاضر ہوئے
سفیر نے عذر خستگی راہ عرض کروا بھیجا بادشاہ دوپہر تک منتظر رہے خلاصہ ہر شخص اپنی طمع نفسانی
سے چاہتا تھا کہ دربار شاہی میں میں واسطہ سفیر ہوں آخر نواب زینت محل کے وسیلے سے
تخلیے میں ملازمت سفیر ٹھہری اوس دن دربار عام برخاست ہوا تخلیے میں سفیر جا کر حاضر ہوا
بادشاہ چاندی کی پلنگڑی پر بیٹھے تھے ڈوپٹے کا کرتہ پہنے دلائی اوڑھے سفیر آداب سلام
بجا لایا نذر دی عرضداشت اشرفیاں نذر کی گذرانیں بادشاہ نے پنسل سے عرضداشت میں
دستخط خاص فرمائی کہ فرزند ارجمند مرزا برجیس قدر بہادر شاہ اودھ آفرین ہو کہ چھوٹے سے سن میں
تمنے بڑا کام نام کیا آئندہ پیچھے سے تمہارے واسطے مہر خطاب بھیجی جائیگی خاطر جمع رکھو جو ملک قدیم تمہارا تھا
اوس سے بھی زیادہ عطا ہوگا قبل اسکے وہ عرضداشت و دستخطی عنایت ہوئی رخصت کیا دوسرے ملازمت میں
اسباب باقیماندہ تاج وغیرہ سب گذرانا اپنی خوش نصیبی سمجھا اوسے ملکی ورنہ بڑی خرابی ہوتی
شب سہ شنبہ رات بھر فوج انگریزی سے اس کثرت سے شہر پر گولوں کا برسا کہ
اہل شہر کو یاس کلی ہو گئی دو گھڑی دن چڑھے منگل کو گوروں نے کشمیری دروازہ سے دھاوا کیا
داخل شہر ہو گئے بیگم سمرو کے باغ میں مورچہ کیا چاندنی چوک بھی لے لیا پھر آہستہ آہستہ ہر مقام پر
[illegible] شکست بے صورت ہوتی فوج باغی لوگ دم سے بھاگی اہل شہر نکلے اونکے ساتھ سفیر بھی اپنی جان
بچا کر بھاگے ۲۰ محرم ۱۲۷۴ھ بادشاہ قلعہ سے مقبرہ ہمایوں میں گئے اسکا ذکر تفصیلی معرکہ دلی میں آئیگا —
غرض سفیر لکھنؤ مع اس خرابی کے بعد طے منازل خوف و بیم بسلامت لکھنؤ آئے جناب عالیہ
کی حضور میں سب اسباب مرسلہ دی اور جو کچھ بھیجا لائے تھے وہ داخل جواہر خانہ ہوا
عرض کیا دلی کا خاتمہ ہو چکا ممو خان نے کہا اسکا ذکر نہ کرو فوج بے دل ہو کر بھاگ جائیگی

قید ہونا نواب منور الدولہ کا اور اون کی رہائی

نواب منور الدولہ کے گھر کا اسباب ظاہری جب تھوڑا بہت ساتھ لوٹ چکے اور نواب اپنی جان

بھاگ کر محلے محلے مکان در مکان چھپتے پھرے بظاہر بدمعاشون سے جان بچنے کے لالے پڑے
منشی مظہر علی نے مفتاح الدولہ سے جاکر کہا کوئی صورت نواب کے جان و مال بچنے کی ان تلنگون
کے ہاتھ سے نکالیے ورنہ ہر طرح سے برباد و تباہ ہوے جاتے ہین کب تک اس طرح چھپتے پھرینگے
اور کہان جا سکتے ہین انھون نے اپنی رجمنٹ کی نیک نہادی نیک نامی سمجھکر سید برکات احمد رسالدار
رسالہ سے سمجھا کر کہ دیگر رفقا سند کیا ہے خاطر جمع ہو چکی منشی جی نے کہا نواب سے کہیے اگر
چھپے آ گئے دوسرے دن مجھلو رسالدار کو اپنے ساتھ نواب کے پاس لے آئے پھر نواب
کو دردولت پر لائے جناب عالیہ کو نذر دلوائی خلعت دوشالہ رومال بابت سی تشفی فرما کر رخصت
کیا دربار مین شغل ورا مراجانے لگے فی الجملہ بظاہر باغیون کی زیادتی شر سے صورت عافیت
معلوم ہوئی مگر خائف و ترسان انجام سے رہے افسر بھی اپنی گھات مین لگے ہوے تھے
جب رسالدار گولی سے مارا گیا نواب مایوس ہوے کہ جو کچھ دیگر رسالدار سے صورت حفاظت
کی پیدا ہوئی تھی گئی ۱۲ ذیحجہ روز سہ شنبہ نواب تالیف قلوب سمجھکر بتقریب سوم رسالدار مین
مع رفقا با اسلحہ جاکر شریک فاتحہ خوانی ہوے افسران فوج اپنے تعصب مذہب اور دانش باطن سے
وقت پاکر پہلے ڈھاڑی سے پھر شروع کی تقریر تھی آخر افسر کہنے لگے ہمین خوب معلوم ہے
کہ تمھارے مورچہ اسمعیل گنج سے سب کچھ بلکہ ڈالی قلمی آم کی بھی پہلی گذار دین جاتی ہے تمنے اپنا
مورچہ اسیواسطے وہان کیا ہے بظاہر ہمین دھوکا دیتے ہو اسی قیل و قال سے نواب کو گرفتار کر
بدلت پیادہ پا اپنی پلٹن مین لیچلے اوسیوقت اونکی خوش نصیبی سے جناب عالیہ کو خبر پہونچی جھونڈا
نے آکر کہا انھین اور کہین نہ لیجاؤ دردولت پر لے آو جب تک وہان پہونچین راہ مین بہت گفتگو
خلاف پیدا ہوئی منشی جی نے اونکا ساتھ چھوڑا وہ پیالانش مین آ گئے جناب عالیہ نے فرمایا
انھین ہمارے مکان مین رکھو غرض جہان نما کے نیچے مکان مین رہے پہرے تلنگون کے تھے ہر وقت
افسران سے گفتگو لاطائل ہوا کرتی تھی لاکھون مانگتے تھے رفقا سے وہان تک جو ساتھ گئے تھے
بھاگ گئے فقط منشی جی اصحاب غار رہ گئے مگر یہی جانتے تھے اگر نواب سے جدا ہو جاؤنگا جان بھی نہ بچیگی
افسر سے کچھ ساز کر لیا تھا ورنہ لال باغ مین انکا گھر بھی خوب لٹا نواب افسر انکو جدا یا خطرات دیتے
نہ ہوگی سے دیتے تھے منشی اپنی چال سے جا کر جو ہو سکتا اگرچہ وہ صلاحت اونسے ہو نہ سکتا

مگر نواب پر شاق گذرتا تھا یہ بھی سمجھتے تھے کہ میری بھلائی کو کہتے ہیں نواب شرف الدولہ بھی
بظاہر خوف اور باطن میں لئے کینہ دیرینہ سے طرح دیتے تھے ارکان دولت بھی اونکو ایک
رقم سمجھے ہوئے تھے فی الجملہ اگر یہ سب رفقا جیسے اوپچی ظاہری بنے گئے تھے اگر مرنے پر کمر
باندھتے خوب تلوار چلتی بڑا گھمسان پڑتا۔

ایک دن تلنگوں نے بہت سخت سست کہکر روپیہ طلب کیا نواب کی چھاتی پر پلنگ کا
پایہ رکھکر تلنگا چڑھ بیٹھا۔ کہتے تھے ہم تجھے اسی سختی سے مار ڈالینگے سیطرح سے عافیت
تنگ کی تھی حالت یاس ہوگئی تھی کہ اونسے جان نہ بچیگی۔ ہرچند تلنگوں کو ہر روز بہت کچھ دیا کرتے
تھے آخر نصرت الدولہ جرنیل ممو خان اور چھوٹی امت کو بجناب رسدی دیکر مستعد سفارش جنابعالیہ
سے نجات دلوائی۔ نواب نے بودوباش مرزا ابوتراب خان کے گھر میں اختیار کی دوسرے
تیسرے دن جناب عالیہ کے سلام کو جاتے تھے۔

جب سپاہ باغی نے مردم آزاری ظلم و تعدی سے ہاتھ اوٹھایا سکو یقین ہوا کہ
کبھی لیسے خالی نہوگا یہ اپنے واسطے فتوحات غیبی سمجھکر پا لیتے ہیں وگرنہ یہ فوج جنگی تلنگے بلوے
کو تنخواہ نہ پہونچی ہزارہا گذر رہا ممالک محروسہ ایک لاکھ پچاس ہزار پانسو کئی مہینے سے ابھی
ہوئی ہیں ہر منگل کو مثل منگل داخلہ جینٹ دھاوا کرکے رہ جاتے ہیں اور ہر جمعہ کو بعد نماز شاہ جی
کمر جہاد پر باندھکر جاتے تھے اور بدھ کے دن بیلی گارد سے دھاوا ہوا کرتا تھا ہزارہا مظلوم
بیگناہ کا خون ناحق ہوتا تھا اور ہر روز دھاوے پر ایک نیا عذر درپیش ہوتا تھا کہتے تھے کہ ہم کیا
کریں سب انگریز سے ملے ہیں اور ہر طرح کی لوٹ سے ہر شخص مالا مال ہو چکا تھا مگر ایک کو نصیب
نہوا جب ایک سپاہی مارا جاتا تھا دوسرا اوسکا مال لے لیتا تھا اگر کوئی اپنے گانون چلا راہ
میں مارا گیا اگر گانون میں پہونچا زمیندار نے چھین لیا فوج نے چار لاکھ روپیہ نذرانہ مسند
نشینی ٹھہرایا تھا اگرچہ یکمشت نہ ملا مگر کوٹھے شاہی جو چتر منزل میں تھے جنمیں اسباب
چاندی سونے کا فقط بھرا ہوا تھا مثل حوضہ نالکی پالکی پلنگ مسہری نیچبانچہ وغیرہ
ہر قسم کا تقریباً ڈیڑھ کروڑ کا ہوا اوسے کئی مہینے تک لوٹا کیے سرکاری پہرے
کو وقت لوٹ باہر نکالدیتے تھے وہ سب لاکر آپس میں تقسیم کرتے تھے خزانہ سرکار جو ہر ضلع کا

لائے تھے اوسے پہلے آپسمین تقسیم کرلیا اسکے سوا تلنگہ ۱۲ روپیے سوار ۳۰ روپے کپتان بجائے کرنل پانسو اجیٹن رسالدار ہزار روپیہ ماہواری لیا کرتے تھے اسکا حساب کچھ نہین ان وجوہات سے محاصرہ بیلی گارد کا طول محض اپنا فتوحات سمجھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ اوسکے خالی ہوجانے کے سرکار کی غرض ہیسے کچھ نرہیگی تلنگون کے پاس فقط بندوق تو سردارن افسرون کے پاس فقط کرچ کرمین رہ گئی تھی ان بلائون کے سوا شہر پر ایک اور آفت سماوی نازل تھی کہ ابتدائے ماہ شوال سے وباے ہیضہ اس شدت سے ہورہی تھی کہ کبھی پیشتر اسکے نہوئی تھی اور اس ہنگامہ مین کئی سبب سے بڑھگئی تھی ایک کثافت شہر کوچہ و بازار تنگ کے متصل ہوے شہر کی بیلی گارد سے شہر پر چلی آتی تھی لاش مقتولین جو پایہ مردہ تمازت آفتاب برج اسد اور ریا باروت کی بو اور بے احتیاطی عوام ماکولات مین مکھیون کی کثرت یہ سب اسباب ترقی و قیام وبا کے ہوگئے تھے مگر قدرت خدا کو دیکھا چاہیے اور تصور کرنا لازم ہے کہ اگر بالفرض بیلی گارد مین یہ فوج باغیہ داخل ہوتی غالب ہی کہ ایک کو جیتا نہ چھوڑتی پس جب ایسا خون ناحق کا دریا بہتا اور خدا کی قدرت سے تسلط صاحبان عالیشان ہوجاتا توقع تھی کہ رعایا جیتی بچتی یہ غبار نہ نکلتا اور بنیاد شہر کی رکھتے یا برابر زمین کرکے ایسی صورت کرکے کہ کبھی گھاس تک نہ جمتی یہی مصلحت جناب باری تھی کہ محصورین بسلامت نکل گئے صدہا غربای رعایا اور بے گناہون پر رحم کھاکر یہ صورت دکھائی اور حکمت و فعل باطنی کو وہی خوب جانتا ہے اب صاحب بصیرت اس امر خاص مین بغور و تامل دیکھین کہ کیا ہوتا ہے۔

گرفتاری مرزا محمد تقی خان نبیرۂ نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان

فوج بدمعاش نے پہلے لوٹ اہل وثایق و متوسلین سرکار سے شروع کی چنانچہ ۲۵ ذیحجہ روز دوشنبہ ۱۲۷۳ھ حرزوف سازش بھائی سلطان مریم بیگم صاحبہ اور جوہر ف جو بلی داماد چودہ سب زن و مرد کو مرزا علی رضا کوتوال محمد قاسم نے قید سے چھوڑ دیا وہ دولت حسن علی تھانہ دار کے مکان مین جاکر پہرائٹ صاحب بھی اوسی مکان مین تھے پوشیدہ حسین بخش چیلے کے مکان مین تھی تلنگے خوب لوٹ چکے تھے مگر جان سے بچے نکھر دیا ان

کچھ دنونتک اپنے گھر مین لے آئے تھے منصور نگر مین اودنکو دینا قریب اپنے مکان رہنے کو دیا تھا مگر وہ مفلس ہو چکے تھے کچھ اسباب زیور بیچکر بسر اوقات کرتے تھے محمد تقی خان کو بھی کچھ دیتے تھے محمد عسکری انکے بڑے بیٹے نے جوزف سارٹ سے کچھ مانگا جب نملا میر یوسف علی سے جاکر سارا احوال مخفی کہدیا کہ ہمارے محلے مین انگریز آکر چھپے ہین انھون نے ممو خان سے کہا تلنگے بول کی پاہین کر اوسکے ساتھ ہوے اتفاقاً محمد تقی خان بھی اوسی مکان مین آکر بیٹھے تھے سبکی مشکین باندھ سر چوک ہجوم عام سے در دولت پر لائے انکا بیٹا چاہتا تھا کہ میرا باپ بچ جائیگا مگر چاہ کندرا چاہ درپیش ہوتا ہی اسواسطے وہ علیحدہ ہوکر اپنے گھر مین چھپ رہا۔

غرض جب یہ اسیر صف بستہ روبرو جناب عالیہ جاکر کھڑے ہوئے تلنگون نے چاہا کہ سبکو گولی سے اوڑا دین مفتاح الدولہ نے عرض کیا کہ جوزف سارٹ جسکے بھائی سلطان مریم بیگم محل حضرت خلد مکان کے ہین حاکم وقت کسی رئیس عالی خاندان کو قتل نہین کرتا بلکہ حفظ آبرو و ناموس کرتا ہی سارا شہر جانتا ہے کہ یہ مسلمان ہین ہمیشہ سے انکا طریق ظاہری لباس وغیرہ موافق اہل اسلام رہا ہے پھر انکی بی بی کا ہاتھ پکڑ کر روبرو جناب عالیہ لیگئے کہ ملاحظہ فرمائیے انکا لباس مثل ہندوستانیون کے ہے یا نہین بعد اسکے ہاتھ دستگیری کو جناب عالیہ کے ہاتھ مین دیدیا دریا انکی مشکین کھولکر قید کرکے میر واجد علی کے سپرد کردی اونھون نے ایک مکان مین بیٹھا کر رکھا یہ بھی غنیمت سمجھے کہ اب حمایت سرکار مین رہنا بہتر ہے وگرنہ شہر مین پھر خراب ہونگے مرزا محمد تقی خان کو مرزائی بیگم نے اپنا عزیز بتاکر چھوڑوا دیا مفتاح الدولہ کے پاس رکن رکین جاکر آیا کرتے تھے ممو خان کے پاس بھی جاتے تھے بلکہ امیدوار کسی عہدہ کے بھی رہے مرزا برجیس قدر کو ایک تعویذ مثل حرز جواد خاندانی انکے پاس تھا اور مخفق فتح و فیروزی کا۔ خوشامد سے نذر دیکر گلے مین ڈالدیا کہ آپکی فتح ہوگی ایکدن چھوٹی تلوار نذر دی شاعر تھے قصیدہ بھی اونکی شان مین گذرانا تھا ایکدن عرض کیا میرے پاس کوئی بندوق نہین وگرنہ مین بھی کسی مورچہ پر جاتا مفتاح الدولہ کو کم ہوا مگر نہ ملی۔

میر واجد علی نے ان اسیرون کی جان بخشی کا ایک حیلہ مشہور کیا کہ جوزف جو ہانس بندوق کی تو پی بنانا جانتے ہین اوسکی صورت یہی کہ اپنے پاس سے [illegible] ہو تو یہان سرکار مین دیا کرتے تھے

کہ انکی نبائی ہین اور مکان کرایہ مین اپنی حفاظت مین رکھا ان سب نے اپنی داڑھیان منڈوا دی تھین کرتی شانی
پیش گریبان پہنتے تھے سر پر عمامہ بادامی ہاتھ مین تسبیح تینون بھرے دالون بلی بہر صورت جان بچی

احوال دلیر الدولہ عرف مرزا حیدر

فوج باغی چاہا کہ مثل نواب منور الدولہ دلیر الدولہ کے بھی گھر کو لوٹیے یہ پہلے با خبر ہو کر سب
اپنی رفقا اور ملازمین تن بہ برگ دیگر مسلح گھر مین بیٹھے رہتے تھے ایک مہینے تک خاموش بیٹھے رہی یہ
سامان دیکھکر پھر کسیکی جرأت نہ پڑی کا شکے منور الدولہ بھی یہی صورت کرتے وہ تو انسے زیادہ شکاری
تھے مگر نا بت شکل ہی ہر شخص سی نہین ہو سکتا بعد اسکے حسب الطلب سرکار مین گئے چنانچہ پہرا دیکی
طرح مسلح مع رفقا جایا کرتے تھے جیسان اور امرا اہل وثیقہ صاحبان نشین بیٹھے تھی چنانچہ لیے انکے واسطے نظامت
صوبہ الہ آباد تجویز فرمائی تم فوج لیکر جاؤ وہان کا بندوبست کرو اونھون نے عدم واقفیت مالی و
ضعف قوا کسن پیری در پیش کیا موقوف رہا بعد اسکے جب جنرل اوٹرم صاحب دھاوے کو آتے
اسکے سات دن پیشتر انکین جماعت جرنیلی ٹپالن بخیبہ ملیجکا تھا جب بھی اونھون نے عذر کیا تھا کچھ پیش رفت
نہوا خود بھی کسی مورچہ پر نہ گئے اور نہ کوئی افسر مدد دینے کو آیا بہت غنیمت سمجھے خدا نے بہر حال بچایا

احوال نواب ممتاز الدولہ بہادر

جب فوج باغی لکھنؤ مین آئی نواب ممتاز الدولہ مصلحت وقت سمجھکر عنایت باغ جو گولہ گنج
مین قریب بیلی گارد تھا وہان سے اپنے قدیم مکان گنگنی سکل کے تالابچہ مع اسباب جا کر رہے چند روز
روپوش رہی تلنگون کے شر سے بچے مگر یہ کب ایسا گھر چھوڑتے عنایت باغ سی کچھ اسباب لوٹ کر
لیگئے بعد اسکے نواب نے کچھ خرچ کرکے افسران فوج سے ایک گارد سوار اپنی حفاظت کو متعین کروا لیا
پہچ لیبہ اونکین مانا تھا دروازے پر سبیل شربت قندکی رکھوا دی تھی مجاہدین مردان خدا
خوبی سیراب ہو جاتے تھی مرزا قاسم بیگ داروغہ عنایت باغ ضریح نقرہ لاکھ روپیہ کی توڑ کرے آئے

ذکر دلیر الدولہ ۲۹۴

ذکر ممتاز الدولہ ۲۹۵

آخر تلنگون نے ایک خط جعلی اسمی آغا محمد حسین شیرازی جو انکے مکان مین نظر بند تھا بنا بہشتی یعنی نتھے
نواب نے کانپور سے بھیجا ہے کہ تم مفصل احوال نواب منورالدولہ و ممتاز الدولہ کا لکھو کیونکہ ہم اس علت جعل
نواب ممتاز الدولہ کو الزام دیکر گرفتار بلا کیا اور مرزا محمد حسین کو لوٹ لیا میر واجد علی نواب کے بڑے ساعی ہوے
جناب عالیہ نے کپتانون سے سفارش کرکے بڑی جد و جہد سے چھوڑوا دیا جب نواب حاضر حضور جناب عالیہ و مرزا برجیس قدر
ہوے دو اشرفی نذر دی نواب سعید الدولہ نے اپنے بیٹے سے بھی نذر دلوائی دوسرے دن چھوٹی ولایتی بندوق
اور ایک تلوار مرزا برجیس قدر کو دی چند روز مین فضل خدا سے جناب عالیہ سے ایسی موافقت ہوگئی کہ ہم پیالہ
ہم نوالہ ہوگئے مموخان کو بڑا خار گذرا جناب عالیہ نے انکی بیٹی سے نسبت مرزا برجیس قدر کی تجویز کی مگر کوئی
رسم عرفی مقرر ہوا زبانی گفتگو رہا اور سارے شہر میں حال موافقت و نسبت کھلا گیا ایکدن کئی انگریز کھے
کئی رومال تحفہ لائی اور ہر روز ایک تحفہ لیکر آتے تھے خالی ہاتھ نہ آتے تھے مموخان نے انتہای موافقت
ناگوار بلکہ خار سمجھکر آپ نے جانے مین دخل کیا بلکہ تجویز کیا انکے ساتھ فوج کرکے کہین بھیجدیا چاہیے مگر
جناب عالیہ نے ٹال دیا بدستور اپنے پاس رکھا جب مموخان کو خلش زیادہ بڑھی اور بہت خار جگر
کھٹکنے لگا جناب عالیہ کو سمجھایا یہ بڑے دغے والے ہین انسے بھی کچھ لیجیے وگرنہ مجھسے اب کام چلتا نہین معلوم
ہوتا جب نواب کو یہ کھٹکا ہوا انسے بھی راہ رسم دنیا سازی بڑھایا چنانچہ مموخان جب کچھ علیل ہوے
نواب نے جاکر انکے بازو پر اشرفی باندھی جب اچھے ہوے اپنے گھر بلایا ایک ولایتی بہت عمدہ ایک جوڑی تفنگچہ
میر واجد علی کو دی اور بہت دنیا داری سے کہا ہمین تم اپنا جانو تلنگے ہمارے دشمن جانی ہین انکا کہنا
نہ سننا کچھ سوار ہمارے ساتھ کردو مموخان نے دس سوار تعینات کردیے بہرصورت بچے ۔

فوج انگریزی کا الہ آباد سے پہونچنا شکست رانا راؤ کا ہونا

رانا راؤ پیشوا کا بیٹا اپنی عیش و عشرت ناچ و رنگ مین مشغول تھے اور دس بیس ہزار سوار
و پیادہ مثل سندی خوکیری بھرتی جنگ نا دیدہ فاقہ مست ٹوٹی ماری کچھ لکھنو کچھ اطراف و جوانب کے
رکھے ہوے تھے فوج تلنگی بہ سبب بیدل ہونے کے نہین تھا انکی غفلت و حرکات خلاف دیکھکر بیدل ہوگئے تھا
تھی بلکہ منظور تھا اگر پہنچے نواب یا کوئی اور صاحب حوصلہ اولوالعزم ہاتھ لگجاوے تو اوسے اپنا حاکم

منتظر کرین اگر کوئی نہ ٹھہرا ناگاہ خبر آئی کہ فوج گورہ الہ آباد سے آن پہونچی ہے انکا سبقت
ہوا تھا کہ قبل از داخلہ کئی سو میم بچے وغیرہ انکے دام بلا مین گرفتار تھے اور جبتک کسیکو قتل
نکیا تھا فقط قید زندان مین رکھا تھا اگر اپنی حفاظت مین رکھتے کیا عجب ہے روز بد نہ دیکھے
بلکہ ایکدن ان سب کے لباس کثیف دیکھکر حکم کیا دھوبیون سے انکا لباس سفید دھلوا دو
مگر میم گو قیدیون کے ہاتھ ہر طرح سے یا نقاچیان اپنے احوال گذران کی لکھکر بھیجتی تھین جنانچہ
ایک دن دو نگر قیدے سے چٹھی پکڑے گئے بس یہی ان سب کی قضا کا باعث ہوا بالا رائو مع
فوج جنگی و نو ملازم مقابلہ فوج گورہ آئے ہو یہان رانا راو نے جھنجھلا کر ان سب اسیران بیگناہ
کو بہ ہزار ذلت زیر تیغ لیا اس سبب سے کہ تمنے اپنی فوج کو ہمارے قتل کو بلایا ورنہ ہم تمہین قتل
نکرکے قید مین رکھتے میم نے حالت یاس مین بہت سا عذر معذرت کیا کسینے نہ سنا اور نہ
کوئی انجام کار کو سمجھا کہ قتل عورات و اطفال کس ملت مذہب مین جائز ہے اور بالفرض اگر
قتل بھی ہوتے تو لندن خالی نہوگا اپنی موت یا اس سے زیادہ تر مرجاتے ہین یہ بھی نہ سمجھے
کہ امیر دوست محمد خان کابل نے کسطرح اپنی حفاظت مین عورات کو رکھا ہو بیرحیا فقط کر دیے تھے
اسی طرح اگر یہان بھی صورت شفاکی ہوتی کیسی نیکنامی ہوتی اور صورت زندہ بھی حسب لخواہ
ہوتی پس جبتک صورت نہوئی سرکار کے حق بجانب ہوئی جتنا غصہ اسکی یاد اس مین ستے کے واسطے کرتی ہے
غرض مابین فتحپور سرسول مندراجی گورون سے مقابلہ ہوا ایکساعت تک لڑائی واسطے بعد فوج
جدید جنگ نا دیدہ پیدا ہوئی اور ہر ہے کبھی میدان کی لڑائی کی قابلیت نہین رکھتے خلاصہ
کانپور سے ۱۲ کوس تک فوج ٹھہرتی مقابلہ کرتی بھاگتی چلی آئی اس عرصہ مین بالا راو کے پانون
مین گولی لگی تو مین چھیٹ گئین کانپور مین پہونچکر قدم نہ ٹھہر سکا بٹھور کو بھاگے اس بہانے کہ وہان
سے اپنی ہمقوم لیکر آتے مین یہان فوج مین تلاطم پڑ گیا جانا کہ رانا راو بھاگ گیا سبھون نے سیدھی
لکھرکی بلکہ بٹھور تک چلے گئے انھون نے رانا راو کا گھر لوٹا اوسنے جب یہ صورت فوج
کی دیکھی کچھہ نہ بن پڑا گنگا سے اوترکر فتحپور چوراسی مین آکر ٹھہرا ودھری کے یہان جو رئیس
فتحپور چوراسی کے تھے —

جب فوج مفرور باغی گھر لوٹ چکی ہر گھاٹ سے عبور کرنا شروع کیا اوسوقت گھاٹ پر

ہر شخص پانچ پانچ روپیہ یاچ کو دیتا تھا کہ مجھے پہلے اوتارو دسکے واسطے کہ یہ سب تا مرد فاحیست لکھنؤ کی لوٹ سے مالامال ہو چکے تھے جانتے تھے اپنے بچوں میں پہونچکر چندے آرام سے روٹی کھائیں سیاداراہ مین لٹ جائین ۔

فوج انگریزی کانپور تک پیچھا کرتی چلی آئی جب میدان خالی پایا صوبہ دار کے تالاب آکر مقام کیا احمد علیخان وکیل عدالت کانپور اور کئی مہاجن شہر خبر پا کے ہولاگ صاحب کے استقبال کو گئے سرک پر کھڑے ہوے سلام کیا مہاجنوں سے استفسار حال کر کے حکم رسد رسانی کا دیا اوسکی صبح فوج ٹھور گئی رانا راؤ اور بعض گھرونکو لوٹ کر آگ لگادی ازبسکہ گورے خستگی راہ سے سبت بھوکے تھے اشیاء ماکولات بازار پر گرے اوسکی قیمت بھی دی یہ شکست رانا راؤ ۱۵ - جولائی ۱۸۵۷ء کو ہوئی ۱۶ کو صاحبان عالیشان نے بندوبست شہر کا بیتور کیا بس ہنگامہ یہان سے گرم ہوا جسے پایا بے تحقیق روبکاری بے تکلف پھانسی دیدیا اسواسطے کہ شعلہ نار مقتولین بیگناہ نے جگر جلا دیا تھا کئی ہزار کی نوبت پھانسی کی پہونچی اکثر اپنے تئین بے قصور جانکر رہ گئے بھاگے ہزار دن گرفتار ہو کر پھانسی دیے گئے ازانجملہ اعظم علیخان کو لوگ بتفاق کہتے ہین بے قصور تھے شریک باغیون کے نہوے تھے اور اپنے بے قصور سمجھکر بھاگے نہ تھے پہلی بانتی جو کچھ لینا تھا لیا نقد و جنس سے بعد اسکے پھانسی دی ہر چند داد و بیداد اپنی بے حرمتی کی کی نہ سنا اب سرکار نے ازراہ عدالت گواعذ نوٹ جو اونکے عیال کے نام تھے دیے کہ اپنی بسر اوقات کرین ۔

فتحپور مین پھانسی شروع ہوئی کسواسطے کہ وہانکی رعایا اور ناعاقبت اندیشون نے اپنی اجل آپ بلائی تھی اور چودھری جباسنگھ بھی لڑکے مارے گئے ۔

بنارس مین پلٹن والنیٹری اور فوج سے کچھ فساد ہوا چھاؤنی سکرور مین لیکن راجہ کی حمایت سے صورت امان ملی مگر استیصال باغیونکا ہوا اسکے بعد پلٹن لکھنؤ آئی اپنی گروہ باغی سے ملگئی الہ آباد مین سب سے زیادہ پھانسی ہوگی کہ ایک مولوی نے مجھری جھنڈا اوٹھا کے تمام رعایا کو باغی بنا دیا پہلے حکام فوج قلیل سے قلعہ بند ہوئے فوج باغی نے خزانہ سرکاری لوٹکر سید ھی راہ دلی کی لی دریا بادکے ٹھیان رعایا وغیرہ نے ملکر کچھ خزانہ لوٹا اور پھر جہاد پر کمر باندھ مقابلہ کیا مثل مشہور کمزور بارکھا نکی نہ تی سمجھے ہم کس قوی سے مقابل

سرکار سے کرتے ہین آخر فوج نے قلعے سے نکلکر ان سب کا ستیاناس کر دیا گرد شہر کے آگ
لگا دی بعد تسلط ہ ہزار کو پھانسی دی بعض اولوالعزم اپنی حماقت سے لکھنؤ کمک لینے کو آئے
مگر قضائی اونھین جانے نہ دیا کہ مین خود تمھارے پاس حاضر ہون اتنی دور کا ہیکو تکلیف راہ اوٹھاکر
آئے بعض لکھنؤ کے صاحب بھی آمادہ الہ آباد کے ہوے بشرطیکہ خزانہ اور فوج سرکار سے ملتی —

نقل عجیب

جب کانپور مین ۴ ہزار آدمی نے پھانسی پائی ہزارون بھاگے ہزارون بچ رہے ہر ایک
کی صورت نجات مختلف ہوئی ازانجملہ یہ سبیل مذکور ایک سقہ رہنے والا لکھنؤ کا وہ بھی بیکار تھا
سب کے ساتھ جاکر نوکر ہوا جب شکست ہوئی ایک شخص کے گھر مین چھپ رہا بعد کئی دن کے صاحبخانہ
نے کہا تم میرے گھر سے چلے جاؤ ایسا نہو کوئی گوئندہ سرکار مین خبر کر دے مجھے تمھاری صحبت سے پھانسی
ملیگی یہ سقہ مضطر ہوکر نواب گنج کی سڑک پر چلا جاتا تھا اتفاقاً ایک صاحب اکیلا سوار نواب گنج
سے آتا تھا اوس سے پوچھا کون ہے کہان جاتا ہے اوسنے کہا لکھنؤ مین میان احمد علی کی سبیل کربلا
پر نوکر تھا فرخ آباد مین میرا بھائی ہے اوسکے دیکھنے کو جاتا ہون کہا تو جھوٹ کہتا ہے تو راناکا
نوکر تھا ہرچند اسنے عذر کیا اوسنے اپنے ساتھ لاکر گورون کے پہرے مین دیا کہا ہم آج سے
تیسرے دن تجھے پھانسی دینگے اوسنے کہا میرا قصور کیا ہے کہا تیری قوم مسلمان نے ہمارے بیم
بچونکو بیگناہ مار ڈالا ہے اسنے کہا مین نے تو نہین مارا کہا ہم تمھاری سب قوم کو پھانسی دینگے
ایک کو بھی نچھوڑینگے اگر تیرے خدا مین کچھ طاقت ہوگی ہماری قید سے چھوڑا لیگا اوسنے کہا بس ہے
اب میرا آسرا اور بھروسا یہی ہے غرض اسکی مشکین باندھکر کیمپ کے نیچے درخت کے ٹھہرا دیا کھانا
کھانا پانی کچھ نہ دیا تیسرے دن مینھ شدت سے برسنے لگا اوسیوقت بیوگل کوچ ہو چکنے گورے
سکھ تھے متوجہ تیاری سفر ہوئی اوسوقت سقہ نے منھ اپنا آسمان کیطرف اوٹھایا اوسکے ہاتھ کی رسی
ڈھیلی ہوکر گر پڑی یہ بہزار خرابی شیشم کے درخت پر چڑھکر ایک ٹہنے سے لپٹ کر چھپ گیا جب گورے
اسے آکر ڈھونڈھنے لگے نہ ملا نا یوس ہوکر چلے گئی تھوڑے دیر مین ایک سائیس کسی صاحب
کا اوسی درخت کے ٹھہرا اپنا سر اوٹھایا اوسے دیکھکر کہنے لگا یہ کوئی شری سودائی ہے

یہ کہکر چلا گیا سقہ نے جانا ایسا نہو یہ لشکر مین جا کر خبر کر دے اسنے تئین چھپا کر دعوت کرتا اور نواب گنج کو سیدھا بھاگا مجبور کے گھاٹ سے اترکر اسپار آیا عجب اتفاق ہے کہ جو صاحب کہتا تھا

اسیطرح ایک چپراسی ڈاک انگریزی نقل کرتا ہی کہ جسدن فوج انگریزی داخل کانپور ہوئی تھی مین گوشہ سڑک پر رسوئی تیار کرکے چاہتا تھا کھاؤن کہ دفعۃً ایک صاحب گندہ ڈاڑھی لیے ہوئے میرے پاس آئے کہنے لگا ہم بہت بھوکا ہے ہمین اپنا کھانا دو مین نے دال روٹی سب اوٹھا دی پانی پیکر مجھسے کہا بتاؤ میم کہان ماری گئین ہے کچھ خوف نہ کرو یہ کہکر رونے لگا کہا ہماری میم بھی ماری گئی ہے مین نے کہا اوسطرف جہان وہ کنوان ہے یہ سنکر صاحب اوسیطرف چلا گیا۔

اولاد نواب معتمد الدولہ

نواب محمد علی خان عرف تنھے نواب کا گھر پہلے فوج باغی نے توپ لوٹا گرفتار کیا چاہتی تھی مار ڈالین بعلت ساز و چھپانے میم و صاحب کے مگر راناراؤ نے سردار امیر تھے فوج سے بچایا جب انتظام کانپور ہوا بہزار خرابی بہت سی روبکاری کے بعد چھوٹے اپنی بیبری سیطرح سب طرح سے ثابت کی وثیقہ بدستور جاری ہوا روانہ عتبات عالیات ہو کر بعارت اختیار کی بعد کئی برس کے وہین انتقال کیا گھوڑدوڑ کا بڑا شوق تھا ہر سال بمبئی مین آیا کرتے تھے پھر چلے جاتے تھے

نواب دولہ خویش اور بھانجے نواب معتمد الدولہ اس جرم پر دھرے گئے کہ انکے دروازہ پر ایک میم ماری گئی تھی مگر بروقت روبکاری سب اہل بازار نے باتفاق گواہی دی کہ یہ اوسوقت کانپور مین نہ تھے اور کسیطرح شریک فوج باغی نہین ہوئے غرض جان بچی وثیقہ جاری ہوا

نواب نظام الدولہ سید علیخان اس ہنگامہ مین لکھنؤ چلے آئے تھے جب کانپور گئے بہزار خرابی بعد کئی برس کے وثیقہ جاری ہوا۔ ایک وجہ اور بھی تھی کہ یہ فرنگین بھی تھے اس بہت سے انکا فرقہ خاص مین بطریق حق برادری ایک دوسرے پر بشرط اختیار لازم ہوتا ہے۔

نواب باقر علیخان یہ بھی لکھنؤ چلے آئے تھے اور سب کے ساتھ جان بچا کر بھاگے تھے بروقت امان لکھنؤ سے گرفتار ہو سواری اونٹ بہزار ذلت کانپور گئے حاکم عدالت نے بعد روبکاری کے قید کیا گھر بار اسباب ضبط ہو کر نیلام ہو گیا کئی مہینے تک قید رہے بہت سی تکلیف اوٹھائی اسی قید مین

انکا بیٹا بھی مرگیا ننھے نواب نے چاہا کچھ مین مدد کرون اپنی غیرت سے قبول نہ کیا پھیر دیا اور کسی
غریب کے شہر مندۂ احسان نہوے ایک مہاجن انکا بقدر کفاف یومیہ دیا کرتا تھا بہ امید انشاء اللہ
اسی مین اپنی گذران کیا کرتے تھے اور بظاہر صاحب عدالت کے خلاف ہونے سے صورت نجات مشکل
معلوم ہوتی تھی آخر احمد علی خان وکیل عدالت اور سبزہ صاحب نے ایک صورت نکالی اس عرصہ مین
نواب خرد محل نے کربلا سے بجوشش محبت پادری سے ۶ ہزار خرچ کو باب رہائی مین بھیجے بعد
کئی مہینے کے ۔ ویکاری کی بحکم صدر کچھ تخفیف زندان ہوئی آخر بے جرمی ثابت ہوئی صاحب عدالت
کو بسبب نافہمی مقدمہ الزام ہوا مستحق پانے اپنے وثیقے کے ہوے ایک لاکھ کئی ہزار سب ملے
پھر سامان امارت درست ہوگیا خلاصہ پھر مشرف بعتبات عالیات ہوے پھر لکھنؤ آئے اپنے
دونون بیٹون کی شادی مرزا حیدر شکوہ شاہزادے کے دونون بیٹیون سے کرکے چلے گئے
مزاج مین تمکنت و غرور امارت بہت تھا اور اپنی قابلیت علمی کو سب سے بہتر سمجھتے تھے آخر انتقال
کیا دو بیٹے ہین آپس مین بہت اتفاق رکھتے ہین ایک صاحب کربلا بھی مشرف ہوآئے صحبت
بہت معقول ہے لوگ انکے چلن کی ہر طرح سے تعریف کرتے ہین خلاصہ یہ ہے کہ اس ہنگامۂ فساد
مین سب بر خود غلط ہوگئے تھے تسلط صاحبان عالیشان کا یقین نہ تھا اب جسطرح سے چاہین بیان کرین

خبر شکست رانا راؤ وغیرہ

آخر ماہ ربیع الاول ۱۲۷۴ھ مطابق ۳۰ ۔جولائی ۱۸۵۷ء خبر آئی کہ رسالے اور پلٹن کانپور
سے بھاگے چلے آتے ہین نانا راؤ نے شکست پائی فوج انگریزی عقب فوج مفرور چلی آتی ہے
غالب ہے کہ داخل نواب گنج ہوئی ہو اسکے پیشتر ایک سوار ملیفار کانپور سے چلا آیا سید محمد خان
کے پاس حاضر ہوکر چپکے سے خبر شکست کہی کسیکو یقین نہوا احتمال کذب رہا جب ہر چند اخبار آیا یقین ہوا
راجہ جیلال سنگہ نے جناب عالیہ سے عرض کیا غضب ہوا جو فوج تلنگہ وغیرہ ناکجات شہر مین متعین تھی
گورون کی آمد سنکر ڈر کے بھاگی چلی آتی ہے لیکن جتنی میرے ہمراہی تھی وہ ٹھہر گئی ہین اس
صورت مین کیا عجب ہے شام یا صبح کو گورے داخل شہر ہوجائین پس یہ خبر سنتے ہی ایکہ

تلاطم پڑگیا سبکے دل کانپنے لگے جرنل حسام الدولہ شرف الدولہ کو بلایا مشورہ ہوا لیکن اوسوقت بدحواسی سے یہ حال تھا کہ کہا کچھہ چاہتے تھے منہہ سے نکلتا کچھہ تھا پھر افسر طلب ہوے انکی سبسے زیادہ حواس باختہ تھے مگر بظاہر دلجوئی کو کہنے لگے رانا راؤ اور اوسکی فوج نامرد تھی شہر مین نہ آنے پاتے ہین کچھہ خوف نہین ہم اسی دن کی خوشی مناتے تھے کہ گورے میدان مین ہمارے مقابلے مین آئین جیساچپٹ پر مارا ہی اوسیطرح ایک روز مین مارلین گے لورے سبت تھوڑے ہین لعنت خداکی فوج جنگی کا نمونہ سے بھاگ آئی نواب اور جناب عالیہ نے فرمایا یہ توسب باتین ہین اب گورے قریب شہر آپہونچے اسکی کیا تدبیر ہے کسیکو اونکے روکنے کو بھیجو جنگیون نے جان چرا کر کہا ہم تو خواہ مخواہ جا پہنچینگے مگر یہ نظامت کے لوگ مثل پلٹن نادری اختری بارلو وغیرہ خیرخواہ سرکار ہین انکو بھیجو کہ یہ اپنا کام توہمین دکھائین ہماری ہربات مین برابری کرتے ہین اور مقابلا ہمارے ۱۲ روپیے تنخواہ مانگتے ہین نظامت والون نے کہا کہ تم جنگی رہو تمہارا پہلا نمبر ہے لڑنا تمہارا کام ہے ہمارا کیا جب ہم جواب دیدے وینگے اوسوقت ہم جاوینگے ہم اس گھر کے قدیم نمک خوار ہین جان نثار سرفروش ہین غرض اسیطرح کی تکرار کرکے باتین بناتے رہے جاتا کون تھا آخر نصرت جنگ راجہ جیلال سنگہ بمجبوری اپنی پلٹن لیکر تا کہ شہر پہنچ گئے اور جابجا باغ حوالی شہر مین لوگ بٹھا دیے رات دن رند بیٹھنے لگی ـ مگر فوج بہادر ایسی غیرت دار تھی اون مین سے ایک بھی نہ گیا کوئی کہتا تھا جنگی جائین کوئی نظامت ـ

ہرکارہ مفصل خبر لایا کہ پلٹن اسپوزن زفل ڈفل کاسٹر گلس خدا حیین سپاہ لدار دو ہزار کسو روفکات تو پخانہ یہ سب قریب شاذہ کانپور سے آکر ٹھہرے ہین اور گورے ابھی دریاے گنگ اسپار نہین آئی ہین اسپر یہ نامرد کہنے لگے بھائیو اگر کل دھاوا کرکے جاویگا روکلیا انگریزونکو مار لیا جان انچان سب بچیگا ورنہ جب اونکی کمک کانپور سے آجائیگی پھر کسی سے کچھہ نہوسکیگا افسرون نے جواب دیا ہم حاضر ہین ہمکو کسیطرح اپنی جان عزیز نہین ہے سب نے باتفاق قسم لی ـ مسلمان نے قرآن ہندو نے گنگا ـ برہمن گنگا جل لے آیا مسلمانون نے قرآن اوٹھایا ہندو نے گنگا ـ

الغرض اوسکی صبحکو دھاوا ہوا ابھی افسر تارے والی کوٹھی مین سب جمع تھے کہ دفعتہ بیلی گارد سے ایک بم کا گولہ آیا کوٹھی کی چھت پہ ٹوٹا افسر کھڑے ہوگئے سر پر پاؤن رکھکر بھاگے

اوس وقت تماشائی طعنہ زن ہوتے یہ کیسی قسم تھی کہ ہم نہ بھاگینگے معلوم ہوا کل کے دھاوے
پر بھی اسیطرح بھاگ گئے دوسرے دن ہر پلٹن و رسالہ اپنی جگہ پر تیار رہا سید برکات احمد جنرل فوج
باغی مع اپنے رسالے و فوج بیلی گارڈ پر تلے ہوے چلے ہو گل مچا ہوا تلنگون نے جاتے
ہی بیلی گارد کو گھیرا ہر طرف شاہ جی بھی برا پیر سوار ہو کر آئے کہنے لگے یہ دھاوا ناحق
ہوتا ہے جب تک مین نہ کہونگا پیش نہوگا یہ کہکر چلے گئے تلنگے بم مہادیو کہتے ہوے بیلی گارد
پر چلے مگر سوار و توپخانہ خدا کے فضل سے خاص بازار سے آگے نہ بڑھا کر دفعۃً توپ دھاوے
کی چلی اور سبھون سے یہ کہہ رکھا تھا کہ جب توپ چلے سب دفعۃً دھاوا کرین اور سرنگ مین آگ دین
مگر نہ اوڑی اور تلنگے قریب دیوار بیلی گارد جا پہونچے دیوار کھودنے لگے کچھ تلنگے گرجہ کیطرف
سے کچھ خزانے کیطرف سے آ گئے ممو خان کے پاس ہرکارہ خبر لایا دھاوا پیش ہو گیا گورون
سے سنگینین چل رہی ہین خزانے و میگزین پر تلنگونکا قبضہ ہو گیا سب گورے سمٹ کر امیر
مرزا ولایتی محل کے بھائی کے مکان مین چھپے ہین مدد جلد بھیجیے ایک کمپنی بول کی پلٹن کی
اندر ہے اور سب تلنگے بم کے گولون سے بھاگے چلے آتے ہین ایک جمعدار اسی پلٹن
کا ممو خان اور شرف الدولہ کو گالیان دیتا ہوا آیا کہ یہ سب ملے ہوے ہین ہم کہے جاتے
ہین وہان کوئی نہین جاتا یہان مسند پر بیٹھے تکیہ لگاتے پا در رہے ہین ہماری کمپنی کے
تلنگے اندر پھنسے ہوے ہین یہ کہکر روتا تھا معلوم ہوا وہ بھی بھاگ کر آیا تھا اسکا منشا یہ تھا
کہ کچھ روپے اس فریب سے ملیے اوسوقت میر واجد علی نے بیس روپے اوسے دیے
اور کہا کہ علی محمد خان اور نواب صاحب بھی دھاوے کو جاوینگے اور مدد بھی جاتی ہے اب تم
بہت لڑ چکے آرام کرو کھاو جاکر یہ سنکر وہ چلا گیا اتنے مین خبر آئی کہ گورون سے تلوار چل رہی
ہے اور رگھو سنگھ کپتان کے تلنگے اندر ہین مدد نہین جاتی بھوکے پیاسے تلنگے لڑ رہے ہین
نہ باہر نکل سکتے ہین اور نہ ٹھہر سکتے ہین اور کہہ رہے ہین میگزین اور خزانہ ہم مرکر بھی نچھوڑینگے
کیکو اسمین سے حصہ نہ دینگے ہمنے جان دیکر یہ خزانہ لیا ہے بعض کہتے تھے چلو پہلے خزانہ و میگزین لیلو حصہ ملیگا
بعض گالیان دیتے تھے ہم کیون دین ہم لڑنے کیواسطے ہین اور ہرکارے دمبدم خبر لاتے تھے
سب گورے مارے گئے تھوڑے سے رہ گئے ہین وہ اودھر سے گولیان برسا رہے ہین ممو خان

خوشی خوشی سے حضرت محل کو خبر دے رہے تھے کہ آج شام تک بیلی گارد خالی ہوا جاتا ہے وگرنہ
سہ پہر ات تک تو کچھ فرق نہین جناب عالیہ کو تمام رات نیند نہ آئی اور یہ پیچ بھی رہا کہ ہمارے تلنگے اندر
پہنچے ہوے ہین دیکھیے کیونکر نکالتے ہین صبح کو میر واجد علی نے اپنے معتبر مخبر کو بھیجکر مفصل خبر منگوائی کہ
نہ کوئی تلنگا اندر ہے اور نہ کوئی خزانہ تک گیا ہے فقط دیوار خزانہ تک جا پہونچے ہین میر صاحب نے
یہ خبر جناب عالیہ سے کہی اونھین بہت تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے سب جھوٹ و فریب ہے بعد اون
تحقیقات کے تلنگون کا اندر جانا بالکل غلط ٹھہرا انگریزون کا پرچہ آیا ۲۲۰ مارے گئے - لاشین
چھپکنین ۱۰۵ اسسک رہے ہین بس اس دھاوے سے تلنگے ایسے بدحواس ہوے جی چھوٹ
گئے اور کہتے پھرتے تھے جب تک جرنل صاحب ممو خان نہ چلینگے ہم اکیلے دھاوا نہ کرینگے ہمین
کٹوائے دیتے ہین آپ گھر مین چین کر رہے ہین

ایک شخص یہ خبر لایا کہ پلٹن پلٹون ڈفل ہوٹ وغیرہ آمد کانپور کہتی ہے کہ اگر سرکار ہمین
طلب فرمائے اور دھاوے پر بھیجے دیکھیے ہم کیا کام کرتے ہین جسقدر شہر سنگی سے دھوکا
کانپور مین اوٹھایا ہے وہ سب مٹ جائیگا ایک دم مین انگریزونکو قتل کرینگے بیلی گارد لیلینگے
اوسوقت سرکار ہمکو تنخواہ دے یہ بات سنکر جو فوج بیلی گارد سے بھاگی آتی تھی اوسکے کان
کھڑے ہوے جناب عالیہ سے آکر عرض کیا ہم سنتے ہین جتنی فوج کانپور سے بھاگ آتی ہے آپنے
بلوایا ہے اوسمین دغا ہے کسواسطے ہمنے سنا ہے کہ انگریز نے اونھین اپنی فوج ملا دی ہے کہ
تم پہلے بھاگنا فوج از خود بھاگ جائیگی جب وقت پانا ریاست پر قبضہ کرلینا ایسا نہو وہ باغیین
انکی شریک ہون ہم اونھین شہر مین نہ آنے دینگے ہم سبکو مار ڈالینگے اور اگر وہ صاف ہین پہلے سے
قسم اقسام کرین ہمارے پاس آوین یہ بات سنکر سب کے کان کھڑے ہوے جناب عالیہ کو اسقدر اندیشہ
و خلجان ہوا کہ مرزا بہ جسقدر رکا یا ہر کا نکلنا موقوف کردیا غرض قاسم خان رسالدار ۱۵ آدمیونکا
اونکے پاس گیا کہا اگر تم صاف ہو پہلے افسرونکے پاس چلو بعد قسم کے شریک حال ہو چنانچہ وہ راضی
ہوکر تارے والی کوٹھی مین آئے قرآن گنگا اوٹھی کہ ہم بدل و جان تمھارے شریک ہین انگریز
سے ہرگز ساز نہین رکھتے پھر وہان سے حضرت باغ مین چاندی والی بارہ دری مین آکر تنخواہ کا گوشوارہ
ہوا کہ ہم ۷ روپے تنخواہ تمھین دینگے افسران آمد کانپور نے کہا ہم ۱۲ لینگے افسران لکھنؤ نے کہا ہمنے

مسند نشین کیا ہی اسوجہ سے ۱۲ لیتی ہین تمنے ابھی کچھ کام نہین کیا انھون نے کہا ابھی ہم کچھ نہ لینگے بعد فتح کے ۱۲ لینگے اور اگر ہمین نوکر نہ رکھوگے ہم دفعۃً شہر لوٹ لینگے بعد اسکے اونکا ڈیرا وحسین آباد شیش محل و دولتخانہ کی کوٹھی کلان مین ہی

نانا راؤ کے وکیل کا مع خط آنا

نانا راؤ کا وکیل آیا ایک خط اس مضمون کا لایا اگر اجازت ہو ہم تمھارے شہر مین آوین جناب عالیہ نے اجازت دی راجہ جے لال سنگہ کلکٹر کو حکم ہوا کہ ۱۲ اونٹ ۹ چھکڑے ۱۰ گاڑیان بیس پچیس ہاتھی لیکر فتحپور چوراسی کو جاؤ نانا راؤ جیا سنگہ چوہری کی گڑھی سی عین شدت بارش مین مع عیال شہر کو چلے نصرت جنگ دوسو سوار دو ہاتھی ہودہ نقرہ دو شتر سوار سے پیشوائی کو گئی اور بحکم جناب عالیہ دولتخانہ شیش محل مین اوتارا اوسی آراستہ کردیا تھا اور شطرنجی دس چاندنی دس پلنگ کئی کرسیان شیشہ آلات وغیرہ بقدر ضرورت مع تصویرات بھیجدیا ۵ تاریخ شہر ذیحجہ ۱۲۷۳ھ نانا راؤ داخل شہر ہوے ۱۱ ضرب توپ سلامی ہوئی حسب الحکم میر واجد علی خیر و عافیت مزاج کو گئے دوشالہ رومال خلعت پایا اور کہا ہماری ۲۱ ضرب کی سلامی ہوتی مضایقہ نہ تھا ورنہ کچھ احتیاج سلامی کی نہ تھی اونھون نے کہا ۲۱ ضرب کی سلامی فقط بادشاہ کیواسطے معمول ہی یہ کیونکر ہو سکتا خلاصہ اسیوجہ سی سلامی موقوف رہی جناب عالیہ نے پھر خلعت تجویز کیا خلعت خانے سے نکلا ۲۵ ہزار روپے دعوت کے اور خلعت اس تفصیل سے قبائے زرین شمشیر و سپر مالا مروارید دھکدھگی مرصع الماس کنٹھہ مروارید نورتن مرصع دستبند مروارید دوشالہ رومال پرتن زرین کار لبادہ کمربند شال اسپ مع ساز زرین نقرہ ہاتھی ہودج نقرہ اس سب کو پہلے جناب عالیہ نے دیکھ لیا ۔

خبر آمد فوج انگریزی کانپور سے

اس عرصہ مین ہرکارہ متعینہ گھاٹ کانپور خبر لایا کہ گورے اگنبوٹ مین سوار اس پار دریا کے آئی گھاٹ اپنی فوج کے اترنیکا دیکھکر چلے گئے تدبیر فوج کے اوتارنے مین ہین یہ خبر

سنتے ہی محلات اور فوج باغی مین ایک تہلکۂ عظیم پڑ گیا جرنل حسام الدولہ کو حکم ہوا کہ تم فوج لیکر
گھاٹ سید سراہ کو جاؤ جرنل بہادر ہر افسر فوج سے کہتے تھے ایک دوسرے پر ٹالتا تھا غرض اسی
حیلہ و غفلت سے دن گذرے آخر ہزار خرابی دو توپ خانہ چار پلٹن چلنے پر مستعد ہوئی وہ بھی چلنے
مین آج کل کرتی تھی اس عرصہ مین محمد مرزا کمیدان کا تھانہ بشیر گنج مین تھا خبر آئی کہ فوج انگریزی
چہ کنار دریا درست کرکے پل باندھکر اُس پار اُترا چاہتی ہے اوسکے روکنے کو جلد فوج جاے تو بہتر
ہے چنانچہ جرنل بہادر خود تشریف فرما ہوے مگر نواب جرارۃ الدولہ اسسٹنٹ وکمنڈنگ فوج تھے بجاے
اپنے روانہ کیا ہرچند وہ کچھ علیل بھی تھے اور اس سفر مین خیمہ سے باہر ہین نکلے فقط اپنے بھائی
کے کہنے سننے سے گئے ۔ میر فدا حسین کپتان اور اونکے بھائی میر محمد حسین کلکٹر عبدالہادی خان
قندھاری رفیق خاص نواب اپنے جوش جہاد ایمانی سے سب سے تیز دستہ دجیت ہو کر گئے
اتفاقاً ایک دن گھاٹ پر بارش شدت سے ہوئی ۔ سپاہ بیسروسامان خوب ابتر ہوئی اُدھر
فوج انگریزی نے فرصت پاکر پل بخوبی باندھ لی ادھر سے پہلے ایک بڑی توپ لگائی تھی اوسکے
گولے سے چھ نبد ہو سکتی تھی اور شرف الدولہ او غلام رضا خان کو حکم رسد رسانی کا ہوا ۔ پھر بجاے
حکم ممو خان امراؤ مرزا مقرر ہوے

پھر سرچہ اخبار لڑائی کا آیا کہ گھاٹ پر ایک ساعت تک خوب لڑائی ہوئی جب مینہ شدت کا
برسنے لگا فوج پسپا ہوئی مگر اسپر بھی گرتی پڑتی لڑتی ہوئی دہی کی چوکی پر دو کوس گھاٹ سے
ہٹتی چلی آئی ایک باغ مین آڑ پکڑکر خوب لڑی پھر مینہ اس شدت سے برسنے لگا کہ فوج مین
کچھ حال نہ رہا جا بجا متفرق ہوگئی اسمین گورے بہت مارے گئے دھاوا کرکے گرد و نواح گانون مین پہونچے
پھر اولٹے گھاٹ کو چلے گئے ۔

فوج باغی کے جب پاؤن نہ ٹھہر سکے فوج سب طرف بھاگی جسقدر رہ گئی مع افسر بشیر گنج مین
ٹھہری اور جا بجا باغات مین اپنا پڑاؤ کیا جرارۃ الدولہ اپنے خیمے مین اُترے جانتے تھے کہ مین بنام
اونکے ساتھ آیا ہون اب لڑائی کا انکا کام ہے جائین چاہین نجاہین دوسرے دن ایک گوئندے نے فوج
سے کہا کہ فوج انگریزی ابھی بڑی دور پڑی ہوئی ہے تم جب تک یہ فراغت اپنی روٹی کیون
نہین کرلیتے یہ سب اوسکے فریب مین آکر او غنیمت سمجھکر نہانے روٹی پکانے لگے اور باطمینان

روٹی کر رہے تھے کہ دفعتہً سامنے سے فوج انگریزی نمود ہوئی یہ آگے بیشتر دیکھی سو مویشی رکھے
آن پہونچی زیر چھرہ توپ سبکو رکھ لیا افسران جنگ نا دیدہ وغیرہ منتظم نے سامنا سڑک کا
چھوڑکر توپونکو سڑک کے دہنے بائین کھینچا۔ اس خیال سے کہ ہم دونون طرف سے اوپر مار کرینگے
وہان دونون طرف سے پانی سے دلدل ہوگئی تھی پہیے توپون کے جاکر پھنس گئے اور رہ گئین اس
عرصہ مین گورے سر پر آپہونچے یہ سب سر پر پانون رکھکر بھاگے انسے پہلے سوارون کے
پانون اوکھڑ گئے اور چوپڑ کے اصطبل مین اکر دم لیا تھوڑی سی فوج انسے ہٹکر کچھ فاصلہ پر آمادہ
کارزار ہوئی جب آگے اونکا یہ حال دیکھا یہ بھی سب ملکر بھاگے نواب جرار الدولہ نے جب یہ حال
دیکھا فیس مین سوار ہو داخل دولتسرا ہوے تھوڑی سی فوج جنگی اپنی چال سے دم لیتی ہوئی لکھنؤ
پہونچی عبدالہادی خان کے ساتھی جو زیادہ کامل الایمان تھے اپنی حرارت جہاد ایمانی سے
سیدھے دلی کو گئے اور یہ خود حاضر حضور نواب ہوے فرمایا خان صاحب تم بھی بھاگے
جہاد راہ خدا سے منہ پھیرا چودھری میر منصب علی مع اپنے جان نثارون کے پھر آئے۔
زمینداروں کی گھات سب سے پہلے پہونچی لشکر مجاہدین مین آیا جونی انتظام رسد کسیکو چار
ٹکے سیر بھی میسر نہوا مگر محمد حسین کلکٹر خان علی دس ہزار سپاہ سے نواب گنج مین رہ گئے۔
فوج انگریزی نے اونام انجگین مکرواڑہ اور گانون جو قریب سڑک تھے خوب لوٹا اور قتل و
قمع کیا ہرچند غریب رعیت بے جرم سمجھکر ہر گانون مین کچھ رہ گئی تھی باقی سب طرف بھاگ گئی تھی
جب یہ صورت ہوئی افسرون نے کہا جلد تدبیر اسکی کیا چاہیے ورنہ شہر اسیدم مین آکر
لے لینگے پھر سب منہ دیکھتے رہجائینگے اسکے سننے سے سب بدحواس ہوے دم بخود رہ گئے
میر واجد علی نے اونسے کہا تم عجیب بات کہتے ہو جسکا جواب دینا ضرور ہوتا ہے ہم کیا خاک تدبیر
کرینگے کسواسطے تم سب جنگی ہو لڑنا لڑانا تمھارا کام ہے اسکی تدبیر تم کر سکتے ہو ہمنے مدت عمر
کبھی ہتھیار نہین باندھا نہ لڑائی دیکھی اب تم خواہ بھاگو یا لڑو یہ سب غرت تمھارے ساتھ ہے
داروغہ نے کہا تم کپتان ہو یا نسو پانسے ہوا پنے جنرل فوج کو ساتھ لو یا خود جاؤ لڑو
اگر ہم جاوین تمکو کسواسطے نوکر رکھا ہے جسکا جو کام ہے وہی خوب کرتا ہے ایسے سنکر
افسر بہت بگڑے کلمات بیہودہ اہلکارون کو سنانے لگے۔

بعد اسکے خبر آئی کہ گورے نواب گنج تک آکر پھر کانپور کیطرف چلے گئے مگر دو اک مین ٹھہرے ہین وہان دمس بناتے ہین جب وہ بن چکیگا پھر کچھ نہو سکیگا کسواسطے کہ پہلے سے سخت تھا اب اور بھی سخت و دشوار ہوجاویگا حکم ہوا فوج جاوے وہ دمس بنانے نپاوین۔ الغرض پلٹن اختری نادری صوبہ سنگھ خان علیخان نواب جرار الدولہ توپخانہ میگزین اور سب پلٹن نجیب لیکر روانہ ہوے شہر سے عالم باغ تک ایک سیلہ فوج کا ہوگیا تھا کہ ناگاہ ادھر سے تلنگے ہزارون شتر قطار اور نجیب شتر بے مہار بھاگے چلے آتے ہین جب عالم باغ مین آکر ٹھہرے ممو خان نے ایک شتر سوار گورون کی خبر کو بھیجا کہ دیکھو کہان تک آئے اور یہ فوج کہان تک جا پہونچی اگر راہ مین ہو کہنا جلد بشیر گنج پہونچو اوسنے عالم باغ مین افسرونکو حکم پہونچایا کہ ابھی یہان سے روانہ ہوجاؤ جواب دیا ہم سب بھوکے ہین جب تک ہمارے پیٹ کی خبر نہ لیجائیگی ہم مرنے نجائینگے ممو خان یا بیگم صاحبہ خود جائین۔

بعد اسکے ممو خان کو معلوم ہوا کہ احمد اللہ شاہ فقیر نے فوج سے کہلا بھیجا ہے تم ہمارے نوکر ہو اور بیگم کے حکم سے لڑنے جاتے ہو اگر بیگم حکم لڑنے کا دیتی ہین تنخواہ بھی وہی دینگی اوسوقت ممو خان نے لاچار ہوکر ۲۰ ہزار روپیے عالم باغ مین بھیجے میر محمد حسین کلکٹر نے علی الحساب سبکو کچھ تقسیم کردیا دوسرے دن حکم بھیجا کہ فوج جلد بشیر گنج سے روانہ ہو یہان سے بھی فوج تازہ دم ہوکر جائیگی۔ چنانچہ بعد ۸ دن کے روز چارشنبہ پھر لڑائی ہوئی توپین چھٹ گئین گورے مکرر ادیکو پھر گئے الغرض اسی طرح لڑائی ہوتی رہی کہ بھاگتے تھے کبھی کچھ لڑتے بھی تھے مگر صوبہ سنگھ کی پلٹن البتہ خوب لڑی اور اس معرکے مین ہزار سے زیادہ مارے گئے۔

یہ خبر آئی کہ فوج بہادر ادھر بھاگی ادھر گورے کانپور چلے گئے اس جہت سے کہ انکے راجہ کیطرف سے اتفاقاً آپڑا گورے تھوڑے تھے بھاگ کر چلے گئے یہ خبر سنتے ہی فوج بہادر لڑنیوالون کے پیچھے بھاگنے والون کے آگے مکرر ادھر کوگئی اسباب جو گورے چھوڑ کر چلے گئے تھے لوٹا دمس کی لکڑی توڑ کر دہی کی چوکی کی طرف یہ کہتے چلے کہ یہ اقبال شاہ دلی اور بیگم صاحبہ ہے کہ گورے از خود کانپور بھاگ گئے بعض کہتے تھے ہمارا اقبال ہی تھا جنے اونکو ہٹادیا بعض کہتے تھے بھیا چلو جلد گورونکو مارکر کانپور نکالدو بعض کہتے تھے بھاگے کا پیچھا نہ کرو ایسا نہو کہین وہ چھپے ہون اوٹھکر مارلین غرض وہانسے پھر آگئے

کسی کی جرات نہ پڑی باجے بجاتے مع اون چھ توپ کے چھاؤنی گورے توڑ کر چھوڑ گئے
تھے شہر مین لاف وگزاف بکتے ہوئے لائے یہ معرکہ آخر جولائی ۱۸۵۷ء مین ہوا
جب بدمعاش اپنے زعم باطل مین بشیر گنج کی لڑائی فتح کرکے آئے تب بیلی گارد کے دھاوے
کا ارادہ کیا وہی صورت اول پیش آئی چنانچہ مورچہ اسمعیل گنج پر پچھلی توپ بہت بڑی قریب
مسجد پہلوان خان حجام واقع ملاہی ٹولہ تلنگون نے دمدمہ جماکر باندھکر لگائی اوسکا [illegible]
وگولہ بڑا تھا اور مشہور تھا کہ اسی توپ سے بیلی گارد مین بہت حیران وپریشان ہوکے مارے گئے
ہین اوسکا مورچہ بسبب ہونے سپاہ راجہ وزمیندار وغیرہ نجیبون کی جمعیت سے بہت سخت
ہوگیا تھا امجد علی خان بلوچ نے اپنا پڑاؤ میر حسو کے مکان مین کیا تھا اور خبرگیری تمام اپنے
مورچہ ہای قریب کی ہردم لیتا تھا نواب علیخان کی گمار کا پڑاؤ لطف علی داروغہ کے مکان
مین تھا اونسے تاکید مستعدی وغیرہ بہت پیدا کرتے تھے اور اسی مورچے پر ہمیشہ سپاہی قریب
پانسو کے ہروقت صبح وشام حاضر رہتے تھے اور سبکو یقین تھا کہ یہ مورچہ گورون کے آنے پر چھوٹ جائیگا
ایک دن دس گورے دو صاحب بیلی گارد سے نکلے توپ پر چلے آتے یہ سب کے سب بھاگے
کچھ بدحواس ہوکر دریا مین ڈوبے کچھ قریب کے مکانون مین ہتھیار چھوڑ کر چھپ رہے چنانچہ
دس آدمی داروغہ مذکور کے مکان مین چھپے تھے کام آئے پھر کسی نے ہتھیار نہ پکڑا گورون نے
توپ کو توڑ ڈالا تیس گولہ انداز مارے گئے امجد علیخان ساکن سندیلہ نے بالو پور کھیڑ کے مکان
سے آڑ مین گولیان مارین گورے زخمی ہوکر گر پڑے باقی گورے چلے گئے ایک گورے کی
لاش مع ٹوپی پڑی رہگئی تھی اوسکا سر امجد علی خان نے کاٹ کر فوراً آکر نواب سے کہا کہ سب فوج
بھاگ گئی مگر غلام نے چار رفیقون سے جاکر مقابلہ کیا تلوار چلی حضور کے اقبال سے وہ سب بھاگ گئے
یہ سر انگریز کا ہی نواب نے انکی مستعدی وبہادری پر تعریف کی بعد اسکے امجد علیخان نے سرکار سے
اپنے نوکرون کو ہتھیار دلواتے اوسی دن شہر مین غل ہوگیا کہ سب گورے بیلی گارد سے نکل
پڑے پچھلی توپ کو توڑ ڈالا ایک گروہ توپ کا اوٹھا کر لے گئے اب ارادہ قیصر باغ مین آنے کا ہے
بس یہ سنتے ہی قیصر باغ مین کھلبلی پڑی غول کے غول تلنگون کے اپنا اسباب باندھکر بھاگنے لگے جناب عالیہ نے
حکم دیا پھاٹک قیصر باغ کے سب بند کرو جب اپنی بند ہوئے [illegible]

بھاگتا تھا کوئی روتا کوئی دعا مانگ رہا تھا کوئی نامرد دل تلوار تول کر بکتا تھا کہ اگر یہاں گورے آئینگے ہم بھی دل کھول کر تلوار کرینگے یہ سب زبانی جمع خرچ کر رہے تھے امجد علی خان کو تین پلٹن نجیب ملین خلاصہ اسیطرح کی لڑائی ہوا کرتی تھی سرنگ بھی اوڑائی جاتی تھی کبھی اودھر سے بھی کئی مہینہ تک یہی سوانگ رہا سچ ہے لڑنے سے لڑانا مشکل ہے جہاں یہ فوج منتظم ہو سون تعلیم یافتہ یون بغیر منتظم ہو جائے پھر وہاں کی حالت کیا کہی جائے اسی فوج سے تو صاحبان عالیشان نے تسلط تمام ہندوستان مین کیا بلکہ یہی فوج سواے ہندوستان کے لڑائی مصر وغیرہ پر بھی گئی تھی دوسرے سب نے ایمان سے ہاتھ اوٹھایا تھا ظلم شدید پر کمر باندھی تھی سب نے ست چھوڑ دی تھی لگی وہ صورت اول باقی نہ رہی تھی۔

ایکدن تلنگوں نے ممو خان سے کہا ہمسے وہ انگریز سے سرنگ مین خوب باتین ہوئین اسطرفسے ہم سرنگ مین جاتی تھی اوسطرفسے وہ سرنگ لاگئے تھے یہانتک کہ ہماری اونکی سرنگ برابر ٹوٹی اونمین ایک انگریز تھا ہمنے کئی بندوقین ماری اوسکے نہ لگین اوسنے کہا اے نمک حرامو ہمنے تمکو مثل فرزندون کے پرورش کیا بہت سا روپیہ صرف کیا برسون قواعد سکھائی عزت دی آدمی بنایا تم قاتل ہماری میم اور بچے کے ہوئے ہمنے تمہاری کیا خطا کی تھی ہمنے جواب دیا فی الحقیقت تم سچ کہتے ہو مگر از راہ انصاف غور کرو کہ ہمنے سرکار کمپنی کے ساتھ جان دی تمام ہندوستان مین جس سے مقابلہ ہوا جو تمنے کہا ویسا ہی کیا صدہا ملک فتح کیے کبھی کچھ غدر نہین کیا اب تم اپنے قول سے پھر گئے ایمان لینے کے درپے ہوے چربی کے کارتوس کاٹ کر ہی خرابی ایمان کی منظور کی ہمپر جبر کیا جب ہمنے یہ صورت دیکھی اوسوقت بمجبوری ایمان کے واسطے بگڑ گئے کہین خطا ہماری یا تمھاری ہے اسیطرح گفتگو ہی آخر پانچ چار آدمی سرنگ کھودنیکو وہ تھا لیکر چلا گیا۔

ایکدن ایک شتر سوار پروانہ شاہ دہلی در جواب عرضی مخدوم بخش کپتان لایا اس مضمون سے عرضی تمہاری متعلق قتل کفار فرنگ ملاحظہ اقدس مین گذری مابدولت و اقبال بہت شاد ہوے لکھنؤ کو صاف کرکے کرکے فوراً الہ آباد کو روانہ ہونا توقف نہ کرنا کافرون کے فریب مین نہ آنا یہ سنکر سب توپخانون مین حکم ہوا کہ آج شقہ شاہی آیا ہے ۲۱-۲۱ ضرب توپ سلامی کی چلی یہان تک کہ توپخانہ پر جیسی بھی سلامی چلی فوج مین جشن ہر خیمے مین ہو رہا تھا باجے انگریزی بجاتے تھے آپسمین گلے ملتے تھے کہتے تھے فیصلہ ہو چلی گارد کرکے سیدھے الہ آباد چلے چلو واہ۔ تو کار زمین را نکو ساختی +

یہ باتین تھین کہ پھر خبر آئی گورون نے دوبارہ گنگا کا پل باندھا اگنبوٹ پر سوار اسپار آتے جاتے ہین اور اسپار گورون کا پکٹ کھڑا ہوا ہے راہ گیرون سے مزاحمت کرتے ہین کوئی آنے جانے نہین پاتا توپ اس پار ہماری جھاڑی مین لگی ہے اوسکا گولہ اوسپار نہین جاسکتا اور جو حکمنامہ بنام کاشی پرشاد عامل ہنڈیہ کے گیا کہ تم جلد جلد وہان پہونچو اور پل باندھنے ندو فوج مقابلہ مین رکھو وہ ابھی تک نہین آتے لیظاہر حیلہ کرتے ہین اس پار فوج کم ہے گورے جب آوینگے مقابلہ نہ کرسکینگے جلد اور فوج روانہ ہو وگرنہ جب گورے اتر آوینگے پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔

اسبات کا کئی دن کورٹ رہا کوئی کہتا تھا وہ پلٹن جاوے کوئی یہ کہہ رہا تھا اتنے مین پھر خبر آئی کہ بندہ حسن نامی ساکن موضع عبور علاقہ دہرہرہ کا وکیل نبکرکی انگریز اور میم اور ایک منشی بطریق تحفہ پکڑ لایا ہے اس تفصیل سے ۱۶- نومبر ۱۸۵۸ء کپتان پاٹرک آر اور اونکی میم اور بیٹی مس جی جکسن صاحب مرسونٹ اشارٹ جکسن صوفیہ بیٹی کرسٹن صاحب کمشنر خیرآباد- لفٹنٹ جی جی مرجنٹ میجر ای مارٹن وغیرہ ہ - آدمی تھے کوئی کہتا تھا راجہ نے خود نہین پکڑا اسلئے پکڑ لاتی ہین اور راجہ ہر پرشاد ناظم نے پکڑ کر بھیجدیا ہے اور اپنے بھائی کو ساتھ کردیا ہے بعد اسکے دریافت ہوا کہ یہ سچ امر ہے جانکی پرشاد اونکا بھائی پکڑ لایا ہے اور وکیل راجہ یہ مجبوری اونکے ساتھ ہے -

جب محرم ۱۲۷۴ھ مین کئی ڈولیان بہل مہیانون مین ہ - انگریز ندکور در دولت پر آئے ملنگون نے ہجوم کیا کوئی کہتا تھا ابھی مارڈالو کوئی کہتا تھا یہان کیون لائے وہین مارڈالا ہوتا معلوم ہوا یہ راجہ دھرہرہ انگریز سے ملا ہے غرض معلوم ہوا کہ ایک صاحب ڈپٹی کلکٹر رہنے والا کوٹھی ستکر کی رکھتا تھا ایک گورہ چار کرسٹان ایک میم ایک مس جکسن چیف کمشنر لکھنؤ کی سگی بھتیجی ہے ان سبکو میر واجد علی داروغہ نے ایک مکان مین اوتارا پہرہ جنگی مقرر کیا پھر کورٹ ہوا میر امداد حسین کپتان میر فدا حسین کا بھائی رگھنا تھ سنگہ اور اڑ سنگہ کپتان باڈیگارڈ صاحب نواب ممو خان میر واجد علی ایک جانب تھے - نواب شہنشاہ محل نواب خدیجۂ محل از راہ فراست و عاقبت اندیشی فرمایا عجیب بات ہے کہ واجد علی شاہ مع اہل و عیال کلکتہ مین قید اور صاحبان عالیشان اونکی عزت و توقیر سے رکھتی ہین تم ان اسیرون کے مارڈالنے کا ارادہ رکھتے ہو اور نہایت قید رکھا ہے پس تم خود قتل واجد علیشاہ چاہتی ہو نواب نے کہا بہتر ہے بالفعل قتل نہ کرو باعزت و آرام سے رکھو سب افسرون نے بھی قبول کیا

حکم دیا مکان عمدہ مین بیجاؤ اور پانون کی بیڑیان کٹوا دو —
غرض داروغہ میر واجد علی نے نگینہ والی کوٹھی تجویز کی مرزا حسین علی داروغہ چاہی خانہ کو بلوایا سامان چاے پانی وغیرہ منگوایا اور سب اسباب ضروری انگریزی رکھوا دیا تلنگون نے اپنا پہرہ نہ اوٹھایا ہرچند داروغہ اس تدبیر و فکر مین رہا کہ انکا پہرہ اوٹھجاے یا قایم رہے اسکی پلی نہوا وفیضین کچھ دیکر موافق کرلیا جایگا مگر یہ تدبیر نہ بن پڑی تلنگون نے نہ مانا —

پھر غل ہوا کہ فوج انگریزی نے پل باندھ لیا اترا چاہتی ہے فوج جلد روانہ ہو چنانچہ پلٹن اختری نادری ڈلل گاسٹر وغیرہ جو کانپور سے بھاگ آئی تھی اور گہار زمیندار پلٹن بھرمار وغیرہ میر محمد حسین خان علی خان کے ساتھ روانہ ہوئی قریب کنار گنگ ایک لڑائی بھی ہوئی آخر ساری فوج وہانسے بھاگ کر بنی مین آکر ٹھہری تھوڑی سی عالم باغ مین چلی آئی اس خبر سے شہر مین تہلکہ پڑا منادی کی گئی کہ سب رعایا عیسائی کیجاییگی چاہیے کہ سب ملکر عالم باغ مین جمع ہون کافرون کو مارین کسواسطے کہ یہ معرکہ دینی ہے مگر شکر خدا کا کہ اہل شہر سے کوئی نہ گیا مگر افسوس مقام تحیر ہے کہ بعد تسلط سرکار ظالم و مظلوم ایک گھاٹ اوترے —

ایک اور اشتہار دیا گیا کہ سب خاص و عام بگوش ہوش سنین کہ ان کافرون نے جب دلی کو فتح کیا وہان کسیکو جیتا چھوڑا میرٹھ ۔ دلی ۔ کانپور وغیرہ مین انکے بچے سب مارے گئے اسیطرح تمھارے بھی بال بچے مار ڈالے جائینگے پس یہ مقام غیرت ہے کہ اپنی آنکھون کے سامنے عورات بچے ماریجائین ذلیل ہون ابھی اور یہ گورے پانسو سے زیادہ نہین اگر انھین مار لو پھر تمام عمر چین سے رہو ۱۲۴ اشتہار جا بجا شہر مین لگائے گئے اور پلٹن لول ولن مع توپخانہ روانہ ہوئی —

جب گورے قریب نواب گنج آپہونچے شدت بارش مین اور ۲ پلٹن جنگی کی نمبرونکی ۱۲ - ۱۳ - ۴ - رسالہ روانہ ہوا اور اوسی شدت بارش مین ممو خان جرنل حسام الدولہ یوسف خان ایک گاری پر سوار مع پانسو سوار اردلی فوج کی دیکھنے کو مسجد عالم باغ مین جاکر ٹھہرے ممو خان نے میر واجد علی سے کہا تم بھی چلو اونھون نے کہا مجھے تلنگون کی گالیان سننا منظور نہین اگر لڑنیکو چلتے ہو چلو مین بھی چلتا ہون اور اگر بھاگنے کو جاتے ہو مین نہین جاتا ممو خان نے کہا مین فوج کا جایزہ لینے کو جاتا ہون آخر وہی ہوا کہ تلنگے جرنل و ممو خان کو ہزارون گالیان دیتے چلے جاتے تھے یہ اونسے چھپکر مسجد مین جا بیٹھے تھے —

(۱۰)

اتنے مین قریب بنی کے توپ انگریزی چلی تلنگے جو ادھر سے گالیان دیتے جاتے تھے وہ بھاگے ممو خان اونھین گالیان دیکر غیرت دلاتے تھے اوسوقت تلنگے چپکے سر جھکائے چلے جاتے تھے جب یہ صورت ہوئی ممو خان اور جرنل صاحب اپنے گھر آئے فوج انگریزی نے قریب بنی مقام کیا اور اس فوج نے بھاگ کر عالم باغ مین پڑاؤ کیا۔

اس خبر سے شہر مین قیامت برپا ہوگئی رعایا مایوس ہوکر بھاگنے لگی تلنگے سب سے پہلے بھاگ گئے پرستقدر ممو خان نے ایکو افسرونکو بلایا پھر کورٹ ہوا صبحکو ذکا شاہ فقیر ۱۲ رسالے نجیب زمیندار وغیرہ بمقابلہ فوج انگریزی کو چلے جب پہونچے لڑائی ہونے لگی طرفین سے توپ چلتی تھی صبح سے پہر دن چڑھے تک برابر کا مقابلہ رہا۔ جب شاہ جی اور ۱۲ رسالے نے دھاوا کیا کئی کرانچیان ایکجا کھڑی تھین اونپر سوار جا پڑے گرد کرانچیون کے جو لوگ تھے بھاگے سوارون نے لوٹ شروع کی۔ کرانچیان کھولنے لگے کئی گورے آڑ مین کھڑے تھے گولیان مارنے لگے دو تین سوار گرے سب کے پانون اوکھڑ گئے شاہ جی ایک نالہ پر کھڑے تھے اوسمین گر پڑے سوار بھاگ کر عالم باغ مین آئے گورون نے پیچھا کیا مگر زمیندار اور تلنگون نے روکا بول کے تلنگے خوب لڑے تقریبا پانچسو تلنگہ سوار مارے گئے مگر مورچہ قایم رہا۔

قتل اسیران عیسائی و محمود خان کوتوال وغیرہ

قبل از روانگی فوج باغی جب عالم باغ کو جانے لگی اوسی دن در دولت پر قربانی ۲۵ یا ۲۶ اسیرون کی ہوئی جنمین کئی میم اور صاحب اور محمود خان کوتوال وغیرہ تھے ان سب کو رسی سے باندھ جلو خانے مین لائے پہلے ایک باڑھ ماری اوسکے بعد زیر تیغ بیدریغ کیا ایک شخص کہتا ہے اونمین ایک میم ولایتی عجب صاحب حیا تھی کہ جب اوسکے سائے کا دامن ہوا سے اوڑتا تھا جھک کر اپنی ساق پا کو ڈھانک لیتی تھی از انجملہ اس گلہ قربانی مین ایک سید بھی اسیر دام بلا ہوکر آئی تھی اوسکے کئی گولیان ماریں ایک نہ لگی سب اوچٹ گئین ہر چند اوسنے داد بیداد کی کہ مین سید ہون او رہنگیا و قتل نہ کرو ایک ذی دستا تلوارین مار کر گرا دیا درجہ شہادت پر پہونچی زبانی معتمدین دربار افسوس ادھر اتنی فوج مین وشل بھی سید تھی جو گولیان اتر ناتھین اور سبکو قتل کرتے

محمود خان کوتوال کو ۲۵ محرم ۱۲۷۴ھ مطابق ۴ ستمبر کنول ہار سے مع اونکے ہمراہی میر ناور حسین صاحب رونہ جاکر پکڑ لائی ہاتھی پر سوار سر چوک تشہیر کرتے در دولت پر لائی وہ بھی شریک انھین اسیرون کے تھے اور ایک مجھان کے گھر جاکر چھپے تھے دو بھائی تھے ایک ذی الطبع زر دنیا سرکار مین خبر کی محمود خان کو تعصب مذہب تھا شہر کے شیعون کا دشمن جانی تھا اور اپنی حکومت مستعار مین بہت سی ذلتین دی تھین اور بے تحقیق منھ سے کوئی بات نہ کرتا تھا اپنی حکومت پر نازان تھا اور بہت سا مال دنیا شہر کی ہر طرح سے لوٹا تھا مگر اس روز بد کی خبر نہ تھی انکا حال بہت چھپ چکا ہی ظالم کا انتقام اسی دنیا مین ہو جاتا ہی۔

محاربہ عالم باغ وداخلہ فوج انگریزی شہر مین ومکانات شاہی وغیرہ مین

غرض ۳ تاریخ شہر صفر روز چہار شنبہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۸۵۷ء بعد دو ساعت زوال شمسی سے جنرل اوٹرم صاحب جنرل ہوے لاک صاحب جنرل نیل صاحب بہادر سے بارہ بر وکے میدان مین فوج باغی سے مقابلہ ہوا ادھر کثرت سپاہ مجموع جنگی ونو ملازم گرد بعض زمیندار راجہ تعلقدار وغیرہ سوار پیدل توپخانہ ناکہ چار باغ سے عالم باغ اور میدان جنگ تک تقریباً ۴۰ ہزار سب تھے طرفین سے پہلے بڑے زور شور سے توپ چلنے لگی جب جنرل اوٹرم قریب پہونچے دھاوا کیا توپ اودھر سے ادھر سے سست ہوکر چلنے لگی ۵ بجے عالم باغ تک پہونچے کہ دفعتہً ابر سیاہ نے سارے آسمان کو گھیر لیا اندھیرا ہوگیا بڑے زور شور سے مینھ برسنے لگا کہ جل تھل سب بھر گئے توپ طرفین سے چلتی رہی پس پیادے تلنگے اور سوار ونکے پانون اوکھڑے سب بھاگے اور نواب اور ممو خان اور جتنے افسر تھے سب نے میدان سے ہٹکر ناکہ چار باغ لیا اور پریشان ہوکر راجہ مان سنگھ بہادر کو بلوایا وہ جمعیت ۸ یا ۹ ہزار سے آئے مقابلہ کیا نوبت تلوار پہونچی گورے بھی مارے گئے ادھر بھی قریب دو ہزار کے جان سے گئے جب قریب غروب آفتاب ہوا او ظلمت ابر سے ہر طرف اندھیرا چھا گیا او مینھ بھی نہ تھما فوج انگریزی مین ہو گئی تمام فوج ہو میدان وسیع مقابل عالم باغ کنوسی جلالپور کربلا الماس علیخان تک احاطہ فوج کیا اور پلٹنیان ہر طرف کٹ کھڑے ہو گئے خیمے برپا ہوے رات بھر شبخون سے محفوظ رہے۔

شام تک ہزارون نجیب سوار جنگی نوملازم جنگ نادیدہ کربلائی میر خدا بخش سے کنارہ ہوکر سیدھے اپنے گھر کو چلے کسواسطے تاکہ چار باغ پر توپ لگی تھی اور حکم قطعی تھا جو ادھر سے بھاگ آتے اوڑادو۔ جناب عالیہ نے راجہ مان سنگہ بہادر کو اس جانفشانی و جان نثاری پر خطاب فرزندی دیا خلعت دوشالہ رومال اور ملبوس خاص اپنا دوشیہ عنایت کیا اونکی بہادری کی بہت تعریف کی اور فرمایا بعد فتح بہت روپیہ جاگیر دیکر خوش کرونگی اونھون نے عرض کی کہ مین قدیم نمک خوار اس سرکار کا ہون مین بھی چاہتا ہون کہ روبرو حضور کے تصدق ہوجاؤن اور حق نمک سے ادا ہون اوسی دن شام کو گورون نے دھاوا کر کے عالم باغ لیلیا رات کو فوج بھی وہان رہی یہان کی فوج جتنی وہان تھی سب بھاگ کر باہر نکل آئی اور یہ وہی عالم باغ ہے جسے فوج پھر نہ لے سکی بہت دنون تک ہاتھ پانون مارے۔

۵۔ صفر جمعہ ۱۰ بجے جب حاضری کھا چکے فوج تیار ہوئی دو پہرن ایک پلٹن چار باغ سامنے کے جنگل کیطرف گیا جسکے ساتھ جنرل اوٹرم صاحب تھے دوسرا سیدھا تاکہ چار باغ کو کئی سو سوپیشی پیشتر وسکے یہان جنرل حسام الدولہ صراط مستقیم چار باغ پر مع رفقائے خاص و افسران فوج جنگی سوار و پیدل لیے بیٹھے تھے اور سپاہی کئی دن سے انکے فاقے سے مورچے باندھے ہوے تھے جتنے پونڈون کے کھیت دونون طرف نہر کے تھے سب صاف کر ڈالے تھے ہر سپاہی کا پیٹ پھول مشک ہوگیا تھا جب کھیت والون نے بہت سی داد بیداد کی جرنل بہادر نے بڑی ہمت فرما کر تین سو روپے اونھین عنایت فرمائے غرض یہ سب اجتماع کثیر اوس ناکہ کو ناکہ سوزن سمجھکر بیٹھے تھے اور جانتے تھے کہ ہم ہزارون اور اس تنگ کوچہ سے کیونکر بسلامت گورے نکلکر نکل جائینگے اسیطرح امین آباد تک دونوطرف کے کوٹھے مکان پر سرراہ سپاہ اور افسران نامردی سے بھرے ہوے تھے اور مقامات امن سمجھکر بیٹھ رہے تھے کہ جب فوج ادھر سے آئیگی دونون طرف سے مار پڑیگی اور دو بڑی توپین ناکہ پر پل کیطرف لگائی تھین ایک پر میر نجف علی داروغہ توپخانہ دوسری پر مرزا امام علی بیگ صوبہ دار توپخانہ اپنے اسلحہ حرب سے مستعد کھڑے تھے کہ دفعتہً سامنے سے تین گورون کا نمود ہوا ادھر سے دونون توپین چلین گورے موافق اپنے قواعد کے رنجک کے ساتھ زمین پر لیٹ گئے گولے اونپر سے گذر گئے اور بعد فیر کے گورے مثل عقاب جھپٹ پڑے تیسری جلنے مین مثل باد صرصر

توپوں پر آپہونچے گولا انداز سب بھاگ گئے مگر یہ دونوں افسر اپنی تھوری سے نہ ہٹے داد مردانگی
دیکر مارے گئے گوروں نے توپونکو کھینچکر نہر مین گرا دیا - جرنل بہادر نے جب یہ حال دیکھا ناچار
سوار ہوکے سید دولت اکو تشریف لے گئے افسرون نے بھی اپنی راہ لی باقی سب فوج ہر طرف منتشر ہوگئی
گورے پہلے عدم بلدیت راہ سے عیش باغ کی سڑک پر چلے غلام حسین کی مسجد پر
نبی بخش خان سگے بھائی ہادی حسنخان زمیندار بھسواستو اپنے جان نثار مع تیرہ سو شون
سے وہان تھے مقابلہ ہو خوب تلوار چلی طرفین سے خون ناحق خدا کے گھر مین بہا آخر وہین
لڑ بھڑ کر سب مارے گئے ایک نام کر دیا تجمل حسین خان اونکے بھائی زخمی ہوکر بچے اس
معرکے مین پانسو ادھر کے مارے گئے اور سو اودھر کے بس شہر مین تلاطم ہوگیا بازار
مین دوکانین بند ہوگئین رعایا نے اپنے گھر کے دروازے بند کر لیے پھر گورے گھبرا کر عیش باغ
سے سڑک آئین آبادی پر آئے تیلیون کو مارا تلنگون نے دونون طرف سے گولیان مارین
مگر وہ چپکے ٹوپی باندھے چلے جاتے تھے اتفاقاً اودھر سے ممو خان گھوڑے پر سوار ننگی
تلوار ہاتھ مین کھینچے کئی سوار ملک کو آتے تھے ہر چند فوج گوروکا سامنے توپ بھی لگائی بہت سا
دھکایا گالیان بھی دین ایک زنہ ناسب کے پانون اوکھڑ گئے گوروں نے جب پھر سوارون کی
دیکھی گھبرا کر لوٹنجا نے کیطرف چلے ممو خان نے اونکا پیچھا کیا اکثر گورے ہاتھیون پر بھی گڈلیان مارتے
جاتے تھے جب گورے برف خانے کے پل کے قریب دوراہے حسین گنج پر پہونچے جنرل اڈم
صاحب دوسری برن سی پرمبری پورن داروغہ ساکھو کے جنگل سے چلے آتے تھے وہان دونون برن
نے ملکر قندھاری باغ کی راہ لی برف خانیکو آگ لگا دی راہ مین جو سامنے آیا شکار کیا رعایا نے
چھپکر ڈھیلے پتھر مارے گوروں نے مسجد قدم حسین کپتان مین پہونچکر کھانا کھایا تھوڑے سے توشخانہ سلطانی
مین گئے جتنے شیر جانور وغیرہ تھے سب کو مار ڈالا نبی بخش داروغہ کو گولی ماری ایک مادہ شیر نے گورے کو
زخمی کیا بھاگی چلی گئی فوج باغی کے سوارون نے اپنے گھوڑے چھوڑ دیے میگزین خزانہ سب وہین
رہ گیا گوروں نے آگ لگائی پھر جو گھوڑے اصطبل مین آئے جتنی چھاؤنی تھی سبکو جلا دیا بہت سے سوار
تلنگے گھبرا کر دریا مین ڈوبے ایک کشتی عبور اس کثرت سے چڑھے کہ اپنے ساتھ سبکو لے ڈوبے
راجہ مان سنگھ بہادر نے ہرکارہ سے سنکر ساکھو کے جنگل کی راہ لی تھی اس خیال سے کہ اکیلے رہین

بڑا نام و نمود ہوتی ہی جب راہ مین مقابلہ ہوا خوب لڑے پچاس گورے حضرت گنج کے پورب کے
پھاٹک سے آئے نواب ملکہ عہد کے خاص بردارون نے داراب علیخان نواب ناظر کے حکم
سے دونون طرف کوٹھون پر چڑھکر خوب مینہ گولیون کا برسایا پچھم کا پھاٹک بہت استحکام سے
بند کر دیا تھا گورے وہان سے اولٹے پھرے خوب مار پڑی پھر حضرت مکان کے امام بارے
مین آئے سمجھے کہ بڑا پھاٹک یہی در شاہی ہے ایک توپ بھی پھاٹک پر تھی لولا انداز بھاگ گئے
تھے مفتاح الدولہ نے اپنے اردلیون کو حکم کیا توپ پر کیل لگا دو پہیّے کو گھسیٹ لاؤ جب گورے
مقبرے مین آئے ایک شخص نے کہا کہ یہ قبرستان ہے مردے گڑے ہین قصر سلطانی آ گئے سے
گورے وہان سے باہر نکلے کچھ اس توپ کا خیال نہ کیا اوٹرم صاحب نے فرمایا کہ ہم آج ہی گاہ
مین جا کر کھانا کھائینگے۔ کئی ساعت تک موتی محل مین ٹھہرے پھر دھاوا کیا کچھ گورے چتر منزل
مین آ گئی ایک پلٹن نجیب وہان بھی تھی بھاگی کچھ سپاہی دریا مین ڈوبے کچھ ہر جگہ چھپ رہے یہان بھی
قریب دو سو کے مارے گئے

بارگاہ سلطانی سے گولے پڑ رہے تھے جنگی سب بھاگے مگر بشیر الدولہ کے دروازے پر ایک
گھاڑی کا لڑکا خدا بخش نام اور ایک سپاہی نوملازم توپ کو کھینچکر اور ایک خلاصی نے ملکر توپ
ماری شروع کی جب چینی بازار سے آتے تھے اوسی طرف مارتے تھے جو چھپر کے اصطبل سے آتا تھا
وسے نشانہ کرتے تھے یہان تک گراب مارے کہ گورونکو آنے نہ دیا پھر گورون نے پشت سے آکر توپ کو
لیلیا در دولت پر دو توپین تھین اونکے پیالون مین کیلین ٹھونک دین اور وہ لڑکا بھاگ کر بچ گیا پانسو
نجیبون نے بڑی جرأت سے مقابلہ کیا وہ بھی مارے گئے ایک صاحب قریب در دولت مارا گیا غرض
ہر طرف ہر مکان شاہی مین ہنگامہ کارزار گرم تھا سب گورے رمنہ شاہی سے مکانات
شاہی مین پھیل گئے یہ ۲۵ ماہ ستمبر ۱۸۵۷ء تھی کہ جنرل اوٹرم اور جنرل ہیولاک صاحب
بہادر داخل بیلی گارد ہوے محصورین کو اتکو گونید سے آمد داخلہ معلوم ہو چکی تھی اوسوقت
سب کا مارے خوشی کا عجب حال تھا کوئی شکر خدا بجا لاتا کوئی آپسمین مصافحہ گورے جا بجا
ناچتے تھے باجے بجاتے تھے۔

مفتاح الدولہ کہتے ہین کہ مین بروقت داخلہ فوج انگریزی مقبرہ جنت آرامگاہ کے کوٹھے پر

جہاں کا تماشا ہے قدرت خدا کر رہا تھا القصہ تین سو گورے دو توپیں آگے تین افسر گھوڑوں پر
دو کالی کرتی ایک سرخ کرتی پہنے سب سے آگے سنگین باندھے دونوں طرف بیگاری شاگرد
پیشہ وغیرہ رسن بستہ ایک دوسرے سے ملے ہوئے قدم بقدم کس اطمینان سے
چلے آتے ہیں پیچھے کرانچیاں بیگنیں گاڑیاں مجروحین کے واسطے تھیں اور جلو خانے
کے کوٹھے سے دونوں طرف سے مینھ گولیوں کا برس رہا تھا مگر گورے صاحب سر
جھکائے بندوق ہاتھ میں لیے چلے جاتے تھے جب مقابل در دولت پر پہونچے ۲
گولے مارے دیوار جلو خانہ پھٹ گئی اوسوقت سکھوں لفٹن داخل قیصر باغ
ہو گیا ارکان دولت جناب عالیہ کو سمجھا کر محلسرا سے جو لکھی ہیں لیگئی کہ مقام امن ہے
خلاصہ احوال روز جمعہ تا زوال روز سہ شنبہ جو گذرا قابل بیان نہیں اگر غدر اول مرتبہ جس طرح
بیلی گارد کو جاتے تھے بعد ان تین گولوں کے قیصر باغ میں چلے آتے اوسی دن میدان خالی
اور فتح کر چکے تھے مگر معلوم نہیں کیا وجہ تھی اور کس جہت سے یہ خیال نہ گذرا خلاصہ قیصر باغ میں
سوا ۲۰ آدمی اور سپاہی کے دوسرا نتھا صاحب محل سر و پا برہنہ باہر نکل پڑے ہرچند جناب عالیہ
نے منع کیا کسینے نمانا اور نہ سنا پردہ کہاں رہا تھا پھر جناب عالیہ نے صاحب علی خزانچی سے فرمایا کہ
برجیس قدر کو سوار کر کے موٹے کپڑے پہنا کر اپنے گانوں اودھر یہ میں لیجاؤ نواب نے منع کیا
کہ ابھی مناسب نہیں ہی سب بیدل ہو جائینگے جناب عالیہ سر کھولے دعا مانگ رہی تھیں کہ خداوند
ہم بیگناہ ہیں تو خوب جانتا ہے تو ہی ہمیں اس آفت سے بچائیگا صاحبات محل کوئی اپنے
داروغہ سے سواری منگا رہی تھی کہ ہم بھاگ کر کہیں چلے جائیں اوسنے کہا سواری کا کسے ہوش
ہے اور کہا کہاں ہیں کوئی کہتا تھا سر و پا برہنہ شہر کے باہر نکل چلو کوئی غش میں پڑی تھی کوئی سکتے
سے حیران تھی ہمیں سے بعض پہلے سے نکلکر پانچ کوس گانو میں رہی تھیں غرض ہر طرف سے آہ و فریاد
و بکا کی دھوم مچی تھی موتیاں کو گالیاں کوسنے دیتی تھیں کہ خدا اسے غارت کرے اسنے ہم سبکو
تباہ اور غارت کروایا کوئی دل کھول کر جناب عالیہ کو طعن و تشنیع کر رہی تھی کوئی آپس میں
گلے لگ رو رہی تھی جناب عالیہ نے مضطر ہو کر محبوب خواجہ سرا کو حکم دیا کہ سب بیگمات بھاگی جاتی ہیں
انکو تلاش کرو اور باقی جو رہ گئی ہوں وہ ہرگز باہر نجانے پاویں جب ہم بھاگینگے ہمارے ساتھ

چلین اور اس امر مین سب حیران تھے کہ اسدن گورے قیصر باغ مین نہ آئین جہان میدان سب طرح سے خالی ہوا اور دوسدن چلے آوین جہان ہزارون ہون چنانچہ اوس دن خان علی خان وغیرہ سے بلوا چلی ہے ظاہر ہے مفتاح الدولہ کہتے ہین جب مین نے دیکھا کہ قیصر باغ بالکل خالی ہے اوسوقت ملاپور کے رائی کو بلوا بھیجا اوسکی سپاہ کے جابجا پہرے کر دیے۔

دوسری صبحکو تین توپین جو چینی بازار کے پھاٹک پر تھین گولہ انداز سب بھاگ گئے تھے مگر ایک لڑکا جوان سیدزادہ فقط اپنی ہتوری سے توپ کے تخت کے نیچے چھپکر رہگیا تھا اور توپ مین چھرہ دیا ہوا تھا جب گورے سامنے آگئے نواب بھی کمال دلیری سے مع اپنے جان نثاران خاص کوٹھے سے اوترکر اون توپون پر آکر کھڑے ہوے تھے اوس لڑکے نے تینو نکو داغا برابر سے چاپین دفعہ چھرے سے کئی گورے گر پڑے سکس ٹوٹا اور لٹے موتی محل کو پھر گئے اوسوقت ایک ہلکی سی گولی نواب کی بازو پر لگی نواب نے دوشالہ رومال اوس سید کو دیا اور آپ پنس مین سوار ہو دولتسرا پہونچے یہ امر گاہ باشد کہ کود کے نادان مین حساب کیا جاتا ہے۔

جنرل اوٹرم صاحب نے گونیدے سے فرمایا کہ ہمین تیار استہ بیلی گارد کا بتا دو وہ ناواقف تھا شیر دروازے سے ہوکر لیچلا اور زخمیون کو منشی رامدیال کے مکان مین چھوڑا جنرل آگے آگے گھوڑے پر سوار پیچھے گورے سکس باندھی چینی بازار سے منگل سین کی کوٹھی کے نیچے ہوکر چلے عجب کام دلیرانہ ومردانہ کیا کہ باوجود راہ تنگ دونون طرف سے گولی برس رہی تھی کسی جگہ نہ رکے سیدھے بخط مستقیم چلے گئے۔ فی الحقیقت بہادری وجوانمردی میر سیدانون کی ہی ہوتی ہے۔ جب قریب مکان عظیم اللہ خان پہونچے کپتان بار لو کی پلٹن کا مقابلہ ہوا اوسکا وہین مورچہ تھا خوب لڑائی ہوئی دوسو تلنگے پچاس گورے مارے گئے جب جنرل بہادر بیلی گارد کے پھاٹک پر پہونچے باواز بلند پکارے خبردار گولی نہ مارنا ہم اوٹرم ہے آپہونچا یہ سنکر گورون نے جھٹ پٹ کس سرعت سے مٹی ہٹا کر ایک پٹ کھولا جنرل بہادر داخل بیلی گارد کس شان وشوکت سے ہوے اوسوقت محصورین کی خوشی کیا بیان ہو تازہ جان سب مین آئی باجے بجنے لگے شادیانون کے سبھون نے باتفاق کھانا کھایا اور حیرت یہ ہے کہ کسی صاحب کے گولی نہ لگی چنانچہ محصورین کہتے تھے کہ جسدن جنرل لارنس صاحب مارے گئے عجب طرح کا سناٹا تھا گویا سارا احاطہ ماتم سرا ہوگیا تھا اور سبکو یاس

اور افسردگی ہوگئی تھی اوسکے عوض روز داخلہ جنرل بہادر گویا صبح نوروز اور روز عید تھا سب کے تن مین
طاقت اور ایک ولولہ پیدا ہوگیا تھا۔

اوسیدن مورچہ جو ظفر الدولہ کے مکان کیطرف اور کوٹھی کانپگی صاحب مین تھا بیلی گارد سے دو ہاتھ
ہوا اوٹھ گیا چھتر منزل مین عمل ہوگیا صبح کو جو برن اوٹرم صاحب کے ساتھ سے موتی محل مین رہگیا
تھا اوس سے گولی چلنے لگی - ۹ بجے نواب شرف الدولہ در دولت پر ایک جانب اوتر کر کھڑے ہوئے
توپ منگوائی اودھر گوروں نے توپ لگائی طرفین سے گولے چلنے لگے ایک بم کا گولہ توپ پر
گرا گولہ انداز زخمی ہوئے باقی بھاگ گئے نواب از راہ بہادری آگے بڑھے گورے دوپہر کے ہوتے
سے ٹھہر گئے نواب کے زخمی ہونے سے فوج کو بہت ہراس ہوا قیصر باغ کے لوگ مارے دہشت
کے بن مارے مرگئے دن بھر یہ لڑائی رہی اودھر مرزا والی کوٹھی ست گورے مارتے تھے دروازہ کی
توپ سے ایک ہوٹ انگریزی ٹوٹ گیا قریب اصطبل شاہی میدان مین رہگیا ایک توپ قریب
قریب موتی محل کے ٹوٹ گئی ہوٹ کو تلنگے صوبہ سنگھ کے اوٹھا لائے عجیب دوسری توپ کے لانے
کی فکر مین تھے جب جھپٹ کر قریب توپ کے جاتے تھے گورے گولی مارتے تھے کوئی تدبیر نہ بنتی
تھی عجب تماشا ہورہا تھا اسیطرح رات بھی گذری جسدن جنرل اوٹرم صاحب دو لاکھ فوج جنگی تلنگا بھنت
تعلقدار راجہ کے بیچ مین سے داخل بیلی گارد ہوئے تقریباً دس ہزار بدمعاش دریا مین ڈوبکر مرگیا
بیس ہزار سوار و پیدل رعایا شہر سے بھاگ کر دس کوس جاکر دم لیا اور سب کو یہی خوف تھا کہ
فوج انگریزی ہمارا پیچھا کرتی چلی آتی ہے۔

فوج انگریزی مجموع مکانات شاہی مین مثل سیل پھیل گئی متصل مرزا والی کوٹھی موتی محل نصرت باغ تیرہ
فرح بخش بارہ امام امام باڑہ نواب قدسیہ محل کمرہ سہرا و جناب عالیہ کوٹھی بشنگل بین - امام باڑہ منظفر الدولہ
حسن علیخان کوٹھی عظیم اللہ خان اصطبل سنچا ہنی اور مکانات جو ملے ہوئے تھے جب گورے چینی
بازار سے پھرے ایک سپاہی نجیب نوملازم نے جرأت کرکے ایک صاحب کو برابر سے تلوار لگائی
گھوڑے سے گر پڑا سر اوسکا کاٹ کر علی محمد خان کے پاس ہدیۃً لایا ۲ - اشرفی انعام دیا کمیدان صاحب
نے اپنا حق سمجھ کر لیلیا جب نہ دیکاری ہوئی سپاہی نے داد بیداد کی انصاف یہ ہوا کہ کمیدان
کی تنخواہ سے کاٹ کر اسے دیدیا۔

گرفتاری صاحبزادہ ہائے جنرل مرزا سکندر حشمت

گورے جب جنرل مرزا سکندر حشمت کی ڈیوڑھی پر آئے سپاہیون نے پہلے پھاٹک بند کر لیا
تھا جب ہلو جانے مین آئے طرفین سے گولی چلنے لگی صاحب میر داروغہ خواجہ سرا حبشی
محمد مرتضی خان حکمت الدولہ کا بیٹا میر صفدر علی میر نواب مخدوم بخش تمندار وغیرہ بہت سپاہ ا
ور رفیق جنرل صاحب مارے گئے اپنے حق نمک سے ادا ہوے مگر تین آدمی دریا کے کنارہ
کی کوٹھری مین چھپ رہے تھے جان سے بچے تین دن تک بے آب و طعام رہے جب باہر
نکلے دریا مین کود پڑے گولیان ہر طرف سے پڑنے لگین یہ تیر کر اوس پار ہوے ایک گولی بھی نہ لگی
سپاہیون کے مورچے پر دھرے گئے در دولت پر آئے بعد تحقیقات چھٹ گئے باقی سپاہی بھاگ
کر دریا مین گرے گورے داخل محل ہوے دونون شاہزادے اور صاحبزادی اور سینہ بخش
لاڈو خانم داروغہ محل اور خواص یہ سب ۳۴ آدمی تھے کپتان کیو جان نے مارا جنرل اوٹرم صاحب کے پاس
لیگئے اونھون نے شاہزادونکی بہت تشفی و دلجوئی فرماکر کوپر صاحب کے سپرد کیا اونھون نے کار نیگی
صاحب کے حوالے کیا انھون نے گنبس صاحب کے خانساماں کے گھر مین بغیر پہرہ رکھا اب
سرکار عالی کی ہمت مردانہ اور رحم رعایا پروری کو دیکھا چاہیے اور حفظ خاندان رئیس عدل
وانصاف کو بخلاف سلوک فوج باغی اور اہلکاران جدید سرکار یہ جیسی —

غرض یا قوب علیخان نواب ناظر روتے ہوے جنابعالیہ کے پاس آئے عرض حال کیا
جنابعالیہ نے میر واجد علی سے ارشاد کیا کہ راجہ مانسنگھ سے جاکر کہو اسکی کچھ تدبیر کرین وارو
نے کہا کہ ابھی راجہ نے شیر و پدہ دادہ پر سے دھاوا کیا تھا اونکے سو آدمی مارے گئے بڑی
جرات و بہادری کر چکے ہین اب بہت خستہ و پریشان ہو رہے ہین اسوقت کیونکر جا بیٹھینگے اور کیا کر
سکتے ہین فرمایا تم حکم پہونچا دو جب راجہ سے کہا جواب دیا مجھ سے کیا ہو سکتا ہے نہین معلوم قید
کیا یا مار ڈالا اب کس کی مجال ہے جو وہان سے لاوے —

جب عورات کے سمجھانے سے شہزادون نے کھانا نہ کھایا آخر لاڈو خانم اور دو مہری باجازت باہر
کھانا لینے کو نکلین تو رجون سے بیگم جنابعالیہ کے پاس آئین مفصل سرگذشت بیان کی کسی نے تسلی

لاڈو خانم بیاہی اپنے گھر جا کر بیٹھ رہی ایک پہری کو بہت مرداتہ باندھکر گئی نا مگئی دوسری خوف سے
بھاگ گئی حسینہ حبشن کو حکم ہوا تم بھی اپنے گھر جاؤ جواب دیا مین نے ان شاہزادون کو پالا ہے انکے پاس رہونگی
یہ قصور جنرل بہادر کے خاص محل کا تھا اگر وہ اپنے پاس شاہزادون کو رکھتین کا ہیکو یہ آفت
آتی مگر سگی مان نہ تھین آپ سوار ہو کر چلی گئین اپنے ساتھ انکو کیون نہ لیگئین -

جب دوسری رات موتی محل مین ہوئی جنرل اوٹرم نے حکم دیا تھوڑے آدمی ہین سب رسد و
میگزین و اسباب سب بیلی گارد مین لیے جائین حسب الحکم جتنے گورے تھے بیلی گارد مین چلے گئے
سپاہ بہادر نے جب یہ حال دیکھا اور سنا کہ فضل الہی سے رات بخوبی کٹ گئی اور ابھی تک سب
قیصر باغ مین بیٹھے ہوے ہین باوجود اس اقل قلیل سپاہ خاص یہ چارا اور کچھ لوگ راجہ مانسنگھ
اور راجہ گور بخش سنگھ کے پھر مثل ٹڈی کے آگرے اور خجالت سے اور خجالت سے عذرات بارد
پیش کیے جناب عالیہ اور ارکان دولت نے مصلحتاً ٹلج دی اس خیال سے کہ موجب شکستہ دلی کا ہوگا
اس معرکہ مین ۱۱ افسر دھر کے مارے گئے اپنے حق نمک سے ادا ہوکے باقی جو رہے مین وہ مقتولین
کا حساب نہین اور بعض امرا سے معزول خانہ نشین بھی بعد دریافت خیر و عافیت وقت سہ پہر اپنی جگہ بھاگے
سے حاضر حضور جناب عالیہ ہوے اور سپاہ بہادر پھر بدستور اپنے مورچون پر قائم ہوئی اور مقابلہ عالم باغ
کا کبھی خیال نہ کیا کہ وہی ناکہ کا پیچو رہی بلکہ اکثر یہ کہتے ہین کہ وہ میدان مین ہے اوسے کھڑے کھڑے
لے لینگے البتہ بیلی گارد کا مشکل ہے کہ وہ شہر مین ہے مگر تعجب اس امر کا ہے کہ سب مورچے چھین بھاگ
گئی تھی قیصر باغ مین سواے ۲۰ - آدمی کے دوسرا نہ تھا - صاحبان عالیشان نے کیون ایسے وقت مین
غفلت کی کچھ مفصل معلوم نہین یا جناب عالیہ کو توفیق ہوئی اوسوقت خود بیلی گارد مین چلی جاتین
یا خود اوٹرم صاحب کو بلوا بھیجتین کیا خوب بات ہوتی مگر بشرطیکہ محو تھا ان اپر تسلط نہوتا تو کیا
عجب ہے کوئی صورت نکلتی -

۶ - تاریخ ماہ صفر سنہ الیہ ۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۵۷ء شاہ جی کو خبر ہوئی کہ گورے بیلی گارد مین چلے گئے
تو دیکھو تنہا اٹھا لاؤ تم سب میان شہر مین اکیلا دھاوا کرینگا اپنی کرامات آج دکھا کر انکو بھگا دونگا
یہ کہکر موتی محل مین گیا مکان خالی ایک گورہ زندہ تھا مگر ایک مردہ گورے کا ملا اوسکا سر کاٹ لیا
جب فوج نے شاگرد شاہ صاحب نے اکیلا دھاوا کیا پیچھے سے پہونچی شاہ جی کے ہاتھ مین وہ سر تھا

لاف زنی بڑھ بڑھ کے کرنے لگا کہ دیکھو جب اپنا ارادہ ہوگا اسیطرح جیلی گارد کو بھی خالی کرادونگا فوج مین چرچا
شاہ جی کی کرامات کا ہونیلگا اعتقاد ضعفا رشست ایمان کا دوچند ہوگیا تلنگے مثل مصاحبین ڈنڈوت کرنے
لگے سوار اپنا خلیفۃ ایمانی جاننے لگے باہم یہ چرچا ہوتا تھا کہ اگر شاہ جی نہوتا گورونے شہر لیلیا تھا اب کچھ نہو سکے
بیس تین سو گورے باقی تھی اور یہی دلی کا منہ زنجیرہ بنیرہ مین پہلے بھرتے تھے وہ بھی جبر منزل مین بندہے شاہ جی
اقرار کیا ہے کہ کل کے دھاوے مین سب گورونکو مارلونگا بس گورے رہ ادہر دیگر اسی رات کو مہمان ہین کل سب مارے جاینگے
دوسرا بولا شاہ جی نہین کوئی اوتار پیدا ہوا ہے اسپر کوئی گولہ گولی اثر نہین کرتی ہے غرض اسیطرح کی تعریفین
وہ دن گذرا اونکا دماغ عرش پہ پہونچا لاف زنی زیادہ ہوگئی جاہل مذاہب ڈنڈوت سجدے پر جھکے
لگیان رسالدارنی نذر دی قدم پہ سر رکھا شاہ جی سنائیے ولولہ جوش وخروش مین یہ شعر پڑھا ؎

چون شود در عہد اینان جور وبدعت را رواج — شاہ غزنی بہر قتلش خوش عنان پیدا شود
درمیان این وآن گردد پسے جنگ عظیم — قوم عیسی را شکست بیگمان پیدا شود

یعنی وہ شاہ غزنی مین ہون انکے قتل کو پیدا ہوا ہون میرا کوئی ہمسر نہین ہے جسقدر کیا اصل ہے شاہ
ولی میرے رتبہ سے کم ہے مجکو حکم الہی ہے میرے ہاتھ یہ فرقہ نصارا تباہ ہین انکی بیخ وبنیاد اُٹھادونگا مین
ظل اللہ خلیفۃ اللہ فی ارض اللہ ہون لندن مین جاکر رہونگا شاہ دہلی سب نمانا اوسکی سلطنت پھر
گورون کے حوالے کردی اب پھر اپنی عرضی میرے حضور بھیجی ہے پھر کچھ قسمت اوسکی اچھی ہے پھر چوبدار کو
حکم دیا ممو خان کے پاس جاؤ ابلاغ حکم پہونچاؤ کہ اب آنکھین کھول کر ہوش مین آؤ اسقدر بیہوش نہوجاؤ
آج تمھاری فوج اور زمیندارون سے کچھ نہو سکا مین نے چار آدمیون سے موتی محل
چھین لیا اگر تم چاہتے ہو سر گورون کے بوٹ سے بچے اور جیلی گارد ہاتھ آجاوے
تم تو بین اسپی پانچ ہزار روپیہ نقد دعوت فقرا بھیجدو۔ یہ جس قدر میری اطاعت
کرے۔ آج رات کو بیگم میری بیعت کرے اور درصورت عذر کل گورون کو قیصر باغ مین
بلا لونگا اور اس لونڈے کو ریاست سے اوٹھادونگا چوبدار نے ممو خان سے جاکر
کہا سن شدہ یہ خبر جناب عالیہ تک پہونچی اونھون نے مفتاح الدولہ۔ شرف الدولہ
ممو خان۔ میر واجد علی کو بلایا سب نے کہا شاہ جی کوئی امام نہین یہ سب باتین
کفر والحاد کی ہین اپنا رعب جتلی فقط دھمکا کر بٹھاتا ہے کسینے کہا خیر فقیر ہے چیز ہے بدہ

درویش پر امیر واجد علی نے کہا ایسی باتون سے یہ اور سر چڑھیگا بکتا ہے بکنے دو سیر مہاراجہ
مان سنگہ اور بہر پلٹن کے کپتان سے مشورہ کیا بعض نے کہا جو وہ کہے کرو دلی سے بعض نے
کہا اوسکی اصل کیا ہے اوسے ہمنے بنایا ہے ہم نے چاہا تو کل ہم دھاوا کرینگے قیصر منزل
بیلی گارد کو خالی کرا لینگے ایسی باتون سے نہ ڈرو شروعِ ابلاغ حکم دھاوے کا جاری ہوا کہ ایک
طرف گوبار دوسری جانب سوار تیسری جانب تلنگے چوتھی طرف شہدے ہون چنانچہ اوسوقت حکمنامہ
اس مضمون کے جاری ہوے کہ صبح کو تیار رہو دھاوے کی ہوا افسر اپنے بستر پر چلے گئے

دو گھڑی رات رہی افسر مع اپنے ہمراہی سورچون پر گئے چار دنا طرف جہوٹ دھاوے کا
غل کر دیا کہ قیصر منزل بیلی گارد کو گھیر لیا ہے مگر جب ادھر سے مار پڑنے لگی منہ پھیر گیا کچھ گورے
جناب عالیہ کے گھرکے سر راہ سے خاص بازار کی جانب گولیان مارتے تھے اور سفر مینا کے سپاہی
تے رات بھر کے عرصہ مین اوسکے نیچے سرنگ تیار کی تھی بارود اوسمین رکھ چکے تھے دفعۃً سرنگ کو
آگ دی مع گھر کے گورے اڑ گئے ایک دھنی گھر کے کی سید میر کمیدان کے لگی وہ مرگئے افسرون مین
اپنا نام کر گئے محمد سعید خان ملازم برجیس قدر مارے گئے اور بہت سے آدمی کام آئے گورے بھاگے
تلنگون نے پیچھا کیا دو گورون نے بندوق ماری نامرد باغیون نے گولی کھاتے اپنا مال غیر کیا مورچہ
چھوڑ کر بھاگے گورون نے اوسی راہ سرنگ پر اپنا مورچہ قائم کیا۔۔

جب لال بارہ دری کیطرف نجیبون نے دھاوا کیا لال جی محمد امین کمیدان خواجہ سرا نے افسرون
مین بڑا کام کیا کہ راہ کی مصیبت جھیل کر بارہ دری بیلی پہنچے گورے بھاگے پھر دھاوا کیا لال جی
ایسا بہادر مارا گیا اوسکی نعش نہ اوٹھا سکے پاؤن ہمراہی بھاگ گئے اوسکے عزیز نے نعش اوٹھانیکا
ارادہ کیا وہ بھی کام آیا کمیدان کی جورو پانسو روپیے نعش اوٹھانے پر دیتی رہی ایک کی جرأت
نپڑی گورون نے پہلے بارہ دری بیلی نجیب بھاگے دھاوا اپنش نہ کیا کچھ سپاہی تہخانے کی آڑ
پکڑ کر رہ گئے تھے بہت سے مارے گئے اوس دن بھی بڑا کھیت ہوا گورے تقریباً ۵۰ تلنگے نجیب پانسو
مارے گئے افسر جلیل القدر نے آ کے دھاوا پھیر آیا۔

الغرض اسی صورت سے ہر روز دنیا گھر مین لڑائی ہوا کرتی تھی تیسرے دن بہت سے لوگ فوج انگریزی
سے بھاگ آئے تلنگے اونکو دیدہ لگا کر تاکنا اونکو دیدہ کہکر پاس قریب اونسے پوچھا کہتے لگے عالم باغ میں

رصد نہین رہی اسواسطے ہم بھاگ کر نکل آئے ایک اونمین گوئندہ بھی پکڑا گیا ایک چٹھی انگریزی
جوف پر کے قلم مین لاکھ سے بند اوسکے پاس تھی عالم باغ لیے جاتا تھا ایک شخص نے اوسے پڑھا
مضمون یہ تھا کہ ہمنے پہلے راستہ سامنے بیلی گارد کے پل پہ ہوکر آنے کا لیا مگر بدمعاشون کا بہت
مجمع تھا دونون طرف سے مارتے تھے اوسوقت ہمنے دہنی طرف کی راہ گوئندے کے ساتھ
لی حضرت گنج سے داخل موتی محل ہوے وہان سے جب بیلی گارد کو چلے راہ مین بڑی لڑائی ہوئی ایک بڑا
جنرل کئی صاحب بہت سے گورے مارے گئے سب مجموع پانسو کام آئے جنرل اوٹرم زخمی ہوے
اونکے بازو مین گولی لگی ہڈی بچی وہ چٹھی ممو خان نے میر واجد علی کو دی اور جمعدار کو حکم دیا کہ
اس گوئندے کی ناک کٹوا کالا منہ کرکے گدھے پر سوار کر تشہیر کرو جمعدار نے قاسم خان کو ابلاغ
حکم کیا وہ افسر کوتوالی تھا عمل مین لایا ولایت حسین منشی جنرل اوٹرم کا عالم باغ سے رسد
لینے کو نکلا تھا پاسی پکڑ لائے انکی بھی ایک پلٹن بھرتی ہو چکی تھی ممو خان نے اوسے احوال پوچھا
کہا ۳ ہزار گورے جنرل اوٹرم الہ آباد سے لائے مین بھی واسطے بیٹے کے چلا آیا ممو خان نے
کہا یہ اصل گوئندہ ہے کل پانسو گورہ تھا یہ فقط ہمارے ڈرانے کو زیادہ کہتا ہے اسکا کالا منہ کر
گدھے پر سوار تشہیر کرو میر واجد علی داروغہ نے کہا انکا اظہار مین لیلون پھر آپ کو اختیار رہے
داروغہ اونکی شکل شرافت پہچانکر پیرجی اوسے کہا اتنے گورے نہ بتاؤ ورنہ حیرانی مین پڑوگے اونھون
نے کہا مجھے کیا معلوم تھا مین پانسو سے بھی کم بتاتا مگر سچ یہ ہے کہ فوج انگریزی پیچھے سے اور آتی ہے
اور یہان مشہور یہ ہوا ہے کہ جنرل اوٹرم مارے گئے غلط ہے وہ مع فوج داخل بیلی گارد ہوے میر واجد علی
نے موافق مرضی ممو خان قلت گورون کی خبر بہادر کا مارا جانا لکھوا کر انھین تشہیر سے بچایا۔

جنرل حسام الدولہ طلب نواب معین الدولہ اور جرنیلی مظفر علی خان

جب جنرل حسام الدولہ معرکہ عالم باغ سے چلے آئے افسران فوج نے جنابعالیہ سے اونکی
شکایت کی حضرت محل نے آزردہ ہوکر بہت کلمات سخت فرمائے وہ سنکر اپنے گھر بیٹھ رہے دربار مین
نہ آئے جنابعالیہ نے نواب معین الدولہ میر عنایت علی ماموے حضرت جنت مکان کو طلب فرمایا وہ کبھی

کبھی بخوف جان و مال دربار مین آیا کرتے تھے ممو خان نے عہدہ جرنیلی کو اونسے کہا اونھون نے انکار کیا جواب دیا معلوم ہوا تم بدخواہ سرکار ہو کیون دو مہینے تک اپنے گھر بیٹھے رہے مرزا برجیسقدر کو نذر دینے بھی نہ آتے انھون نے کہا مین اقربای شاہی سے ہون بے طلب نہ آیا جب طلب کیا حاضر ہوا ممو خان نے کہا سرکار نے تمہارے واسطے پہلے داروغگی توپخانہ تجویز کی تمنے انکار کیا کہ میرے لایق یہ عہدہ نہین ہی اب سرکار نے جرنیلی تجویز کی ہی اس سے زیادہ کونسا عہدہ بالاتر ہے کیون انکار کرتے ہو خلعت لو اونھون نے کہا مجھے احتیاج خلعت نہین اور نہ تنخواہ کی ضرورت ہی بہرحال اسیوقت مہر جرنیلی حسام الدولہ سے طلب ہو کر انکے سپرد ہوئی بمجبوری مجبوری بخوف کام کرنے لگے کہ اسی حیلہ سے جان و مال بچے اور شل فوج نجیب سنگھ شاگرد پیشہ جو آئی تھی گنگا پرشاد متصدی حسام الدولہ دکھاتا تھا یہ دستخط سبل کر دیا کرتے تھے کبھی کبھی حاضر حضور جناب عالیہ بھی ہوتے تھے مگر کچہری مین ہر روز جاتے تھے نواب شرف الدولہ سے انسے خلاف سلطنت سابقہ چلا آتا تھا کبھی صفائی سی بناؤ نہ تھا صورت نفاق باطنی چلی گئی آخر شرف الدولہ نے تنگ ہو کر جناب عالیہ سے عرض کی کہ کار جرنیلی بہت ابتر ہے اسکی تدبیر مناسب ہو تو بہتر ہے فرمایا جو مستعد اور صاحب لیاقت لایق جرنیلی ہو اوسے مقرر کرو سعین الدولہ اوسکی نیابت مین کام کرینگے نواب نے مرزائی بیگم مقرب خاص کو محل مین گانٹھ کر مظفر علیخان اپنے بھانجے کو ۱۲ پارچہ کا خلعت جرنیلی دلوایا وہ کاروبار کرنے لگے سعین الدولہ کبھی اونکی کچہری نہ گئے ہر چند جناب عالیہ نے سمجھایا نہ مانا عرض کیا مجکو تمنا اور احتیاج روزگار کی نہین ضعیف ہو گیا ہون کبھی کبھی فقط سلام کو حاضر ہونے کا امیدوار ہون اسیوجہ سے وہ اپنے بیٹون اور کسی رفیق یا امیدوار دن مین کسیکو دربار مین لیگئے اور نہ ایک کوڑی تنخواہ کی لی کسواسطے انجام سب کا خوب سمجھے ہوے تھے فی الحقیقت عجب حالت ضیق مین تھے کچھ نہ بن پڑتا تھا ۔

ایک دن جنرل منصوب دقت صبح بود علی شاہ کے تکیے پر کنار شہر گئے اوس فوج کے دیکھنے کو جو دلی سی بھاگ کر آئی تھی فوج مین سلامی توپ کی ہوئی کربلای میر خدا بخش اور الماس علیخان مین جتنی متقابلہ عالم باغ پڑی ہوئی تھی سمجھی کہ گورہ اس ناکے سی شہر مین داخل ہوے سب بھاگنے پر مستعد ہوے جب متصل سرکار دن سی شاہجان مین جان آئی ۔

غرض جب اس سلامی کا پرچہ سرکار مین آیا پچاس روپیہ جرمانہ توپخانہ والون سے اور ۱۰ اشرفی جنرل سے تعلیما لین پھر کورٹ مین چار جنرل تجویز ہوے کہ وہ کمانڈرانچیف کے اسسٹنٹ سوار پیدل توپخانہ مین رہین چنانچہ بنام نواب جرار الدولہ دلیر الدولہ معین الدولہ وغیرہ مقرر ہوے مگر اجرا احکام ایک سے ہوتا نام ہے مورکہ عالم باغ سے تمام شہر مین راجہ مانسنگہ بہادر کی لڑائی کی بڑی شہرت ہوگئی اکثر تعلقدار کہتے تھے ہمارے سپاہی بہت مارے گئے کسیکا نام ایسا ہم مین سے نہوا راجہ فقط ایک مورچہ عالم باغ پر گئے نام اونکا مشہور ہوا سرکار سے خطاب فرزندی بھی ملا پس ہر تعلقدار چاہتا تھا اپنے نام و نمود کا ہوا کوئی تنہا ہوکر نہ لڑا جس سے نام ہوتا –

پہونچنا کمانڈر انچیف کا کانپور سے عالم باغ مین وغیرہ سوانحات

۹ - نومبر کو سرکالن جی سی بی کمانڈر انچیف کانپور سے گنگا کے اس پار اترے منزل بمنزل آکر بنی مین ۷ کوس لکھنؤ سے خیمہ کیا اونکے ساتھ فوج اس تفصیل سے تھی –

۸ توپین کپتان پیل برگیڈیر جہازی –

۱۰ - اسپی ۶ میدانی بھاری توپخانہ شاہی

۹ - رسالہ گوروں کا - ۸ ۵۳ ۷۵ ۹۳ رجمنٹ پیدل

۲ رجمنٹ تلنگہ پنجابی - سائی پر زمینرس تھوڑے یہ سب ۲۷۰۰ پیدل اور ۷۰۰ سوار پنجابی ہندوستانی –

۱۴ - نومبر روز شنبہ ۱۸۵۷ء مطابق ۲۵ ربیع الاول ۱۲۷۴ھ داخل عالم باغ ہوے کئی ہزار اونٹ کرانچی چھکڑے کئی سو ہاتھی ساتھ تھے اونام بشیر گنج - نواب گنج بنی مین جا بجا تھانے بٹھاتے آئے اور تار برقہ بھی جا بجا درست کر دیا راہ مین جتنے گانون قریب سڑک تھے خوف سے وہان کی رعایا بھاگ گئی تھی

جب خبر آمد کمانڈر انچیف بہادر آئی کہ اس کثرت سے فوج ظفر موج اور سامان سیگزین وغیرہ قریب لاکھ آدمی کی جمعیت سے چلے آتے ہین فوج کو حکم ہوا آگے بڑھکر روکے ادھر جتنے سپاہ ...

یہ سنتے ہی راجہ مادھو سنگھ بہادر تعلقدار گڈھ امیٹھی دو ہزار سپاہی اپنے لیکر بطور دھاوے کے جا پہونچے اور فوج باغیہ ابھی کوچ نہ کرنے پائی تھی کہ بنی اور فیروز گنج کے میدان مین لال مادھو سنگھ سے لڑائی شروع ہوئی سرکار مین خبر آئی کہ لال مادھو سنگھ نے دو پلٹن گورون کے کاٹ ڈالے بڑی بہادری کی ایک پلٹن رہ گیا ہے وہ پیچھے ہٹ گیا ہے وہ بھی مارلیا جاتا ہے کوئی امر ہراس کا نہین ہے۔

الغرض یہ خبر سنتے ہی بہت تحسین و آفرین کی اندر باہر دھوم مچی اور در اصل وہان یہ حال گذرا کہ کسی گانون مین آرٹیکر راجہ کے لوگون نے لڑنا شروع کیا تھا گورون نے چار طرف سے گھیر لیا راجہ مادھو سنگھ جماعت قلیل سے راہ مجبور سے بھاگ کر چلے گئے بعض کہتے تھے یہ غلط ہے وہ لڑرہے ہین بعض کہتے تھے وہ غیرت سے مر گئے پھر خبر آئی کہ ۵۰ آدمیون سے اپنے گھر گئے ہین اگر سرکار سے کمک نہ جائیگی کسیطرح زندہ نہ آسکین گے یہ خبر سنتے ہی راجہ مان سنگھ بہادر نے از راہ دوستی ہرکارے خبر کو بھیجے اثنای راہ مین دیکھا کہ راجہ دو تین آدمی سے چلا آتا ہے وہ لوگ راجہ مانسنگھ کے مکان پر لے آئے مادھو سنگھ نے قسم کھائی کہ جبتک مین گورونکو نہ مارلونگا نہ کھانا کھاونگا نہ پانی پیونگا آخر سبھون نے سمجھایا کہ اگر کھانا نہ کھاؤ دودھ پی لو جب طاقت نہوگی تلوار کیسکے زور و قوت سے لگاؤگے غرض خجالت سے دو دن تک کچھ نہ کھایا وجہ اسکی یہ تھی کہ ایسی مار پڑی تھی جسکے رعب اور خوف سے حواس درست نہ تھی اوپر دل سے کہتے تھی کہ پھر لڑنیکو جاونگا سب گورونکو مارلونگا مگر بعد اسکے پھر جنبش بھی نہ کی سچ تو یہ ہے کہ جو زمیندار تعلقدار پہلے آیا خوب لڑا دوبارہ لڑنے سے جی چورایا معلوم ہوا کہ گورے عالم باغ سے اور کمک کو پہونچ توپین چھین لین پھر داخل شہر اور کمانڈر انچیف عالم باغ مین داخل ہوے۔

تھوڑے سے گورون نے جاکر قلعہ جلال آباد مین دخل کیا وہان پلٹن نجیب سے تعدی تھی اپنی جان بچا کر نکل گئی گورون نے کئی دن تک قلعہ مین دمدمہ باندھنے کی تیاری کی پھر معلوم نہین کس مصلحت سے موقوف رہی۔

پھر ممو خان کو خبر پہونچی کہ آج گورے دو سو کل تین سو داخل عالم باغ ہوتے جاتے ہین اس خبر پر نواب احمد و ممو خان نے اشتہار جاری کیا کہ جو سر انگریز کا لاوے سو روپیہ انعام پائیگا

اور گوروں کے مقرر کار پاس اور حکم دیا کہ جتنے پل پختہ نہر پر ہیں سب گرا دیے جائیں اور نہر پر باندھ باندھ
اور پلٹن نجیب و تلنگہ کو حکم دیا کہ گرد باغات عالم باغ میں اپنا پڑاو کرکے مورچہ قایم کرو۔

محاربہ دھاوا عالم باغ فوج کا جانا فوج انگریزی کا محمد باغ و دلکشا سے آنا

۱۵- ربیع الثانی روز یکشنبہ سنہ الیہ کتنی رسالے جنگی پلٹن تلنگہ و نجیب نظامت ملازم قدیم و جدید و کلکٹر راجہ جے لال سنگھ کے کرائے کربلائے میر خدا بخش الماس علیخان باغ داروغہ عاشق علی نواب خاص محل مصلح السلطان اور جو باغ قریب تھے اور مرزا مہدی علیخان کے باغ میں جو پارہ کے گانون میں ہے اور کنارہ شہر پشتہ بندہ بندکشی کی اور جابجا توپیں لگائیں۔

۱۶- روز دوشنبہ صبحکو فوج باغی تیار ہوکر کنوسی جلال پور کے میدان میں مقام عالم باغ جاکر ٹھری ہوئی تھوڑے گورے ادھر سے دو توپ اسپی لیکر نکلے دو ساعت تک دور سے کچھ رد و بدل ہوا کی آخر ناکام پھر آئے ۱۷- سہ شنبہ کو اوسی طرح پھر سامنا کیا فی الجملہ نسبت کل کے اچھے رہے اور گورے بھی حد سے زیادہ نہ بڑھے اب قرینے سے معلوم ہوا کہ فوج انگریزی کو تاکہ کربلا سے داخلہ شہر منظور نہیں کس واسطے کہ بیلی گارد تک شہر سے گذرنا مشکل ہو جائیگا۔

۲۵- ربیع الثانی سنہ الیہ مطابق ۹- نومبر عیسوی فوج انگریزی عالم باغ سے دلکشا ہوکر بیلی گارد کو رستہ شاہی سی یا شارع عام سے جائے ایک سوار خبر لایا کہ گورے بڑھتے آتے ہیں فوج باغی پیچھے ہٹی آتی ہے راجہ مانسنگھ نے تصدیق خبر کو اپنا ہرکارہ بھیجا وہ بھی خبر لایا سچ ہے فوج بہادر بھاگتی چلی آتی ہے یہ سنکر راجہ نے بھی اپنا سامان چلے جانے کا کیا در دولت پر تلاطم ہوگیا ممو خان نے ہر چند فوج کو مع افسر روانہ کیا مگر جو گیا خدا کے فضل سے اپنا بھاگ لیکر آیا ایک اور ہرکارہ خبر لایا کہ محمد باغ گوروں نے لے لیا وہاں کی فوج سب بھاگ آئی اور جہاں انگریزی تلنگے ہیں وہ سب کچھ شہر توپیں بھی لگائیں جب گورے انکی طرف بڑھے اونکی صورت دیکھکر بھاگے کوئی سامنے شہر کا یقین ہے دوپہر تک یہاں اور شہر میں گورے داخل ہو جائیں یہ سنکر ممو خان نے مجاہد الدولہ احمد علی خان عرف چھوٹے میاں کو بلواکر کہا کمپ نصیر آباد جو دہلی سے آیا تمہارے سپرد ہے تم اوسکے افسر ہو پہلے وہ لوگ سات روپیہ کی تنخواہ پر راضی نہ تھے اب اونسے ۱۲ روپے کا

اقرار کیا ہے چار ہزار واسطے چھینے کے دیگر جلد روانہ کرو احمد اللہ شاہ سے بھی دھاوے کو کہلا بھیجا
اونہون نے بھی جواب دیا میرے سپاہی بھی بھوکے ہین دو ہزار او نھین بھی بھیجدو وہ بھی چلین
اس عرصہ مین گورے میدان دلکشا مین آپہونچے مقابلہ ہوا مجد علیخان لنگ نے پانچ آدمیون سے
دھاوا کیا بڑی بہادری کی جب نوبت تلوار و سنگین پہونچی یہ سب مارے گئے احمد اللہ شاہ اور
احمد علی نے بھی دھاوا کیا پیش نہ گیا اوسوقت تلنگون نے کہا یہان کے کارتوس مین بھوسی بھری
ہے اور بدلے گراب کے گرنج بھرے ہین یہ سبب ہے کہ سب اہلکار انگریز سے ملے ہین جو توپ ہم
مارتے ہین اونسے کچھ اثر نہین کرتی اونکی توپ سے ہمارے سب سپاہی مرے جاتے ہین اوسیوقت
در دولت پر آکر داروغہ میر واجد علی کو گھیرا اونہون نے اپنی حکمت عملی سے ٹالا وہ سپاہی جو دلی
سے آئے تھے چپکے چلے گئے پھر ممو خان کو گھیرا بھوسی گرابون مین کسنے بھری ہے بتا دو اونہون
نے میر محمد علی کارندہ کاظم علی داروغہ میگزین کو بتایا محمد علی جو گراب بناتا تھا اوسکا سامنا کر دیا او
کہا دستور گراب بنانے کا یہ ہے کہ اوس مین بھوسی پڑتی ہے تلنگون نے کہا یہ سب جھوٹ ہے
تم سب انگریز سے ملے ہو ہم تم سب اہلکارونکو مار ڈالینگے غرض پھر جناب عالیہ کے حضور گئے
ممو خان کو اپنے ساتھ لیے گئے اور گالیان دیکر کہا یہ انگریز سے ملا ہے اور سب اسکے کارندے
اوسوقت روبرو جناب عالیہ نواب ردبکاری ہوئی ممو خان کو بچایا اور کہا جسپر تمہارا شبہہ ہو
اوسے مار ڈالو تلنگون نے میر محمد علی اور ایک متصدی جو گراب بنواتا تھا سنگین باندھ سڑک پر
لیجا کر مار ڈالا اس امر مین تلنگون کا گمان غلط نہ تھا یہ کارروائی اپنی عاقبت اندیشی سمجھکر کرتے
تھے کہ اگر عمل انگریزی ہو جائیگا ہم اسی خیر خواہی کو پیش کرینگے۔

بعد اسکے احمد اللہ شاہ نے اسپر اور لون مرچین لگا تیز کیا کہ یہ گورے اور گراب آر صاحب
کے بنوائے ہین جسے مع دو صاحب تین میم ایک مس کے ساتھ متولی کے راجہ لونا سنگھ
نے بھیجا ہے مار ڈالو وہ چاہتا ہے ہماری شکست ہو جاوے انگریز کی فتح اور اہلکار سرکار بیقدیر
معرفت اوسکے ساز کیا چاہتے ہین اسیواسطے آر صاحب وغیرہ کو جان سے نہین مارا بلکہ
راحت آرام سے رکھا ہے اپنے بچاؤ کے واسطے چنانچہ تلنگے بگڑ کر صاحبان موصوف کے
قتل پر مستعد ہو آتے۔

مشورہ بچانے اسیران فرنگ کا پھر اونکا قتل ہونا

قبل از داخلہ فوج انگریزی ہمراہ کمانڈر انچیف بہادر دیوان انت رام وکیل راجہ مانسنگھ
اور داروغہ میر واجد علی مین مشورہ ہوا کہ جب تلنگے بھاگینگے غصہ مین آکر بادہ ضعیف سمجھکر
آر صاحب وغیرہ کو ضرور مار ڈالینگے پس کوئی تدبیر ایسی کیا چاہیے کہ قیصر باغ سے اونھین
نکال دو وجہ اسکی یہ ہے کہ جب آر صاحب کی پلٹن متعین علاقہ راجہ بہادر تھی دیوانجی سے کمال
خصوصیت سے دوستی ہوگئی تھی اس صحبت سے از راہ حق دوستی اور اپنی شرافت سے ہمہ تن متوجہ
اونکی رہائی کے ہوتے تھے مگر تدبیر تقدیر سے کبھی پیش نہین جاتی . غرض یہ دونون ممو خان کے پاس گئے
اور کہا تمکو آر صاحب کا مار ڈالنا یا بچانا منظور ہے جواب دیا حتی الوسع بچانا میر واجد علی نے
کہا کہ اس مکان سکونت مین تلنگون نے صاحب کو دیکھ لیا ہے اب انکو زبردستی چھینکر لیجا کر
مار ڈالین دوسری جگہ رکھنا چاہیے ممو خان نے کہا اسمین جو تم مناسب سمجھو اوسوقت داروغہ نے
نجیب جو پہرے پر تھے کہا کہ تمکو ہم سو سو روپے دینگے اونکو دوسرے مکان مین لیچلو وہ راضی ہوے
اور دیوان انت رام سے یہ صلاح ٹھہری کہ جب قیصر باغ سے یہ نکل آوین تم گڑھی شاہ گنج مین
انھین بھجوا دو وہان سے الہ آباد کو . چنانچہ داروغہ نے مآل اندیشی سے اپنے عیال کو پہلے نکال دیا
اور پانسو آدمی راجہ کے قریب امام باڑہ نواب ملکۂ زمانیہ آکر کھڑے ہوے اور یہان
دو ڈولیان تیار کین اسباب بھی لدچکا فقط اسیرون کے سوار ہونے کی دیر تھی بجے خان سپاہی
ساکن خیرآباد نے کہا شاید راہ مین کوئی تلنگہ ہمین ٹوکے ہم ڈولیون کے ساتھ نہ جاینگے اور
اوسنے خفیہ جا کر ممو خان سے یہ ماجرا کہدیا کہ آر صاحب کی تدبیر نکالنے کی ہوچکی ہے آپ سے از راہ
خیرخواہی عرض کیا ہے کہ اس سبب جانے تلنگون سے جا کر یہ راز کہدیا ممو خان نے کہلا بھیجا تم
کیا کرتے ہو تلنگے سب بگڑے ہوئے ہین اب انھو اسی حیلے سے ہم تم سب کو زیر تیغ لے ڈالین
اونھون نے جواب دیا کہ ہمنے بموجب تمھارے اجازت کے انھین قیصر باغ سے علیحدہ رکھنا چاہا ہے ممو خان
نے کہا آج ملتوی رکھو کل لیجانا بعد اسکے شاہ جی کو مفصل یہ خبر پہونچی اوسنے تلنگے بول پلٹن کو بھجوا دیے
اونھون نے آکر بندوقین ممو خان اور شرف الدولہ پر رکھدین اور کہا آر صاحب کہان ہے وا

میرزا احمد علی منصور نگر مین نواب خدمحل کے پاس ابی نبدوبست کو گئے تھے وہ تو اوسوقت اپنی قسمت سے بچگئے اور جناب عالیہ اور نواب نے بھی اس امر مین ٹری کدکی مگر شاہ جی نے نہ سنا کرایسی رعایتون سے فتح مین دیر ہوتی چلی جاتی ہی غرض اوس دن تلنگے صبح سے آئے تھے آخر آر صاحب وغیرہ کو شاہ جی کے پاس لیگئے صاحب موصوف نے جانا کہ تلنگے آپہونچے آپ اوس مکان سے ازراہ تھوری باہر نکل آئے شاہ جی نے آر صاحب سے کہا تم تندرست اور بہت تیار ہو کچھ قید مین تکلیف نہین ہوئی ورنہ دُبلے ہوجاتے اور مکان بھی سب طرح سے بیز کرسی اسباب سے آراستہ تھا تمھین کون اسطرح سے آرام سے رکھتا تھا اوسکا نام بتاؤ صاحب نے کہا مین نہین جانتا لیکن ایک مشہودار وغہ اور جمعدار تھا وہ اکثر میرے پاس آیا کرتا تھا تلنگون نے کہا بہتر یہی ہے سچ بتاؤ ورنہ ہم تمکو مارڈالینگے غرض جب قریب تارے والی کوٹھی پہونچے اور شاہ جی بھی متواتر یہی کہتے گئے آخر ایک تلنگے نے صاحب کے بازو مین گولی ماری اور کہا اب بھی خیر ہے تم نام اوسکا بتاؤ تمھین ہم چھوڑ دینگے ورنہ مارڈالینگے صاحب نے کہا مین مطلق نہین جانتا خلاصہ چارون صاحبون کو محاذی صحن کوٹھی قریب سرک شارع عام واقع دروازہ سیاہ قیصر باغ کے مارڈالا کپتان آر صاحب اوسوقت بڑی بہادری سے کلمات سخت تلنگون کو کہتے جاتے تھے وہ بیجا ظالم ابری ایک گولی مار کر ٹھہر جاتے تھے کہ انھیں بہت سی تکلیف زخم ہو آٹھ گولیان کھاکر گرے اوسکے پانچ دن تک میرزا احمد علی کی تلاش رہی وہ روپوش ہوگئے تھے دیوان اننت رام چبیکر جان بچاکر بھاگے شہر مین پھرتے پھرتے ایکدن عیش باغ پہونچے جہان راجہ بہادر کے لوگونکا پڑاؤ تھا راجہ صاحب بھی سیر سے چلے گئے تھے ورنہ تدبیر یہ ہوچکی تھی کہ ایک وقت خاص مین یہ سب کہارون کی ڈاک مین شاہ گنج روانہ ہوجائے اور غیر متعارف گومتی کے گھاٹ سے اوترنے چنانچہ دوسو روپیہ کی کشتیان بھی عبور کو مول لے چکے تھے اور شاہ گنج تک برابر ڈاک کہار اور سپاہ کی بٹھا دی تھی بلکہ اس سے زیادہ تدبیر کی تھی کہ پاسیون سے عقب کوٹھی نواب روشن سرنگ دلواکر ان اسیرونکو بے تکلف نکال لیجائین مگر اجل نے راز نہانی کو کھولدیا مگر اوس نیکی و حسن ہمت کا ثمرہ بقدر مقسوم قلیل یا کثیر سرکار سے نیکنامی و دربار عزت حاصل ہوا چنانچہ دیوانجی کو اس جایدہ مین ۱۲ گاؤن معاف ہوئے اور نام نیک خیرخواہی سرکار مین مندرج کتاب اور زبان زد حکام ہوا - میرزا احمد علی نے پانسو روپیہ کی

افسر نے شاہ جی کے پاس اور ایک عرضی بھیجی کہ تمہارے تلنگے ناحق درپے میری جان کے ہو گئے ہیں
چاہتے ہیں کسی حیلہ سے مار ڈالیں محض مجھپر بہتان کرتے ہیں بغیر آپ کی عنایت کے میرا بچنا دشوار ہے
امیدوار ہوں ایک پروانہ امان عنایت ہو اوسکے وسیلے سے میری جان بچیگی شاہ جی نے پروانہ بھیجا
پھر اکرانیسے کاروبار میں مشغول ہو پھر تلنگے متعرض نہوے شاہ جی نے بہت اسباب روپیہ اشرفی ہر طرح
سے لیا مگر یہ اونکا صحیح معلوم ہوا اور نہ اوسکا قیام کسی کے پاس معلوم ہوا سب نظلے اپنی گردن لیگئے

محاربات مکانات شاہی

جب فوج انگریزی میدان دلکشا میں پہونچی راتکو پورن دار وغہ کے مکان میں ٹھہر کر پشتہ
اور پل نہر کا باندھکر قبضکو نواب مبارز الدولہ کے مکان پہونچی جو کچھ وہاں رہگیا تھا لوٹا اور نواب بیشتر
اس ہنگامہ کے شہر میں چلے گئے تھے گانون اور محلے جو قریب نہر تھے سب میں آگ لگادی سارا
شہر روشن ہو گیا تھا اور باغی ہر مورچے سے کچھ لعنت بھیج رہبر کا بھاگتی اور ٹہتی چلی آتی تھی اور
ہر جگہ غالب ہوتے جاتے تھے۔

جب صبح ہوئی نئی شہر کی جو گوروں نے قریب خورشید منزل بنائی تھی تلنگوں سے لڑائی شروع
ہو گئی جب گوروں نے سکندر باغ لینے کا ارادکیا خورشید منزل سے گولے اور گولی کی مار پڑنے
لگی سکندر باغ میں اور شاہ نجف میں دو ہزار تلنگے نجیب سکھ ٹھہرے تھے باڑھ بندوق کی اور
موتی محل سے گراب توپ کا پڑنے لگا مگر گوروں نے بڑی بہادری سے سکندر باغ کو گھیر لیا اور
پھاٹک سے اندر باغ کے دھاوا کیا تلنگے جب گھر گئے راہ کیطرف سے بھاگنے کی نپائی حوض میں
گر گر کر مر گئے اور جو دیوار سے پھاند کر نکلے مارے گئے مگر بڑا اکھیت پڑا ۲۲ افسر ہندوستانی جان
مارے گئے ۲۴۵ زخمی نیم جان بچے انمیں سے تھوڑے زندہ رہے باقی مر گئے اور ۱۶ نومبر
۱۸۵۷ تک ۱۰ افسران سے اور ۳۲ زخمی ہوے اور کمانڈر انچیف بھی زخمی ہوے اور جنرل نیل صاحب
کے بھی گولی لگی۔

پھر فوج انگریزی جو ٹیڑ کے اصطبل پہونچی حضرت گنج نہ گئی اس حیثیت سے کہ دھاوے کے سپاہی ہر طرف

بہت ہوشیار تھے احمد اللہ شاہ بھی اپنی سپاہ سے دور دور لڑتا رہا حضرت گنج مین گولا گورے کا
اوسکے داہنے ہاتھ مین لگا زخمی ہوکر بھاگے پھر گورے لڑتے فوج باغی کو بھگاتے موتی محل مین آئے
جنرل اوٹرم بہادر نے اپنی فوج سے بیلی گارد سے دھاوا کیا موتی محل تک میدان صاف کر دیا
بیچ بیچ کرارے کو جا بجا اڑا لیتے ہین مورچے باغیون کے اوٹھ گئے سبب یہ تر منزل مین آ گئے ادھر
سے کمانڈر انچیف ہیولاک صاحب بہادر فوج ست گڑھ بھر کر پہونچے دونون جنرل سے ملاقات ہوئی
اوسدن بھی عجیب معرکہ طرفین سے ہوا اور چھتر منزل سے دلکشا تک کمانڈر انچیف کے لشکر کا پڑاو
پڑا قیصر باغ کو کھود کر سڑک لب دریا نکالی کہ ایک درجہ باہمن فرح بخش اور چھتر منزل دریا مین
رہتا تھا ہموار زمین دوسرا درجہ ہوگیا اور رستے واسطے بچاؤ گولہ قیصر باغ کے ہموار کر دیے تین توپین
چھانکی باندھکر موتی محل مین لگائین اور گراب مارنا شروع کیا پھر میدان قیصر باغ تک کوئی نہ ٹھہر
سکا گولے بم کے موتی محل اور یار کی کوٹھی سے قیصر باغ مین علی الاتصال آنے لگے فوج باغی جو
ہر طرف پھیلی ہوئی تھی جابجا متفرق ہوکر گوشہ امن ڈھونڈھنے لگی۔ صاحبان عالیشان کو منظور
یہ ہوا کہ بچون اور میم کو بیلی گارد سے نکال کر لیجاوین گورے ایک دفعہ یورش کرکے در دولت پر
آئے پکارکے کہنے لگے پھاٹک کھولو ہم آپہونچا ایک توپ دروازے پر لگی تھی اوسکے گولنداز بھاگ
گئے اتفاقاً بشیر الدولہ کی دوکانون مین ایک بھٹیارا رہگیا تھا ایک شخص اور بھی راہی پیدا ہوگیا
یہ حال دیکھکر وہ توپ جو بشیر سے بھری ہوئی تھی اوسے دور کر مہتاب دی دفعتہً سامنے سے گورے
گر گئے ان دونون نے پھر چھرہ توپ مین دیکر داغدیا اسفلک کا کچھ خیال نہ کیا ناواقف تھے
حرارت آگ سے توپ چل گئی خود بچ گئے تیسرے چھرے مین گورون کے منہ پھر گئے اس
عرصے مین حضرت گنج سے ایک پلٹن جو سب کے پہلے دلی سے آئی تھی آ پہونچی اوسنے پیچھے
سے گھیر مارا گورے سیدھے رستہ مین چلے گئے

دوشنبہ کو جب نواب نے یہ حال باغیون کا دیکھا اپنے جان نثارون سے نشان محمدی قیصر باغ
سے اوٹھاکر بقصد جہاد ایمانی باہر نکلے ہندو مسلمان کو غیرت دلاتی کہ جنکو حمیت غیرت مذہب ہو وہ
اسوقت مین اپنی جانکو عزیز نہ کرے جب باہر گئے جلوخانے علم لیے آئے غیر از قلیل من عبادی
الشکور ایک بھی نہ تھا بلکہ جتنے تھے سب جنرل، صاحب کے دولتخانہ کی کھڑکی سے سیدھے سرجھکائے

باہر چلے گئے کسینے پیچھے پھر نہ دیکھا آخر ہزارون گالیون کے چھرّے پڑنے لگے وہ سب سنتے چلے گئے کسیکے کانون پر جوں بھی نہ رینگی ۔

جب صاحبات محل نے عاذی مردون کا یہ حال دیکھا پا برہنہ سراسیمہ پریشان حال دامن پھٹے پائچون کے اپنی تیلی کمرون سے کمر باندھی ہوے بار حقیقت مثل پاندان وغیرہ اشیا بیش قیمت بقدر تحمل وقت بیداد اوٹھا کے ہر شخص سے پوچھتی تھین کیون بھائی جب گورے محل مین آئین ہم کس دروازے سے کسطرف کو جائین جناب عالیہ نے اوسوقت حالت یاس مین مرزا برجیسقدر کو تبرکاً پوشاک سبز پہناتے اور اپنے حاضرین سے کلمات یاس فرماتی تھین کہ ہین فوج جنگی چھوڑ کر چلی گئی پھر ارکان دولت نے تجویز کیا کہ اگر جناب عالیہ یہان سے شہر مین جاکر کسی مکان مین رہین تو بہتر ہے مگر خود جناب عالیہ نے نمانا ثابت قدم رہین باہر کے پھاٹک مین قفل دلوا دیا اور سکو یقین ہوا کہ سوقت صاحبات محل قیصر باغ سے باہر نکلین بے شبہہ فوج باغی سب کے سب گھر وا کے گھر کے لوٹ لینگے ایک تنکا نہ چھوڑینگے ۔

غرض صبح دوشنبہ سے شام چارشنبہ تک حالت سکرات رہی سہ شنبہ کو علی محمد خان نے پھر علم اوٹھایا اور قرآن شریف کو مثل جنگ صفین او سمین باندھکر اوٹھایا ایکساعت تک کلمات یاس فہمایش سے کہتے رہے کوئی مسلمان تعظیم قرآن کو بھی اوٹھا آخر آبدیدہ ہوکر قرآن اور علم کو حجرے مین رکھدیا کیا سب کے دلمین خلل آگیا تھا کہ اونمین سے کوئی انجام کار کو نہ سمجھا اگر یہ سب فوج مطیع حاکم وقت ہوتی اور عدل و انصاف سے پرورش رعایا سے ہاتھ نہ اوٹھاتی تو کیا عجب ہے کہ یہ روز بد دیکھتی ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ۔

یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ گورے جو موتی محل سے بم کا گولہ برسا رہے تھے جنرل صاحب نے حکم دیا تھا کہ اس قدر اونپر گولے لگاتا اگر قیصر باغ خالی ہوجاے بہتر والا دست بردار ہوجاتا اسکا شاہد حال خود گورونکا کلام ہے کہ انھون نے پکار کر یہان کے سپاہیون سے کہا کہ ہماری بات یاد رکھو کل ۱۰ بجے ہم قیصر باغ مین حاضری کھائینگے یا اپنی ولایت چلے جائینگے اگر شنسے صاحبات محل کو بیادہ اضطرار اب قدرت خدا کو دیکھا چاہیے کہ بم کے گولون سے دلوار دولتخانہ قدیم مثل غربال ہوگئی تھی اور جو قیصر باغ مین ہر مکان پر پانچ برس رہا تھا ہوا مین تھوڑا بلند ہوکر پھٹ جاتا تھا اور اگر

آدمیون کے مجمع مین گرتا تھا نہین مین دھنس جاتا تھا یا کوٹھے کی چھت یا دیوار پر گرتا تھا مگر
اس کثرت بارش مین فقط ۷ - آدمی مجروح اور دو جان سے گئے باقی کسیکو صدمہ نہ پہونچا اوگو یندے
انگریزی ہر روز ہر طریق سے پکڑے جاتے تھے قید ہوتے تھے زر نقد روپیا اشرفی اونکے پاس ہوتا
تھا چھین لیتے تھے اور اکثر کو تلنگے جھنجھلا کر گولی مار دیتے تھے ایک گو یندے کو جو جنرل مین
خلاف مشاہدہ صاحبان عالیشان جو دوربین سے دیکھ رہے تھے تکذیب خبر پر گولی سے مارڈالا
اسے لوگ کرامات سمجھے تھے یعنی اوسنے خبر دی کہ قیصر باغ مین بہت تھوڑے لوگ رہ گئے ہین اور سب بھاگے
جاتے ہین اور جنرل کی کوٹھی سے بہت سے لوگ سبز پوش ہر مقام پر دوربین سے نظر آتے ہین
یہ اسرار نہ تھا کسواسطے کہ مفتاح الدولہ بھی کہتے تھے کہ فی الحقیقت مجموع ۶ - آدمی سب
رہ گئے تھے واللہ اعلم -

تلنگے سوار بھاگ کر عیش باغ آغا میر کی سرا ملیح آباد - گشائین گنج پہونچے - احمد اللہ شاہ بھاگ کر
نواب علی نقی خان کے مکان گاؤ گھاٹ مین گئے باقی تلنگے شہر سے دس پندرہ کوس نکل گئے
شاہ جی نے اسباب بارہ دری نواب پر قبضہ کیا اور فقیری ٹر مار کر نواب سے کہنے لگا سب قتل سب
قتل - بعد اسکے انگریز قتل یمطلب یہ تھا کہ مین صاحب کرامات ہون فوج نے برجیسقدر کو بادشاہ
کیا مجھے نہ کیا پہلے سب فوج قتل بعد اسکے رحایا کہ میرے شریک دین نہو لی - برجیسقدر کے
میری بیعت کی بعد اسکے مین اپنی کرامات سے سب گورے اور انگریز سے قتل کر دیتا جو میرے
شریک ہوتے وہ بچ جاتے اگر کوئی افسر یا تلنگہ شاہ جی سے کہتا تھا کہ آپ دعا کیجئے چلین تماشا کہتا
تھا جب برجیسقدر اور اوسکی مان میرے قدم پر سر رکھیگی بیعت کریگی اوسوقت جا کر سبکو ایک
دم مین قتل کر دونگا واہ - لوکا رسے زہین را انکو ساختی -

جب فوج انگریزی نے تارہ والی کوٹھی لے لی قیصر باغ سے فوج بھاگی محلات معلی
مین تلاطم پڑگیا جنابعالیہ نے اوسوقت مرنے پر کمر باندھکر سید الشہدا کا ماتم حلقہ عورات مین
شروع کیا جب نواب نے یہ حال سنا علم لیکر باہر آئے اور کہا جسے مرنا ہو میرے ساتھ چلے
اوسوقت قیصر باغ مین تقریباً ۵ سو آدمی تھے اونمین دو سو مرنیکو تیار ہوئے میر صفدر علی نے نواب سے
عرض کی کہ علم سید کے ہاتھ مین ہونا چاہئے میر رضا علی اپنے وکیل کو آگے کیا کہ یہ سید ہین بہادر بھی ہین چنانچہ علم نواب نے

لیکن میر فدا علی کو زیادہ پچیس تیس قدم آگے بڑھا جاتا تھا نواب مع اپنے جان نثار پیچھے چلے جاتے تھے بشیر الدولہ کے مکان کی طرف سے ارادہ دھاوے کا کیا اودھر سے گراب توپ چلی پھر کسیکا آگے قدم نہ بڑھا بھاگنا شروع کیا نواب بھی مع اپنے یار غار پھر کر چلے آئے

جنابعالیہ نے اپنی سواری و بر جیسقدر کی منگوائی تیاری بھاگنے کی کی اوسوقت ممو خان اور افسروں نے سمجھایا کہ ہم تھوڑی دیر مین فتح کیے لیتے ہین آپ کیون گھبراتی ہین آپکے چلے جانے سے سبکو ہراس ہو جاویگا گھر سب لٹ جائیگا پھر کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی۔

صاحبان عالیشان نے ایک نشان جو قریب چینی بازار نصب کیا تھا اوسے فوج باغی نے لیلیا تھا کچھ نجیب مقبرہ جنت آرامگاہ مین رہگئے تھے اور گردے بم کے محل مین متصل چلے کرتے تھے چنانچہ بم کے گولے محل مین گونے باقی کا شمار نہین اوسی رات کو ہرکارہ خبر لایا کہ مقبرہ کے نیچے سرنگ آتی ہے جتنے سپاہی مورچہ مقبرہ پر تھے وہ سب بھاگے آتے ہین بلکہ سب بھاگ گئے پیری مہدی اوستاد اور محمد حسین اتالیق تصدیق خبر کو گئے زیر قدم کھٹ کھٹ کی آواز سنکر بھاگے محمد قاسم رسالدار رسالہ کو حکم ہوا کہ وہ بھی گئی اب یقین سرنگ کے آنے کا ہو گیا پھر ساتی بہبہ سینرس کے سپاہیون نے اوس سرنگ کو کاٹ دیا گورے نے اودھر سے بندوق ماری ادھر سے تلنگون نے گولیاں مارین دونون گر پڑے محل مین ہل چل پڑ گئی رات بھر بم کے گولے برستے رہے ہوتی محل کے سامنے جو انگریزی توپین لگی تھین اونسے فوج باغی کا ناک مین دم ہو گیا تھا ادھر قیدی وغیرہ مورچہ بناتی تھی وہ ایک دم مین گر جاتے تھے توپین ادھر سے بھی بھاگی باندھکر لگائی تھین ایک سوسیچ جھنکار دو دھڑکا لاکچھو تیسرا کالا ناگ۔ چوتھی کوہ لرزان۔ انکا گولہ بھی برابر چلا کیا مگر انگریزی گولہ انداز آواز پر گولہ مارتے تھے چنانچہ ایک گولہ انداز نے ست باندھکر ایسا گولہ لگایا کہ دردولت کی چھت پر سیاہ تصویر تھی اوسکا ہاتھ اوڑ گیا صبح کو ہرکارہ خبر لایا کہ گورون نے تارے والی کوٹھی لے لی محمد قاسم یعقوب خان کو حکم ہوا کہ تم جاؤ کوٹھی کو چھڑاؤ اگر یہ کوٹھی یہ چھوٹی پھر کسی سے کچھ نہ ہو سکے کا سب کارخانہ درہم برہم ہو جائیگا اگر اسمین کوشش کروگے بہت سا انعام پاؤگے چنانچہ صبح سے خوب لڑائی رہی پھر خدا جانے کیا ہوا گورے از خود کوٹھی چھوڑکر چلے گئے جب باغیون نے بالکل قبضہ کرلیا اوسوقت گورون دھاوا کرکے باغیونکو گھیر لیا ایک

تھا گھس گیا تھا وہین رہا اور دفعتہً غل ہوا کہ گورون نے تلنگون کو گھیر لیا ایک عجیب ماجرا تھا کہ ذریعۂ
بڑا مدہ کو بھی ایک گڑھا ایسی حکمت سے کھدوا تھا کہ جو تلنگا اوپر سے نیچے اترا وہ مارا
گیا یہان تک کہ دو تلنگے وہین ایکبار مارا گیا اور کوٹھے پر دو سو کام آئے اور جو بھاگ کر نیچے
وہ شاہ منزل پہونچے اب سبکو یقین ہوا کہ عنقریب قیصرباغ بھی لے لینگے اور سب فوج بھاگی
بہر حال ۲۷ ربیع الاول مطابق ۱۱ نومبر ۱۸۵۷ء کو صاحبان عالیشان کی فتح ہو چکی تھی کہ اسلیے
ساری فوج بھاگ گئی قیصرباغ مین شمرو والی بیگم تھی راجہ مانسنگھ راجہ بالنسنگھ قیصرباغ مین پہونچ گئے
ادھر باغیون کا یہ حال تھا ادھر صاحبان عالیشان کا یہ ارادہ ہو چکا لینے کا ارادہ تھا شاید
تامل کیا ہو اور خوب یقین ہو چکا تھا اور ان باغیون کی ساری قلعی کھل چکی تھی کہ جب جائینگے انھین نکال دینگے

خالی ہونا بیلی گارد کا

خلاصہ صاحبان عالیشان نے قبل از خالی کرنے بیلی گارد ایک اشتہار چھتر منزل مین لگایا کہ ہم
مکانات شاہی بیلی گارد وغیرہ مقبوضہ و مفتوحہ کو نہ اس فوج باغی کے ڈر سے اور نہ اس حاکم وقت
کے خوف سے چھوڑتے ہین بلکہ محض اپنی خوشی خاطر سے مناسب وقت سمجھکر جاتے ہین جس
جوانمرد بہادر کا جی چاہے اپنی بہادری سے ہمارا سد راہ ہو اور ہماری لڑائی کا تماشا دیکھے
اور اسی مضمون کا اشتہار کانپور مین بھی سبکے گوشزد کر دیا تھا کہ ادھر جمعیت تخمینا لاکھون
ہے اور اسکے بیشتر مجموع خزانہ اسباب تحفہ میگزین وغیرہ ہاتھی اونٹ چھکڑے کرانچی پہ بار کرکے
کنار دریا موتی محل کے رستہ سلطان گنج سے احاطہ کوٹھی جنرل مارٹن مین باطمینان تمام
چلا جاتا تھا بعض اہلکاران ذوی الاقتدار نے مقابلہ او سد راہ ہونیکو سرکار کو سمجھا کر منع کیا تھا کہ انکا
پیچھا کرنا مناسب وقت نہین یہ تو از خود چلے جاتے ہین اور باطن مین اپنا رسوخ اور خیرخواہی سرکار
انگریزی ثابت کیا چاہتے تھے بلکہ مستحق انعام و بخشش قرار خود حال تھی مگر دنیا سے ناکام چلے گئے
اور سیدن شاہ جی نے نجومیہ سے دریافت کرکے جناب عالیہ سے عرض کیا کہ بیلی گارد عنقریب
خالی کرکے انگریز خود چلے جائینگے کسیطرح آپکو نقصان نہ ہوگا چنانچہ بیلی گارد و موتی محل خالی کر دیا

توپین مورچہ کو بستور کھاجب آدھی رات گئی بان اور بم کے گولے متصل برسانے لگے
مگر آپ بھی خوب چلا ہان تک کہ جتنے سپاہی پہرے پر تھے سب بھاگے میر واجد علی اپنے بنگلہ
پر سوتے تھے اوٹھکر بچشم خود دیکھا یقین ہو گیا کہ گورے اندر چلے آتے وہان سے وہ
بھاگ جہان بیبیان تہ خانہ مین آکر کھڑے ہوے کہ انکو بھی بچائیے اور آپ بھی اونکے بدولت
بچیے خاص مکان کے سب ملازم بھاگ گئے خزانہ کے پہرے والون نے روپیہ لوٹ
لیا بھاگے جو فقیر باغ مین تھے وہ محل مین جاکر چھپے رنڈی مرد سب اکیلا ہو گئے شہزادے
باغ سے باہر بھاگ گئے علی محمد خان بدحواس ہوکر بیگم صاحبہ کے پاس بیٹھ رہے اس
عرصہ مین گولہ گولی از خود موقوف ہو گئی لڑائی تھم گئی سبکی جان مین جان آئی واہ سی بہادری
تھی ربیع الثانی روز یکشنبہ مطابق ۲۲ نومبر ۱۸۵۷ء اوسی راہ کنارہ دریا سے بموجب
حکم جنرل صاحب دفعۃً بیبیان اطفال صاحبان فوج پیدل و سوار توپخانہ بیلی گارد سے
۸ بجے صبح کو سکندر باغ سے نکلے اور اپنا اپنا اسباب بقدر برداشت ہر صاحب کے
کندھے اور سر پر تھا اور جو نہ اوٹھا سکے اوسے بموجب حکم وہین چھوڑ دیا تھا اور ادھر
جابجا پچاس ہزار آدمی کا مورچہ تھا اور ہر طرف سے گولیان برستی تھین مگر سب کے سب محفوظ
رہے فقط ایک میم کے پانون مین گولی لگی تھی اور یہ سب منہ دیکھتے رہ گئے ایک بہادر کی جرأت
روکنے کی نہ پڑی اگرچہ بظاہر حکم سرکار سے تامل کیا تھا اوسی حیلہ کو غنیمت سمجھے -
غرض اوسدن قافلہ بیلی گارد احاطہ جنرل ہارٹن کوٹھی و لکشا مین رہا ۲۸ کے دن عالم باغ
مین اور جب بیلی گارد سے نکلے تھے اوسکے پیشتر توپون کو خراب ناقص کرکے زمین پر ڈالدیا
تھا باروت کے پیپے صندوق جابجا کنوؤن مین ڈالدیے تھے پنجشنبہ کو شارع عام
سے کانپور کیمبل صاحب کے ساتھ گئے راہ مین شبخون سے بھی محفوظ رہے -
شاہزادہ مصطفی علیخان مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ مرزا جہانقدر وغیرہ صاحبزادہ مرزا
سکندر حشمت جنرل صاحب عالم باغ تک لائے جتنی میم تھین سب کلکتہ پہونچکر ولایت کو
اور ہندوستانی آیا وغیرہ چٹھی حسن خدمت مع انعام فراخور حال لیکر رخصت ہوکر چلی آئین
۲۵ - نومبر ۱۸۵۷ء جنرل ہیولاک صاحب بہادر بسبب محنت و مشقت شاق عالم باغ مین مر

بعض کہتے ہین کہ ہیضہ وبائی ہوا بہرصورت اس صاحب عالیشان کے مرنے سے صاحبان عالیشان
کو بڑا صدمہ ہوا بڑے بہادر خیرخواہ دلسوز سرکار تھے اور سنہ فوتش جناب نواب ملکہ معظمہ دام اقبالہا
انکی بی بی کیواسطے ہزار پونڈ سالانہ یعنی دس ہزار روپیے مقرر ہوئے اور انکے بیٹے کپتان ہنری ہا
ہویلاک جو اپنے باپ سے خوبیون مین کم نہین پنشن سالانہ دو ہزار پونڈ مقرر ہوا فوج مین میجر اور مرتبہ
امارت مین بارنٹ ہوے از روے اخبار۔

روز دوشنبہ ۵ ربیع الثانی مطابق ۲۹ نومبر ۱۸۵۷ء قبل از طلوع آفتاب سپاہی جو مقابل
بیلی گارد مورچے پر تھے اونہونے موافق معمول گولیان مارین اودھر سے جواب نہ آیا بلکہ ایک
سناٹا معلوم ہوا پہلے حیران تھے مگر کسیکی جرات آگے قدم بڑھانے کی نہ پڑی ایک دوسرے کا منہ دیکھنے
لگا احتمال سے شاید کہ پلنگ حقہ باشد آخر ایک پاسی تیری نواز جرات کرکے جا کودا۔ وہان پہنچکر
تالی بجائی بس یہ آواز صواب سنتے ہی جتنے نامرد تھے سب مورچون سے نکل بجاتے مثل
مور ملخ بیلی گارد مین پہلے اور در عالیا شہر مچا جہان باسید دستیاب ہی قسمت آزمائی سمجھ کر لوٹنے
لگے ہرچند وہان سواے لپس خوردہ اور فضلا اسباب کے کچھ نہ رہا تھا مگر اونکے نزدیک یہ بھی داخل غنیمت تھا
تھا۔ گودامون مین غلہ نکمہ ناقص کیڑون سے پڑا سڑا گلا تھا وہ سب مال مفت سمجھکر لوٹا
توپین چھوٹی بڑی جابجا مورچون پر یا زمین مین گاڑکر ناقص کرکے چھوڑ گئے تھے ہر پلٹن کے
سپاہی نے پہچان کر اوٹھالین اور کیسی خوشی سے لے گئے جیسے گویا آپ لڑکر میدان سے آے
تھے ہزارون لوٹے گولیان شیشہ کی ادھیلین لین اور کئی آلات غیر متعارف ڈاک گھر مین تھے یہ سب داخل
سرکار کے ہوے کتنون نے صندوق بارود اور بم کے گولے نکالنے لگے اس احتمال سے کہ شاید روپیہ ہوگا لطیفہ
یہ ہے کہ ایک تلنگہ بم کا گولا اپنے دونون پاؤن مین رکھکر کلہاڑی سے توڑنے لگا اتفاقاً چوٹ سے لو ہو گئی
آگ دی دفعۃً وہ پھٹا پہلے وہ تلنگہ کرنا رمین اوڑ گیا اور کئی آدمی پاس کے زخمی ہوے۔ تہ ہی صندوق
چوبی تہ خانے مین سامنے بر آمد ہوے اور بہت سے ٹاٹ کے بورے پیسون کے بھرے ہوے
اونہین روپیہ سمجھکر آپسمین لڑنے لگے جب پیسے دیکھے بانٹ لیے باغ مین اسباب چوبی وغیرہ
کہ وہ فضول جانکر جلا گئے تھے اوسکا خاکستر دور تک ودہ مین دیکھا اور ہر کوٹھی مین متفرق
اسباب چوبی میز کرسی کوچ تپائی المارئ شیشہ آلات ظروف چینی مسی آہنی ٹین چور ہو گیا

تھا وہ سب لٹا ہزاروں کتابیں انگریزی لیتی فی من ایک روپیہ آتش باز اور پنساریوں نے لیلیں دو تین لاشیں جا بجا پڑی تھیں اور احاطہ گرجا میں مقتولین کی قبریں تھیں ایک بڑی سرنگ سمت شمال جانب دریا پہلوے کوٹھی رزیڈنٹی سے اور آگے چلے گئے تھے وہ فقط جلکر رہگئی تھی بلکہ پہلے بنجر سپاہی جو لوٹ کو دوڑے جاتے تھے ۱۵ آدمی اوسکے اوڑنے سے اوڑ گئے تھے اوسیدن کوٹھے سلطانی جو چھتر منزل فرح بخش وغیرہ میں تھی سپاہ باغی نے شمول بیلی گارد کرکے لوٹنا شروع کیا ہر چند سرکاری لوگوں نے منع کیا ایک نے نہ سنا مثل خیمہ پشمینہ وشیشہ آلات ظروف چینی مسی نقرہ طلا وغیرہ مفتاح الدولہ نے جاکر کہا کہ یہ مال سرکاری ہے کیوں لوٹتے ہو گولی مارنے کو مستعد ہوے۔

جب فوج باغی کوٹھوں کا اسباب بھی لوٹ چکی رزیڈنٹی کی کوٹھیوں کے کھودنے پر مستعد ہوئی کئی مہینے تک وہاں کی لکڑی کھودکر ملائی شہر کے تماشہ میں خیر خواہان سرکار و صاحبان وثیقہ و پنشن جوق جوق کئی مہینے جتنی کوٹھیاں اور مکان احاطہ رزیڈنٹی میں تھے سب گولے اور گولیوں سے غربال ہوگئی تھیں مگر کوٹھی گنبس صاحب پایئں اور ایک درجہ کوٹھی تجمل علی خان فی الجملہ لائق سکونت معلوم ہوتا تھا اور ہر کوٹھی کے جلوخانے میں وسعت اور گنجایش ہزار ۱۵ آدمی کی تھی بشرطیکہ سامان رسد وغیرہ خراب نہو جاتا اور گرد ہر کوٹھی کے خندق و سرنگ بھی بنی تھی غرض صاحبان فہم کے نزدیک مقام عبرت ہے کہ اسی احاطہ رزیڈنٹی میں ایک دن نواب منتظم الدولہ کے چھپانے اور حفظ کی ممانعت ریذیڈنٹ صاحب نے کی تھی اور زمان سابق میں اسی احاطے سے مرزا زین علیخان نواب ناظم محمد تحسین علیخاں نکل نہ سکے تھے آج اوسی احاطے کی یہ صورت مثل خرابہ دکھلائی معلوم نہیں کل کونسی صورت دکھائے ۵ مہینے تک صاحبان عالیشان مع کثرت بیم و اطفال وغیرہ اس بندیخانہ میں رہے اور پھر کس عظمت وشان بہادری سے لاکھوں میں سے بسلامت نکل چلے گئے۔ ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

رکن الدولہ نواب محمد حسنخان ۱۲ صفر ۱۲۷۵ھ مطابق نومبر ۱۸۵۸ء مرض اسہال سے جیل میں مرگئے اور زیر درخت بڑ کہ برابر قبر شہید مرد گڑھے اونکی قبر بیماروں نے پورب دکھ بھری تھی فوج باغی نے اوسے دفینہ خزانہ سمجھکر کھود ڈالا تھا لاش کفن میں نظر آتی تھی کئی دن تک

قبر کھلی رہی اہل شہر نے قرینے سے پہچانا تھا اوسکے بعد اونکی اولاد نے بنوا دی اونکا پنشن بھی سرکار
سے جاری ہوا مرزا حیدر شکوہ کہتے تھے کہ نواب کو ہیضہ ہوا تھا دو تین دن مین قی اجابت طبیعت
ٹھہر گئی تھی صاحب مہتمم سے یخنی حلوان کو طلب کیا تھا اونھون نے ایک ران بیل کی بھیجدی مین نے
منع کیا کہ از برائے خدا اسکی یخنی نہ بنوانا کھانا اوسی گوشت کی یخنی پی بعد چند دقیقہ کے کہنے لگے زمین
و آسمان مجھے زرد معلوم ہوتا ہے آخر ہلاک ہوئے۔

راجہ تلسی پور بیمار تھے وہ اپنی قضا سے دلکشا مین مرگئے اوسی صبح کو گنگا دین ہرکارہ بیلی گارد
کے خالی ہونے کی خبر سرکار مین لایا تھا کہ جتنے مکانات شاہی ہین سب سے فوج انگریزی چلی گئی
ہے ممو خان نے اوسے روپے انعام دیے میر واجد علی مقبرۂ جنت آرامگاہ پر گئے دیکھا کہ
ہزارون آدمی بیلی گارد کو لوٹ رہا ہے۔

نانا راؤ نے قبل از داخلہ فوج انگریزی ہرکارے مقرر کیے تھے کہ جب فوج بیلی گارد سے
اسطرف بڑھے مجھے خبر کرنا اور اپنا اسباب چھکڑہ و بہیر بار کرکے مستعد بھاگنے پہ ہو رہے تھے۔

اوسی دن نا عاقبت اندیش غافلون مین اخبار مختلف مشہور ہوئے کوئی ممو خان کو کوئی جناب عالیہ
سے عرض کرتا تھا انگریز خوف سے بھاگ گئے اب کبھی لکھنؤ کا ارادہ نہ کرینگے جنرل لیگ صاحب
نے اسیطرح قلعۂ بھرت پور کو چھوڑ دیا تھا کوئی کہتا تھا ایک چٹھی جناب ملکۂ معظمہ دام اقبالہا کی
ولایت سے آئی کہ بمجرد دیکھنے حکم چٹھی کے لکھنؤ کو چھوڑ دو کوئی کہتا تھا نانا راؤ فوج لیکر کانپور
گیا ہے اسیواسطے یہان سے چلے گئے کوئی کہتا تھا معجزہ ہوا افواج سبز پوش غیبی کے دیکھنے
سے چلے گئے خوشامد سے کہتے تھے سب جناب عالیہ پہ تائید خدا انگریز پہ قہر خدا ہے اب کبھی اودھ
کا رخ نہ کرینگے یہ اقبال حضور ہے اب چین سے سلطنت کیجیے۔

تیسرے دن یہ خبر آئی کہ جنرل مارٹن کی بیبیون کے پاس لاکھون کا جواہرات بیش بہا ہے
اور اب وہان سے جمع کرکے لیے جاتے ہین اگر کوئی سدراہ ہووے سب مال چھین لاوے ممو خان
نے سب افسران فوج باغی سے کہا جو یہ اسباب اور مسونکو پکڑ لاوے چہارم اسباب اوسکا ہے
سوا اسکے جاگیر و انعام کے اوسوقت منشی گلاب رائے منشی ستیل سنگھ ایجٹن پلٹن نادری جو بالفعل
سکھپال تھانہ دار کے ساتھ تھے اونھون نے عرض کی کہ اگر ستیل سنگھ کو حکم ہو وہ فوراً تعمیل حکم سرکار

کریگا جب اوسے یہ حکم پہونچا وہ مع کمپنی ایک کمپنی کچھ سوار ایک توپ لیکر چلے تین طرف گیا
دو او نٹ بادہ گاؤ پچاس بھیڑین پکڑ لائے اور ظاہر کیا کہ مین نے انگریزون کو مارا
گورے لاشین اوٹھا کر لے گئے باقی جو ملا لے آیا اب پھر جاتا ہون ایک دوشالہ ایک ہا
پانسو روپیہ نقد اور جو اسباب لاتے تھے اونکو دیا گلاب راے اپنے اجیٹن کی بری سپاہ
لیے رہا تھا حالانکہ وہ اسباب رعایا کا لوٹ لائے تھے یا خود وصول لے لیا تھا۔

جب یہ خبر عام ہوئی کہ نانا راؤ نے کانپور پھر لے لیا اور یہان آیا چاہتے ہین عالم
باغ سے بھی تھوڑے سے گورے چلے گئے ہین ارکان نو دولت نے یہ صلاح کی
کہ اب عالم باغ کو خالی کر لیجیے کسواسطے کہ فوج انگریزی مع اسباب اور بیبیون کے آلہ آباد
گئی ہے چند گورے زخمی بیمار سکھ وغیرہ ایکسو کئی شاید ین رہ گئے ہین پھر قصد کانپور کا
کرنا کہ وہ ملک قدیم ہے ہاتھ سے نجانے پاوے اطلاع حکم بنام تعلقدار زمیندار اطراف
اضلاع جونپور بریلی رسول آباد وغیرہ جاری ہوا کہ فضل خدا سے بیلی گارد فتح ہو چکا چند
چند انگریز گورے جان بچا کے مع جواہرات و زر خطیر لیکر کانپور کیطرف بھاگے ہین جو انکو
زندہ یا سر لائیگا جاگیر و خلعت و انعام بہت سا پائیگا اور ایک سال کا پیا بھی معاف ہوگا
نانا راؤ دولت خانہ مین اوترے تھے اونھون نے نگاہداشت فوج شروع کی
چنانچہ فوج مفرور دہلی وغیرہ مرار کا کمپ نوکر رکھکر قریب دو ہزار یہان آئے تھے
اور صرف تنخواہ وغیرہ اس روپیہ پر تھا کہ قریب لاکھ کے جواہر تھی اور فروخت
لکھنؤ کے مہاجنون کے ہاتھ ہوا تھا اور دو تین توپین اور کچھ فوج اس سرکار
سے طلب کی جب نہ ملی ناخوش ہوے اور اکثر اونکی سپاہ نے شہر مین لوٹ شروع
کی اوس وقت سرکار سے حکم پہونچا کہ تمھاری فوج شہر کو لوٹتی ہے اسے شہر سے
باہر رکھو اونھون نے جواب دیا ہماری تمھاری دونون لوٹتی ہے یہ بات خلاف طبع
سرکار ہوئی اسکا کورٹ ہوا آج اونھون نے یہ بات کہی ہے ایسا ہو کل کوئی فتور
ریاست مین ڈالین انکا رہنا مناسب نہین افسرون نے کہا اوسکی کیا اصل ہے نکال
دیے جائینگے مگر مہمان سرکار ہین یہ امر خلاف ریاست ہے اس جہت سے یہ امر ملتوی رہا۔

نقل عجیب سانحۂ خاص شہر

جب فوج انگریزی شہر سے داخل مکانات شاہی ہوئی رعایا غربا جو وہان رہتی تھی سب
بھاگ کر شہر مین جابجا جا رہی اتفاقاً ایک غریب اپنے مکان مین رہگیا تھا دن کو گورون کے
ڈر سے باہر نہ نکلا قریب شام گھر سے باہر نکل کر گیا ہم گورے اوسکے گھر مین چلے آئے عورتین
ایک دالان مین کھانا پکاتی تھین گورون نے دیگچی سے نکالا۔ روٹی۔ گوشت ساگ دال اپنی کرتیون
کے دامن مین رکھا ایک کونڈے مین گرم گرم بیچ چاولون کی تھی اوسے ایک گورا اوٹھا کر
پھینکنے لگا کہ دفعۃً فوج مین بوگل ہوا گورے دوڑے چلے گئے اوس گورے کی پاکٹ
ہمیانی گر پڑی گھر کی بی بی نے اوسے اوٹھا لیا ۱۲ - اشرفی اور کئی روپے تھے شکر خدا
بجا لائی جب گھر کے میان آئے انکے ساتھ رات کو شہر مین آئی -

اسیطرح ایک شخص شام کو حضرت گنج سے چلا آتا تھا دو تلنگون نے اوسے گوئندہ کہکر پکڑ لیا
ہرچند اوسنے داد و بیداد کی قصہ مختصر یہ کہ دو روپے پر تصفیہ ہوا ایک روپیہ اوسکے پاس تھا دیا
دوسرے دینے کو گولہ گنج بیلا جب عظیم اللہ خان کی کوٹھی کے نیچے پہونچے ایک تلنگے کے گولی لگی
گر پڑا دوسرا اوٹھانے کو جھکا اوسکے دوسری لگی اوسنے دونون کی کمر سے ۱۳۱ اشرفی کئی روپے
لے لیے اور بندوق دونون کی لیکر اپنے گھر آیا صبح کو نخاس مین ۲ روپے کو بندوق بیچا اور اپنے گھر
آکر چین سے رہا - ایک دن گورے ... آکر بیلی گارد سے نکلے نواب ممتاز الدولہ کے عنایت باغ
مین آئے جو سامنے آیا تماشا تفنگ کیا ایک نیل گاؤ کی لٹ لیکر باہر نکلے فیلخانہ ریذیڈنسی کی ڈانڈا
مارے پھر شاہ پیر جلیل کے ٹیلے پر بیٹھکر راہ گیرونکو گولی مارنے لگے -

ایکدن گورے گولہ گنج مین چلے آتے دوکاندار بھاگے انکی دوکان سے جو چیزین کھانیکی
تھین لیکر بڑی گنبج کی مسجد پر بیٹھکر خوشحال کین آپس مین ہنسنے لگے میان محترم کے گھر سے بہت مرغ
مرغی پکڑ لائے مجیب علیخان نواب ناظر اپنے گھر مین رہگئے تھے مسلح رہتے تھے مارے گئے -

سپاہیون کی پلٹن جسکا پڑاؤ نواب ممتاز الدولہ کے عنایت باغ مین تھا گورون کے آنے سے دنکو بھاگ جاتے
تھے رات ... پڑے رہتے تھے ایکدن سپاہیون نے اسباب فراش خانہ وغیرہ

ہاتھ صاف کیا اسکی سرکار مین نالش ہوئی آخر نواب نے اسی الزام سے اون کے
کمیدان کو موقوف کروا دیا۔

اس عرصہ مین جناب عالیہ نے ارکان دولت کے سمجھانے سے رحم کھاکر نواب منتظم الدولہ
کو قید سے چھوڑ دیا دوسرے دن افسر پھر پکڑ لائے لیکن بسلامت گھر آئے دوسرے تیسرے دن
خائف و ترسان ہوکر دربار جناب عالیہ مین سلام کو آیا کرتے تھے اور مرزا ابو تراب خان
اپنے داماد کے گھر مین رہتے تھے۔

کواغذ نوٹ سرکار جنکے پاس تھے اکثرون کے کارندون کے بہکانے سے فی صدی دس بیس
روپے پر بیچے کلکتہ مین لکھنو اور جہان جہان فساد ہوا تھا وہانکے نوٹ لینے کی سرکار سے ممانعت ہوئی
تھی اسپر بھی بہت سے مہاجن لکھنو کے اسکی خرید مین ساہوکاری نکلگئے اور مالک محتاج ہوگئے۔

جنرل اوٹرم صاحب کا سمت کانپور و الہ آباد بیبیون کے ساتھ جانا

جب جنرل اوٹرم صاحب قافلہ بیلی گارد لیکر کانپور پہونچے اوسوقت تانتیا راؤ نے گوالیار
سے مع فوج کمپ مرار کانپور پہونچکر دوسرا ہنگامہ برپا کیا تھا اور گولہ طرفین سے چل رہا تھا
دمدمہ کو گھیر لیا تھا بیبیان یہ حال دیکھکر بہت پریشان ہوئین کہ عجیب ماجرا ہے ایک بلا سے
خدا نے نکالا دوسری بلا مین پڑے اوسوقت بیبیون کو اوس پار دریا کے اوتار دیا یہ خبر
سنکر رانا راؤ فتحپور چوراسی پہونچے وہان لوگ جمع کرکے مع فوج شیوراج پور کے گھاٹ
اترے جو قریب کانپور ہے۔

کمانڈر انچیف نے اپنی فوج کے کئی نمبر کیے ایک پورب۔ دوسرا پچھم۔ تیسرا شمال
مین رکھا جب مقابلہ دونون نمبرون مین ہوا پہلو سے مارنا شروع کیا تانتیا راؤ تاب مقابلہ
نلا سکا مع فوج مرار بھاگا اوسکا ذکر کچھ تفصیل سے اپنے مقام پر آئیگا غرض جب سر طرف فوج
بھاگی رانا راؤ قریب پانچہزار سپاہ کے یہ خبر سنتے ہی بھاگ کر صاحب سنگھ چودھری کی گڑھی مین جا
آئی اور فتحپور مین پڑے رہے اور کمپ مرار مع تخت خان سپہ سالار تین توپین اور پلٹن بھاگ کر

مع ایک توپ لکھنؤ آیا رانا راؤ نے محبت نامہ مرزا حیدر کو لکھا کہ ہمارے تمہارے کچھ غیریت نہین ہماری
فوج بھاگ کر یہان آتی ہے اوسے توپین لیکر ہمین بھیجدو اس امر پر سرکار مین شوریٰ ہوا کہ توپین کسیطرح
دینا مناسب نہین ہے کسواسطے کہ اوسے قوت ہو جاویگی اسکا جواب گیا کہ ہمارے تمہارے کچھ مغایرت نہین
ہے آپ یہان آئیے متفق ہو کر عالم باغ پر دھاوا کرکے انگریزون کو مارلین بعد اسکے فوج
کمپنی کا پور پر ہو تمہارا قبضہ وہان کر دیا جاوے گا اس جواب سے رانا راؤ منغص ہوا اور شیو پوری
مین ۷ ہزار فوج نوکر رکھی۔

قاسم خان رسالدار ۵ رسالہ جو فوج مفرور مرار کے لینے کو فرخ آباد لیا تھا وہان کی رعایا بھی
فوج باغی کی بدولت خاک مین مل چکی تھی بروقت مراجعت رانا راؤ نے اپنی اسی ناخوشی خاطر کی
ارادہ اوسکے روکنے کا کیا کہ مقابلہ کرکے توپین چھین لین مگر خان مذکور نے سخت گفتگو کی اور مستعد مقابلہ
ہوا رانا راؤ نے طرح دی خان مع فوج ہمراہی داخل لکھنؤ ہوا کمپ مرار مین ۱۲ ہزار تلنگے ۵۰ توپین
تھین یار والی کوٹھی مین پڑاؤ ہوا ۱۰ روز سپرد عبد الہادی خان قندھاری رسالدار ہوا اور ہٹکا
مورچہ قلعہ جلال آباد مین مقرر ہوا

بعد اسکے جب شہر مین لوٹ ہونے لگی اور چودھری مہاجنون پر ممو خان نے تاکید کی کہ مہاجنون نے
دس روپے سیکڑا نوٹ مول لیے ہین اور یہ لوگونکو دم دیتے ہین کہ کلکتہ مین بھی انگریز نہین ہین
اور کلکتہ مین بدلنے پر اسی روپے پر بیچ لیتے ہین انکو بہت فائدہ ہوتا ہے کرور روپیہ ان سے
لینا چاہیے ورنہ سب کو لوٹ لیا جاویگا جب سب مہاجن جمع ہوے عذر کیا کہ روپیہ نہین ہے
بیچ کسیطرح سے مفر نہ دیکھا قریب لاکھ روپے کے سب نے ادا کر دیا مگر اسپر بھی تاکید طلب زر چلی گئی
اہل وثایق سے بھی روپیہ طلب ہوا اور رعایا لکھنؤ کا حال یہ تھا کہ تمام کوٹھون مین گرد قنات
لگا کے اور محلون مین بھی خود چلی جاتی تھین جو روپیہ چاندی سونا اسباب ہاتھ لگتا تھا لکھنؤ سال
مین بھیجدیا کرتی تھین اور باہر شہر کے بھی ممو خان یوسف خان وغیرہ نے لوٹ مچا رکھی تھی
غرض رعایا سے شہر ہر طرح سے لوٹی گئی جنکی تفصیل جسقدر نہ باقی یاد تھی نہ مندرج ہے

۱۔ آغا علی خان ناظم آغا حسن خان کے سگے بھائی۔ بے لکھ
۲۔ قیام الدولہ بخشی راجہ شیر چند متوفی اشرفی مسمّیٰ زرنقد لک۔ جواہر۔ دست

۳ دیوان چھیدی لال مع جواہر۔	لک
۴۔ منشی جانکی پرشاد نقد وجنس۔	ست
۵۔ منشی راجہ کندن لال۔	لست
۶۔ مسیح الدولہ	لست
۷۔ حسین آباد مع چاندی سونا۔	سہ لک
۸۔ متعلق مصاحب خاص سلطان عالم۔	معست
۹۔ آغا علیخان پسر انجم الدولہ۔	لعست
۱۰۔ انجم الدولہ۔	لک معلست
۱۱۔ رفیق الدولہ۔	لک عیست
۱۲۔ مہاجنان لکھنؤ بطور رسدی۔	للہ لک
۱۳ ہشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن کے بیٹے سے سہ لک طلب وصول نوشت۔	ست
۱۴ بیچارہ کیا نتھے مل وغیرہ دلالون کے پاس جمع رہے۔	معلست
۱۵۔ اہل حرفہ مثل گوٹے والے تمباکو والے ابنگ فروش باقی اور رعایا شہر۔	۱۰ لک
۱۶۔ آمدنی ملک ہمگی۔	۱۶ لک عیست
۱۷۔ اسباب کوٹھہ جات سلطانی نقرہ و طلا وغیرہ۔	۱۵ لک
۱۸۔ بشیر الدولہ۔	ست
۱۹ دیانت الدولہ۔	دعست
۲۰۔ احسن الدولہ۔	اعست
۲۱۔ داروغہ عاشق علی۔	ست
۲۲۔ یاسمن محل۔	دعست
۲۳ مفتخر محل۔	صست
۲۴۔ بدر عالم۔	صہست
۲۵۔ معشوق محل۔	سہ لک

۲۶- خاص محل	معہ لک
۲۷- دلدار محل	صہ لک
۲۸- دلدار محل	دو لک
۲۹- خورد محل	سسے
۳۰- سلطان محل	سمے
۳۱- خورشید محل	دسے
۳۲- ملکہ جہان	دسے
۳۳- تاج محل	لک
۳۴- مونس سلطان	دسے
۳۵- اچھے صاحب مصاحب خاص محل	سے
۳۶- منجھو صاحب مصاحب ملکہ کشور	سے
جمع	عسے لک معہ

جب یہ صورت ہوئی آخر تنگ ہوکر اکثر ساہوکاران و رعایاے شہر اس ظلم و ستم سے احمد اللہ شاہ کے پاس فریاد کو گئے کہ ہمپر یہ جور و ظلم ہورہا ہے اگر راہ صاف ہوتی کہیں اور چلے جاتے اگر نواب سے نالش کرتے ہین جواب دیتے ہین کہ ممو خان کے کام مین مجھے کچھ دخل نہین اگر اونکے پاس جاتے ہین کوئی شنوائی نہین کرتا بجز طلب زر کے اب کہان سے روپیہ لاوین پہلے تلنگون نے لوٹا اب خود سرکار لوٹتی ہے فقیر نے جواب دیا کہ اگر کوئی نوکر ممو خان۔ یوسف خان کا دوڑ لائے جسکے مکان پروہ فوراً ہمین خبردے یہان سے تلنگے جاکر گرفتار کرلاوینگے اور سپاہی نے پچاس ہرکارے مخبری کو نوکر رکھے کہ جب کسی رعایا کے مکان پر دوڑ جاے فوراً خبر کردے چنانچہ چند دن یا ایک مہینے تک یہی صورت رہی کہ جب کہین دوڑ جاتی تھی تلنگے پکڑ لاتے تھے اور یوسف خان خود تلنگون کو دیکھکر بھاگ جاتا تھا آخر ممو خان نے فوج سے صلاح کی کہ یہ درعملہ اچھا نہین شاہ جی مقدمات ملکی مین دخل دیتے ہین تحصیلدار وغیرہ اپنے طور پر مقرر کرتے ہین انکے اخراج یا قتل کی تدبیر کیا چاہیے کسواسطے کہ الہی بخش اپنے منشی کو بہرام گھاٹ پر واسطے تحصیل زر محصول ٹھوکون کے

روانہ کیا ہے اسواسطے تم سے صلاح کیجاتی ہے کہ تم اپنی فوج لیجاکر زندہ یا شاہ جی کا سر لا دو چنانچہ احمد علی داروغہ حسین آباد مع اپنے کمپ اور کئی ضرب توپ لیکر گئے جہان شاہ جی اوترے ہوے تھے اونہنے بھی توپین لگا دین اور حکم دیا کوئی آوے تم بہی بار دو اندر نہ آنے دو جب افسران نے اندر جانے کا قصد کیا شاہ جی نے روکا اسمین ۵ گھنٹہ تک لڑائی توپ بندوق کی طرفین سے رہی کسی افسر کو حوصلہ دھاوے کا نہ ہوا غرض گیارہ دن تک محاصرہ کرکے شاہ جی کا دانہ پانی بند کیا رسد اندر نجانے پاتی تھی بعد اسکے تلنگے جو محاصرہ کیے ہوے تھے افسرون سے منحرف ہوکر رات کو شاہ جی شیش محل دولتخانہ قدیم مین لائے دو دن تک وہان ٹھہرے پھر بورجہ متصل گڑھی کنور اور کنوسی پر کیا ممو خان نے فوج سے کہا ہم تمہاری تنخواہ نہ دینگے یہ تمنے بہت برا کیا اسپر بہورے سے تلنگے اور سوارون نے نوکری چھوڑ دی اور شاہ جی کو وہان سے چکر والی کوٹھی مین لیگئے شاہ جی کا ارادہ فیض آباد جانے کا ہوا

تقرر تحصیلدار و عمال ملک فرخ آباد پر

ایک دن سورہ خاص ہوا سب اہلکار جمع ہوکر کہنے لگے یہ جسقدر بادشاہ ہین اور تفضل حسینخان نواب فرخ آباد مر دلڑے ہے رانا راؤ بھی وہی ہے کانپور فرخ آباد اس ملک اودھ مین شامل تھا وہان کسی تحصیلدار کو بھیجنا چاہیے اگر وہ از خود مدین قتل و قمع کرکے لینا چاہیے چنانچہ خان علیخان تحصیلدار نظامت تجویز ہوا اور ایک کمپ کامل مع ۵ ضرب توپ اونکے ساتھ ہوا ۔ ۱۴ پارچہ کا خلعت پاکے روانہ ہوے اونکے ساتھ ۱۰ ہاتھی ۱۴۰ اونٹ دس چھکڑے ایک خیمہ دو چوبدار دس چپراسی مقرر ہوے جب وہ سانڈی ہی پہونچے ہردیو بخش تعلقدار کٹیاری کو طلب کیا وہ ابتدا بلوے سے شریک رنج و راحت صاحبان عالیشان ہر امر مین رہے تھے اور احوال لکھنو کا معرفت اپنے وکیل کے مفصل معلوم کرتے رہے تھے خان مذکور نے سرکار مین عرض کیا یہ تعلقدار انگریزون سے ملا ہے اور بہت سی میم و انگریز فرخ آباد کو موضع کھسوہ اپنے حدیہ زمینداری مین چھپائے ہین اونکی حفاظت کو شیو سنگہ لالتا بخش اپنے چچا کو مقرر رکہا ہے

اور ہر طرح سے انکا مددگار ہے اور تمام مال و اسباب انگریزونکا اپنی حفاظت مین رکھا ہی اونکا
وکیل قدیم لکھنؤ سے سارا احوال مشرحاً ہردیو بخش کو لکھتا رہتا ہی فدویکو ایسے آدمیون کے
نزدیک رہنا خالی از نقصان نہین لہذا اوسکا وکیل گرفتار کیا جاوے اور اوسکا تدارک واجب اور
لازم ہی اور قصد خانہ زاد کا پہلے اوسکے قتل و قمع کا ہی بعد اسکے قدم آگے رکھونگا یہان سے
حکم ہوا بہتر چنانچہ جب فوج تعلقدار مذکور پر گئی اونھون نے لڑنا مناسب نہ جانا کچھ روپیہ
خان علی خان اور محمد مرزا چکلہ دار سانڈی کو نذرانہ دیکر رفع شر کیا

تسلط استعمار میر محمد حسن خان ناظم غصبی گورکھپور اور اونکی شکست

میر محمد حسین خان ناظم گونڈہ و بہرائچ زمان شاہی کو تسلط استعمار گورکھپور پر محض یاوری اقبال سے ہوا
مگر افسوس یہ ہی کہ وہ اپنی قدر و منزلت نہ سمجھے اور نہ انجام کار کا خیال کیا اونکی خودپسندی اونھین خراب
کیا اصل صورت یہ ہوئی کہ جب لکھنؤ مین ہنگامۂ فساد پھانسی و اہتمام و انتظام مفسدین اور تحقیقات
ہمراہی سابق سید فساد اور صاحب ارادے اور اولو العزم سے شروع ہوے میر مذکور خائف و ترسان ہوکر
لکھنؤ سے باہر نکلے کہ مبادا کوئی مجھے بھی جاسوس سرکار مین کسی حیلے سے گرفتار کروادے لہذا اس
وقت ہجرت بہتر ہے چنانچہ جب مانڈے پہونچے وہان اپنی اولو العزمی اور چالاکی سے مہاجنون سے از راہ
معاملہ کچھ دھمکا کر روپیہ لیکر کئی سو سپاہی نوکر رکھکر گورکھپور کا میدان خالی دیکھکر چلے اور وہان کی
رعایا ہمیشہ سے غریب اور مکروہ ہی ہی اور جب سے عملداری سرکار ہوئی ہی کئی پشت سے ہتھیار حرب
کے نام بھی بھول گئے ہین بلکہ یہانکا دستور یہ ہی کہ بجز آلات قلبہ رانی کشتکاری کے ہین دن
کو کام کر کے شام کو شمار کر کے سپرد تھانہ کر دیتے ہین غرض پہلے ناظم ڈک ڈدی اپنی گانون
مین کنار دریا جا کر رہے اتفاقاً جب بول کی پلٹن نے فیض آباد مین بلوا کیا تھا کرنل لنینچ صاحب
مع بیبی مع اپنی میم اور تین بچون خردسال مع ایک خدمتگار کسی حکمت سے بدمعاشون سے
بسلامت پار دریا کے اوتر کے ادہر کے کھیت مین چھپ کر بیٹھے تھے سبحان خان نامی یک
سپاہی ملازم ناظم ادھر سے گذرا چاہتا تھا صاحب کو تنبیہ مارے اسواسطے کہ سرکار سے

موافق اشتہار کے انعام پائیگا ناگاہ میر علی حسین داروغہ اور میر احمد علی نامی اور میر مہدی حسین خان نے
یہ ماجرا دیکھکر ناظم سے بیان کیا وہ ایک باغ مین بیٹھے ہوے تھے حکم کیا اوس یکہ کو جلد میرے پاس پکڑ لاؤ
اور صاحب کو اپنے ساتھ لے آؤ اون دونون نے سبحان خان کو بہت سخت سست کہکر وہان
سے ہٹایا صاحب سے کہا آپکو ناظم بلاتے ہین ہمارے ساتھ چلیے صاحب سمجھے کہ کوئی
نواب ہے جسنے ہمین بلایا ہے غالب ہے کہ وہ اپنی ناموری سمجھکر ہمین قتل کریگا غرض صاحب
ناظم کے پاس آئے میم اور بچونکو علیحدہ چھوڑا اتفاقاً صاحب نے دیکھا کہ ناظم اور میر مہدی حسینخان
دونون بیٹھے ہوی ایک تلوار کو تھوڑا میان سے کھینچکر دیکھ رہے ہین اوسوقت زیادہ یقین قتل
ہوگیا جب قریب آئے اپنے ہاتھ باندھ بہت خوف سے کہا ہمارے واسطے کیا آپنے حکم دیا
ہے ناظم نے کرسی منگوائی کہا آپ بیٹھیے اور اوس تلوار کو صاحب کے ہاتھ مین دیکر کہا ہم چاہتے
ہین کہ اس تلوار ولایتی کو تھوڑا اوتروا ڈالین آپکے نزدیک کیا مناسب ہے صاحب نے کہا
ہماری ولایت اسکی قیمت سات سو روپیے سے کم نہین ہے اگر اوتاری جائیگی بالکل خراب جائیگی
ناظم نے تلوار کو اپنے گھر بھیجدیا صاحب کی جان مین جان آئی بعد اسکے ناظم نے ایک پیالہ پوریان
سیویان اور دودھ جو اوسوقت تیار تھا منگواکر صاحب کو دیا اور میم کو بھی بھیجا صاحب نے
کہا کہ یہ ہم ہندوؤن کے کھانے کی چیز ہے بعد اسکے ناظم نے صاحب سے کہا آپ ہمارے پاس
باطمینان تمام رہیے کسیطرح کا اندیشہ نکیجیے ایک مکان خاص رہنے کو دیا اور کپڑے ہندوستانی
زنانے مردانے بھجوا دیے اور جتنا سامان مہمانی ممکن ہوسکا مہیا کردیا فی الجملہ تسکین خاطر
صاحب ہوئی مگر باطن مین خایف و ترسان بھی رہے کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے بعد سات
دن کے تپیدار و تعلقدار گردوپیش نے ایک ہنگامہ برپا کیا کہ ناظم نے انگریزونکو چھپایا ہے
اور اونسے موافقت رکھتا ہے ناظم نے از راہ عاقبت اندیشی لوگون کے رفع الزام کے واسطے
راتکو ایک شخص کو میم صاحب کے لڑکے کو دوسرے کو صاحب کے پہناکر اپنے گھر سے نکالدیا اور پکار کر کہا مجھپر سب کو شبہہ
و الزام تھا مین نے سب کے سامنے صاحب و میم کو اپنے گھر سے نکالدیا جہان چاہین چلے جائین اب کوئی مجھپر اتہام نہ کرے
تھوڑی دور جاکر وہ دونون شخص لباس انگریزی اوتار کر چلے آئے اوسکے بعد ناظم نے صاحب سے کہا کہ اب
آپ جہان فرمائین ہم اپکو سلامت پہونچا دین صاحب نے کہا جاری ایک چٹھی اعظم گڑھ و دوسری گورکھپور پہونچا دیجیے

جواب اینگا ہم کمین گے چنانچہ جب جواب باصواب آیا ناظم نے پالکیون مین سوار کرا کے اپنے سپاہیون کی حفاظت مین قریب اعظم گڈھ پہونچا دیا وہان سے بسلامت اعظم گڈھ پہونچکر چھٹی شکریہ ناظم کو بھیجی اور پانچہزار روپیہ انعام۔ ناظم نے وہ پانچہزار روپیہ پھیر دیا اور کہلا بھیجا کہ ہمین اس روپیہ کی کچھ احتیاج نہین۔

جب اس کیفیت خاص اور ناظم کی جانفشانی سے بڑوصاحب ڈپٹی کمشنر گورکھپور مطلع ہوے انسے کہلا بھیجا کہ سات لاکھ روپیہ ہمارے خزانے مین موجود ہے تم یہان چلے آؤ اسے لیکر سارے علاقے مین اپنا بندوبست کرو۔

بہرحال سرکار بھی مطمین ہے اونکو اس ثروت ناپائدار بے ثبات دنیا کا ایک ذرہ بے فروغ ہوگیا تھا اوسکا جواب کچھ بے اعتنائی سے لکھ بھیجا اوسوقت صاحب کو ایک خدشہ پیدا ہوا کہ شاید یہ بھیے صاف نہین جب ناظم نے پانچہزار سپاہ کی جمعیت سے گورکھپور کو کوچ کیا خلیل آباد دس کوس وہان سے پہونچے بڑوصاحب مضطر ہوکر ۳ ہزار فوج اور کرانچی خزانہ لیکر راہی اعظم گڈھ ہوئے راہ مین مقابلہ ہوا فوج ناظم غالب آئی بڑوصاحب خزانہ چھوڑ ۲ کوس لشکر سے ہٹکر جا پڑے سپاہ کم حوصلہ ناظم خزانہ کی کرانچیو نپر گری کہ پہلے اس روپے کو غازی مردونپر تقسیم کرلین کہ یہ حق غازیان ہے اور دشمن کمین سے مطمین ہوگئے صاحب انکی بیخبر غفلت سن ایک آن واحد مین آپڑے ٹہرا کشت وخون ہوا۔ ۶ سو سپاہی ناظم مارے گئے صاحب مع خزانہ اور نعش مقتولین لیکر چلے گئے۔ ناظم یکہ سوار فوج انگریزی مین گھرگئے کسی طرف راہ گریز کا نہ پائی فوج انگریزی نے انہیں مطلق نہ پہچانا ورنہ اوسیوقت انکا کام تمام تھا غرض جب فوج انگریزی خزانہ لیکر اپنے لشکر مین آئی ناظم بہزار خرابی اپنی فوج کذائی سے آکر ملے۔

جب وہان سے گورکھپور مین آئے یہان میدان خالی ہوگیا تھا رعایا غریب بھی انھون نے اتنا بندوبست کیا جیلخانے کے بندو ہود نکو چھوڑ دیا اونکے پاؤن کی بیڑیان کٹوا دین انھون نے کہا ہم سب آپکے پسینے پر اپنا لہو گرائینگے اونمین سے اکثر کبھی تھے سیکڑون تاکین تھا لیجے سوتی ادنی بنتے تھے جو شخص جس کام کو جانتا تھا اوسی پر مامور ہوا جیلخانے مین میگزین رکھا محمود حسن یا ۱۰ انکی ہوگئی بعقین اور ۲ ہزار رنبدو بھی نوکر تھے اور کئی سو سوار ۲۶ ہزار روپیہ لوسیہ

چھٹے سپارہ وخیرات وغیرہ تقسیم کیا جاتا تھا۔ شیشہ آلات ظروف چینی۔ چاہی پانی اور کھانے کی
فرش قالین اسباب چوبی ہزار ہا کتب انگریزی جو ہر صاحب کی کوٹھی مین تھا چھکڑا دن پر بار کر کے
فیض آباد بھیجا اس مین سے کچھ ناظم کے گھر یا راجہ مان سنگھ لوٹ کر اپنے گھر لے لیگئے باقی جتنا اسباب تھا
سب لٹا گر یہ بھی تھی فساد بھی اسقدر اسباب کا کہین نشان بھی نہ ملا معلوم نہین کہان گیا کسکے پاس
گیا رعیت کچھی تھی سب نے روپیہ تحصیل بے منت دیا جب ناظم نے عرضی سرکار بہرائچ مین بھیجی خلعت
سرفرازی مع خطاب مقرب الدولہ عنایت ہوا سیکڑون شرفا محتاجین لکھنؤ فاقہ مست جا پہنچے
ہر ایک کو خدمت دی حضرات مغلیہ مفلوک کالی لنبی ٹوپی سر پر رکھہ ولایتی کرتین باندھ دھمکے
یہ فرقہ خاص خدا سے ایسا دن چاہتا تھا موافق دستور ولایت ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند
ناظم نے انھین سبب غیرت سے نسبت ہندوستانیون کے رکھا حالانکہ مقدمہ معرکہ بکسر نواب شجاع الدولہ
بھی مشہور معروف تھا اور تیاری میگزین وقواعد وغیرہ کی ہونے لگی ہزار فرد ور کی روٹی پکی
اب ناظم کا نشہ اقبال حد سے زیادہ خلل دماغ سے بڑھا اور اپنی صحبت مین اکثر کہتے تھے
کہ صاحب شمشیر اپنی قوت بازو سے صاحب تخت تاج ہو گئے ہین خدا نے حالت یاس مین
میرے واسطے ایسی صورت نکالی ہے اس عرصہ مین متواتر چاہا کہ وکیل مہاراجہ سرجنگ
بہادر وزیر اعظم وسپہ سالار ملک نیپال سے کوئی صورت موافقت نکلے مگر نہوئی
اب اوسی یاوری اقبال نے صورت ادبار پیدا کی کہ فوج باغی اور جتنے فرقہ نوملازم
تھے سب نے باتفاق رعایاے غریب ومظلوم پر دست تعدی دراز کیا آخر غربا نے حالت
یاس مین رجوع حاکم منتقم حقیقی سے کی ہر چند ناظم نے اسکا بند وبست چاہا ممکن تھا کیا
ایک سے نہ ہوسکتا۔

جب ونگفیلڈ صاحب کمشنر بہادر بہرائچ نے یہ حال دیکھا اور راجہ درگبجے سنگھ بلرام پور کی
سے فوج باغی کے ہاتھہ سے مع چند صاحب نجات پاکر بانسی گئے ۳۲ کوس گورکھپور سے اوبہ
پہنچے پھر تک مہمان راجہ رہے بہت احسان مند ہوئے ازانجملہ ایک خیرخواہی ونمک حلالی راجہ
کی یہ بھی کہ مدت بلوے مین کاغذ نوٹ خرید کرکے بابت زر اقساط سرکار الہ آباد کیے اس جہت سے
زیادہ تر وثوق اور مقبولی اور سرفرازی سرکار بہرادل مین ہوا اور بظاہر شراکت فوج باغی کو

بلطایف الحیل ٹال دیا اور جب کوئی راجہ طعنہ زن ہوتا تھا کہ تم رعایا شاہی تھے شل اور ونکے شریک حال نہوے جواب شافی دیا کہ بادشاہ جنکے ہم ماتحت تھے اونسے ابتداے عملداری انگریزی مین ہمین سپرد سرکار گورنمنٹ کرکے حکم قطعی دیا کہ زنہار سرکار غیر سمجھکر کسی طرح کی امداد نہ کرنا پس ہمنے سرکارین کی فرمانبرداری کی اسکا حال گنیس صاحب نے اپنی کتاب مین اصل لکھا ہے اگر وکیل راجہ بھی دربار ریزیڈنسی مین دریافت حال کو حاضر رہتا تھا —

خلاصہ جب گورکھپور مین یہ ظلم رعایا غریب پر ہوا اور اسکی داد بیداد اور راجہ نیپال تک پہونچی مہاراجہ جنگ بہادر مختار کار سپہ سالار سے صورت استغاثت قرار پائی وجہ اوسکی یہ ہوئی کہ مہاراج جنگ بہادر کئی برس اسکے پیشتر لندن جاکر وہان دستور سلطنت سے خوب واقف تھے اور وہان مفرد جانکر سرکار سے بہت عزت و توقیر ہوتی تھی انکے جانے کی کیفیت اکثر اخبار کلکتہ مین چھپی ہے غرض دو کمپ تلنگہ مع توپخانہ لے کر شریک حال سرکار دولتمدار ہوے اور عہد و پیمان حدود وداندہ ملک اودھ مع نقد و جنس لوٹ وغیرہ سرکار سے اونکا مقرر ہو چکا تھا چنانچہ وینگفیلڈ صاحب کمشنر بہرائچ اور برڈ صاحب کلکٹر گورکھپور کہ پیشتر سے پانچ افسر جان نثار مہاراجہ بلرامپور مع دوسو جوانمردان دلسوز نہایت جری و سرفروش اونکی محافظت کو اور ہر طرح مددہی کو ہروقت و بہر حال اونکے شریک کوشش و ہمراہ تھے مع کمپ مہاراجہ جنگ بہادر گورکھپور سے مقابلہ و استیصال فوج باغی شروع کیا پھر جب ناظم کی فوج کذائی سے مقابلہ ہوا کئی جگہ تھوڑا بہت حرکت مذبوحی سے لڑے پھر بھاگے تا ناظم قلعے مین آتے وہان بھی نہ ٹھہر سکے ہرچند اوسے کچھ درست کیا تھا بس ایک تلاطم حشر برپا ہوا جتنے ملازم تھے سب لوٹ پر جھکے ناظم ہاتھی پر سوار دریا کے پار اتر سے کنارے دریا تک فوج جنگ بہادر پیچھا کرتی چلی آئی اور شہر کی رعایا جو ظالمون کے ہاتھ سے جلی ہوئی تھی اپنے کوٹھون سے پتھر مارتی تھی ان سب کے حواس کھو دیے تھے بھاگنا مشکل پڑا تھا ہزارون دریا مین ڈوب کر مر گئے سیکڑون اس کثرت سے کشتیون پر سوار ہوے کہ سکو لے ڈوبے ہزارون روپے کا مال ذاتی ہر شخص کا جو لکھنو سے لیگئے تھے چھکڑے اونٹ پر بار رہگیا تھا جہان تھا وہین رہا دونون طرف دریا کے لاشون کا شمار نہ ہوگیا تھا تیسرے چوتھے دن جہان سپاہ کر فیض آباد

دو گوش و کیسہ نبی سے بہونچا یا دہین زمینداروں نے شکار کیا ناظم ٹوک و ٹوٹ ےمین آسکے وہان بھی نہ ٹھہر سکے لٹا نڈے آگئے۔

جب خبر شکست سرکار مین پہونچی نادر مرزا وثیقہ دار سرکار دولتمدار بصحبت میر دوست علی سنگے بھائی ناظم چار پلٹن تلنگا جنگی ایک رسالہ توپخانہ مع راجہ مان سنگہ بہادر اپنی کمک کو لیکر روانہ ہوئے کہ فیض آباد سے سامان جنگ درست کر کے استیصال فوج انگریزی و نیپالی کرینگے دیار راجہ کے ورغلانے سے فوج نے تنخواہ مانگی گھیر لیا کئی دن تک ناظم گرفتار وثیقہ رہے آخر بہزار خرابی کچھ دے دیکر صورت معاملہ ٹھہری اور تیاری امروز فردا مین رہے جبتک کہ کام تمام ہوگیا تھا تلنگون نے سیدھا راستہ اپنے گھر کا لیا کئی دن تک ناظم مع نادر مرزا شریک حال بتا ہے عالیہ بونڈی مین جاکر ہوئے جب یہان بھی شکست ہوئی سب کے ساتھ نیپال کیطرف بھاگے جب کوئی صورت نہ بن پڑی اور سرکار سے مطلق امان بخشی ہوئی اوسوقت بنفرو ہنا مایوس ہوکر ذہیل امان سرکار ہوئے اوسوقت میر مہدی حسن خان ناظم۔ میر دوست علی بھی حاضر ہوئے اپنی خیر خواہی کرنل صاحب مذکور سے بیان کی۔ کلکتہ سے اونکی چھٹی آئی بعد تحقیقات کے کئی مہینے روبکاری بعد لکھنو سے نجات پاکر روانہ ہوئے ہرچند حکام اودھ اونکی رہائی بہت دشوار تھی مگر اوسیقدر نیکی انکے کام آئی ورگرنہ پھانسی سے ہرگز نہ بچتے یا اقل کوئی جلا وطن کی ہوتی کرنل صاحب سینہ سپر ہوئے اور نواب گورنر جنرل کو اونکے باب مین بہت کچھ لکھا۔

میر مہدی حسن خان کے واسطے اوس جلدوے وحسن سلوک کے دوسو روپیہ ماہواری کا پنشن مقرر ہوا مگر حاکم محکم یہ بھی ہوا کہ مع میر محمد حسن خان جاکر اپنے وطن مین رہو کہین اور نجانا۔ نادر مرزا کیواسطے حکمنامہ طلبی کیا جب نہ آئے وثیقہ دائمی ضبط سرکار ہوا پھر آسکے درخواست وثیقہ کی روبکاری کلکتہ مین ہوئی۔ استحقاق ثابت مگر انکی بےجرمی نہین ثابت۔ نادر مرزا کی تقریر تھی کہ انگریزون کی جان یا خطا تو شاید بخش بھی دون مگر اون ہندوستانیون کی جانبخشی ہرگز نہ کرونگا جو کسیطرح انگریزون کی سازش مین مشتبہ بھی ہونگے لہذا پھر تمام آخر نوبت بولایت پہونچی وہان بھی وہی صورت خاص ہوئی مایوس ہوکر رامپور گئے نواب نے کئی برس تک

انکی خدمت کی بہت مدت سے رہے جب رخصت لیکر لکھنؤ آکے انتقال کیا انکی بیٹیان کتخدا جوان ہوگئی تھین اونھون نے دعوی کیا انگریزی سرکار نے التفات بھی کیا مگر نانا ور مرزا تی لکھ گئے کہ یہ سب باقی تھین انکا حصہ بھی اجرا نہوا ضبط رہا۔

دھاوا عالم باغ

ارکان دولت اور افسران فوج باغی نے کورٹ کیا کہ کل دھاوا کرکے عالم باغ کو لیلو ہندو مسلمانون نے قرآن شریف اور گنگا اوٹھائی جسکو نواب میان احمد علی بڑی تجمل سے مع اپنے جان نثار نذر ناکہ کربلا سی ہاتھی پر سوار چلا لپورزیر دیوار کربلا ہوگئے وہان سی تامجان پر سوار ہوکے گرد حلقہ جان نثاران تھا توپ کے مورچے پر پہونچے خوشامد کرنیوالون نے تعریف بہادری کی شروع کی اور ہر قدم پر زیادہ الفاظ خوشامد کہتے جاتے تھے اور پیشقدمی کو روکتے تھے کہ ہم آگے نہ جانے دینگے ہم جان نثار و نگاہ حفظ تماشا مرقع جنگ دیکھین اور باطنین اپنا بچاؤ منظور تھا کہ ہم نشانہ گولہ ہوجائین۔

غرض جب ادھر سے صف سپاہ آراستہ ہوکر مقابل عالم باغ کھڑی ہوئی ادھر سی ایک کمپنی و توپ چند سوار باہر نکلے طرفین سے کئی دقیقہ تک گولی گولہ چلتا رہا جب ادھر سے سوارون نے دھاوا کیا کئی سوار گر پڑے ادھر کے سوار ہٹے ادھر کے بھاگے توپ بھی بند ہوگئی ۱۱ بجے نواب حسن کی نیپیا پر سوار کربلا کے دروازے تک آئے پھر وہان سے ہاتھی پر سوار ہوکر دولتسرا پہونچ ستلنگے سوار جو میدان سے پھرا اہلکارون کو نام بنام گالیان دیتے ہوے اپنے ڈیرا پر پہونچے نواب معین الدولہ بھی مع جماعت مومنین احاطہ کربلا مین سبیل پر بیٹھے رہے جب غازیان نبرد پھیرے نواب کو اپنی حاضری دیکر گھر گئے ہزارون خوانچہ والے مالولات شربت شاہ سے لیے بلکہ برف والے بھی ہانڈی برف کی لیے مورچے پر پکارتے پھرتے تھے یہ حال دیکھکر تلنگے تعجب سے تھے کہ دلی سے تیسری ناقہ سے نکلے چھٹا تک بھر آٹا میسر نہوا یہان ہر مورچے پر بازار لگا رہتا ہے خدا یار خان خیر خواہ سرکار انگریزی میر واجد علی کے پاس نوکر تھا اونھون نے بیم اور صاحبون کی خدمت کو مقرر کردیا تھا اوسنے فوج باغی کے ۳ سو جوڑے جوتہ تولا یا جب بھاگی تھی

اور اونکا نیلام کیا پھر اونھین نے مول لے لیا۔

دوسرے دھاوے مین جب فوج باغی لپسیا ہوکر چلی خدایار خان نے تالہ کربلا پر سیپتن سرمنا کی رکھی تھی جو بھاگ کر پہونچا خوب شربت پی کرانیے ٹیر اوپر گیا اوسکی ہمت پر بہت متعجب ہوتا تھا اور تعریف کرتا تھا یہ جواب دیتا تھا یہ تمھاری جوتیون کا صدقہ ہے یعنی جنکا مین نے نیلام کیا ہے۔

جب صاحبان عالیشان کا قیام مستقل عالم باغ مین دیکھا اوسکا دھاوا ابھی کئی مرتبہ پیش کرسکی اہالیان سرکار کو یہ خیال ہوا کہ مبادا صاحبان عالیشان اسطرف کے آنے کا قصد کرین لہذا مناسب ہے کہ قیصر باغ سے کوٹھی جنرل مارٹن اور کربلا تال کٹورے کے پل تک دمدمہ خندق اور کوچہ بندی ہوجائے تو بہتر ہے اور دروازون پر تیج نہین اور جو مکان سر راہ ہون اونمین رندبتین میر عابد متوسل مموخان اوستاد اونکی لڑکون کے اونکو کالے داغ سبزی منڈی حضور تحقیل بھی ہوئی تھی وہ میر عمارت اسکے ہوئے چنانچہ ایک خندق چتر منزل کی کوٹھی سے ظہور بخش کی کوٹھی تک دوسری جو لکھی ہے روشن علی خان کی مکان تک تیسری لکھی جاتی ہے ظہور بخش تک جانب شرق قیصر باغ سے سڑک خاص بازار تک چوتھی دروازہ کوٹھی قیصر پسند جانب مغرب ایک واسطے سرنگ کاٹنے کوٹھی منگل سین کے نیچے بصلاح پلٹن سائیپرس منیرس یعنی ٹھہر کہ اگر سرنگ بھی آوے تو آنے نپاوے اور درگا سنگھ کپتان اس پلٹن نے لئی سرنگ مخفی نکالی تھین کہ جب کوئی انگریز مع فوج آوے اوڑا دیا جاوے اونکے نزدیک یہ گویا سد سکندری بنوائی تھین حالانکہ ہزارہا روپیا سمین صرف ہوا اور لئے کچھ نہوسکا۔

تفصیل سرنگ

۱۔ سرنگ جانب دروازہ چینی بازار

۲۔ زیر دروازہ کوٹھی تارے والی

۳۔ طرف مکان بشیر الدولہ

۴۔ جانب دروازہ لال بارہ دری

۵۔ جانب دروازہ تاج بیگم۔

۶ - جانب مکان انجم الدولہ -
۷ - جانب مکان روشن علی خان -
۸ - طرف دروازہ رکاب گنج -
۹ - طرف پل آہنی -
۱۰ - طرف پل پختہ -
۱۱ - عقب بیلی گارد سرنگ کھودی پھر اوسے پاٹ دیا -

غرض یہ سرنگین مع بارود تیار ہو چکین حکم ہوا جہان جسکا پہرہ ہے وہان خندق وغیرہ بھی رندہ دیکر تیار ہون اوسکا روپیہ سرکار سے ملیگا چنانچہ ہر پلٹن کے کپتان نے تعمیل حکم کیا افسر اور تلنگے یہ لاف زنی کرنے لگے کہ اب فقط پانسو گورہ عالم باغ مین ہے ہمارا کیا کر سکتا ہے اگر پانچ لاکھ آوے اوسے بھی کچھ نہو سکیگا روپیہ دھس وغیرہ تیار ہوگئے ہین اور اس تیاری مین معرفت میر عابد علی ایک لاکھ ستر ہزار اور چالیس ہزار معرفت رسالدار و کپتان کو ملازم خرچ ہوا اسمین بھی خوب خرد برد ہوئی -

لطیفہ یہ ہے کہ ایک سپاہی پلٹن والوں نے اظہار کیا کہ مین ہنومان ہون عالم باغ کو فتح کرونگا اوسنے اپنا نام بجرنگ بلی مشہور کیا کہنے لگا مہابیر نے مجھے خواب مین کہا ہے کہ تو ہی سب گوروں کو ماریگا اور جسقدر جہاڑ ہین وہان درخت پر ایک جھنڈی لگا دے گورے کبھی وہان نہ آئینگے غرض اوسنے دوار کا داس کے باغ مین مقام کیا اوسکی لوری بڑی دھوم نکلنے لگی ایک دن اوسنے ہر پلٹن سے ایک ایک کمپنی لے کر دھاوا کیا اتفاقاً عالم باغ کے دروازے پر پہونچ کر زخمی ہوا تلنگے سرکار مین رو آئے کہ ہنومان جی عالم باغ مین پہونچ گئے گوروں نے مار لیا اوسکی ٹوپی اوس جھنڈی پر رکھدی آخر معلوم ہوا وہ گوئندہ تھا اس فریب سے جھنڈی نشانہ بم کے گولے کے واسطے لگا دی تھی فی الحقیقت اوسی مقام پر گولے برستے تھے -

اسیطرح ارکان دولت نے کئی نیدرٹ بنارس کے نوکر رکھے اونھین قیصر باغ کے مقام وزارت کے پیچھے ایک مکان رہنے کو دیا جہان وہ حساب کیا کرتے تھے انھوں نے بھی ایک

جھنڈی ایک تعویذ باندھکر لٹکائی تھی اوسی نشانہ پر گولے آتے تھے آخر اوس جھنڈیکو ونان
سے اوتار لیا وہ بھی درحقیقت گوئیندے کامل تھے مگر یہان اسپر بھی کسینے کچھ خیال نہ کیا
ایکدن ہرکارہ خبر لایا کہ فوج فرخ آباد کی بھاگ گئی اور فیروز شاہ بخت خان رسالدار بھی
مع فوج کمپ بھاگ فتح علی کے تالاب پر پہونچا ہے ممو خان اور جناب عالیہ نے میر مہدی داروغہ
[illegible] کو بلا کر کہا کہ کمپ بخت خان ایسا قریب پہونچا تمنے خبر نہ کی ہم کیا جانین کہ یہ فوج
[illegible] یا ہمارے شریک ہونیکو آیا ہے ایسی غفلت اچھی نہین ہزار ہا روپیہ اخبار پر کیون خرچ ہوتا
ہے پھر افسرونکو بلوا کر کورٹ کیا بموجب تجویز و مشورہ بخت خان کو حکم ہوا کہ تم شہر مین نہ آو وہین
ٹھہرو تمہارے حق مین بہتر ہے مگر وہ کب سنتا تھا اپنا کمپ لیے چلا آیا نشۂ غرور مین مست
ہو رہا تھا اوسکے کمپ مین ۵ ہزار تلنگے ۵ ضرب توپ ایک ہوٹ - چوبیس بنی میگزین دو
ہاتھی ۲۴ سو عورات اشراف رعایاے دلی و فتح آباد اسیر تھین جنمین سے بہت سی
اوسنے بیچ ڈالی تھین بعد تین دن کے جناب عالیہ نے بخت خان کو بلوایا مثل اور افسرون
کے اوس سے قسم لی فرمایا ۷ روپیہ مہینا یا فتح عالم باغ تمکو ملے اور بعد فتح ۱۱۲ او
قبول نہ کیا جواب دیا کہ ہم موافق دلی کے تنخواہ لینگے اور اگر نوکر نہ رہینگے شہر کو لوٹ لینگے
کئی دن تک اسکا جھگڑا رہا آخر جناب عالیہ نے فرمایا تمنے دلی مین کیا کیا جو یہان کروگے
بلکہ یہان بھی تمہاری صحبت سے فوج بیدل ہو کر تمہارے پیچھے بھاگے گی - اسکا پھر کورٹ
ہوا افسرون نے بھی وہی تجویز کیا مگر جب شہر کی لوٹ کو سنا سب دم کھا رہے غرض دو لاکھ
روپیہ کا خلعت ۵ ہزار دعوت کے ملے انکا مورچہ قلعۂ جلال آباد پر ہوا اس عرصے مین دو
سو رانگر بخت خان سے خفا ہو کر مع دو ضرب توپ علیحدہ ہو کر چکپروانی کوٹھی مین جا کر اوترے
اور کہا ہم اسکی اطاعت نہ کرینگے اور نہ سرکار کی نوکری بلکہ چلے جاوینگے -

دھاوا جنرل اوٹرم صاحب عالم باغ سے

ایکدن جنرل اوٹرم صاحب نے عالم باغ سے دھاوا کیا کپتان امراو سنگہ اور افسرون
کی پلٹنین کمپو میں جو متصل گانون بہدرک زیر قلعہ جلال آباد تھی اونکی توپ لیگئے فوج مین تلاطم

پڑا بہت سے بھاگ کر شہر مین آئے اونکی برطرفی کا حکم ہوا اونکے عوض اور بھرتی ہوے ابن
مین اور پلٹنون کے تلنگے اور مظفر علی خان ہاتھی پر سوار ہو کر گئے جب یہ پہونچین گورے
توپین چھین کر عالم باغ لیجا چکے تھے -

پھر گورے قریب مسجد دیپا بہادر کی نظر آئے اور قریب ۵ ہزار کے فوج ادھر کی سب جمع تھی
اونکے دیکھتے ہی ان سب کی روح قبض ہوئی بھاگے جنرل بہادر نے محمد باغ مین آکر دم لیا
وہان سے گھر چلے آئے اوسکے چوتھے دن پھر کورٹ ہوا قسم ہوئی ممو خان بھی فوج کے
ساتھ دھاوے کو چلے پہلے محمد حسین کمیدان پلٹن جعفری کے سر کا بھیجا اوڑ گیا خون ناحق ممو خان
پر ہوا اب یہ دیکھتے تلنگے بندوق چوتیان چھوڑ کر بھاگے یہی صورت تینون طرف کے دھاوے
کی ہوئی کہ گراب اور بم کے گولے سے کوئی نہ ٹھہر سکا دو سو تلنگے مارے گئے اس سے
زیادہ زخمی ہوے -

جنرل اوٹرم صاحب نے پھر دھاوا کیا طرفین سے بندوق چلی ۵۰ آدمی مارے گئے
فوج بہادر بھاگی بخت خان جا کر ایک غار مین چھپ رہا ایک ہوٹ جو بیس تپی ایک توپ
ایک چھوٹا گردہ گورے چھین کر لے گئے یہان تلاطم ہو گیا کہ گورے آتے ہین جسطرح بچونکو ڈرانے
ہوّے کے نام سے ڈراتی ہین - جناب عالیہ نے جنرل بہادر سے کہا تم یہان کیا کرتے ہو گورے
آپہونچے ابھی تم جاؤ عرض کیا بہت خوب مگر اپنی جان بچا کر بیٹھ رہی یہ سب احوال اگرچہ بے سلسلہ
بیچ ہے مگر فقط سلسلہ کتاب کی جہت سے لکھا گیا بطور روزنامچہ کے یہ کیسی لڑائی اور انہون نے
کیسے ادے کیسے حاکم وقت جمع ہوے ہین کچھ خیال مین نہین آتا کئی مہینے تک روز نئے نئے
پیش ہوے اور امتحان لڑنیوالونکا متواتر ہوا اور کچھ نہ سمجھے -

پھر خبر آئی بخت خان مارا گیا دوبارا پھر خبر آئی زندہ ہے مگر توپون کے چھین جانے سے
اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہے ممو خان نے نذیر خان اپنے سالے اور امداد حسین خان داماد کو بھیجا
جب اوس کمبخت کو لے آئے جناب عالیہ نے فرمایا تم خوب لڑے اپنی توپونکا رنج نہ کرو مین تمکو اور دونگی
اوسنے کہا دل کی حسرت دل مین رہی اگر مجھے توپین ملجائین ابھی عالم باغ خالی کروا لون - اوس وقت
حمقا اور خوشامد خورون نے کہا کہ غفلت سے توپین گئین پھر ممو خان نے پلٹن والون

توپین دینے کو کہا کسی نے نہ دین۔

ایکدن پرچہ اخبار ملکی آیا کہ تمام زمیندار گرد و پیش عالم باغ یا قریب کانپور کے سب انگریزون سے ملگئے ہین اونکے پاس حاضر رہتے ہین اوسوقت سبکو تردد ہوا پھر یہ صلاح ٹھہری کہ کوئی ایسی تدبیر کرو سب زمیندار گرد و پیش کے اونسے ناموافق ہوجائین پس تدبیر یہ ہی کہ جو قیدی بہ علت گوئندہ گری ساکنان نواح عالم باغ گرفتار ہین اونھین چھوڑ دو کہ اگر انگریز دیکھینگے وہ زمیندارون سے کھٹک جائینگے اور اگر زمیندار دیکھینگے وہ باطن مین ناخوش ہوکر وقت اپنا پاکر بھاگ جائینگے۔

۱۵ ستمبر

ابلاغ حکم واسطے زمیندار اطراف عالم باغ نبی نیتھر رسول آباد وغیرہ

عرضیان تمہاری ملاحظے مین گذرین جو تمنے اطاعت و فرمانبرداری اور شراکت کفاران فرنگ کی واسطے بانبری کی مصلحتاً کی ہی اور وقت مقابلہ سرکار کے بہت خیرخواہی کروگے جب حضور یہ کرنا شروع کرینگے چھپاکر کے سبکو قتل کرکے حاضر حضور ہوگے اسبات کو دریافت کرکے حضور کو بہت خوشی ہوگی شاباش طریقہ زمینداری اور رعایا گیری کا یہ ہی کہ جس حیلے سی ہوسکے گا کافرون کو قمع کرنا بہر صورت خاطر جمع رکھو کہ جب عملداری سرکار بخوبی ہوجائیگی تمھین جاگیر اور بہت سا روپیہ ملیگا مگر اپنے کام سی غافل نہونا اور ہر وقت اپنے تئین مورد عنایات و مراحم خسروانی سمجھنا یہ کہ سکو پچاس قیدی نہایت گوئندہ گری جو محبس مین تھی پچاس قطعہ دیکر چھوڑ دیا اور مطلب اہلکار سرکار اور اس حضور نے اور ابلاغ حکم سے یہ تھا کہ اگر بیہاور پکڑ لینگے زمیندارونکو پھانسی دیدینگے اور زمیندار دیکھ لینگے خیال ایمان آجائیگا تو شاید بروقت لڑائی ایسا کرینگے اور پاس لحاظ ادھر کا رہیگا اور جسکو پھانسی ہوتی باقی زمیندار ونکو یہ خیال ہوگا کہ ہمنے ساز کیا انھون نے یہ کیا پھر اوسوقت پھر جائینگے ہمارا مطلب حاصل

۱۶ ستمبر

	پہونچنا شاہزادہ فیروز شاہ	

فیروز شاہ شاہزادہ مع دو سو سوار پانسو تلنگہ ہمراہی بخت خان کے شہر مین آئی سلطان ان سہو

محل حضرت خلد منزل مین بسبب قرابت کے فروکش ہوے سلطان بہو صاحبہ نے مارے خوف کے جناب عالیہ سے کہلا بھیجا کہ مین محتاج ہون مجھسے انکی خدمت کیا ہوسکے کی سرکار سے دوسرا مکان انکے رہنے کو ملے تو بہتر ہے اس جہت سے ایک اور مکان علیحدہ انکے قریب تجویز ہوا۔ ۵ ہزار دعوت کے آئے کئی دن کے بعد مرزا بلاقی داماد شاہ دلی اور مرزا کوچک سلطان بیٹے بہادر شاہ کے مکہ گنج مین آئے انکے استقبال کو مولوی میر مہدی آتالیق نواب جرائت الدولہ نواب ممتاز الدولہ بہادر گئے ۵ اشرفیان نذر دین مولوی نے دو دین اونکو قیصر باغ مین لاتے پانسو روپے دعوت کے اور کئی کشتی پوشاک پارچہ سفید کی جناب عالیہ نے دی جہتر منزل رہنے کو ملا پھر مشہور ہوا کہ انکا رہنا متصل در دولت اچھا نہین یہ صاحب حوصلہ اولو العزم ہین ایسا نہو تخت شاہی پر بیٹھ جائین اس خیال سے ہم کمپنی تلنگہ بحیلہ حفاظت بطور نظر بند مقرر کین اور تلنگے سوار جو انکے ساتھ آتے تھے اونھین نوکر رکھا۔

احوال متفرق اہلکار اور امیران دربار جیسی وغیرہ

جب فوج باغی داخل لکھنو ہوئی پہلے لوٹ نظامت کی پلٹنون سلطانی نمک حرامون نے شروع کی کسواسطے کہ یہ گھر کے بھیدی تھی شہر کے ہر وضیع و شریف و کوچہ محلہ سے واقف تھے جب بڑے آدمی اور روپے والون کے گھر لٹنے لگے ہر ایک نے مضطر ہوکر ایک صورت اپنے بچاؤ اور حفظ آبرو کی نکالی از انجملہ شرف الدولہ غلام رضا خان عرف راسے جگنا تھا اپنے گھر واقع نال دروازہ مین دروازہ بند کرکے بیٹھے اور خان علیخان کو بلا کر ۵ سو روپیہ دیکے دو سو آدمی اپنی حفاظت کو متعین کروائے مگر فوج باغی کب مانتی تھی اونکا گھر لوٹنے کو آئی اونھون نے پھاٹک نہ کھولا تلنگون نے کہا محمد تقی خان کوتوال اور انگریز انکے گھر مین چھپے ہین بے تکلف گولیان مارنی شروع کین انکے سپاہی بھی بندوقون سے گولیان مارنے لگے کئی تلنگے مارے گئے جب یہ خبر پائین اختری اور ہول مین پہونچی اوسی وقت دونون پلٹن تیار ہوکر گھر کھودنے کو آئین۔ غلام رضا نے معرفت اپنے وکیل کے ہزار روپیہ سید برکات احمد رسالہ دار کو بھیجے اور کہلا بھیجا کہ آپ میری جان اور آبرو بچایئے اور احمد اللہ شاہ کے پاس نذر اور ایک تاج بھیجا رسالدار نے

روپیہ لیکر تلنگوں کو منع کر دیا رفع شر ہو گیا۔

بعد ایک مہینے کے غلام رضا خان کسی چال سے ممو خان تک اور میر واجد علی سے ملے ۵ ہزار ممو خان ہزار روپے میر واجد علی کو دیے ممو خان نے خلعت گنجیات دیا کہ بسبب بے انتظامی کے شہر میں رسد غلہ کی کم آتی تھی غلہ گران ہو گیا تھا پھر چند روز میں ممو خان اور غلام رضا خان ہم پیالہ و ہم نوالہ ہو گئے ہر روز اچھا کھانا پکوا کر لاتا تھا اور نواب کے ساتھ دسترخوان پر نوشیجان ہوتا تھا جب گورے بشیر گنج میں آئے غلام رضا نے امراؤ مرزا کو اپنا کارندہ کر کے رسد رسانی فوج کو بھیجا انھوں نے تقسیم رسد سے تلنگوں کے بہت سے کھانے غلام رضا نے از راہ خیر خواہی سرکار پندرہ ہزار روپیہ کا غلہ اپنے پاس سے خرید کر بھروا دیا۔

جب جنرل اوٹرم نے اخیر دھاوا کیا کسیطرح سے رسد نہ پہونچ سکتی تھی سبھوں نے انکار کیا مگر غلام رضا خان نے اقرار کر کے بخوبی رسد پہونچائی فی الحقیقت یہ بڑا کام جانجوکھم کا تھا مسلمانوں کو نان خمیری ہندوں کو پوری مٹھائی پہونچائی اور دس ہزار کا غلہ قیصر باغ میں نگینہ والی بارہ دری کے نیچے بھروا دیا وہ کہ پکو کھانا نصیب نہوا اوسے گورے سکھ وغیرہ نے نوشیجان کیا۔

خلاصہ با وجود مجتمع ہونے اسقدر فوج جنگی زمیندار تعلقدار ملک محمد سے بیلی گارد کسیطرح خالی نہ کر سکے آخر مہاراج بالکرشن نے نظر بہ خیر خواہی سرکار انگریزی تعلقداروں کو لکھنؤ سے رخصت کروا دیا اس حیلے سے کہ اگر یہ لوگ اپنے علاقے پر نہ جائینگے رعایا سے وصول و تحصیل کیونکر ہوگا بظاہر تعلقدار شمردہ لوگ اپنے گھر چھوڑ کر چلے گئے مگر اسکا جو نقصان ہے کہ ان کی سمجھ کے مطلب سے کیا اونسے ہو سکتا تھا کہ آپ اونکے رہ جانے سے توقع ہوتی عجب قدرت خدا ہے کہ گویا زمیندار اور مقابلۂ جنگ انگریزی واہ —

غرض جب اہالیان سرکار تھکے اور مضطر ہوئے آخر صلاح یہ ہوئی کوئی تدبیر ایسی کیجائے کہ سب انگریز بیلیگارد میں بن مارے مرجائیں کوئی شخص ایسا ہو جو وہاں جا کر سب کنوؤں میں زہر ڈالدے کسی نے اقرار جانے کا نہ کیا مگر شہدوں کے افسر نے کہا یہ کام ہمارا ہے سنکھیا ہمیں عنایت ہو ممو خان نے پانچ سیر سنکھیا شہر سے تلاش کر کے اور غلام رضا خان سے بھیجکر منگوا کر

انکو دی انھون نے اکر کہا ہمارے شہد سے جا کر اپنا کام کر آتے محمد خان سید محمد خیر سگالی تھے کہ انگریز جیتے
ہیں یا مر گئے ۔ مگر متواتر خبر آتی تھی کہ ابھی زندہ ہین ایسے مدبران ریاست ہوتے تھے واہ ۔

جنرل اوٹرم صاحب کو اسیران فرنگ کا احوال معلوم ہوا

خلاصہ جب اسیران فرنگ مرسلہ راجہ لونا سنگھ محمدی سے آئے میر واجد علی نائب مختار
مدار المہام دیوان عام علی محمد خان کے سپرد ہوے جسطرح سے قتل آئے صاحب مین بیان کیا گیا اور
بقیہ کا بچنا فقط قدرت خدا سے ہوا ورنہ جب آر صاحب کو لے گئے اونکو کیونکر چھوڑ جاتے
بہرحال اسکی صورت زبانی انت رام یہ ہوئی کہ پہلے میر واجد علی کو بھی نسبت کی خبر نہ تھی
اسواسطے کہ انجام کار کا یہ حال معلوم نہ تھا فی الحقیقت سکہ فتنہ اس ثروت و حکومت نا پائدار
دنیاوی دو دن کا ہو گیا تھا ایکدن میر ایک دوست نے ازراہ عاقبت اندیشی سمجھایا کہ تم کس فکر
و اندیشہ غفلت مین سو رہے ہو اگر کسی صورت سے ان اسیر فرنگ کو بچاؤ گے صورت نجات
نجات و رفاہ فلاح نیک نامی خیر خواہی سرکار انگریزی بمنت حاصل ہوگی ورنہ تم پر سب سے زیادہ
آفت آئیگی ہمنے تمکو خبر کر دی ہے خبردار رہو اگرچہ اسوقت لینا بہت مشکل اور جان
جوکھم معلوم ہوتا ہے میر نے کورنے رنگ دربار دیکھکر علی محمد خان اور جناب عالیہ کو سیطرح کے نشیب
و فراز سے اور گرم و سرد سے سمجھایا کہ اگر یہ اسیر بچ جائینگے کیا عجب ہے کہ بادشاہ کی بھی
اسی بہانے سے قلعہ کلکتہ سے رہائی ہو جاوے اور یہ امر کچھ جدید نہین ہے نواب شجاع الدولہ
نے دو صاحب اسیر کو بڑی عزت سے رکھکر قید سے رخصت کر دیا تھا یہی مراعت ذوق شفاعت و نیکنامی کا ہوا
امیر دوست محمد خان کابل نے جو اسیران فرنگ سے سلوک کیا ظاہر ہے بس یہی کہ نواب
شہنشاہ محل جناب عالیہ سے لڑکر شہر مین کسی مکان مین اوٹھ جائین یہ بیبیان انکے ساتھ
چلی جائین اس پردے مین اپنا افشاء راز نہونے پائے گا ورنہ کسی صورت سے انکی جان
و رنہ حمایت کرنیوالون کی بچیگی چنانچہ ایکدن جناب عالیہ و شہنشاہ محل سے خوب لڑائی ہوئی کہ صاحب
دیوان عام کو چیر و باتا ایک مشہور ہو گئی اور انکا خفا ہو کر قیصر باغ سے اوٹھنا سچ کھلگیا اونکی سمجھا شہنشاہ محل

سلطان محل خورد محل دلدار محل دریا محل وغیرہ مع اسباب باغ سے اٹھکر قریب اکبری دروازہ
آغا مرزا عاقل کے مکان میں بہ کرایہ جاکر رہیں یہ محبوسین بھی انہیں کے پردے میں بسلامت
چلی گئیں جب بیبیوں سے میر واجد علی نے بحضور قلب رجوع کی کہ آیا ہمارے واسطے صورت
سفینۃ النجات آپ کی بدولت متصور ہے یا نہیں ہم امید وار جلد وصل جزا الاحسان
کے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ ہم تمہارے اور ان صاحبات محل کے بہت احسانمند ہیں
جتنا ہمسے ممکن ہوگا ہم تمہارے واسطے اور ان صاحبات کے واسطے قصور نہ کرینگے لیکن
اب مناسب ہے یہاں سے کسی اور مکان میں لیجا کر رکھو ایسا ہو یہ میں شہر ہے بدمعاشوں
کا ہنگامہ فساد زیادہ ہو جاوے پھر وہاں سے منصور نگر میں اکبر علیخاں کے مکان میں اکر
رہیں اوسوقت بیبیوں نے چٹھی اپنی سرگذشت کی اور مرم صاحب کو ایک گوئندے کے ہاتھ
بھیجی کہ تو اس لشان کے بتلانے سے مورچہ انگریزی سے بسلامت گذر جائیگا چنانچہ جب وہ چٹھی جرل
صاحب کے پاس پہونچی اوس گوئندہ کو رخصت کیا رات کو ایک گوئندہ فقیر بنا ہوا اوسکا جواب لایا اوسی
سے رسل رسائل لیومیہ اخبار جیبی دشہر میر واجد علی کی جہت سے جاری ہوا اور دربار کی حاضری
اپنے عذرات بارد و علالت مزاج سے کم کر دیے ادھر سے مایوسی ہوئی ادھر سے امید
غرض جب خبر ایڈمرم کو قید ہونا اور زندہ رہنا میم صاحبات کا مفصل معلوم ہوا اسوقت
دیوان انت رام وکیل راجہ مان سنگہ کہلا بھیجا کہ اگر یہ اسیر بچ جائینگے تمہیں سرکار سے انعام بارہ لاکھ
روپے کا ملیگا اور جاگیر ہی تمہاری او متعلقان کی ہوگی انت رام نے عرض کیا کہ اگر آپکے
اس ارشاد کا اونھیں یقین نہ ہو فرمایا اونکی عرضی لاؤ ہم پروانہ دینگے عرض میر صاحب
نے عرضی لکھی کہ محلات واجد علیشاہ مجھسے تعلق ہیں امید وار ہوں جو ہمارے ساتھ ہو سب کی
جان بخشی ہو اور خدا چاہے تو آپکی امانت بسلامت آپ تک پہونچے جب یہ عرضی گذری
حسب المعروضہ پروانہ آیا اور یہ بھی فرمایا کہ اس جان بخشی کے سوا لاکھ روپیہ انعام
ملیگا اور اسکے دینے میں ہرگز تساہل نہوگا بشرطیکہ میم صاحبان کی جان بچاؤ گے۔
جب انت رام نے پروانہ دیا ہوش جاتے رہے اور ڈرے کہیں مبادا تلنگے دیکھ لیں
یا کچھ سن لیں کہا تم اسے چھپاؤ کل میرے مکان پر مجھے دینا۔

ایکدن بیگم صاحبات نے کہا اس مکان سے کسی اور مکان وسیع مین لیجا کر رکھو ہم یہان تنگ
ہین چنانچہ آزصاحب مقتول کی بی بی بیٹی اوس جگہ صاحبہ قیصر باغ کے گوشہ عافیت مین
بیٹھ رہی تھین محمد بیگ کمیدان کے سپاہی کچھ اذیت دیتے تھے اونکے بدلے پہرہ پر سکھ والون کو
مقرر کیا تھا بعد قتل آزصاحب تین دن تک اوسی کنج قفس مین بے آب و دانہ رہی تھین کسیکے
خبر نہ لی کسواسطے جو شہ تک تھے اونکو اپنی جان کی پڑی تھی جب ایک سپاہی نے اونپر رحم کیا کر
عیش باغ مین اننت رام سے جا کر یہ اسرار زبانی بیگم صاحبہ بیان کیا اونسے کچھ روپیہ صرف
روپیہ بھیجا اور بہت سی تشفی کہلا بھیجی کہ ہم کبھی ایسی غفلت نہ کرینگے اور اوس سپاہی کو بھی
کچھ دیا اور پھر کمر ہمت باندھ کر مستعد اونکی رہائی کے ہوئے دربار مین میر واجد علی کو
ہمراز سمجھکر یہ تدبیر نکالی یعنی مس آرا کو بیمار خود ساز بنایا اور صحت الدولہ سید محمد خان کو
بھی موافق کر لیا اوسکا نام عباسی رکھا اور میر واجد علی نے اوس لڑکی کو سمجھا دیا کہ جب [illegible]
یا کوئی اوے تم اوسوقت اپنی شکل اور حالت بیمارون کی بنا لینا چنانچہ حکیم صاحب
بموجب مشورہ مجوزہ محمد خان سے جا کر کہا کہ عباسی ایسی بیمار ہے کہ کل تک بچتی نظر نہین
آتی محمد خان نے علاج کو کہا میر واجد علی نے اننت رام سے وعدہ کیا کہ اسے کسی حکمت سے نکال کر
عالم باغ بھیجدینا مناسب ہے دوسرے دن میر واجد علی نے معرفت حکیم صاحب
محمد خان سے کہلا بھیجا کہ وہ لڑکی جو کل بیمار تھی آج مر گئی ہمنے اوسے دفن کروا دیا
کہا بہتر کیا جب اننت رام اوس لڑکی جنازہ اپنی حکمت عملی سے بنا کر قیصر باغ سے نکلے اور
اپنے ہاتھی پر چھپا کر خوشی خوشی مع اپنے ہمراہیون کے لے چلے جب چنہٹ پر پہونچے دفعتہ
کچھ پاس سوارون نے آکر گھیر لیا پوچھا کون ہو کہان جاتے ہو اوسوقت دیوانجی کے حواس
باختہ ہوئے بیہوش ہو گئے مگر اوسیوقت اوس لڑکی کو ہوشیاری سے اپنے لحاف
مین لپیٹ مثل لگا و تکیہ بنا کر اپنے کہار معتمد کو چپکے کر دیا فی الحقیقت وہ بڑا نمک حلال
تھا کیونکہ ساتھ بغل مین دبا کر کنارہ راہ سے لے گیا پھر یہ ہاتھی سے اوترے
[illegible] بہت سی [illegible] اشرفی اون سوارون کو دیکر نجات پائی وہان سے [illegible]
علاقہ مین پہونچ جاوین [illegible] اوس لڑکی کی [illegible] سپاہی [illegible]

مہندی لگانے شریک محفل ہوئین ۔

مرزا برجیس قدر باہر برآمد ہوئے پہلے نواب شرف الدولہ نے نذر دی اوسکے بعد
نمبر نمبر اقربا اہلکار افسران فوج نے نذر دی خلعت ہونے لگے عبدالرحیم قوم قصاب داروغہ فیلخانہ
جو بعد معزولی مفتاح الدولہ ہوا تھا صاحب علی خزانچی قوم جولاہہ کو بھی چودھری باغبان جس نے
پھولون کا سہرا بنایا تھا میر کاظم علی داروغہ میگزین جو آتشبازی لایا تھا اور اوسکے وکیل کو
یوسف خان داروغہ توپخانہ جسنے ۲۱ فیر سلامی کی چھڑوائی تھی محمد پناہ آتشباز کو جو آتشبازی
لایا تھا ہر ایک کو دوشالہ رومال ملا اوسوقت لوگون نے عرض کیا کہ عجیب ماجرا ہے کہ پہلے
خلعت بڑے اہلکارونکو دینا مناسب تھا اوسکے بعد چھوٹی امت کو غرض رات بھر خوب جلسہ رہا
محلات کو کھانا تک نہ ملا سبھون نے اپنے گھر سے منگواکر کھایا بازار میں بہ خوبی انتظام تھی کشمیرن
نے یہ غزل گائی ؎ غیرت مہتاب ہے برجیس قدر + گوہر نایاب ہے برجیس قدر + اودھر تقدیر نے یہ
حسب حال پڑھا ۔ چھوٹتا ہے تمسے اب یہ لکھنؤ + جشن شادی خواب ہے برجیس قدر + دوپہر دن
تک یہ صحبت رہی سہ پہر کو سب رخصت ہوئے جناب عالیہ بھی جو لکھی ہین تشریف لائین ۔

خبر شکست میر مہدی حسن خان ناظم

غرہ رجب ۱۲۷۴ھ کو خبر آئی کہ جنگ بہادر کمانڈر انچیف گورکھا اور فوج گورہ نے سنگرامئو
آکر میر مہدی حسن خان ناظم سلطانپور سے لڑائی کی وہ تھوڑے سے پسپا ہوئے فوج انگریزی پاس
کوہ جنسپور بدھ صدوئے تک چلی آئی راجہ حسین علی خان خوب لڑا زخمی بھی ہوا تاب نہ لاسکا راہ گریز
اختیار کی ممو خان نے حکمنامجات بنام راجہ مادھو سنگہ تعلقدار گڑہ امیٹھی کو اس مضمون کے
بھیجے کہ تم از راہ نمک حلالی سد راہ فوج ہو سنے معلوم ہوا تم سازش رکھتے ہو اور حکمنامے سب کے حاضر ہونے
کو جاری ہوئے سکو بیان کا حال اول مرحلے مین بخوبی کھل چکا تھا بالاتفاق ہمزبان ہوکر یہ جواب دیا کہ ہم
اپنی اپنی حدود پر حتی الوسع روکتے ہین ہرگز قصور نہ کرینگے چنانچہ گوربخش سنگہ تعلقدار رامنگر دھمیڑی
حشمت علی عامل سندیلہ وغیرہ انمین سے کوئی حاضر نہوا اور فوج انگریزی کاندو کے نالے تک ترقی
چلی آئی اس بیچ مین ہر جگہ انکا ویسی لڑائی بھی ہوئی تھی امیٹھی اور گوشائین گنج مین پہونچے

اور موضع دھرہرہ میں مصاحب علی زمیندار سے لڑائی ہوئی دوسرے دن اوس سے ممو خان نے آکر اپنی بغاوت
کی اور کہا چودہری صمصام علی سلیم پور میر صفدر علی عامل حیدرگڑھ قمر الدین حسین عامل گشائینگنج وغیرہ
توپ پر حیدرگڑھ میں ٹہری بہادری سے مارے گئے اور مینے باوجود ہونے توپ کے ایسا معرکہ
کیا اگر میرے پاس توپیں ہوتیں ایک کو نہ چھوڑتا ممو خان نے دو توپیں میگزین دو پلٹن نجیب خلعت [illegible]
چکلہ داری گوشائینگنج حیدرگڑھ وغیرہ دیکر حکم دیا کہ ان ثلاثہ کو جاتی ہی زندہ لاتا یا سر بھیجدینا اور جب فوج
آئی اوسکے سدراہ ہونا کہتے ہیں کہ امانی صاحب نے میر مہدی حسنخان ناظم سلطانپور کو بااخفا پیام بھیجا کہ
اگر فوج سرکار کی آنے کی راہ میں تم مانع نہوگے اور جدا نہو جاؤگے تمھیں سرکار سے پچیس ہزار روپیہ کا دستا
نسلاً بعد نسل ملے جائیگا انہوں نے اوسوقت کے نشہ نخوت سے تعارض اوسپر کچھ اعتنا نہ کی بلکہ اظہار عجب
کیا اور بعض کہتے ہیں فی الحقیقت پہلوتہی کی اسپر انکا دوسو ماہواری کا پنشن سرکار سے
ہوا واللہ اعلم۔

خبر شکست فرخ آباد و بریلی

فرخ آباد میں یہ صورت ہوئی کہ جب فوج انگریزی کانپور سے پہونچی فوج فرنگی نے سامنا کیا لیکن
کئی دن زد و بدل کے بھاگ گئے گودام سرکار جمیں طاقہ ہر قسم بانات مخمل کاشانی وغیرہ اسباب تھا سب لوٹا
توپیں لیکر اوس پار اوترے اور لکھنؤ پہونچکر عیش باغ میں پڑاو کیا جتنی بانات مخمل وغیرہ لائے تھے
رعایا کے ہاتھ کوڑیوں بیچی - نواب تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد وہ بھی گرفتار دام فوج باغی ہو گئے
تھے آخر کچھ بن پڑا یوں ہوکر انکو مع عیال و اسباب ضروری اسپار دریا کے اتروا سیدھی بریلی کو
ایک گوندیر نے اوسیوقت اونکی کوٹھی میں جاکر آگ لگادی لکھا روپیہ کا اسباب جلکر خاک سیاہ ہوگیا
جبکہ فوج سرکار نے جاکر شہر کا بندوبست کیا رعایا سے پہلے ہر قسم کے ہتھیار لیلیے تھے پھر کتنی لاکھ لیکر سب کی
جان بخشی کی نواب تفضل حسینخان بریلی گئے وہاں سے خفا ہوکر کونڈی میں جاکر شریک حال قافلہ مفرور لکھنؤ ہوئے
جب سرکار سے امان مطلق ملی سبکے ساتھ یہ بھی آئے نواب کے عیال فرخ آباد گئے اور روبکاری تحقیقات کی نواب کو
حکم ہوا قلمرو سرکار کے ملک سے نکل جائیں چنانچہ بحفاظت سرکار مقیم مکہ معظمہ ہوئے جنرل ہیر و صاحب کی
بدولت بچے اسی جہت سے وہ درجہ اعلیٰ سے اپنے کچھ دنوں کم ہوگئے پھر اوسی درجے پر ہوکر

چیف کمشنر اودھ ہوکر بسبب علالت مزاج ولایت گئے۔

انتظام بریلی کی صورت ہوئی کہ نواب خان بہادر خان مدت تک عہدۂ جلیلہ سرکار پر ڈپٹی یا صدر اعلی رہے سر رشتہ انتظام سے واقف تھے تحصیل ملک بخوبی جاری رہی فوج جنگی خزانہ سرکار لوٹ و قتل کرکے دلی چلی گئی تھی اونھین نمک حرام سرکار سمجھکر رہنے دیا اونکے بدلے ہمقوم اپنے پٹھان تہیلے پیل بہیت کے رکھے جو ہمیشہ سے نامی بھاگنے کے تھے اپنے نزدیک سپاہی سمجھکر رکھا فوج انگریزی جو نینی تال پہاڑ سے اتری مقابلہ ہوا کئی مرتبہ شکست بھی دی فی الجملہ میدان اونھین کے ہاتھ مراد آباد اور ملک اودھ سے فوج پہونچی دس ہزار کی جمعیت سے بھاگ کر مع عیال ملک اودھ مین آئے ہزار کا خون ناحق ہوا اور اپنی برباد ی اپنی نافہمی سے کی اگر صاحبان عالیشان سے موافقت باطنی کرتے غالب ہے کہ یہ صورت خرابی کی نہوتی ہر چند نواب یوسف علیخان رامپوری نے ازراہ ہمدردی دوستانہ سمجھایا لیکن نشہ نیک دماغ سے نہ اترا نواب محبت خان کی اولاد نمک پروردہ سرکار دولتمدار لکھنؤ کس عزت و آرام سے تھی فوج باغی کے ہاتھ سے تنگ ہوکر اور ازراہ حق ہمدردی فی الجملہ روٹی کا بھی سہارا سمجھکر بریلی گئی دربار کا رنگ حکومت دیکھکر ان سب کے نشے ہرن ہوگئے اگرچہ پہلے خان بہادر خان نے اپنا ہمسر ریاست سمجھکر بعزت استقبال کرکے داخل شہر کیا اپنا مہمان ناخواندہ سمجھا اور باطن مین متوسل سرکار جانکر کھٹکا رہا اپنے شوریٰ خاص مین نہ داخل کیا اور نہ بخوبی صاف ہوئے تا مدت قیام صورت نان خشک بھی پیدا نہوئی بلکہ از این سو راندہ و از آن سو راندہ ہوئے جب سب کے ساتھ شہر سے بھاگے حکیم محمد حسن خان طبیب معقول بہت نیک بخت شاگرد رشید حکیم مرزا محمد علی اپنی شامت اعمال و قضا سے گورکھپور مین مارے گئے باقی قافلہ بہزار خرابی لکھنؤ پھر آیا بعد تحقیقات و ہمدردی کے سرکار سے کچھ پنشن با وام حیات ہوگیا داد و فریاد سرکار سے بہت کی کلکتہ مین بھی بعض نے جاکر سوال کیا صورت اول پیدا نہوئی

حکایت کپتان ہیرڈنگ صاحب

ایک سوار صاحب قسم رسالہ کپتان ہیرڈنگ صاحب تھی کہ تا سیر ازراہ اعلی فوج باغی سے ملکر

صاحب نے مجھپر بڑی عنایات کی اور خبر فوج کانپور و فیض آباد پوچھنے لگے مین کہا جو کچھ ہے
آپ بھی سنتے ہین مین بھی سن رہا ہون کہا ہم تمسے ایک بات پوچھتے ہین بشرطیکہ سچ کہو اب
ہم اس معرکہ درپیش مین کیا صورت کرین مین نے کہا یہ امور سلطنت ہین جیسا حکام اپنی مصلحت
وقت سمجھین لیکن مین گستاخانہ عرض کرتا ہون کہ بظاہر سارا ہندوستان دشمن جان و مال
سرکار ہوگیا ہے اسصورت مین جو سرکار کا خیرخواہ معتمد و وارث ریاست ہر مقام ہو اوسکا
ملک اسے دیدیجیے اور آپ مع عیال و اطفال سیدھے کلکتہ چلے جائیے جب تک
ولایت سے کمک پہونچے یا ہندوستان مین کسی معتمد کی فوج جرار آپکے شریک ہوجاے
یا ایسی قوم نوکر رکھیے جس سے انتظام بسہولت ہوسکے سہارے اپنے دشمنونکی سرکوبی کیجیے
اس صورت مین غالب ہے کہین خونریزی نہو اور یہ ہنگامہ از خود موقوف ہوجاے اور اگر
غصہ و غضب سے کام فرمایئے گا و مظلوم کے مساوی کرنے سے اعتبار سرکار جاتا رہیگا
پھر اصلاح و آبادی ممالک بسبب تالیف مشکل پڑیگی اور اگر یہانکے حکام پر چھوڑ دیجیے
گا انسے ایسا انتظام کبھی نہوسکیگا بلکہ میدان خالی دیکھکر ہر سردار و حاکم آپسمین نفاق و
جاہ سے کٹ مرینگے اور پھر تنگ و کمزور ہوکر آپ سے ملتجی حمایت و اعانت کے ہونگے کہا
تمھاری رای مناسب ہے اور اکثر ہمارے صاحبون کے نزدیک بھی طرح دینا مناسب ہے لیکن صاحب
فینانشل کمشنر کی راے اسکے خلاف ہے کہتا ہے جب ولایت سے ہماری فوج آئیگی ہم [illegible]
کو زیر و زبر کر دینگے اسیواسطے بیلی گارد مین سامان آذوقہ جمع کیا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے۔

حکایت جنرل لارنس صاحب

اسیطرح ایک مرد جہاندیدہ جو قافلہ شاہی کے ساتھ لندن بھی آتے تھے مدت سے بیمار ہوکر
پھر آئے اوسنے ایکدن جنرل لارنس صاحب کو عرضی اس مضمون کی دی کہ میری عمر اسی برس
سے زیادہ کی ہوگئی ہے نظر پیش آمد فساد ہندوستان جو کچھ میری عقل ناقص مین آیا ہے عرض
کرتا ہون مشیر خلیق حکام عالیشان بعد تامل انصاف سے شنین کرین ہنگامہ فساد مین اگر
اعلیحضرت سرکار بمصلحت وقت [illegible] واجد علیشاہ کو بدستور بحال فرمائین جتنی رعایا ہے [illegible]

کبھی سر نہ اوٹھائیگی کسواسطے کہ بنگال احاطہ فوج مین تلنگے نصف سے زیادہ رہگئے ہین اور اودھ مین تعلقداران
کی سرکوبی کو کافی ہونگے فقط مقابلہ شاہ دہلی رہجائیگا یہ انسے بھی ممکن ہے اور آپکی فوج بھی ساتھ
ہوگی دو سبب سے ایک تو یہ کہ یہ ساختہ پرداختہ آپکے ہین دوسرے مخالف مذہب ہی کہ انجام کار بسہولت
ہوجاوے وگرنہ ابطال ہر طرح کی خرابیان اور نقصان سرکار اور بدنامی مشہور ہے کسواسطے کہ مقابلہ محض جاہل
گوروں ملازمان سے ناعاقبت اندیش نافہمون سے ہوگا عرضی کو پڑھکر فرمایا تمکو کسنے سکھایا ہے عرض کی کہ قسم ہے اوس
خدا کی جسنے مجھے پیدا کیا فقط جو کچھ میری عقل ناقص مین گذرا اوسے گستاخانہ عرض کیا کہ آپ خود دریافت
کر لیجیئگا اور کرنہ مشتول ہون فقط خوشباش شہر ہون فرمایا بعد تین مہینے کے اسکے جواب کو میرے
پاس آنا چنانچہ صاحب نے اوس عرضی کو روانہ کونسل کلکتہ کیا بعد ہفتہ عشرہ کے ہنگامہ فساد برپا ہوا

معرکہ عالم باغ

۲۲ رجب کو دوسری فوج نے عالم باغ سے نکلکر قبل از داخلہ فوج سلطان پور جو ڑلی
چلی آتی تھی قریب کوٹھی دلکشا و محمد باغ مورچے قائم کیے اس طرف سے بھی فوج
جمع ہوکر لڑائی ہونے لگی گوروں نے محمد باغ کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا نجیب تلنگون
کے مورچے پر گوروں نے ایسا دبایا کہ کشتون کے پشتے کر دیئے اکثر باغ کے کنوون مین گر کر مر گئے ۔

ایک دن فوج انگریزی قلعہ جلال آباد سے نکل کر بجنور پہونچی جو قلعے سے ایک کوس ہے
فوج باغی جو وہان تھی پہلے مقابلہ کیا بعد اسکے بھاگی گوروں نے قصبہ مین جاکر مرغ انڈا بکری
بھیڑ اور سامان کھانے کا لیکر چلے آئے وہان کے رئیس عورات اطفال کو لیکر پیادہ
پاسا کھو کے جنگل سے ہو کر گرتے پڑتے اپنے آبادی دو کانون مین آکر پڑے جنکو اہل
شہر سے کچھ تعارف تھا اونکے گھر جاکر مہمان ہوئے ۔

ایک دن گورے قلعے سے ۸ کوس بسواڑے مین جاکر رسد غلہ وغیرہ قیمت دیکر لائے
وہان کے عامل اور زمیندار کو بھی پکڑ کر عالم باغ مین چیف کمشنر کے سامنے لے گئے مقید ہوئے
دوسرے دن اقرارنامہ رسد رسانی دیکر نجات پائی ۔

نے چھپ کر جو قریب قریب قریات عالم باغ تھے راکٹو رسد پہونچاتے تھے دو سیر روپیہ کا آٹا بیچکر چلے آتے تھے اسیطرح اور غریبا جان جو کم کر کے ناکولات وغیرہ کانپور سے لاکر بیچتے تھے بعض بھوشا پیچ برچہ اخبار بھی دیتے تھے اسی رسوخ سے اکثر ونکا بھلا بھی ہوگیا سرکار سے کام بھی ملا ۔

ایک دن کچھ مجروح گورے کرانچی چھکڑے پر سوار بنی کے ٹوٹے پل پر چڑھ باندھکر لبلامت کانپور چلے گئے تیسرے اثر چار سالہ جسکا بیٹا اوکرنبلا سے میر خدابخش مین تھا ایک دن کسی نے سوار تیار ہو کر بنی گئے وہاں کے تھانہ دار اور کئی برقنداز کو مارا گودام سرکار مین ہو کھانے کی چیز مٹھائی وغیرہ ملا لوٹا تار برقیہ کو جابجا سے توڑا ایک صاحب کئی سواروں سے سڑک پر ملا سوار بھاگ گئے اوس صاحب کو مار کر اوسکا سر سرکار مین بڑی بہادری سے لیکر گئے ۔ اوسکی کچھ کرتی افسروں نے لے لی اوسنے کہا میرے قتل کرنے سے کیا لندن خالی ہو جائیگا میرے پاس اشرفیاں ہین لیلو تم نا کہا بعد تمہارے قتل کے سوا ہمارے کون لے لیگا تمہارے ہاتھ سے لینا کیا ضرور ہے ۔

روز شنبہ ۱۹ - رجب مطابق ۶ مارچ فوج انگریزی دلکشا سے پل باندھکر او سپار چہنٹ کے اوتری جانب جنوب گوروں نے مورچہ باندھا فوج باغی نے قریب کوٹھی جنرل مارٹن مورچہ قائم کیا توپ چلنے لگی اور ایک مورچہ بخت خان نے چکر والی کوٹھی کی طرف لگایا اور اپنے نصف کمپ سے اجریا مین مورچہ کیا یوسف خان محمود خان کے بھائی کو حکم ہوا کہ اپنی فوج لیکر کمک کو جائے شرف الدولہ غلام رضا کو حکم رسد رسانی کا ہوا اوسیوقت خوانچے والے ناکولات تر و خشک لیکر جا پہونچے طرفین سے خوب لڑائی ہونے لگی - اس عرصہ مین فوج انگریزی جو سلطانپور سے آگئی تھی وہ بھی شریک معرکہ ہوئی نواب شرف الدولہ ہاتھی پر سوار ہو مع فوج دھاوے کو چلے کوکرال پر مقابلہ ہوا ایک بم کا گولہ نواب کے ہاتھی سے ہوا ایک رسالدار ہمراہ رکاب تھے گرا مر گیا نواب یہ سانحہ دیکھ گھر کو پھرے فوج نے بھی اپنی راہ لی مگر ایک صاحب کا سر فوج کے ہاتھ آگیا اوسے بتفاخر بیب دروازہ اکبری گیا احمد اللہ شاہ فقیر جو چکر والی کوٹھی مین اُترا تھا اوس نے بھی نکل کر مقابلہ کیا اپنا مورچہ ککرال پر قائم کیا فوج باغی سے

کہنے لگا نواب سب مارا ہوا ہے اسواسطے چلا گیا پھر ساری فوج کے پانوٗن اوکھڑ گئے اب تمھین لازم ہے کہ آج اپنا مورچہ یہان رہنے دو کل ہم دھاوا کرینگے اور جیسے ہمارا ساتھ دینا منظور ہو اچھا اچھا گرانڈیل جوان الگ ہو جاوے چنانچہ ایسی دو پلٹنین تلنگی جدا کین اونھین اپنی کوٹھی کے قریب رکھا اور سب سے قسم نہ بھاگنے کی لی۔

جب یہ خبر سرکار مین پہونچی اہلکارون مین مشورہ ہوا کہ یہ لڑائی فتح کریگا ماننگون کی شرکت سے شہر مین قوت پکڑ جائیگا ریاست مین فساد ڈالیگا پس جتنی فوج اوسکے پاس ہے طلب کرنا چاہیے یہ بھی اقبال صاحبان عالیشان کا تھا کہ آپسمین ہر روز بلکہ ہر وقت ایسے فساد چلے جاتے تھے اگر اچھا نا ایک بناتا تھا دوسرا اپنی بدنفسی سے بگاڑ دیتا تھا غرض نصف شب کو چوبدار طلب فوج کو گیا کہا تم ریجیقدر کے نوکر ہو یا شاہ جی کے تلنگون نے کہا کہ ہم ریجیقدر کے نوکر ہین چوبدار نے کہا حکم سرکار زبانی ممو خان یہ ہے کہ اسیوقت ہمارے پاس چلے آؤ سب اوسکے ساتھ چلے آئے اونکا مورچہ گرد قیصر باغ کے ہوا۔

شاہ جی یہ حال دیکھکر مضطر ہوکے جتنے تلنگے اونکے ساتھ رہگیے تھے اونکا پہرہ گرد کوٹھی کر دیا صبحکو فوج انگریزی نے دھاوا کیا کوٹھی پر بم کے گولے مارے شاہ جی مع اصحاب بھاگ کر شہر مین سرا معتمد الدولہ مین اترے کچھ زخمی بھی ساتھ تھے اوسے بمنزلہ قلعہ سمجھے گلیون مین چھپ توپ لگا دی پہرے کھڑے کر دیے۔

گورون نے دریا گومتی پر پل باندھکر ایک برن اوسپار اوتارا اجیاؤن کا مورچہ لیلیا دوسرے برن نے موضع بھٹولی علی گنج چاند گنج مین عمل کیا اور اوسیدن بادشاہ باغ واقع رہنا سلطانی لیلیا پلٹن دسٹے بائین مع بہادر علی مخدوم بخش کپتان جنکا پڑاؤ وہان تھا سب اپنا اسباب چھوڑکر بھاگے گورون نے وہ لوٹ کر توپین بم کی لگا دین اوسیدن تقریباً آٹھ سو آدمی جان سے گیے زخمیون کا شمار نہین ممو خان اوسوقت بدحواس ہوکے تھوڑے سے دلاور ایکرہ حصں پر آکھڑے ہوے دیکھا گورونکا اسباب چکروالی کوٹھی سے بادشاہ باغ کو چلا آتا ہے سوار ون کو بلاکر پرا جمایا حمید اللہ خان جو بریلی سے آیا تھا بڑا بہادر مشہور تھا اوسی حکم دیا کہ تم سوار اپنے ساتھ لیکر جاؤ پھر پکارکر کہا کون کون اونکے ساتھ جاتا ہے جو بہادر ہو جاوے

کسینے کچھ جواب نہ دیا شیخ احسان اللہ بیگ شریک ہمراہی شیخ فضل علی ڈاکو نے کہا ہم اونکے ساتھ
جائینگے مگر جدا گانہ ممو خان نے کہا بسم اللہ انکے ساتھ اور سوار جائینگے پھر ۱۲ رسالہ کے سوار جمید قدرخان
کے ساتھ ہوے گھوڑون کی باگین لین کوئی نہ پہونچا سب گرد ہوکر رہگئے فقط اوسنے جاکر گورونکی
بہ تجلی پہنچے خالی کیے کئی آدمیون کو مارکر پھر آیا زخمی بھی نہوا فوج باغیہ مین واہ واہ کی دھوم
مچی اور جو کام اوسنے کیا وہی شیخ احسان اللہ بیگ نے بھی کیا ممو خان نے دونونکو دوشالہ رومال دیا
گورون نے ۸ توپین بم وسیل کی بادشاہ باغ سے قیصر باغ اور دوحسن گنج کیطرف سے
لگاکر شام سے مارنا شروع کی جب قیصر باغ مین گولے برسنے لگے فوج بہادر نے بھاگنا شروع کیا
پھر فوج انگریزی نے دھاوا کرکے اسطرف پل آہنی کے مورچہ لگایا ابتدا سکے کربلا نصیر الدین
حیدر سے امام باغ تک اپنا عمل کرلیا بہت سی رعایا اور سپاہ رکی بیگناہ ماری گئی مگر توپین نواب علی
خان کے امام باغ مین لگی تھین اونکی فوج کا گزر اوبھی اسطرف تھا کچھ نے نہ دیا

سانحہ حیرت افزاے فوج باغی

۵ - رجب روز شنبہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۰ فروری پلٹن گرائی کے تلنگکی چھاتی سے سوروپیہ
مین ہار روپیہ گم ہوے ایک لڑکے کو چوری کی علت سے پکڑ کر ممو خان کے پاس روبکاری
لائے حکم ہوا اس لڑکے کے وارث سے جاکر یہ روپیہ لیلو اوسنے کہا میرا باپ مرزا بنیاد علی بیگ
محلہ اشرف آباد مین رہتا ہے میرے ساتھ چلو دلوادون بیس تلنگے مسلح اوسکے ساتھ آئے میرن صاحب
کمیدان کے بیٹے سے گھر کا پتا پوچھا بنیاد علی بیگ کا کون سا گھر ہے بتایا جب باہر آئے ماجرا
بیان کیا انھون نے کہا حاشا مین اس سے واقف نہین گفتگو بڑھی آخر مرزا کو گرفتار کرکے لیچلے
مرزا علی حسن جوان رعنا یہ مجرد سنتے اپنے شیر بچہ تلوار لیکر چلا جب تھانہ پل اشرف آباد پر پہونچا
جوشش جرات اجل گرفتگی او رمحبت پدری سے پکارا مجھے میرے باپ کے بدلے لیچلو
سپاہی ڈرسے ایسا نہو پیچھے سے شیر بچہ دانمدسے دفعتہً کئی تلنگے پھر پڑے باقی اونکو لیکر
آگے بڑھے اس جوان مرگ نے شیر بچہ کو آگ دی نہ چلا گھبرا کر نالے کیطرف چلا تلنگون نے جھپٹ کر

وہین اوسکا کام تمام کیا بعد ایک ساعت کے چارپائی پر نعش گھر مین آئی حشر ماتم برپا ہوا اسے کس زبان سے بیان کیا جائے شام کو پہلوی مرزا عباس قلی بیگ مرحوم کے دفن ہوے باپ بھی چھوٹے کر آئے شریک دفن ہوے ایسے خون ناحق شہر مین بہت سے ہوے انصاف کون کرتا جہان لٹیرے ظالم بیدین سفاک جمع ہوے ہون شرفا و نجبای شہر نے اپنے گھر سے باہر نکلنا موقوف کر دیا تھا لاحول و لا قوۃ الا باللہ

مہاراجہ بالکرشن دیوان کا مرنا راجہ بہاری لال کو خلعت ہونا

۱۰ ماہ رجب ۱۲۷۲ھ مطابق ۲۵ فروری مہاراجہ بالکرشن مرض اسہال سے مر گئے یہ اپنی وضع اور استقلال مزاج اور فہم سے اس زمانے مین بہت غنیمت تھے اور خیرات و مبرات ہنود و بیراگی فقیر دور دور سے آکر عیش باغ مین برسات تک انکے مہمان رہتے تھے پچاس ہزار سے زیادہ اونکی مہمانی مین صرف ہوتا تھا بعد دسہرے کے سب چلے جاتے تھے اور اپنے سیاق پیشہ متصدی گری مین بہت ہوشیار تھے سارا ملک محروسہ نوک زبان یاد تھا اور ہر سلطنت مین ذریعہ انکا محتاج ازروے واقفیت و قدامت رہا اور عیش دنیا بھی ایک منضبط اوقات سے کیا اس انقلاب سلطنت کے ہوجانے سے زیادہ تر آلام روحانی اوٹھایا اور اپنی سرکار سے کھٹکا بھی بازپرس کا جاتا رہا اور اپنی آبرو کی حیثیت سے پانچ سو روپیہ بھی نذر نہ کیا اور سلطنت جیسی مین اس عہد کو باکراہ مجبوری قبول کیا اور گو ہاں زمینداران ممالک محروسہ انھین کی صلاح سے اپنے اپنے علاقے پر چلی گئی تمام کچھ رہ گئی تھی درپردہ سرکار انگریزی کیواسطے کی تھی اگر جیتے رہتے کیا عجب تھا اسکا ثمرہ بھی اوٹھاتے غرض جب سرکار مین خبر ہوئی پہرے بجلہ حفاظت گھر پر آئے راجہ بہاری لال کو خدمت و اصلیاقی تھی سراسیمہ ہو کر نواب سے عرض حال کیا انھون نے نظر قدامت و سررشتہ سوروثی و خیرخواہی و نمک حلالی بہت تاسف کرکے پہرے بڑھا دیے اگرچہ مہاراج جہان گذشتہ کے دشمن دانا مگر تصحیت تھی جب نو دولت اہلکار ذلیل دنیا کا خذر سمجھایا دو خاص بردار چپراسی دیوان عدم بجلہ حفاظت رہنے دیے جب ماتم مذہب سے فراغت ہوئی ۱۴ رجب پنجشنبہ کو راجہ بہاری لال کو خلعت دیوانی ۲۲ پارچہ ملا

اور خلعت واصلہای راجہ تیز کرشن مہاراج کے بیٹے کو دیا سوم خدمت جیز زمان معتمد الدولہ کے رای دولت
کی بابت پیشکش سرکار مقرر تھا وہ بھی یا مصروف کار و با استعفا کے ہوجانے بھی بچی مگر بھی لٹنے سے بچا
بعد فتح و تسلط سرکار مہاراجہ اور راجہ تیز کرشن سے بگڑی دونون علیحدہ ہو گئی جب حکام سے مہاراجہ
بہاری لال کو صفائی زمان ماضیہ حاصل ہوتی سرکار سے ۱۱ ہزار روپے خرچ کو ملے آیندہ کو امیدوار پرورش
کیا عہدہ اکسٹرا اسسٹنٹی تجویز ہوا انھون نے قبول نہ کیا مگر حکام کو بدل اونپر رعایت منظور ہوتی
اور انکے انصاف محرک حق دیوانی زمان گذشتہ راجہ تیز کرشن سے ہوے پہلے چاہا کہ آپس مین تصفیہ
ہو جاے وہ نہوا آخر نوبت بعدالت پہونچی بعد خرچ اخراجات و حقوق وکلای عدالت دو سو ماہواری پر
تصفیہ ہوا ڈگری الی مادت حین حیات راجہ تیز کرشن پاکین جیدرو نکا دسکے بعد تیز کرشن کا حال
بسبب آوارگی مزاج اور خرچ لغویات نوبت بہ گدائی پہونچی مضطر ہو کر جے نگر بھی ہو آئے مکان خاص
بازار کا نشان نرہا بھوانی گنج اور کاؤخانے مین مکان وسیع ہوا یا تھا بک گیا ۱۰ لاکھ روپے کے نوشہ
سرکاری ہمراہ جان گذشتہ کے پاس تھی سوای مالیت خانہ وغیرہ اونکا بھی نشان نرہا کہان گئی اور
کیونکر خرچ ہوا اب شاید راجہ گنج سنگہ کچھ کفالت قوت لایموت کرتی ہین انکی گھر کی دولت کا سبکو تعجب ہے
کسی کی فہم مین نہین آتا —

فوج انگریزی کا دریا کے پار جانا اور ہنگامہ قتل ہر طرف ہونا

۳۰ - رجب کو گورے ہاتھیون پر سوار مع توپ اور گارد سوارون کے دریا کے پار
اوترے سپاہ باغی ہر طرف سے دوڑی اور ہر جگہ پر بک کر بھاگی - رعایا بھاگ کر شہر مین اسپار آئی -

تفصیل فوج انگریزی ہمراہی کمانڈر انچیف

۵ فصل نمبر ۱۳ لائٹ انفنٹری - ۱۹ - ۲۰ - ۲۳ - فصل نمبر - ۲۵ - ۳۷ - ۸ - ۴۲ - ہائی
لنڈرس یعنی کوہی ملک اسکاٹلنڈ کے رہنے والے یعنی گنگرے والی - ۴۳ - ۵ - ۶۰ - رائفل

۶۰-۶۴-۷۸ ہائی لنڈرس ۸۲-۹۳ ہائی لنڈرس ۹۷ رائل ہارفس ملٹری ٹرین ۲۶ ہزار نیپالی ہمراہی جنگ بہادر مع سگرین و غلۂ لشکریان - ۲۰ ہزار اونٹ ۵۰۰ ہاتھی ۸ ہزار کرانچی چھکڑا ۸ ہزار کہار ڈولی وغیرہ یہ سب فوج قاہرہ جابجا ملک مین متفرق ہوگئی تھی اور پنجابی پلٹن اور رسالون کا حساب نہین معلوم اور جب سے داخل ملک اودھ ہوئے اور جتنے ہر جگہ راہ مین مورچون پر یا میدان مین مارے گئے یا زخمی ہوے اونکا حساب نہین - ۲۲ رجب روز شنبہ کوکب مریخ جلاد فلک قتال عالم برج عقرب مین طالع تھا بحساب نجوم قبل از طلوع آفتاب ساعت مریخ مین ہنگامہ کارزار طرفین سے جوش و خروش مین آیا پہلے گورون نے چاہا کہ بادشاہی رمنہ سے نکل کر مثل سابق در دولت پر چلے آوین لوہے کے پل سے مگر جب حیدرآباد ماہ نگر مین پہونچے آگ لگانا شروع کیا سپاہ باغی جو پکے پل اور لوہے کے پل پر بھی رعایا اوس پار کی شہر مین جانے کی مانع ہوتی کہ باعث ہراس رعایا شہر کا ہوگا بادشاہ باغ سے جب گورے نکلے راجہ منواسکے لوگ سدّ راہ ہوے طرفین سے مارے گئے تین توپین گورے بادشاہ باغ مین نہ لیجا سکے آخر گورے مردانگی سے باہر نکلے دو تلنگون کی گولی سے گر پڑے باقی چار دونون نعش کو توپ پر باندھ مثل برق جہندہ باغ مین کھینچ لے گئے اسطرف دریا کی جتنی توپین مورچون پر تھین چلنے لگین سپاہ بھگی اور افسران فوج کا در دولت پر ہجوم ہوا چودہری حشمت علی بحکم سرکار ۵ یا ۶ ہزار کو ہار سے سمت منڈیانون گئے تھے راہ مین لڑائی ہوئی گورے پسپا ہوے کچھ میگزین ہاتھ لگا پھر سب بھاگے بہت سے سوار دریا مین ڈوبے پیدل استیمر کشتیون پر سوار ہوکے سکو سے ڈوبے -

ککرال کے میدان مین پانسو سوار مسلح صف بستہ کھڑے ہوے تھے دفعتہً ۹ انگریز نے اون پر گھوڑے اوٹھائے بنفسہٖ نامرد بصورت سپاہی نیکر دھوکی ٹٹی کھڑے ہوے تھے سب لوگ دم بھاگے کئی تلنگے بین و بیسار نکل آئے اونمین سے تین گولی سے گرے اونکے سر کاٹ لائے -

اسیطرح ایک صاحب نے جنرل مارٹن کی کوٹھی کے مورچے پر دلکشا سے گھوڑا دوڑایا ایک توپ پر پہونچا ہاتھ مین چابک تھا کئی توپ پر کے گولہ انداز بھاگ گئے ایک بڈھا کھڑا رہگیا صاحب نے کہا صد آفرین تو بڑا بہادر ہے اب یہ توپ ہماری ہے اتفاقاً ایک تلنگے نے کہین سے گولی

گولی ماری کر پڑا اسکا سر کاٹ لیا شام کو طرفین سے لڑائی مورچون کی بند ہوئی -

۲۴ - رجب پنجشنبہ پہر رات رہے سے طرفین سے پھر لڑائی ہونے کے پل پر مورچہ جعفری پلٹن نجیب کا تھا خوب لڑا گورون کو پل سے ادھر آنے نہ دیا اوسوقت فوج انگریزی موسیٰ باغ کو چلی کھیلے گانون سے پار اتری ایک پانی کے تھالے کو گڑھا سمجھکر پھرے ایک تعلقدار کی گوپال تالے مین تھی وہان سے نکلکر ایک باڑھ ماری دوسری طرف چودھری کی گہار نے گورے پسپا ہوکر پکے پل پر آئے سپاہی سب بھاگے ایک تلنگہ توپ پر رہگیا اپنے ساتھیون کو پکارا اے نمک حرامون کہان بھاگ کر جاؤگے یہ کہکر اوسنے آپ توپ کو متاب دی اتفاقاً وہ گولہ انگریزی پلٹن پر گرا آگ لگ گئی اس عرصے مین تلنگے جو بھاگے تھے ہمت کر پھر آگئے گورے پیچھے ہٹکر پاشمنڈی کے گھرون مین گھسے لوٹا جو سامنے آیا پر غضب ہوکر گولی ماری غریب اپنے گھرون سے کچھار دریا مین چھپکر بیٹھے تھے اونھین پکڑکر اپنے پیش رو کیا جب توپ چلی پلٹے نشانے مین ادسے بعد اسکے گورے شاہ جی کے باغ کربلاے مریم مکانی جا لال کے باغ مین چلے گئے بعض مرد سپاہی اپنی جہالت سپاہگری سے نکلکر ٹرے مارے گئے گھر لٹ گیا کنار دریا دھوبی کپڑے دھو رہے تھے جب گورے گاؤگھاٹ سے پھرے ۲۷ کو گولیون سے مارا اونکے بیل جو قریب تھے اونکا شکار کرکے لے گئے ۲۵ - رجب روز جمعہ قبل طلوع آفتاب پھر لڑائی شروع ہوئی وقت عصر ایک صاحب یکہ سوار اوس پار دریا کے زیر درخت کے دوربین سے دو تین قدم کے سیش محل کو دیکھ رہا تھا اسطرف نہر اندہا تماشبین شہر جمع تھا کنار دریا ایک رسالہ تیار کھڑا تھا اونمین سے ایک شہسوار نے پرے سے نکل سوارون سے کہا تم مین کون ایسا ہی جو اوس پار جاکر اس صاحب کا سر لاوے سب چپ ہو رہے اوسنے پکار کر کلمہ شہادت پڑھ زیر نید گھوڑیکا کاٹ دریا مین سے مثل عقاب صاحب کے سر پر پہونچا پہلے گولی گھوڑیکو ماری صاحب نے دونالی بندوق سر کی سوار نے گھوڑیکا ویر لگایا جب دونون نال خالی ہو چکے اونے تیغ مارا صاحب گر پڑا اس عرصے مین کئی سوار انگریزی صاحب کی کمک کو پہونچے پھر اوسنے طرح خضر کے سر لی اپنی سر کی بچا کے نکلی اوسیطرح اوس پار چلا آیا واہ واہ کی بڑی دھوم مچی اون سوارون نے بھی پکار کر اسکی بہادری کی تعریف کی اور کہا اگر ایسی بہادری ہمارے لشکر مین کرتا افسر کلان ہوجاتا -

قیصر باغ مین فوج کا داخل ہونا جناب عالیہ کا نکلنا

۲۶- رجب روز شنبہ پھر طرفین سے لڑائی شروع ہوئی دوپہر کو گورون نے تاکہ چار باغ سے چاہا کہ امین آباد سے چلے آئین ہر طرف سے فوج جمع ہو گئی نہ آنے پائے

۲۷- رجب روز یکشنبہ دوپہر کو گورے پہلے اما میارہ جنت مکان مین آئے کچھ باغی مقام امن سمجھکر وہان چھپے ہوے تھے بعض مکان کی چھت کو بارود سے اڑا دیا اوسکے گرنے سے کئی آدمی دبکر مرگئے پھر وہان سے بشیر الدولہ کے امام باڑہ اور اصطبل سے ہوکر سیدھے قیصر باغ کے دروازہ پر آئے اس پھاٹک کے سامنے بڑا اودھس دیکر خندق کھودی تھی برج بناکر اوسمین توپین لگائی تھین پہلے گولہ انداز بھاگے توپین بھری تھین کانٹے اونھین داغ کر اٹھ جاتے مموفان نے جب یہ خبر سنی مستعد مرگ ہوکر اپنے جان نثارون اوٹھ کھڑے ہوے لیکن معشوق محل کے مکان سے کسی نے آگے قدم نہ بڑھایا آخر مایوس ہوکر پھر آئے ۔

وقت صبح شرف الدولہ حاضر حضور جناب عالیہ ہوے سبکی صلاح یہ ہوئی کہ اب جناب عالیہ کا یہان سے نکلنا مناسب ہے نواب تامجان پر سوار ہوے سیدھے اپنے گھر پہونچے قیصر باغ مین سب نے پیچھے کے پھاٹک پر باغ کے جو نواب روشن الدولہ کی کوٹھی کیطرف ہے ہجوم کیا پھاٹک مقفل تھا تلنگون نے گولیان مارکر اوسے کھولا مثل کبوتر دفعتہ سب کے سب گھبراکر باہر نکلے ہر طرف اوڑ گئے میر واجد علی کو داخلہ فوج انگریزی کا معلوم ہو چکا تھا صبحکو جناب عالیہ سے کہنا یہ واشارہ بہت سا سمجھایا اوسکا جواب بڑے استقلال سے دیا مموفان کو اپنی خوبی فہم سے نشہ اوسیطرح کا تھا یہ کہکر سوار ہوا نیے گھر چلیے چلے آئے ۔

جنرل اوٹرم صاحب مع صاحبان کوٹھی جنرل مارٹن مین جلسہ کمیٹی مین تھے کہ دفعتہ خبر پہونچی کہ میجر صاحب دو کمپنی گورون کی لیکر دلکشا سے پہلے دیوار رمنہ توڑکر حیات بخش کی کوٹھی مین آئی وہان سے میر فدا حسین کپتان کے مکان مین ہو قیصر باغ تک جا پہونچے اور اونکے آگے سے کچی دیوارین مکانون کی بنائی برس سینرس گراتے چلے جاتے تھے جب گورے باغ کے پھاٹک پر پہونچے کلہاڑون سے پھاٹک توڑ داخل باغ ہوے ہر روش پر پہلے چاندی کی

بارہ دری کے صحن مین نشان فتح گاڑ دیا افسر بارہ دری مین کرسی پر بیٹھے بڑی دھوم مچاتی فوج
سکھہ وغیرہ ریشہ اور مقبرۂ جنت آرامگاہ سے داخل ہوئی ہر طرف غل اور شور در غارت ہونا شروع
ہوا اس لوٹ مین ہزار ہا ملازم نمک حرام ہوکر لگگئے صاحبات محل مین قیامت برپا ہوئی لیکن یہ عجیب
بات خداداد ہے کہ اگر گورے اوسیوقت سیدہے مکان فرحت افزا مین قریب چولکھی چلے آتے کیا
عجیب ہے اوسیوقت جناب عالیہ برجیس قدر مع صاحبات محل سب کو گرفتار کر لیتے قصہ مختصر تھا مگر
اتفاقاً خان علی خان اوسیوقت کئی ہزار سپاہ سے داخل باغ ہوگئے تاکہ یودعلی شاہ پر کسی کے کہنے سننے
سے بہکانے سے تھوڑی دیر رک رہے تھے بہر حال گوروں سے باغ مین خوب گھمسان ہوا ہر
چمن پر نہر خون جاری تھی ہر طرف لاش کا انبار تھا گورے سمٹ کر سنگین بارہ دری مین ہورہے
تھے پیچھے سے جنگ بہادر کی فوج نے آکر باڑھ ماری سیکڑون گر پڑے آخر سب بھاگ گئے
خان بھی زخمی ہوے۔

جناب عالیہ سراسیمہ پریشان حال پیادہ پا مع صاحبات محل اور شاگرد پیشہ غول عورات
ملازمین باغ کے کوٹھونیر سے گھیاری منڈی کے پھاٹک سے باہر نکلین حلقہ عورات
عفت لبستہ اونکے پیچھے برجیس قدر ایک سید کی گود مین کندھے سے چمٹے ہوے اور تعالیجہ اور
چاندنی رفع احتمال کو ڈالے ہوے جنے راہ مین قافلۂ ناموس شاہی کو دیکھا بے اختیار
پیٹنے اور رونے لگا یہ انقلاب زمانہ تھا بہر حال گلیون مین گرتی پڑتی ٹھوکرین کھاتی ہر قدم
پر اوٹھتی بیٹھتی ہوئی ٹیلہ شاہ پیر جلیل سے گذر کے پل مولوی گنج پر پہونچین جواہر علی خان نے
اپنی پینس کہار آگے سے وہان بھیجدیے تھے قریب زوال شمس جناب عالیہ مع برجیس قدر
اوسی پینس مین سوار ہوئین باقی اور صاحبات محل وہان سے متفرق ہوگئے اس عرصہ مین
کچھہ سوار تلنگے شاگرد پیشہ تلاشی سواری ہر طرف سے جمع ہوکر ساتھ ہوے بیچی گنج نخاس
چوک ہوکر بغل دروازے مین غلام رضا خان کے گھر مین اوترین یہ مرد عاقبت بین
تھا کچھہ انجام کار سمجھکر عرض کیا یہان سے گوری سمت قریب ہے خدانخواستہ کوئی صورت
پیش آئے باعث رو سیاہی غلام ہو پھر وہان سے نواب شرف الدولہ کے گھر گئین وہان بھی یہی تردد
پیدا ہوا کہ شاید نواب نیا روخ سمجھکر صاحبان عالیشان کو بلوا کر گرفتار کروا دین حالانکہ یہ سب کا خیال

مگر اضطرار نواب سے ایسی نمک حرامی کبھی نہوتی چنانچہ انھون نے تین مرتبہ اپنی حکومت ہستعار مین عرضی اپنے حال کی لکھی اور پہاڑ والی جنابعالیہ وہان سے محلسرا حسین آباد مین گیئن وہان سے پھر غلام رضا کے مکان بین مگر رات کو ساہ جی کے مکان مگر رات کو ساہ جی کے مکان قدیم مین رہتی تھین شام تک جتنا عملہ شاگرد پیشہ تھا سب جمع ہوگیا ممو خان محلسرا حسین آباد مین رہے اور میان چوک تک پہرہ حفاظت کے کھڑے ہوے تھے۔

پیام جنرل اوٹرم صاحب جناب عالیہ کو

زبانی اہلکاران دربار جیسی یہ ہے کہ پہلے قیصر باغ مین جنرل اوٹرم صاحب نے پیام بعرفت مرزا علی رضا کوتوال بواسطہ شرف الدولہ جنابعالیہ کو بھیجا کہ ممالک محروسہ سرکار سے بموافق عہد دولت نواب شجاع الدولہ ملیگا بشرطیکہ لڑائی موقوف کرو ہم ان باغیون کے نکالنے کی تدبیر کرینگے اور مسافران لندن وکلکتہ کو بھی بلوا دینگے یہان خود غلط ایسی بات کب سنتے تھے بعض اسے فریب وخدع سمجھے بعض نے جانا کہ اب یہ مغلوب ہو چکے ہین جب ایسی باتین کرتے ہین خدا نے چاہا تو ہم اونھین نکالے دیتے ہین اسکا جواب معقول نہ گیا اسی کشمکش و پیچ مین رہے یہ وہی صورت ہوتی ہوتی جسطرح قبل از معرکہ بکسر صاحبان عالیشان نواب شجاع الدولہ سے کہتے تھے کہ آپ ہمسے صوبہ عظیم آباد لیجیے مگر قاسم علیخان کے تسرکیے نہ ہوجیے وہان مشیر کار ومعتمدین خاص نواب مرزا علیخان نواب سالار جنگ نواب مدار الدولہ تھے وہ سنتے تھے اسے بھی عجز سمجھے تھے بعد اسکے دوسرا محبت نامہ غلام رضا کے مکان مین اس مضمون سے آیا کہ خیر اب ہم زمان واجد علیشاہ بدستور سابق تمھین تمھارا ملک دینگے نہ لڑ وہان ہو اوسی مکان مین رہو تب ہم فوج باغی کو بھگا دین تم نہ بھاگنا اوسی مکان مین رہجانا تیسرا پیام آخری اوسوقت آیا جب جنابعالیہ ممان خانہ نواب تھین کہ اب سرکار سے تمھین صرف ۲۰ ہزار روپیہ ماہوار ملیگا اور پھر اسی جو حکمنامہ لایا تھا اوسنے زبانی کلمات تشفی حسب الحکم صاحب کہے اور کئی تدات بھی لکھکر آئے تھے کہ اپنی مہر کرکے بھیجدو اوسوقت ممو خان اور ارکان دولت نے سمجھکر اسکا جواب دیا کہ یہ وقت مقابلہ ومقاتلہ ہے ایسے خدع وجھوٹ طرفین سے جایز ہے بعد اس عہد

عہد و میثاق سے کہیں بے فوج سمجھکر مثل شاہجان گرفتار کرکے لیجائیں اگر صاحبان عالیشان کو بھی منظور ہے تو حسب سررشتہ اسپاس اقرار کو تحریر فرمائیں انجیل خدا پہ مہر کردیں اور بادشاہون کی اوسپر گواہی بھی مثل بادشاہ مصر وغیرہ جو ہمارے واسطے سند کامل ہو اسکا جواب مرزا علی رضا نے دیا سبحان اللہ کل دغا ہوگا یہ امر تا تریاق از عراق آج آپ چاہتے ہین فیصل ہوجاوے مصر اور ولایت کے بادشاہ کیا آپ سے قریب ہین گویا نواح لکھنؤ مین ہین ممو خان نے کہا اگر گواہ لعبد المشرقین پرہین خبنگ بہادر تو شریک حال ہے وہ اپنی گواہی اور ذمہ اپنے روبرو قسم کردے کیا مضائقہ یہ سند بھی ہمارے واسطے کافی ہوگی بعد اسکے سوال وجواب طرفین سے قطعی موقوف ہوئے مرزا علی رضا بھی مایوس ہوکر اپنے گھر چلے آئے سمجھے کہ بلا ہر اب ہم سبکی اجل دامنگیر ہے دیکھیے اس آفت سے خدا کیونکر بچاتا ہے ۔

اوسکی صبحکو شہر مین منادی ہوئی کہ رعایا بدحواس و پریشان ہو سب گورے مارے گئے تھوڑے سے قیصر باغ مین ہین وہ بھی تمام ہوے جاتے ہین مگر این منادی پر کسیکے کان پر جون بھی نہ رینگی ۔

شب سہ شنبہ حسین آباد مین مفتاح الدولہ اور حکیم حسن رضا نے اپنے ایک دوست کو بلاکر مہر طغرا خبنگ بہادر کی دکھائی اور کہا ممو خان نے کئی افسر معتمد اسکی تصدیق کو بھیجے ہین خدا چاہے تو یہ صورت نجات اچھی نکلی ہو مگر پھر دوسرے روز سہ شنبہ تک دریافت کیا دجل محض بلکہ سراسر جعل و فریب تھا ۔

غرض صبحکو فوج باغی نے ہر طرف سے جمع ہوکر گاؤگھاٹ سے دھاوا کیا اور للکارتے کہتے چلے کہ ہم آج گورون کو مارے لیتے ہین قیصر باغ بھی خالی کروائے لیتے ہین ورنہ کبھی منھہ نہ دکھائینگے جب یہ خبر جناب عالیہ نے سنی کہ فوج نے دھاوا کرکے بادشاہ باغ لیلیا چار توپین بھی چھین لین اب کوئی دم مین قیصر باغ بھی خالی ہوا جاتا ہے اسپر بڑی خوشی ہوئی پھر خلاف اسکے خبر آئی کہ گورون نے دھاوا کیا ساری فوج ہر طرف بھاگی مورچے سب چھوٹ گئے بڑا امام باڑہ بھی لیلیا جامع مسجد کے گلدستے اور امام باڑے کے کوٹھے سے گورے قصاب کے پل تک گولیان لگاتے تھے اب قریب ہے کہ داخل حسین آباد ہوجائین ۔

احمد اللہ شاہ نے تلنگے سوار جمع کر کے فیروز شاہ سے کہا تم سکچے پل سے دھاوا کرو میں عیش باغ
سے کرونگا وہاں بھی جنگ بہادر کی پلٹن سے خوب تلوار چلی جب اونکی اور کمک آئی شاہ جی بھاگ کر
نخاس میں آئے گورے چوک مچھلی والی بارہ دری۔ اکبری دروازہ تک پھیل گئے پھر شام سے رات بھر
بم کے گولوں کا مینھ برستا رہا مگر قدرت خدا سے شہر میں دو تین آدمی ضائع ہوئے۔ آگ بھی کسیکے
گھر میں نہ لگی اور اگر کہیں لگی بھی جلد بجھ گئی خلاصہ رعایا شہر بچگیا ہر طرح آفت سے باوجودیکہ انمیں
سے کسی نے مقابلہ نہ کیا نسبت دلی کے کہ وہاں سب رعایا نے جہاد ایمانی پر کمر باندھی تھی آخر سب
کے سب بحال تباہ بے حواس و مضطر ہو کر بے اسباب مال و زر شل مور و ملخ جانب مغرب ناکہ
شہر کاکوری کا نگر آباد گسنڈی کی راہ لی وہ دن وہ رات کچھ قیامت سے کم نہ تھی۔ شاہ جی
گھبرا کر ہمراہ کے سب فوج کو لاتے تھے کیسے پاؤں نہ ٹھہرتے تھے اور گورے کے نام سے بھاگتے
تھے حالانکہ سب صاحب ہتھیار اور کارزار ہندوستان دیکھے ہوئے تھے اسکے سوا گلیوں میں کوچے
شہر کے معلوم نہیں کہاں چھپ رہے تھے کوئی پرندہ آسمان پر نظر نہ آتا تھا ہر کوچے سے وحشت
برستی تھی اور خون ناحق کی بو آتی تھی اور عورات پردہ نشین کو پردہ کا کب ہوش رہا تھا داماں
مسلح آگے عورات چادر اوڑھے پیچھے چلی جاتی تھیں۔

جناب عالیہ کا شہر سے نکلنا

روز سہ شنبہ ۲۹۔ رجب ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۶۔ مارچ ۱۸۵۸ء قریب شام جناب عالیہ مع
برجیس قدر بحالت یاس گلی میں پنس میں سوار ہوئیں چار توڑے اشرفی کچھ جواہر بیش بہا زبانی
زبانی مفتاح الدولہ اور کئی دن پیشتر نکلنے قیصر باغ سے ممو خان کے کہنے سے زنانہ کروا کے اپنے
جواہر خانہ میں آکر کنجیاں مفتاح الدولہ سے لیکر جتنے صندوقچے باقیماندہ تھے سب لیگئی تھیں اونمیں
کچھ ملا باقی معلوم نہیں کیا ہوا اور ممو خان نے کسے دیا جسکی قسمت کا تھا لیگیا اور آج تک کسی کے
پاس اوسکا نشان بھی نہ رہا اگر کسی کے پاس ہوتا غالب ہے کہ ہر طرح سے کھلجاتا یا گوئندے کب
اس سے غافل رہتے غرض ناکہ عالم باغ سے سواری نکلی حلقہ عورات گرد و پیش تھا ممو خان گھوڑے
پر میر مہدی مع اپنے عیال اور حسین حکیم حسن رضا صاحب عدالت یہ سب پیادہ پا کچھ سوار تلنگے

بھی ساتھ تھے صبحکو پھر اون پہونچین اب اسوقت بھی اگرچہ سوار انگریزی پہونچے تھے بے تکلف گرفتار
کر لیتے اسکا سبب نہین معلوم حکام نے کیون اسکا خیال نہ کیا اور ایسی خبر عظیم سے کسوجہ سے
غفلت کی راجہ مردن سنگھ زمیندار نے بہت تمردی سے ایک چوپال رہنے کو دیا اور خود حاضر نہوا
جناب عالیہ بہت بھوکی تھین کھلانے کو کہلا بھیجا جب پکے ٹکے کا بھیجا جائیگا اور پھر گستاخانہ کہلا
بھیجا ہم تمکو کیونکر جگہ دین اور شریک ہون تم ہر جگہ مثل مینڈک اچھلتی پھر رہے آئے پیچھے انگریز مثل سیلاب
لہراتے پھر نکلے خلاصہ یہ ہے باری ہوکر خیرآباد پہونچین ہر پرشاد ناظم قسمت اول خیرآباد مولوی عماد الدین
عرف مولوی محمد ناظم بسواں باڑی جو سندیلے مین لڑتا رہا اور بڑی مد سے مارا گیا یہ مجرد
سنتے خبر آمد جناب عالیہ تین کوس سے استقبال کیا بڑی دھوم نقارہ ونشان جلوس سواری
سے مرزا بندہ علی بیگ کے امام باڑے مین اوتارا راہ مین فقرا کو دو ہزار خیرات کیے جب
داخل شہر ہوئین توپین سلامی کی چلین ۔
وہان صلاح یہ ٹھہری کہ بریلی کو چلین اکثرون کا رجحان یہ ہوا کہ ابھی اپنے ممالک محروسہ
مین توقف مناسب ہے کسواسطے کہ سانے کہ نکوست از بہارش پیداست ۔ جب انگریز گاہ زنگی
اور کہین پناہ نہ ملیگی ملک غیر مین مجبوری سے چلے جائینگے بعد اسکے محمود آباد راجہ نواب علیخان
کے گھر مین مہمان ہوئین پھر بھوبی راجہ سنوا کی گڈھی مین رہین وہان وکیل راجہ ہردت سنگھ
بوندی والے حاضر ہوا عرض کی ہم آپکے بہرحال شریک و فرمانبرداری مین رہین احتمال راجہ
سنوا کا انگریزون سے ساز کا ہے پھر وہان سے وکیل کے ساتھ داخل بونڈی ہوئین
اور متوجہ انتظام ممالک محروسہ اور حکمرانی چند روز مین جتنے لکھنو سے بھاگے تھے اندرونی
و بیرونی مع سپاہ جنگی سب جمع ہوگئے اور ملازمین قدیم وجدید مع بیگمات محلات اور امرا اور
رعایا وغیرہ آپہونچے اور جتنے اہل حرفہ تھے اور اہل بازار مع اجناس از خود جمع ہوکے مثل لکھنو کا
چوک آباد ہوگیا اسکے سوا زمیندار اور تعلقدارون سے طلب زرتحصیل بھیجنا شروع کیا ایسی صورت
بے منت کسی تسلط سلطنت مین نہوتی تھی اس زرتحصیل کی عدم رسی پر کیا کیا لڑائی اکثر ضلع
مین رہا کرتی تھی اس امر مین سب کو استعجاب تھا کہ ایسے وقت اضطرار و مایوسی و قطع امید مین
اسطرح آمدنی ملک کا بے منت پہونچنا غرض اس مدت قیام مین جتنا سامان امارت شاہی تھا

اور اسباب نواب بہ ریاست سب طرح کا موجود ہوگیا تھا بلکہ اکثرون کے پاس جو اسباب سلطانی کسی طریق سے ہاتھ آگیا تھا اونھون نے بے طلب سرکار مین دیدیا اور بلا ہر ہر شخص اپنے واسطے اس مرگ انبوہ کو بصورت عافیت متصور سمجھا تھا اور پچھلی مصیبتین جو لکھنؤ یا میان راہ ہر طرح سے باقی تھین دل سے بھلا دی تھین اور بازار شل چوک لکھنؤ ہو گیا۔

حکام عالیشان بندوبست و انتظام شہر اور لوگون کی روبکاری و داد و دیگر قصاص مین مصروف تھے اور بوہر کہ سند بلہ اور نواب گنج بریلی تھا جہا پیوند رہش تھا اور ایام برسات سے ندی نالے مانع راہ تھے اور خاطر جمع تھی کہ ان سب کی منتہای گریزگاہ کوہ شمالی ہے وہان کا حاکم جنگ بہادر جیسے موافق ہے یہان ان سب کو تہ اندیشون کا اوسیطرح کا نقشہ بر غرور و پر غلط ہو گیا تھا کبھی اصلاح آشتی صاحبان عالیشان کا خیال بھی نہ آیا فوج جنگی اور آپس کا نفاق خود بدولتی خود پسندی بد مشیری

انتظام ممالک محروسہ و محاربات اکثر مقام

راجہ بینی مادھو بخش نظامت بیسواڑے مین بستی و سرگرم قتال و جدال رہے سلون مین شیخ فضل عظیم خان بدستور بحال رہے میر مہدی حسن خان نظامت سلطان پور مین مقرب الدولہ منتظم الملک میر محمد حسن خان بہادر شمشیر جنگ نظامت گورکھپور مین اور انتظام الدولہ ممتاز الملک خدن علی خان بہادر ذوالفقار جنگ جلد وہی معرکہ قیصر باغ مین اعلا قسمت اول خیر آباد محمدی سانڈی پالی شاہ آباد مین مولوی محمد سند یلہ خاص مین اس شرط پر گئے تھے کہ بانع کر دنگا یا مار جاؤنگا چنانچہ اس معرکے سے منہ نہ پھیرا پانچ ہزار مرنے والے سر فروش ساتھ تھے داد مردانگی دیکر خوب لڑ بھڑ کر نام کر گئے گونیا صاحب اسی معرکے مین زخمی ہوے اور جبتک معرکہ مستعد رہا ٹھہرے تا کہ حیدر گنج جدید پر توپ خانہ اور فوج سرکار ہوشیار و تیار رہی۔

یوسف خان بھائی ممو خان کے سپہ سالار فوج ہو کر گئے کئی راجہ اونکے ساتھ تھے نواب گنج مین فوج انگریزی سے مقابلہ ہوا راجہ بلبھدر سنگھ چہلاری بعد قتل و جرح بڑے نام و نمود سے اسی لڑائی مین مارا گیا جب اس راجہ کے گھر مین بیٹا پیدا ہوا تھا خوشی کی توپین چلین نوبت

توپ کی آواز سنکے بھاگی ممو خان نے رانی سے اسکا پہان لیا جب مفصل حال ہوا لوگون نے خیال کیا تو سمجھا یا اوسکے عوض رانی کو جماعت نیچے کے واسطے جوڑی کر سے وغیرہ کی بھیجی یوسف خان کمیدان ہو کے نے چٹھی امان دی اس جہت سے بسلامت چلے آئے اسکے بعد ہر دت سنگہ سوائی کے پھر پانون نہ ٹھہر سکے بھاگے

نظامت بہرائچ مین کاظم حسین خان تجمل حسین خان زمیندار بھٹو رامشو راجہ دیبی بخش گونڈہ مین گلاب سنگہ راجہ پروا درنجے سنگہ راجہ مہونا نرپت سنگہ راجہ رہیہ رانا مادھو بخش بہادر چودھری مصاحب علی اندہی کورہی چوت سنگہ راجہ چہروا یہ سب ہر جگہ لڑتی ہی جب تاب مقابلہ نہ لا سکے بھاگ کر بوندی مین جمع ہوے پس اگر انصاف سے دیکھئے زمیندارون کی گنہگاری کا ان اوتھانا کسکی فوج سے ہوا۔

سردار اور اہلکار ہمراہی جناب عالیہ مقرب الدولہ مفتاح الدولہ رانا بینی مادھو بخش ہنونت سنگہ کالے کانکر راجہ دیبی بخش راجہ ہردت سنگہ سوائی راجہ جوت سنگہ چہروا گلاب سنگہ نرپت سنگہ درنجے سنگہ بھیا جی چپلاری کلن خان مختار رانی نانپارہ رانی تلسی پور وغیرہ حاضر تھے۔

اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ واسطے خاص و عام کے

حکام عالیشان نے از راہ مصلحت وقت اشتہار امان مطلق غیر مقید واسطے خاص و عام کے جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا نے جاری کیا جنکے بیدل و مایوس حالت یاس کی مین تھے تھی اور نیز اسے ایسا دن امان کا چاہتے تھے بواسطہ مدفعات حاضر ہوتے رکھنا لنگر فوج ہوے بعد اسکے لکھنؤ مین چیف کمشنر بہادر کی ملازمت دا خل کی اور اکثر اپنی روبکاری کو اوسی شہر کو روانہ ہوئی یعنی قضیہ زمین برسر زمین۔

نواب تفضل حسینخان رئیس فرخ آباد شیخ فضل عظیم میر مہدی حسن خان مرزا غلام حسین بیگ مقرب الدولہ کے عباد علی خان بھائی نواب علیخان کاظم حسین خان جرنیل اسمعیل خان رنواحی عنایت علی خان بیگنیا یہ بعد اسکے گروہ متوسطین مستعفی ہوکے داخل الاالی ہولا کر وکلا الی ہما

تھے یعنی شمار مین نہ ادھر نہ اودھر تھے اور نہ سرکار کو اونکا کچھ خیال تھا برد رحاضر ہونے لگے۔
نواب نور الدولہ عرف نادر مرزا صاحب وثیقہ بہو بیگم صاحبہ جنکا نام سرکار مین بھی حاضر نہوئی معلوم
نہین کس خواب و خیال مین تھی بعد از خرابی لبرہ آئے طالب وثیقہ ہوئے وکیل ہائیکورٹ
مین لیا آخر نوبت بولایت پہونچی سبھون نے باسید اجرا کے مبلغ خطیر سنواتی بہت سے ہاتھہ پانون
مارے خاک اوڑائی کچھہ نہوا آخر انتقال کیا اسکے وثیقہ کر عدم اجرا مین سکی حیرت ہے نسبت عدالت سرکار
رئیسان بیرونی جو اپنا بچاو سمجھکر رفاقت و ہمراہی جناب عالیہ مین ہو گئی تھی مرزا کوچک سلطان بہائی
بہادر شاہ ولی نانا راو۔ بالا راو پیشوا نواب محمود خان نجیب آبادی۔ احمد اللہ خان شفیع
خان نجیب آبادی۔ منظر علیخان رئیس کا مونہ۔ ولی داد خان رئیس بالاگڈہ سمدھی
بہادر شاہ۔ غلام قادر خان رئیس شاہجہان پور۔ غایت احمد خان رئیس پیلی بھیت وغیرہ

پہونچنا کمانڈر انچیف کا بھاگنا جناب عالیہ کا کوٹ مین

غرض جب کمانڈر انچیف جنرل کلائیڈ بہادر فوج قاہرہ لیکر بہرائچ سے لڑتے بھڑتے تو
بونڈی پہونچے فوج جنگی مع زمیندار تعلقدار دو ساعت تک خوب لڑی جب فوج انگریزی
نے دھاوا کیا نہ ٹھہر سکی حدود نیپال جنگل مین ہر طرف متفرق ہو گئی ہر طرف جنگ بہادر نے اپنی حدود میں
اور جا بجا گھاٹیون پر پہرے بٹھا دیے تھے مگر اس قافلہ مورو ملخ کو نہ روک سکے طرح دیگئی اوسوقت
جناب عالیہ تھک کے تلسی پور کی گڑھی اچواین دو تین دن تک رہین وہان سے سناری پہاڑ سے ہو کر نیچے کوٹ
مین پہونچین جو کوہ ٹبول پر ہے جہان نواب آصف الدولہ کی ابتک بارہ دری بنی ہوئی ہے۔
جب جناب عالیہ سناری سے آگے چلین جنگ بہادر کا خط کپتان نرنجن مانجھی کی معرفت اسمضمون کا آیا
کہ آپ انگریزون سے صلح کیجیے یا یہان کا رہنا اختیار کیجیے ہمسے توقع اپنے سشہ یکسا حال ہونے کی یا
کسیطرح کی اعانت و امداد کی نرکھیے گا کسواسطے کہ ہم انگریزون سے کسیطرح کا مقابلہ نہین کر سکتے
یا کسی اور طرف چلی جائیے آپ کو اختیار ہے ممو خان نے اسکا جواب دیا کہ نہ ہمیں صلح منظور ہے
اور نہ تمھارے ملک مین قیام منظور ہے اور نہ کسی طرف جائین گے یہین ہم انگریزون سے

آئینگے اور نہ کچھ تمھارے بھروسے پر اونسے بگاڑا ہے یہ بات کپتان کو بہت ناگوار گذری کہا
ہم اسیطرح اپنی سرکار مین کہلا بھیجتے ہین بعد اسکے جواب یہ آیا کہ اودھر سے انگریز ادھر سے
ہم تمھین مارینگے تم ہمارے ملک سے نکل جاؤ اور رسد کی بھی ممانعت کردی بعد اسکے جب بات
آشتی ہوئی اجازت رسد رسانی مگر تنہا کت سے اور روپے نمایش انکار کیا۔
پہلے جناب عالیہ بیس مین سوار تنہا نئے کوٹ روانہ ہوئین اور سیکو جانے کی اجازت ملی
ملک جسنے سیف زوری سے جانے کا قصد کیا تھا سپاہیون نے نجانے دیا آخر سب شنہ دیکھکر
وہین رہ گئے دوسرے دن جناب عالیہ کی سفارش سے جتنی عورات لڑکے ہمراہ میر راجہ کے
ساتھ سے فقط اونھین اجازت ہوئی۔
مرزا برجیسقدر کے ساتھ کپتان نرنجن مانجھی اور ایک سردار مست پر سپاہی و مفتاح الدولہ
ساتھ تھے پہلے ٹانگھن پر سوار ہوکر چلے پہاڑ پر نہ چل سکے کپتان کے کہنے سے ہاتھی پر سوار ہوکے پیچھے
کپتان اور مفتاح الدولہ اوسی ہاتھی پر بیٹھے کسواسطے کہ ہاتھی پہاڑ پر بہ نسبت اور سواری کے
چلنے کا اشتیاق ہوتا ہے راہ مین مرزا برجیسقدر کو پیاس کی شدت ہوئی کپتان کی نارنگیاں
تھین کھائین فی الجملہ تسکین ہوئی پھر وسوسہ یہ گذرا کہ مبادا کپتان دغا سے کہین اولیجائے
کسواسطے سواری بے اختیار ہے مگر مفتاح الدولہ نے ززگری مین کہا اگر خدانخواستہ ایسا
امر ہوگا میرے پاس تمنچہ ہے کافی ہوگا آپ مطمین رہین پھر وہانکے مفتاح الدولہ کے واسطے
مقام سدرۃ المنتہی تھا کپتان نے کہا تمھین آگے جانے کی اجازت ہماری سرکار سے
نہین ہے ہم نہین لیجا سکتے مگر ایک صورت سے کہ جناب عالیہ اور برجیسقدر سے علیحدہ ہو
یہان رہو تمھاری صورت معاش بھی ہماری سرکار سے ہوجائیگی یہ اونھون نے گوارا نہ کیا چار
وناچار حالت یاس مین وہین سے رخصت ہوے۔
ممو خان نے کپتانون سے اپنی نخوت وغرور سے گفتگو بہت نامناسب کی تھی وگرنہ کیا
عجب تھا اونکے واسطے بھی اجازت ساتھ جانے کی ہوجاتی یہ فوج جنگی کے ساتھ رہے جب
فوج شکست کھا کر گھبرا کر پہاڑ پر چڑھنے لگی تو سو گھوڑے سوارون کے گر کر مرگئے سیکڑون اونٹ
مع بار عظیم گر کر مرگئے پہلے جب مقابلہ دامن کوہ مین ہوا فوج خوب لڑی جب فوج نے بھاگ کر پہاڑ پر

قصد چڑھنے کا کیا صد ملک نیپال سمجھ کر فوج انگریزی آگے نہ بڑھی ورگرنہ اوسیدن بدمعاشونکا
کام تمام ہوجاتا بلکہ بھاگنا مشکل پڑتا —

اجمالی منشی میر قربان علی اور میجر کارنیگی صاحب سٹی مجسٹریٹ

منشی میر قربان علی ساکن دھام پور نگینہ کا احوال من الشمس ہے اور میجر کارنیگی صاحب سٹی
مجسٹریٹ ان دونون نے خوب لکھنؤ مین چھاڑو دیدی صاحبان اخبار نے کچھ کچھ احوال
چھاپا مگر مربی بیار ومرید بیخبر — خلاصہ جب منشی مذکور اور میجر صاحب بعلت جعل خرید لوٹ
روبکاری ڈپٹی کمشنر مین دھرے گئے میجر صاحب بالمیان تمام تشریف فرماے ولایت
ہوے جرمن کے رہنے والے تھے یہان کے رہنے والون کو احوال ولایت کشمیر وغیرہ
ظاہر ہی پھر نکلتے ہین با امید ترقی عہدہ جلیلہ آتے اور اضلاع لکھنؤ مین بھی مامور ہوکے منشی جی بعد
روانگی میجر صاحب اپنے وطن مالوف مین بادشاہت کر رہے تھے طاؤس بیگم محلات شاہی
اونکے ساتھ لکھنؤ سے چلی گئی تھی خلاصہ بعد ثبوت جرم ۷ برس کی قید فرنگی کے واسطے تجویز ہوئی
جیلخانہ الہ آباد مین گئے جب اونھون نے اپیل کیا ۳ برس اور بڑھے دس برس ہوے
میجر صاحب کی تحقیقات کو کوئی صاحب اپنی لکھنؤ آتے انکا قصاص منحصر بولایت رہا نوکری
سرکار سے ترک ہوئی اگر ایسا صاحب متمول نوکری سے برطرف ہوجاے اوسے نوکری
کی کیا پروا ہے —

اب سنتے ہین کہ کسی صاحب کی رعایت و پرورش سے منشی جی کیواسطے بہت سی تخفیف
عذاب ہوگئی ہے کیڑے بدلتے ہین پلنگ پر سوتے ہین فی الجملہ موافق جیلخانہ قیدیون پر حکومت
بھی ہے طاؤس بیگم بھی کئی مرتبہ اونکی خدمت مین مستفید ہوئی کئی لاکھ کے گانون زمینداری نگینے
مین مول لیے ہین جب سرکار سے قرقی اونکے گھر کی نقد وجنس کی ہوئی ۱۲ لاکھ کا تخمینہ ہوا تھا
بس اسی حساب سے اونکے نصیب کا بھی ہوسکتا ہے — عیان راچہ بیان — لکھنؤ کی بربادی کے
ہزارون بن سکتے مگر دیکھا چاہیے — بیت المال کیونکر سرسبزی کرتا ہے —

مراجعت کمانڈر انچیف لکھنؤ میں

کمانڈر انچیف سپہ سالار فوج بونڈی سے لکھنؤ داخل ہوے رمنۂ سلطانی اس پار دریا کے مقیم خیام
ہوئی باقی فوج کو سرحد ملک پر جا بجا چھوڑ آئے جنرل ہرو صاحب بہادر اس موکے میں نسبت اور حکام
کے بہ سبب ایمان ونیکی رئیسوں کے اور اونکے حفظ مراتب سے پیش آنے کے بہت نیکنام ہوئے خصوصاً
تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد کی جان وعزت فقط صاحب ممدوح کی امان سے بچی وگرنہ دائرہ حلقۂ
پھانسی سے کبھی باہر نہوتے حکام صدر کو اسی باب خاص میں بہت مناظرہ رہا بعد تنقیح تمام صاحب بہادر
کا ایک درجہ پایۂ منزلت سے ترقی کا گھٹ گیا بعد چند روز کے پھر اپنی منزلت پر آرہے چیف کمشنر
لکھنؤ ہو کر بہ سبب عارضۂ لاحقہ ولایت کا جانا بہت ناگوار ہوا اسواسطے کہ وہ قدر شناس شرفا
شہر تھے اور ولایت پہونچکر متوفی ہوئے یہ بھی تاثیر زمین لکھنؤ ہے کہ جو ایسا حاکم ہوا ویسے قیام
نہوسکے جسطرح اکثر ایسے صاحب آئے پھر بہت جلد چلے گئے ـــ

داخلہ فوج انگریزی شہر میں بہ تسلط رعایا کا شہر سے بھاگنا شاہ جی کا نکلنا

۳۰ سلخ رجب روز چہارشنبہ فوج انگریزی نے پہلے چاہا کہ عالم باغ سے گڈھی کنوڑا ہو
تا حیدر گنج سے داخل شہر ہوجاے پلٹن جنگ بہادر عیش باغ سے احمد امر شاہ مصرا معتمد الدولہ
سے فوج لیکر عیش باغ میں جا پہونچا خوب تلوار چلی کئی سو کہ بیچ مارا گیا آخر باغ سے اوٹھ کر
نصاریٰ دو سب سمٹ کر کنارہ شہر آئے اودھر سے فوج انگریزی آتی تھی وہاں بھی شاہ جی دل
کھول کر لڑے فوج انگریزی کو شہر کا راستا اوترنے نہ دیا شاہ جی کی طرف سے تین چار توپ بھی
چلی جب فوج انگریزی نے دھاوا کیا پہلے حملہ لوہ پش میں سوار بھاگے وجہ اسکی یہ بھی تھی کہ تین
دن رات سے حقیقت میں سوار ہر طرف دوڑتے رہے اور خود شاہ جی بھی فوج کو گھیر کر
لاتے تھے سب سپاہ تازہ لی تھی بہت سخت سست کہکر پھیرتے والا ئی تھی قبل فتح کے
دوڑایا تھا مگر اون نامردوں کے واسطے کوئی پر گوئی تھا پہلے مقابل ہوے اور تک بھاگے

اسی طرح اس ہو گئے سے پندرہ سو سوار شہر کی طرف سے بھاگے تھے حیدر گنج نوبستہ ہو کر سعادت گنج
پہونچے بعد اسکے شاہ جی پھر کر درگاہ حضرت عباس مین آئے ایک مورچہ قایم کیا دوسرا سعادت گنج
کی لال کوٹھی پر اور توپ بڑھکر تراہے پر لگائی -

بھوٹیون نے میدان خالی پاکر حیدر بستی کے باغ مین اپنا پڑاؤ کیا جب رات کو بہت
بھوکے ہوے ایک ہندو فقیر اوس باغ مین رہتا تھا اوس سے جنس کھانے کی مانگی اوسنے ایک
ہندو رستوگی مہاجن جو اوسکے پاس آکر چھپا تھا وہ اشرف اباد اپنے گھر لے آیا اور جو جنس گھر مین
تھی اونھین دی یہ اپنی جان بچا کر گھر آنا غنیمت سمجھا مہر بہر عیش باغ سے حیدر گنج ۔ نوبستہ ۔
سعادت گنج تک میٹھہ گولیون کا رعایا پر برستا رہا ہر گھر پر تفنگ چاندماری ہو گیا اگرچہ بہت کم
رعایا اپنے گھر مین رہ گئی تھی -

غرہ شعبان پنجشنبہ کو گورے - چوک - فرنگی محل - نخاس - کاظمین - منصور نگر تک پھیل گئے
اور مورچہ کاظمین کربلا سے دیانت الدولہ والی دروازہ مین قایم کیا ایک مورچہ سڑک
سے گھنٹہ بیگ کی گڑھیا پر قایم کیا مقابل درگاہ حضرت عباس چنانچہ جب کوبنیا صاحب
مورچون پر آئے شاہ جی نے ہٹکر سعادت گنج لال کوٹھی پر مورچہ قایم کیا دونون طرف سے
گولیان برس رہی تھین اس عرصے مین گورے رعایا کے کوٹھون پر سے ہو کر ہر گھر مین
اوتر کر لوٹنے لگے میر آغا میر باقر علی رسالدار ملازم شاہی کا گھر نزد لوا کربلا تھا کوبنیا صاحب
مع دو افسر کوٹھے پر سے اترے پوچھا تم باغی ہو عرض کی ہم رعایا سرکار ہین ایک گھوڑا میر باقر علی
کا پسند کر کے لے لیا اوسکی قیمت دینے لگے اونھون نے نہ لی اس عرصے میر آغا کے
ایک گولی زیر ناف لگی جان بچی اتفاقاً قدرت خدا سے اوسیوقت جراح بھی مل گیا بہزار
خرابی صحت ہوئی کوبنیا صاحب پر انکی بیکسی و غربت ثابت ہوئی پہرہ گورے کا انکے گھر پر
کر دیا کہ لٹنے نپائے مگر بعد فتح سرکار ہیر کا تیگی صاحب مع ناظر کوتوالی انکے گھر مین چلے
آئے سارا اسباب گھر کا لوٹ کر لے گئے بہت سی داد بیداد کی کون سنتا تھا انکا ایک
گھر بنا بازار مین تھا وہ مسمار ہو کر داخل دھس قلعہ مچھی بھون ہوا دوسرا گھر اشرف آباد مین
تھا نصف سے زیادہ داخل سڑک شارع عام ہوا فقط بارہ دری باقی رہ گئی ہے -

دوسری شعبان روز جمعہ دوپہر تک یہ ماجرا رہا آخر گورے کوٹھون سے داخل درگاہ حضرت
عباس ہوے سب بھاگ گئے قریب عصر شاہ جی کو زبردستی دو مرید بغلون مین ہاتھ دے کر محبوب گنج
تک پیادہ لے آئے وہان سے گھوڑے پر چڑھے کچھ سوار تلنگے مرید خاص جو اصحاب غار تھے
انھون پر سوار نا کہ موسی باغ سے لڑتے ہوے نکلے پیچھے فوج انگریزی تعاقب مین قریب شام
شاہ جی کسمنڈی کے نالے کے اوس پار ہوے وہان سے فوج انگریزی پھر آئی سرگشتہ
رعایاے غریب جو شہر سے جان بچا کر نکلی تھی مابین فوج انگریزی اور شاہ جی آگئی کچھ مرد
کسی طرف بھاگ نہ سکی وہین جل بھن کر رہ گئی اتفاقاً جو کسی طرح بھاگ کر بچا اوسنے پیچھے پھر کر
اپنے ساتھی کو نہ دیکھا مان سے بچے خاوند سے جورو چھٹ کر رہ گئی جب جان بچی ہر ایک کا
نام لے کر پکارتے پھرتے تھے اسمین شب تاریک ہوگئی صحرا مین ٹھوکرین کھا کر رہ گئے
العیاذ باللہ۔

رعایاے شہر کا یہ حال ہوا کہ جب سب کو اپنے قتل و بے عزتی کا یقین ہوگیا کسیکو کچھ نہ
بن پڑا سواے اسکے کہ شہر سے بھاگین ہر محلہ و کوچہ بکوچہ قیامت برپا تھی عورات پردہ نشین
بیابان بہجوم بلواے عام آگے آگے اونکے وارث پیچھے قافلہ عورات اطفال خردسال گود مین
لیکر نکلین فوج انگریزی نے شہر کو تین طرف سے گھیر لیا تھا سواے سمت مغرب کے وہ ناکہ تھے حیدر گنج
اور موسی باغ کا تھا اور ہر طرف سے بم کا گولہ برس رہا تھا مگر فضل خدا یہ تھا کہ ایک گھر نہ جلا اور نہ
کوئی آدمی جان سے گیا اور قتل رعایا و قتل عام مین خلاف راے صاحبان عالیشان ہوا افسران
فوج چاہتے تھے کہ ایک کو جیتا نہ چھوڑین مگر جنرل اوٹرم اور نواب گورنر جنرل بہادر کے نزدیک
درگذر کرنا بہتر تھا اور جنگ بہادر بھی قتل عام پر راضی نہ تھا گرچہ مقابلہ کرے اسی جہت سے بہتیرے
بے گناہ کی جان بچی اور بروقت تحقیقات مجرمین پاے قصاص مین آئے مگر گوروں نے اسپر بھی
جو سامنے آیا جسے گھر مین پایا مارا بعض نے گھر لوٹا جان بچائی عورات صاحب عصمت اور
لڑکیان بن بیاہی گوروں کی صورت دیکھتے ہی کنوؤن مین گر کر مر گئین بعض جیتی نکالین
بعض تمام ہوگئین۔ نہرے مین بم کے گولے سے سلطان دولہا داماد نواب منور الدولہ
مرگئے میر محمد زکی نوجوان اجل گرفتہ پوتا حکیم سید حسین خان مرحوم باورچی ٹولے مین کرائی

حویلی مین تھا جب بھوسے گھر مین آئے اپنی جہالت وحماقت سے وہین تہنچہ مار بیٹھا انھون
نے اوسکا قیمہ کردیا نعش کو بہزار خرابی اوس ہنگامے مین نواب ملکہ جہان کے باغ مین معلوم
نہین کسطرح سے دفن کردیا اب نشان قبر بھی شرک کی جہت سے معلوم نہین ہوتا۔

فتح و فیروزی صاحبان عالیشان باقبال

۴۔ شعبان روز شنبہ جب صاحبان عالیشان آشوب شہر سے مطمئن ہوا ور نقش خاشاک
بدمعاش سے شہر پاک ہوا فتح و فیروزی نصیب اولیای دولت ہوتی منادی عمل سرکار کمپنی انگریز بہادر
ہوئی ۱۵ دن تک شہر برابر لٹا سوائے نال ورواڑی کے جہان مہاجن رہتے تھے اور سعادت گنج
بھی لوٹ سے بچا شاید کوئی صورت عافیت مہاجنون نے نکالی ہو یا خود سرکار کو اونسے درگذر منظور
ہوئی ہو اور بہت کم محلے شہر کے لوٹ سے بچے مگر سکھ نیپالی گورون سے کوئی جگہ محفوظ نہ رہی تھی پانوبا
صاحب کی بدولت امیر اور شرفا کے گھر بچ گئے۔ اور اس مدت تاراجگری مین صاحبان فوج بھی
کمر بستہ رہے اور جب کوئی شخص صاحب کے پاس داد و بیداد لوٹ کی کرتا تھا خود سوار ہوکر
چلے جاتے تھے منع کرتے تھے چنانچہ درگاہ حضرت عباس مین کئی سو عورات پردہ نشین جاکر
چھپی تھین گورون کے ہاتھ سے بہت آبروریزی ہوئی بعد اسکے صاحب نے ہر ایک کو سوار کرکے ہمراہ
اونکے گھر بھیجدیا اور ایک ایک روپیہ کرایہ بھی ہر ایک کو دیا کئی سو دھوبی شہر کے مع پارچہ شستہ
شو درگاہ مین آکر چھپے تھے وہ سب کپڑے لٹے اسباب درگاہ کا سب لٹا علم سونے کے ایک
مہاجن نے گورون کے ہاتھ سے روپیہ تولہ خریدے اور اسباب بھی اسیطرح سے بکا الا علم خاص
درگاہ جو وزن مین تیرہ سیر تھا دھات کا اوسے سب درگاہ سے نکلتے دیکھا کہ صحن مین زیر
درخت توت تک آیا پھر کسی نے اوسکا نشان نہ دیکھا شرف الدولہ غلام رضا خان نے اوسکی
بہت کوشش کی کہتا تھا کہ مین ہزار روپیہ دونگا جسنے پایا ہو لاوے مفتاح الدولہ بھی ڈھونڈنے کو اوٹھی
تھی مگر مطلق اوسکا احوال نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوا کون لیگیا کسکے پاس رہا اگر کسیکے پاس
ہندوستان مین ہوتا البتہ مشہور ہو جاتا۔ واللہ اعلم۔

احمد اللہ شاہ جب باڑی پہونچا پھر جمعیت مجاہدین جابجا سے خوب جمع کرکے مستعد جنگ و جدال کے
ہوا۔ نواب ممتاز الدولہ نواب معین الدولہ سے خاطر خواہ زر خرچ جہاد لیکر چھوڑ دیا بعض امرائے
بخوف غارتگری شاہ جی کا پیالہ بھی پیا بیعت بھی کی جب محمدی پہونچا اپنا سکہ جاری کیا فیروز شاہ
شاہزادے سے اسی امر پر بگاڑ ہوا جب اپنی جوشش و لولے سے تنہا اجل بلانے مین
لیگئی اپنی نخوت غرور سے تنہا مع دو تین سوار کے گیا بسبب بھروسہ اپنی کرامات کا رکھتا تھا راجہ
کی گڑھی کے دروازے پر جاکر کھڑا ہوا پھاٹک بند تھا نہ کھولا سخت گفتگو سنے و لولے سے کرنے لگا
جھارنے رند سے گولی ماری گر پڑا راجہ نے سر کاٹکر سرکار مین بھیجا بڑی خیر خواہی ثابت ہوئی
انعام و جاگیر فراخور حال ملی لشکر کذائی جو کئی کوس کے فاصلے پر تھا یا دہوائی ہوگیا زر کثیر و
اسباب غارتگری جو اس مدت مین ہاتھ آیا تھا اوسکا کہین پتا نہ لگا۔

خاص بیان راہ قصبہ کاکوری

۲۔ شعبان روز جمعہ ناگہ نئے حیدر گنج مبارک باغ نواب منور الدولہ اور باغ معتمد الدولہ
پر حملہ کرکے دیوان بہادر سنگھ مین کئی دن سے ہزارہا شرفا بجائے شہر مع عیال و اطفال بیشتر سامان
جاکر رہے رات بھر ناکہ شہر سے ہزارہا آدمی کی قطار تا صبح منقطع نہوئی ایکساعت رات باقی تھی کہ
ہزارہا نکلکر راہ کسمنڈی اور کاکوری ہوے اہل فوج سب کے سب کسمنڈی گئے بعض نے راہ
کاکوری لی ناکے سے باغات قصبہ تک ہزارہا زن و مرد مثل سیل دریا چلے جاتے تھے اکثر عورتیں
تازہ ولایت افغان وغیرہ اپنی ساس نند کے حلقے مین ہاتھ پانون مین مہندی بھاری جوتے پہنے
بہت مرد و زن اپاہج لونڈیون کی پیٹھ پر سوار ہزارہا ہتھیار بند مگر جنگ نادیدہ عورات ہر
قدم پر ٹھوکرین کھا کھا کر پڑے پائچون مین گر گراو جھلکر گرتی تھین اور سب کے خیال مین کاکوری
مقام امن و امان تھا کس واسطے کہ رؤسا قصبہ سے شہر کے بہت سے لوگونکو تعارف تھا غرض
یہ سمجھے ہونگے کہ دفعۃً کاکوری سے آواز بندوق کی آئی سبکے کان کھڑے ہوئے مگر نخوف خیال
نہوا آسیدن ایسکا چرچا کرنے لگے کہ دفعۃً ایک باڑھ چلی او کھیت والے اپنے گانون مین بھاگ چلے

کہ فوج گورہ آ پہونچی - قصبے مین قتل و غارت ہو رہا ہے بس یہ سنتے ہی ایک قیامت ہو گئی ہزارہا آدمی کا سیل مثل فوج سمندر متلاطم مین آیا ہر طرف شور و فریاد الغیاث برپا تھی - ایک دوسرے کو پکارتا تھا اکثر جاہل ہتھیار بند آگے آگے پیچھے قافلہ عورات تھا آپس مین کہنے لگے کہ ان عورات کو ہم یہان مار ڈالین مگر آگے چلین بعض فہمیدہ نے کہا اس خون ناحق کرنے سے کیا فائدہ چھپا ان ارہر کے کھیت مین چلتی تھین اور ہر کھونٹی سے اوجھکر گرتی تھین خلاصہ دو ساعت تک اوس میدان مین یہی صورت رہی جب لوگ ہر طرف متفرق ہو گئے میدان خالی ہوا اور فوج گورہ نے قصبہ سے ہو کر ایک نالہ پر پڑاو کیا ادھر کوئی نہ آیا سب کی جان مین جان آئی اگر ایک ترن اس حشر مین چلا آتا بڑی لوٹ ہوتی اور سیل خون بہتا -

معرکہ غارتگری خاص قصبہ مذکور

جب رہا یا شہر سر فا بجناب امرا محلات مع مجتہد العصر سلطان العلما وغیرہ کاکوری پہونچے ہر گھر وضیع و شریف احاطہ خرابہ احاطہ مسجد خانہ باغ مین آدمی مثل دیمک کے بھر گئے وہان کے رئیسون نے بھی خدا ترسی سے مدد کی یا تعارف شہر سے کسیطرح کی چشم پوشی نہ کی سبکو اپنا مہمان کیا کئی دن تک غلہ بسبب کثرت ازدحام خلایق کے بمشکل میسر آیا لیکن یہ بھی رئیسون کے خیال مین آیا کہ ان شہر والون کی بدولت ہمپر بھی خواہ مخواہ کچھ آفت اویگی چنانچہ جناب مجتہد العصر مع اپنے اہل بیت دخیل خانہ مولوی محمد خلیل الدین خان ہو گئے تھے لیکن عجب حال ہراسیمگی و پریشانی سے کہ قلب مومن اونکا حال دیکھکر ضبط نہین کرسکتا تھا اتفاقاً بعض نے وجہ حال سے اپنے قافلے سے بجہت داخلہ ترن گورہ بخوف ایک کھیت مین چھپ رہی تھین کسیکو جرات نہو کہ اونکی خبر کو گھر سے باہر نکلے آخر میر محمد حسین اونکی نسبتی بھائی بہرا ستہ ساحت کہاران ڈولی لیکر اونکے تجسس کو چلے یہان جناب مجتہد کا عجب حال و صدر دہانی تھا آخر بمشکل بصد مشقت پایا اور آئے کہارونکو انعام دیا - ایک اور بھی سبب اس قصبہ کی خرابی کا ہوا تھا کہ جب فوج انگریزی کسی قریہ سے گذرتی تھی وہان کا زمیندار استقبال کر کے کمان افسر کو نذر دیتا تھا عرض حال کر کے امان پاتا تھا کمان افسر

پوچھتا تھا کوئی فوج باغی سے تمھارے گانون مین ہے یا نہین چنانچہ جب فوج عالم باغ سے اس
قصبہ مین آئی کوئی رئیس استقبال کو نہ گیا محض بخوف وہ سمجھے کہ از راہ تمردی حاضر نہوے
بلکہ رعایاے شہر اور باغیون کو اپنے قصبے مین رکھا ہے۔
خلاصہ جب نیٹن داخل قصبہ ہوا ۵۔ یا۔ ۶۔ آدمی اس قصبے کے مارے گئے لشکر نے
باہر بستی کے ندی پر جاکر پڑاؤ کیا اوسوقت قاضی وصی علیخان وغیرہ لشکر مین جاکر حاضر
ہوے کمان افسر نے شکایت کی تم بڑے باغی ہو مغرور ہو پہلے ہماری خبر نہ لی اب
آئے ہو جب ہم تمھارے سر پر آپہونچے اس غضب سے قاضی صاحب نظر بند ہوکے لکھنؤ
آئے بعد کئی مہینے کے بڑی تحقیقات اور روبکاری سے نجات پائی۔
۳۔ شعبان روز شنبہ لشکر سے گورے سکھ وغیرہ بستی مین لوٹ کو آئے نقی یاور خان۔
احمد علی خان وکیل عدالت کانپور محمد جلیل الدین خان کے گھر کو حرف معاف کیا مگر ہر ایک
گھر کا حفظ ناموس کیا اوسوقت کیا عجب تھا کہ اکثر رئیس بمقتضاے غیرت لڑکر مارے جاتے
صاحبان لکھنؤ جتنے تھے اونکے آنے سے سبھون نے اپنے ہزار ہا روپے کی قیمت
کے ہتھیار تالاب کنوؤن مین کوٹھون پر زمین مین کھیت باغ مین پھینک کر گاڑ دیے تھے
صندوقچی۔ پاندان مسی۔ زیور۔ زر نقد رکھکر جابجا فرش مین گاڑ دیے تھے چنانچہ
بعد فتح برسون تک ہتھیار سب قسم کے اس بستی سے چھکڑون پر بار ہوکر داخل سرکار ہوے
احمد علی خان وکیل مذکور کو حکم قطعی پھانسی کا دیا گیا تھا اس جہت سے کہ رانا بینی مادھو
کے دربار مین حاضر رہتے تھے عجب مصیبت مین پھنسے تھے کہ مہینون اپنے سایے سے ڈرتے رہے
اور اپنی نجات سے یاس کلی ہو چکی تھی اپنے مرشد کے گھر چھپے رہے انھون نے بھی اپنا حق پیری
ادا کیا جب فتح سرکار ہوئی میجر صاحب انکا بڑا دوست تھا جسکا ذکر باب سفارت مین ہو چکا وہ انکی
واسطے عدالت مین سینہ سپر ہوا اپنے سالفہ با عزت صاحب جج کانپور کے پاس لیگیا اور بڑی
شد و مد سے روبکاری کی اور صفائی دلواکر بدستور پھر عہدہ قدیم پر بحال کروایا انھون نے
بعد انتقال تراب علیشاہ کئی ہزار صرف کر کے اونکا مقبرہ بنوا دیا
میر محمد نقی فاضل حاجی الحرمین زائر ائمہ معصومین ع شاگرد رشید جناب مرزا علی صاحب مجتہد

اسی قصبہ مین گورون کے ہاتھ سے مارے گئے اور میر ہادی علی خان ظفر الدولہ کے مارے گئے
میر صاحب کی نعش کو جلا دیا بعد اس معرکے کے اونکی قبر نا کے پر ایک باغ مین بنوا دی ہے
وجہ اسکی یہ ہوئی کہ گورون کے نزدیک علما ریش دراز صورت متشرع محرک جہاد جہال تھے
یہ نہ جانتے تھے کہ مذہب شیعہ زمان غیبت امام مین جہاد حرام ہے۔

امان سرکار واسطے خاص عام اور رعایا کا شہر مین آنا

۴ شعبان روز یکشنبہ سے لکھنؤ مین منادی امان ہوئی قتل و غارت رعایا موقوف
ہوا حکم عام ہوا کہ رعایا اپنے گھر مین آباد ہون اور جو نہ آئیگا اوسکا گھر ضبط ہوکر نیلام ہوجائیگا پہلے مدت امان داخلہ شہر ۹ ماہ اپریل تک دی اور پھر اشتہار دیا کہ جسکے گھر مین سامان
ملیگا یا اسلحہ حرب ہو وہ اہل سرکار کے بہر باغیون کے واسطے اور جو لوگ شہر سے نکل کے کہی منزل
چلے گئے تھے مدت امان اونکی ایک مہینے کی ہوئی اور چکنا مے معرفت کپتان آر صاحب
زمیندار تعلقدار وغیرہ کے حاضر ہونے کے جاری ہوے جنرل جنگ بہادر مع اپنی فوج کے روانہ
فیض آباد ہوے مال غنیمت جو اونکی فوج نے لوٹے اسکا حساب و شمار نہین ہو سکتا بعد اسکے
جنرل اوٹرم صاحب روانہ کلکتہ داخل ممبران سپریم کونسل ہوے وایٹ مانٹ گومری صاحب
چیف کمشنر اودھ ہوے میجر کارنیگی سٹی مجسٹریٹ نے انتظام کیا منشی میر قربان علی منشی قدیم بدستور سابق
بحال ہوے احمد یار خان تھانہ دار حسین آباد اور یار محمد خان کوتوال مقتول کوتوال شہر مارٹن صاحب ڈپٹی
کمشنر ایبٹ صاحب اسسٹنٹ کمشنر فائنانشیل سکرٹری صاحب سکرٹری نظامت کپتان ہچنسن صاحب ملٹری
سکرٹری کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر اور فینانشل بھی یعنی دیوانی اور عدالت دونون کپتان
اسٹن صاحب اور اکثر صاحب روانہ ولایت ہوئے ولیم صاحب صاحب خزانہ ہوئے

اہل وثایق اور صاحبان پنشن جدید جو کہی منزل شہر سے چلے گئے تھے بعد حکم امان پہلے
عرائض ارسال کیے اور بموجب حکم نامہ سرکار ہر ایک بتدریج داخل شہر ہوا حسب سررشتہ
ہر ایک کی روبکاری پر تحقیقات ہوئی سارٹیفکٹ امان ملا اور ہر ایک سے جرمانہ لیکر بحال لیا گیا
جب سلطان العلما کاکوری سے گھبرا کر قصبہ سوہان مین چلے گئے تھیال اور متعلق کو

غلام صفدر خان کے گھر مین چھوڑ گئے جب عرضی کی حکم داخلہ شہر ہوا کئی مہینے تک املاک قدیم ضبط سرکار رہی بعد خرابی بسیار ایکدن محکمہ کارندگی صاحب مین گئے مکان قدیم ملا لیکن بیت المال اور کتب خانہ ہزار ہا جلد کا نملا - مرزا وصی علیخان کے بھائی نے نیلام مین سات سو روپیہ پر مول لیا خاطر خواہ بیچا بڑا نفع ہوا بعد اسکے سرکار سے ۸ سو روپیہ ماہواری کا پنشن دائمی نسلاً بعد نسل مقرر ہوا رجوع مسائل شرعیہ اثنا عشریہ انھین سے متعلق ہے سید نقی صاحب بیٹے جناب سید العلما کی مہینے سے وطن مالوف نصیر آباد مین جا کر رہے تھے بعد فتح آئے مسجد تحسین علیخان مین جمعہ جماعت بدستور ہونے لگی مقام استعجاب ہے کہ جب جناب مجتہد العصر سلطان العلما نے مقلدین راسخ الاعتقاد سے اپنی بیقیدی اور بے ہم رستگی کا اس شدت سے شان کا استشہاد چاہا چند فقرائے مومنین نے حسبۃً للہ او سیمہر گواہی کی امراؤ ذوی الاقتدار اگرچہ اپنے حال مین گرفتار تھے سب نے پہلو تہی کی بلکہ بعض امرا جو خیر خواہ اور معتمدین سرکار تھے اور کیفیت واقعی بیان کر سکتے تھے سمجھا سکتے تھے لب بمہر رہے واہ

شرف الدولہ غلام رضا خان بہ علت کارفرمائی سرکار جیسی ۱۱ دن تک تارہ والی کوٹھی میں مقید ہو کر حالت سکرات مین رہے یقین پھانسی دینے کا ہو چکا تھا لیکن اونکا عمل نیر کا تمام گورے کاظمین مین اونھین مارنے تو آئے تھے جب اونھون نے دہائی کارندگی سرکار کی دی جان بچی مگر مشکل سے نجات پائی اور پھر انھی یاوری قسمت سے سرکار سے متاجری اور کارفرمائی پر سرفراز ہوئے جب کاظمین گوروں سے خالی ہوا پھر اوسکی تیاری اور مجلس صبحگاہی بدستور ہونے لگی عشرہ محرم مین درگاہ حضرت عباس بھی اونکی ضمانت سے کھلی تھی البتہ اوسکی تیاری بھی کی اسباب سب لٹ گیا - علم خاص جس سے بناے درگاہ ہوئی تھی اوسکا کہین نشان نہ ملا امیر الدولہ میر مہدی نے کچھ سنشینہ آلات وغیرہ سے مرتب کرا کر درگاہ مین چڑھا دیا اب باجازت بادشاہ پیارے صاحب نبیرۂ نواب علیخان مرحوم کو دیا اس جہت سے کہ اونکی حقیقی بہن منجملہ محلات بادشاہ تھین اب وہ بھی مر گئین کلکتہ مین حو نذر نیاز درگاہ کی پیارے صاحب کے اختیار مین ہے وہ تیاری اور نذر نیاز جو عہد دولت سلطانی میں ہوتی تھی

اوسکا شمہ بھی نہین ہے

صاحبان پنشن شاہی کی سو بجاری ہوئی بعد تحقیقات اور بہت سماجت اور موافقت اہلکارون
سے پھر تنخواہ سبکی خزانے سے جاری ہوئی اکثرون کی زر تجویزی بعض کی قدرے نامنظور ہوئی
بعد کئی مہینے کے موافق دستور ولایت انگلستان باہتمام منشی رامدیال اکسٹرا اسسٹنٹ رعایا کے
گھر پر ایک روپیہ سے چار روپیہ تک اور اہل پیشہ پر تین روپئے سالانہ تجویز ہوکر تحصیل ہوا یہ امر جدید رعایا
پر بہت شاق گذرا مگر حکم حاکم سمجھکر ہر طرح سے دینا پڑا بعد اسکے سنہ ۱۸۶۲ء سے محصول مکانات موقوف
ہوا اور بعد دو برس کے دوسرا ٹکس بھی موقوف ہوگیا۔

موقوفی متاجری سرکار کمپنی و عملداری سلطانیہ

کئی مہینے کے بعد متاجری عملداری سرکار کمپنی انگریز بہادر بالزام فساد ہندوستان سے بتجویز
ارباب پارلیمنٹ ولایت موقوف ہوئی ہر چند حقوق قدامت اسکا مستلزم تھا سلطانیہ ہوئی
چنانچہ ایک دن حسب الحکم سرکار رؤسا و امرا و رعایا شہر سب مچھلی والی بارہ دری چوک مین جمع
ہوے اشتہار جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا پڑھا گیا حکام نے سب کی اطمینان کی تسکین جرأت کلام
ہوئی مگر نواب معین الدولہ نے کہا کہ ہم سب رعایا سرکار دولتمدار مطیع و فرمان بردار
مگر ستم رسیدہ مظلوم واجب الرحم ہین فقط محتاج عزت و آبرو کے امیدوار ہین بروقت عدالت
حکام نے کلمات تشفی فرماکر رخصت کیا۔

ایک دن ایک رات فرح بخش کنارہ دریا عملداری سلطانیہ کا جشن ہوا شرف الدولہ غلام رضا خان
نے اپنے امام بارہ واقع گھریالی مین جہان ۸ محرم کو حاضری حضرت عباس علیہ السلام ہوا کرتی
تھی ضیافت صاحبان عالیشان فوج و نظامت کی بڑا کھانا اور خوب ناچ و رنگ صحبت شراب ہوئی
وقت رخصت ہار گوشہ دیکر رخصت کیا فقط چیف صاحب اس جلسہ مین بیٹھے بعد اسکے وہ اماباڑا
وغیرہ مسمار ہوکر داخل دفتر قلعہ ہوا

پھر ساہ جی نے اپنے باغیچہ مین اسیطرح ضیافت سبکی کی اوسکے بعد راجہ بالکشن نے جنرل کلائیڈ صاحب
بھی اس جلسہ مین شریک ہوکے پھر کیسے جو صلہ ضیافت نہ کیا اگرچہ پہلے شاہزادے امرا اسیر آبادہ

افتادہ ہوئے مگر پھر موقوف رکھا۔

آراستگی شہر

حکام عالیشان صفائی و آراستگی شہر پر متوجہ ہوئے چنانچہ بیلی گارد کا جتنا احاطہ محیط کیا
تھا دس چھانکیاں تھیں کوٹھیاں جو مثل خرابہ اور کثرت گولون سے مثل غربال ہوگئی تھین اون
سب کو اوسی طرح بدستور رکھا تیاری اور آراستگی کو مناسب وقت نہ جانا بنظاہر عبرت الناظرین
رکھا ایک کمپنی گورہ رہتی ہے افتادہ زمین پر باغ درخت جنگلی یا پھول کے لگوا دیے ہین ہر طرف
سے سڑک آمد و رفت کردی ہے بیلی گارد سے تا دلکشا میدان صاف کرکے ہر طرف سڑک
دونون طرف درخت صبح و شام آبپاشی ہوتی ہے ہر نالہ و نشیب پر پل بنوا دیے ہین جب
دلکشا کو مرمت طلب دیکھا مسمار کردیا حیات بخش دار الشفا ظہور بخش نور بخش رمد خانہ سلطانی
خورشید منزل کنکر والی کوٹھی میر ابو القاسم خان کی کوٹھی حضرت گنج مکانات نواب ملکہ عہد
امام باڑہ نواب جرات الدولہ - مبارک منزل شاہ منزل موتی محل کوٹھی دلارام حاضری باغ بادشاہ
باغ - سکندر باغ - چھتر منزل فرح بخش بارہ دری سر راہ اندراسن - مقبرہ جنت مکان - جنت آرامگاہ
سیڑھی کوٹھی مکان جنرل مرزا سکندر حشمت کوٹھی نواب روشن الدولہ - چولکھی قیصر باغ - امام باڑہ
غلام حسین بشیر الدولہ احسن الدولہ دیانت الدولہ - کوٹھی عنایت باغ - نواب مبارز الدولہ
اسکے سوا بہت سی کوٹھیان بن گئی ہین - اکثر اسمین سے معراج الدولہ و راجہ تعلقدار
وغیرہ نے مول لین اور نو تعمیر بھی کین چنانچہ بادشاہ باغ جو راجہ بختاور سنگہ کے اہتمام
مین ۵ لاکھ مین تیار ہوا تھا ۳۵ ہزار روپیہ کو راجہ کپورتھلہ نے مول لے لیا اور راجہ
نے سبکو آراستہ اور درست اپنے طور پر کیا دلارام کی کوٹھی بھی کسی راجہ نے خریدی
قیصر باغ راجہ اور تعلقدارون کو تقسیم ہو کر ملا اونکی مرمت جسمین جو رہے درست کرد
چولکھی حضرت سلطان عالم نے اعظم الدولہ سے چار لاکھ کو لی جب نیلام ہوا ساہو جی نے ۱۲ ہزار کو لی
اور ان سے نواب مرزا نے چالیس کو خریدی ایک کوٹھی جو اسمین تھی راجہ [illegible] نے لی غرض گولہ گنج
سے جانب غرب صورت شہر قدیم باقی ہے اور جانب شرق مثل چھاؤنی اور شہر ہای انگریزی کا

کئی گرجے بتکلف تیار ہوئے ہین مکان فریمیشن تیار ہوا ہے نواب ممتاز الدولہ- نواب صادق
تہان وغیرہ سے عجیب وغریب سمجھکر فریمیشن ہوگئی درجے طے کیے ہین اپنے برادران ایمانی کی
بہت تکلف سے ضیافت کی جتنے مکان خام وغیرہ تھے سب مسمار کردیے کوٹھیون کی
دیوار احاطہ موقوف کردی کہ مانع ہوا ہوتی ہے وسعت مکان مین گھاس لگادی کہ
بعد برسات بک جاتی ہے موتی محل کے پاس مرزا کی کوٹھی تھی اوسے مسمار کرکے دریا پر
ایک پل پختہ تیار کیا ہے دریا کے دولت خانہ قدیم سے تا موتی محل دونون کنارون کو باہم پشتہ
ڈھال رکھا ہے کہ دریا مثل نہر ہوگیا ہے ایک ریل کا پل زیر دلکشا بنوا دیا ہے- چار باغ قدیم مین
اسٹیشن ریل بہت تکلف سے بنا ہے- ریل کی تین دفعہ آمد ورفت ہوتی ہے ایک فیض آباد
دوسری کانپور تیسری بریلی مرادآباد کی آمد ورفت ہوتی ہے- اسٹیشن پر مثل بازار ہر چیز ماکولات
وغیرہ ملتی ہے مسافرین سب دست بدعا ہین- دلکشا اور محمد باغ کی جانب ۲۲ گانون
ہموار زمین کرکے چھاؤنی فوج وکمپ کی تیاری کی ہے شارع عام کی سڑک کے دونو طرف
درخت لگادیے ہین جنکے سایہ سے بہت آرام چلنے والونکو ملتا ہے کئی سو خاکروب نوکر ہین
سب سڑکونکو دونون وقت صاف کرتے ہین کنار دریا کے سڑک جو حسین آباد تک ہے دونون
وقت آب پاشی ہوتی ہے امام باڑہ آصف الدولہ کو حصن حصین کیا اور سب طرح سے آراستہ ہے
۱۵ سو فٹ تک گرد قلعہ کے میدان کردیا ہے وہان سے دو سڑک بہت وسیع کی ہین ایک کربلا
تال کٹورہ سے عالم باغ تک دوسری چار باغ تک دونون سڑک کانپور سے ملی ہین مکان باولی
جسمین نواب مبارک محل رہتی تھین اوسمین میگزین قلعہ کیمپ بھون کو بھی شامل کردیا ہے
امام باڑے کے گرد کے جتنے مکانات عالیشان اور محلے تھے تا حسین آباد داخل حصار
قلعہ ہوگئے پیچ محلے کی محل حسن باغ وغیرہ جتنی عمارات عالیشان میان حصار تھی سب ہموار
زمین ہوگئی چوک گول دروازہ سے حد حصار ہوئی- نواب محسن الدولہ کا مکان دھس
باہر تھا بچا امام باڑہ مرحسن رضاخان سید حسین جمعہ جماعت ۲۰-۴۰ برس تک ہوتی ہموار زمین
ہوگئی مینا بازار مین قبر شاہ مینا فقط رہگئی اور قبرین قدیم داخل حصار ہین امام باڑہ آغا باقر کا
کھدکر برابر ہوگیا مرزا حیدر شکوہ شاہزادے نے انجنیر صاحب کی اجازت سے قطعہ زمین آمام بارہ

لیکر وسط مین ان کا بنگلہ بنوا دیا اس حیثیت سے کہ مرزا کاظم بخش اونکے باپ وہان دفن تھے جب وہ
روانہ کربلا سے معلی ہوئے اونکے بیٹے سے ایک مہاجن نے نیلام کروا کر اپنے قرضہ مین لے لیا
دریا کے اوس پار بھی جو داخل حصار پڑے سب کھنڈر ہو گئے وہین چھاؤنی منڈیاؤن راجہ تیز کرشن
نیلام مین ۲۳ ہزار روپیہ کو خریدی اگر اسکا تردد کرتے با طمینان اوسکے محاصل سے بسر اوقات کرتے
اکلی بدمعاشی سے بک گئی ایک مہاجن نے لی ہے حسین آباد کی شکست ریخت کی پھر تیاری ہوئی
اوسکی تولیت نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ کو سرکار سے ملی مصارف امام باڑہ بدستور
جاری ہوا اگر انکے اختیار سے باہر کچہری مین عملہ بنگالی کشمیری کھتری ۔ قصباتی مامور ہوئے اہل
شہر بہت کم ۔ ہزار ہا ہر طرف چلے گئے باقی محتاجی بے اسبابی سے رہ گئے ۔ عمارت سرکار مین
گنجایش ہزار ہا مزدور کی ہوتی ۔ اکثر اہل وثایق باجازت سرکار روانہ عتبات ہوئے صفائی
سے فی الجملہ کثافت نسبت سابق کے بہت کم ہوئی وسعت سڑکون سے اور اکثر محلون کے کھدنے
سے فی الجملہ شہر کھل گیا وبا کی بھی وہ شدت نہین ہوتی ۔

قتل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان

۲۷ رجب روز شنبہ جب جناب عالیہ سوار ہوئین پہلے شرف الدولہ کے گھر مین اتریں
فرمایا تم بھی میرے ساتھ چلو ایک طرح مین نہین ٹھہر سکتی غرض کی حضور تشریف فرما ہون غلام بھی
فوج جمع کرکے حاضر ہوتا ہے اشرفیان نذر کی دیکر رخصت ہوے اقربا اور ہمراہیان نواب نے کہا
آپ نے ایسے وقت یہ عذر لنگ کیا سمجھکر جواب دیا کہ فوج باغی ہر شخص متوسل سرکار دیانتدار
اور ارکان دولت کی بھی موافقت کا حال ظاہر ہے یہی حیلہ سازش ان بیان کون کیلئے کافی
ہے میرے نزدیک اپنے گھر مین رہنا بہتر ہے اگر سرکار گرفتار کرینگی مین اپنی مجبوری کا ہر امر بیان
ظاہر کرونگا جو کچھ مجھپر گذرا ہے پس میرا جانا بھی باعث ثبوت حق بجانب ہو جائیگا اور اگر نہ
جاؤنگا تو دوستی اور خیر خواہی باغیون کی ثابت ہوگی ۔
اس عرصے مین رات کے دس بجے عبد الباسط خان آکر کہنے لگے حضور تشریف فرما نہین ہوئین
مین مع عیال جاتا ہون نواب نے ۳ ہزار روپیہ دیکر رخصت کیا بعد اسکے حاضرین صحبت مین

بیٹھے تھوڑی دیر مین محلسرے سے منزل مین استراحت کو گئے بم کے گولے شام سے
برس رہے تھے اتفاقاً ایک گولہ اوسی کوٹھی کی چھت پر گرا بیبیان سر دیا برہنہ باہر
نکلکر صحن خانہ مین کھڑی ہوئین منشی قدرت اللہ نے کہا اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین کہین اور
چلیے جواب دیا تمہارے گھر مین اگ لگی ہے جلد جاکر خبر لو۔ منشی کہتے ہین کہ جب اپنے گھر گیا کسیکو
نپایا معلوم ہوا کہ بم کے گولے کے خوف سے گھبراکر چلی گئی ہین بعد اسکے چاہا کہ کچھ مال دنیا
سے لین کمرہ مین ایسا گرد و غبار بھرا تھا کہ اندھیرے سے اندر جانا مشکل تھا مایوس ہوکر باہر نکلا چراغ
جلاکر چاہا کہ پھر جاؤن دیکھا کہ نواب تن تنہا سراسیمہ دروازے پر کھڑے ہین اونکے پیچھے فافا عورات
تھے مجھسے فرمایا چاہیے عرض کیا ۴۰ ہزار روپیہ محل مین موجود ہے ایک ایک توڑہ ہم سب
اوٹھا لینگے کہا ایسے وقت مین خدا پر بھروسا کرنا چاہیے غرض اسی صورت سے گلیون ہوکر
شاہ گنج مین میر معین کمیدان کے گھر آنے پھر رات رہے حسن جان قمر الدولہ کے بیٹے کو بلواکر
کہا کہ داروغہ عاشق علی سے جاکر کہو کہ اپنے عیال کے ساتھ میرے لواحقین کو بھی لیتے جاؤ
کسواسطے کہ وہ کہاں نوکر رکھ چکے ہین عرض کیا اونکا مزاج جانتے ہین اگر حضور خود تشریف
لیچلین اور اونسے فرمائین تو بہتر ہوگا نواب اونکے ساتھ اکیلے چلے آئے اور کہا منت وار اونسے
کہا اونھون نے بدبختی جواب سخت دیا کہ ہم تمہاری رفاقت مین تباہ اور برباد ہوگئے یہانتک
ہماری نوبت پہونچی اور میرے عیال پہلے جا چکے ہین اوسوقت نواب عجب حالت یاس مین
مایوس ہوکر پھر شاہ گنج مین آتے بیبیان اونکے آنے کے پیشتر گھبراکر موسیٰ باغ کے
ناکے سے کسی گانون مین چلی گئی تھین اوسوقت نواب زیادہ مضطرب ہوئے آخر وہان سے کشمیری
محلے سے ہوکر چلے اس عرصے مین صبح صادق ہوئی جب چوراہے پر پہونچے اتفاقاً درگاہ حضرت
عباس کیطرف سے کئی تلنگے چلے آتے تھے اونکے برابر سے گذرے تو نواب کی ہیئت کذائی دیکھکر کہنے لگے یہ
کون شخص ہے کہین جاتا ہے نواب نے یہ سنتے ہی قدم کو تیز کیا پیچھے سے ایک تلنگے نے
بندوق ماری نواب زمین سے لپٹ گئے اوسکے بعد ڈور کر رفیق الدولہ کی سبیل کے
بند دروازہ سے جاکر لپٹ گئے دروازہ بند تھا پھر کر انال کا تمنچہ ہاتھ مین تھا مارا آگ ہی
اوڈ پھینکدیا اسمین چادر سر سے گر پڑی تلنگون نے پہچانا کہا واہ یہ تو ہمارے بھاگے نواب ہین

پکڑکر موسی باغ شاہ جی کے پاس لے گئے شاہ جی اسمین فتوح غیبی سمجھے ایک چھوٹے ٹٹو پر سوار کیا لیکن جب وہ ٹٹو بار وزارت نہ اوٹھا سکا توپ کی پٹی پر بٹھا کر اپنے ساتھ درگاہ مین لے آئے لاکھ روپیہ زرنقد طلب کرنے لگا نواب نے کہا دو لاکھ دونگا بشرطیکہ میرے ساتھ آدمی جاوے فقیر نے کہا تو خیرخواہ نصاری ہے اب بھی اونسے ہاتھ نہین اوٹھاتا جاتا ہے گورے سارے شہر مین پھیل گئے ہین میرے آدمی کو اپنے ساتھ لیجاکر کٹوا دیگا خود اونکی حفاظت مین بھاگ جاوے گا نواب نے کہا مین مجبور ہون تمھین اختیار ہے۔

خلاصہ روز جمعہ ۷ شعبان جب کارنیگی صاحب گورے لیکر کوٹھون پر سے ہوکر داخل درگاہ ہوے شاہ جی بھاگے وہ ظالم جو نواب کے سر پر ننگی تلوار لیے کھڑے تھے اونھون نے دوڑ کر پوچھا کہ اس اسیر کی کیا حکم ہوتا ہے کہا مار ڈالو جب وہ دونون نامرد ازلی پھرے نواب نے عنایت علی خدمت گار کو بازو سے جوشن جلد اتار دیے کہا یہ میری نشانی میرے گھر پہونچا دینا اوس نے خوف سے انکار کیا کہا دیکھو وہ میرے قاتل آپہونچے یہ کہکر پہلو سے ممبر نماز کو کھڑے ہو گئے ایک نامرد نے بندوق دوسرے نے تلوار ماری مقام سجدہ پر گر پڑے سسک رہے تھے اس عرصہ مین کارنیگی صاحب آئے عنایت علی سے پوچھا یہ کسکی نعش ہے کہا نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کی کارنیگی صاحب نے خاکروبون کو حکم دیا سب لاشونکو اوٹھا کر صاف کرو۔ غرض باورچیخانہ درگاہ مین ایک گڑھے مین مع اور نعش مقتولین پیوند خاک کردیا۔

جب عنایت علی نے نواب کے عیال کو یہ خبر پہونچائی قافلۂ عورات مین شور ماتم برپا ہوا خصوصًا انکی بیٹی ناکتخدا نے اپنا سر پھوڑ ڈالا۔ پھر اسیطرح روتی پیٹتی کسمنڈی پہونچی وہانسے خیرآباد گئی عبدالباسط خان کی کوٹھی مین رہ گئی تھی جب سرکار سے اشتہار امان جاری ہوا اشرف الدولہ غلام رضا خان نے اپنی نیک نہادی سے اپنا خط مع حکمنامہ امان بھیجکر سبکو شہر مین بلوایا اعانت وکفالت اونکے خرچ کی بھی کی صد آفرین اوسکی ہمت عالی پر مقدمات ماضیہ جو فیما بین گذرے تھے اونپر صلواۃ بھیجی۔

جب ولیم صاحب نے نواب کے بیٹون سے روبکاری مین کہا تمھارا باپ متوسل سرکار تھا رسل رسائل کیون موقوف کردیا تھا۔ جواب دیا اسکی باز پرس اگر اوس سے ہوتی غالب ہے کہ جواب شافی

دیتے ہم اونسے بہتر نہ عرض کرسکینگے پھر مظفر علیخان سے کہا تم جنرل فوج ہو اتھا جواب دیا کہ
جسطرح باغیان سرکار نے بادشاہ و نہ بنایا تھا مجھے جنرل کردیا تھا اگر آپ بخوبی دریافت
فرماتے کہ کسی معرکے مین یا مین بھیر میدان ہو کر کسی کا خون ناحق نہین بہایا ہم سب شامل
بت اونکے اختیار حکومت مین سکتے جو چاہا کیا ہم ہر طرح بے بس رہے —

غرض بعد روبکاری کے انکار پورٹ پنشن معافیہ کیا گورنمنٹ نے منظور نہ کیا املاک شہر
رہنے کو ملی۔ کچھ موٹ شاید بسر اوقات کو رہ گئے ہین ہر طرح سے برباد ہوئے وکالت حسین آباد
جو نسلاً بعد نسل مقرر ہوئی تھی عدالت سپریم کورٹ مین نالش ہوئی کچھ شنوائی نہوئی تو بیتے
امام باڑہ نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ کو ازرہ دوراثت مقرر ہوئی

قطعہ تاریخ قتل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان ۲ رشعبان ۱۲۷۶ھ
شیخ بہادر علی شجاع شاعر ہندی

شرف الدولہ فلک مرتبہ ہمنام خلیل — صاحب خلق و حیا معتقد قیا ومن حلیم
چون بدرگاہ ضیا بار جناب عباس — شد قتیل ستم لشکر غدار و لئیم
ماند بے گور و کفن جسم شریفش بر خاک — شد روان روح لطیفش سوئے فردوس نعیم
آرے آرے شد از از عنایات خدا — کفن از حلہ بود غسل ز آب تسنیم
زمزم کعبہ ازین واقعہ شد چشم پر آب — پشت محراب دوتا گشت ازین رنج عظیم
بدل چاک رقم کرد شجاعت تاریخ — شد سیہ پوش حرم از الم ابراہیم

جب شاہ جی خیرآباد پہونچے وہان بھی نواب کے عیال کی تلاش کی لیکن نپایا

بعض احوال متعلق بعد معرکہ لکھنؤ

جب حضرت سلطان عالم نے کلکتہ مین لپنے صاحبات محل کا احوال لوٹ و غارت کا
سنا دو لاکھ روپے اور زیور جو تحائف ہر ایک کیواسطے عنایت فرمایا۔ یہان اوسیطرح ہر ایک کو ملا
شاہزادہ مصطفےٰ علیخان مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ عالم باغ مین سیر فدا حسین کپتان سے

مکان مین مقید رہے بعد کئی مہینے کے جب اطمینان کلی سب طرف سے ہوا مصطفی علی خان
رخصت کیا اپنے مکان سعادت گنج مین آئے دس ہزار خرچ کو ملے جس سے سامان ضروری
کچھ درست ہوا ۵ سو روپیہ ماہواری اونکے بیٹے کے نام مقرر ہوے اب شاید چھ سے سو زیادہ
پاتے ہین حضرت سلطان عالم کی سلطنت مین فقط ۶ روپے ماہواری ہزار خرابی سے ملتے
تھے ۱۰ پہرے کی قید مین رہتے تھے جب حکام عالیشان نے سبت سمجھا یا اونکے عذرات
بارد کے جواب شافی دیے۔ اوسدن سے تاج یا کلاہ تاج نما زیب فرق مبارک ہوا انکے
بڑے بیٹے کی شادی نواب ممتاز الدولہ کی صاحبزادی سے ہزار خرابی ہوئی ہے صاحبزادی صاحب فضائل ہیں
مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ شاہزادے بسلامت اپنے گھر آئے ہزار روپے ماہواری کا
پنشن سلطانی خزانے سے جاری ہوا۔ انھون نے ۶ ہزار روپے ماہواری قدیم تنخواہ
کا سرکار مین دعوی کیا جو انکے جد امجد کو ہمیشہ سے ملتے تھے کوا غذ اسناد مع خطوط نواب
گورنر جنرل پیش کیے آخر نوبت بولایت پہونچی اس خیال سے کہ بیلی گارد مین مقید از راہ حفاظت
رہے ہین۔ اس عرصے مین مرزا حیدر شکوہ روانہ کربلای معلی ہوے مشہد مقدس مین جاکر انتقال
کیا بعد اسکے سرکار سے پانسو ماہواری اضافہ ہوے متعلقان جد امجد پر اور اونکے عیال
پر بھی عدالت سرکار سے منقسم ہوے اگر وہ جیتے ہوتے ہزار روپے معینہ مین ۶ سو آپ لیتے
تھے چار سو مین سبکو تقسیم کرتے تھے اس پانچسو کو بھی خود لیتے۔ اون کی حین حیات تک گھر
کی بابارت فی الجملہ صورت تھی اب بڑے بیٹے جو مرزا ولیعہد کہلاتے تھے داماد سراج الدولہ
ہین انھین کے ایک مکان مین رہتے ہین مکان مفتی گنج اور زمین اماماڑہ آغا باقر خان
بسبب بدچلنی اور قرض کے مہاجنون کے ہاتھ آیا۔

جنرل مرزا سکندر حشمت کا شہزادہ وغیرہ سپرد دار و نہ میرزا حیدر علی ہوئے تھی سپرد کو امانت
حضرت سلطان عالم کلکتہ جاکر پہونچا آئی زیر ظل داماں عم تا مدار پرورش پاتے ہین

۱۵ ماہ فروری ۱۸۵۹ء مطابق ۱۱ رجب روز سہ شنبہ ۵ بجے شام کو بانٹ گرفیتا صاحب چیف کمشنر
بہادر بسمت لاہور تشریف فرما ہوے صبح چار شنبہ ۱۲ رجب ۱۶ فروری ونگفیلڈ صاحب کمشنر بہادر
بعہدے چیف کمشنر لکھنو ہوے دو شنبہ کو دربار کیا پھر دورہ نظامت بیسواڑہ مین تشریف لیگئے

اکثر صاحب جو بیلی گارد مین محصور رہے عہدہ جات سرکاری پر مامور ہوے علی قدر حال سبکو انعام ملا
مکان بھی بدلے اونکی املاک کے بلا تلافی مال و اموال غارت بھی ہوتی تھی چنانچہ جکیب جو بانس کو
ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ ملا آٹھون نے گرجہ بنوایا مطبع اخبار کیا کئی کوٹھیات بنوائین کئی
برس تک دوکان خوب چلی صاحب مرگئے اپنے گرجے مین دفن ہوے نسبتی بھائی اونکے
مختار کار رہے کئی مہینے کے بعد سب گیا گذرا ہوا بیٹی کو ایک کوٹھی دی تھی وہ مع اپنی مان
اودھ مین رہتی ہی کونیا صاحب نے بیلی گارد سے نکلکر بڑا کام جانبازی کا کیا تھا ۲۵ ہزار روپے
انعام ملے مگر قسمت علو ہمت سرکار دے کم سمجھکر روانہ ولایت ہوے ۔ رئیس صاحب نے
انکا احوال بہت تفصیل سے لکھا ہی اب مختصر یہ ہے کہ صاحب مع کنوجی لال دوپہر راتکو ہندوستانی
لباس سپاہیانہ پہن ہندوستانی ہتھیار لگاکر پہلے جنرل اوٹرم صاحب کے پاس گئے
اور بہتیاں احتیاط اپنی بی بی کو بھی خبر نہ کی رخصت ہو سورج کنڈ کے تالاب کے مورچے سے
نکلے وہان سے پکے پل چوک سے ہوکر بلا کے کہین کنارے کہین نہر مین اوترکر بدقت ساری
تمام مورچون سے گذرے دریا پار کر پار چلے سیدھی راہ بنی کی لی جہان کمانڈر انچیف کا لشکر
تھا سپاہیان راہ کئی گانون سے مشکل سے گذرے ہندوستانی جوتے سے پانون مین چھالے
پڑگئے اور لہو بہنے لگا ہزار خرابی جب لشکر مین اسی حالت سے دوپہر کو جنرل بہادر کے پہونچے
تو بھی تعظیم و حرمت سے پیش آئے دوپہر کو عالم باغ سے ایک پتنگ اوڑاکر علامت معینہ سے اہل
بیلی گارد کو اپنے سلامت پہونچنے سے آگاہ کیا ورنہ سبکو یقین انکے مارے جانے کا ہوچکا
تھا اس سرفروشی سے سرکار سے ۲۵ ہزار روپیہ انعام ملا معرکہ سندیلہ مین مولوی محمد
کے مقابلے مین زخمی بھی ہوے پھر نواب گنج سیتاپور مین ڈپٹی کمشنر یا اسسٹنٹ رہکر روانہ
ولایت ہوے اسپیدار عہدۂ جلیلہ ہوے ۵ ہزار روپے انعام وہان ملے پھر اودھ مین
اکثر ڈپٹی کمشنر ہوے اونکی رحمدلی سے رعایا بہت شکر گذار ہے ۔

راجہ جے لال سنگھ کا پھانسی پانا

راجہ جے لال سنگھ نصرت جنگ بھیا راجہ غالب جنگ و درشن سنگھ بہت قابل صاحب لیاقت تھا

اور اپنی قابلیت سے خدمت کلکٹری اور اہتمام ممالک محروسہ اور انتظام شہر کو اکثر مقرر ہوتا تھا اس ہنگامہ فساد میں بھی اوسی عہدے پر بدمعاشان سرکار اور دربار نے منصوب کیا تھا اور فوج باغی ہر امر میں بہ سبب قدامت اور واقفکاری کے راجہ سے صلاح و مشورہ کر لیتی تھی جب شہر سے سب کے ساتھ یہ بھی بھاگے جب اشتہار امان سرکار سے ہر خاص و عام کو اپنے گھر آنے کا ملا - یہ بھی دخیل سرکار ہوئے اور اپنے گانوں پر قابض و متصرف ہوئے کہتے ہیں میجر بروس صاحب چیف پولیس کے دبی پرشاد سررشتہ دار کی عداوت سے یا علت طلب زر دنیا روبکاری کپتان آر صاحب کے قتل میں پھر دھر لیے گئے کئی مہینے تک اثنا مقدمہ میں قید رہے اپنے جینے سے تنگ آ گئے خلاصہ موافق تحریر رپورٹ صاحب چیف پولیس حکم صادر قطعی انکے پھانسی دینے کا آیا - داروغہ میر واجد علی اور میر چھو کہتے ہیں کہ ہمنے کیفیت انکی مابین خود و خدا سرکار سے کہی واللہ علم - بہرصورت جب خون ناحق ثابت ہوا یکم اکتوبر روز شنبہ ۱۸۵۹ء مطابق ۳ - ربیع الاول ۱۲۷۶ھ اسیر کو در دولت پر اوسی مقام پر لائے جہاں پٹیرک آر صاحب کو قتل کیا تھا اب وہاں اونکی لاٹ بہت تکلف سے بنوا دی ہے پتھر پر تاریخ وغیرہ کندہ ہے حسب دستور ستی مجسٹریٹ آئے - ہزارہا تماشہ بین شہر جمع تھا راجہ نے اپنے ہاتھ سے پھانسی ڈالی - جب تختہ کھینچ کیا کام تمام ہوگیا ڈیڑھ روپیہ کا کفن دیکر وہیں بیراہ لاٹ کے خاک میں ملا دیا اب دونوں کا مرافع بڑی عدالت میں ہو رہے گا - استعجاب سبکو یہ ہے کہ کار فرمایہ کبھی حکم قصاص جاری نہیں ہوتا وگرنہ پہلے صاحب حکم کو قتل کرنا چاہئے فاعتبروا

رونق افزائی نواب گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف بہادر

رائٹ انریبل سی جی لارڈ کیننگ بہادر اور کلائد صاحب کمانڈر انچیف بہادر ۲۲ اکتوبر روز شنبہ ۱۸۵۹ء مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ ۵ بجے صبحکے رونق افروز شہر ہوئے ہزاروں تماشا بین شہر اور حکام عالیشان نظامت و فوج لباس وردی پر تکلف پہنے اسلحہ حرب سے آراستہ تا کہ چار باغ پر استقبال کو گئے - ۶ بجے پہلے کمانڈر انچیف بہادر اور ان کے مصاحب سوار بگھی پر آئے سرہوپ گرانٹ اور ونگفیلڈ صاحب چیف کمشنر اور کئی افسر

منتظر آمد نواب محتشم الیہ پل کے اسطرف کھڑے ہوے تھے اسوقت سلامی توپ ہوئی آپ بعد ۲ گھوڑے کی کھلی ہوئی گاڑی مین لاٹ صاحب اونکے پہلو مین لیڈی کوپٹر نمود ہوئین لاٹ صاحب سب طرف بکشادہ پیشانی ملاخطہ فرماتے جاتے تھے جب پل پر آئے سبزے عربی گھوڑے پر سوار ہوے سر جارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر ہم پہلوی لیڈی صاحبہ ہوے۔

جلوس سواری یہ تھا آگے دوسرا ڈریگون گارڈ پہلا ترپ پنجاب ۶ توپ اسی ۳۵ رجمنٹ پیدل شاہی کا ونبگ۔ پہلا رسالہ پنجاب پہلا رجمنٹ پیدل سکھ ۳۵ رجمنٹ پیدل شاہی کا ونبگ اونکے پیچھے کتو شہاسٹر اور کئی افسر پھر باڈی گارڈ دگوٹ کی تبی پگڑی کلغی لگی سر پر باندھے اونکے پیچھے چوبدار جلوس وغیرہ نواب محتشم الیہ کے دست راست کمانڈر انچیف دست چپ چیف کمشنر سر ہوپ گرنٹ بیڈن صاحب سکرٹر اعظم اونکے پیچھے گاڑی لیڈی صاحبہ اونکے ساتھ اسسٹنٹ جنرل اسسٹنٹ کیوٹر ماسٹر برگیڈ میجر اور صاحبان نظامت اور قلعہ کے صاحبان فوج ۱۲ ہاتھی ایک ہودج نقرئی پر تکلف اوسکے بعد باڈی گارڈ دوسرا ڈریگون پہلا رسالہ سکھ ۲۳ رجمنٹ شاہی توپین اسپی اور پیلون کی ۳۰ رجمنٹ شاہی پیدل دوسرا برگیڈ بٹالین رفل رسالہ متعلق لکھنؤ۔

سڑک پر اہتمام دورباش بر قند از پولیس تھا۔ سواری سڑک جدید مچھی بھون سے ہو کے نکلی اسی واسطے اس سڑک کا نام کیننگ روڈ رکھا سڑک کے دونون طرف اہل شہر کا ہجوم تھا سب نے سلام کیا لاٹ صاحب نے سر پر ہاتھ رکھا پوساک سفری پہنے تھے مچھی بھون سے توپ سلامی کی چلی جب بیلی گارڈ کے پاس پہونچے تیسری سلامی ہوئی چتر منزل بارہ دری شارع عام پر اکثر ارکان دولت راجہ تعلقدار سوار اسپ تحفہ کھڑے تھے جب قریب آئے سبھون نے گھوڑون سے اوترکر سلام کیا قریب کوٹھی دلکشا اقربائے شاہی نے پا بندھکر سلام کیا۔ رخصت ہوے۔ لاٹ صاحب داخل خیمہ ہوے پھر توپ سلامی چلی۔

دربار خاص نواب گورنر جنرل بہادر

۲۴ اکتوبر سنہ الیہ مطابق ۲۶ ربیع الاول سنہ الیہ ۴ بجے دن کو دربار خاص ہوا چنانچہ ۱۴ اشخاص
مرزا قربا سے شاہی منتخب ہوے خیمۂ عالیشان نصب تھا فرش قالین عمدہ اوسکے طول مین
کرسیان دو رویہ سرے سے برابر سنہری مسند اور سپر کرسی پر تکلف کارچوبی رکھی مسند کے پہلو دو اور کرسیان
اونکے پیچھے علم چوبدار وغیرہ دست بستہ کھڑے ہوے خاندان شاہی حسب الحکم لباس دربار
پر تکلف پہنے پہلے در خیمہ پر جاکر کھڑے ہوے چیف کمشنر نے صحت الدولہ سے پہلے مرزا قمر قدر مصطفی علیخان
نواب محسن الدولہ کو بمراتب خلوت مین بلا لیا پھر باہر نکلے بٹدن صاحب سکرٹر نے شاہزادون کو
لیجاکر دہنی بٹھایا۔ سمسن صاحب ڈپٹی سکرٹر نے درجۂ دوم کو جنکے نام فرد مین تھے فاٹ
صاحب سکرٹر چیف کمشنر نے درجۂ سوم کو جس مین نواب ممتاز الدولہ وغیرہ تھے صاحبان
لکھنؤ دست چپ کرسیون پر گارد گورون کا احتشام کو کھڑا ہوا۔ پولیس کے افسر اہتمام کر رہے تھے
چیف کمشنر نے لباس اہل دربار کو بنظر تامل دیکھا سب کا لباس موافق دربار شاہی تھا لباس انگریزی
کی سب کو ممانعت تھی ورنہ اکثر صاحب بتفاخر پہنکے جاتے صحت الدولہ نے نواب وزیر مرزا
نام فرد شاہزادون سے نکالڈالا تھا جب انکو خبر ہوئی کرنل اسلیپ صاحب کے پاس اپنی تحریرات
صدر زمان حضرت خلد منزل بھیجدی۔ صحت الدولہ پر چشم نمائی ہوئی درجہ شاہزادون مین
نام قایم ہوا انکا ہر شخص شاکی رہا۔ امام علی خان آفتاب علی خان کا لباس پر تکلف جیسا
چاہیے نہ تھا کس واسطے کہ زردار بھی تھے چیف کمشنر نے نواب محسن الدولہ سے پوچھا یہ
اسی طرح دربار شاہی مین آتے تھے کہا اسی صورت سے چپ ہو رہے نواب ممتاز الدولہ
نے بتفاخر چاندی کی کرسی لاٹ صاحب کے واسطے بہت تکلف کی بنوائی تھی چیف
کمشنر بہادر خلاف مرتبہ سمجھکر مانع ہوے اور کچھ الفاظ زبان بر جستہ کہے بھی از
راہ طعن فرمائے۔

خلاصہ جب ساڑھے چار بجے نواب گورنر جنرل بہادر برآمد ہوے توپ سلامی کی چلی سلامی باجا
ہوئی یعنی خدا جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو سلامت رکھے سب تعظیم کو کھڑے ہو گئے دہنی طرف

بیڈن صاحب سکرٹر بائین طرف کمانڈر انچیف بیٹھے مصاحبان خاص آکر بیٹھے جب توپ چل چکی بیڈن صاحب بموجب تحریر فرد اسم نویسی مرزا قمر قدر کے پاس آئے روبرو لیگئے شاہزادہ سکسٹ بآداب شاہی چھوٹے ہاتھ ست جھک کر تسلیم کی لاٹ صاحب نے کمال شفقت سے ہاتھ بکڑکر موافق اونکے قد کے جھک کر مصافحہ کیا بعد اسکے مصطفے علی خان مرزا دارا سطوت محمد علی مرزا سلیمان قدر حسن علی شاہزادہ جنت مکان اونکے بعد مرزا خرم بخت یحیی علیخان مرزا یحیی علیخان مرزا عظیم الشان محمد تقی مرزا رفیع الشان نقی علی مرزا شاہزادہ فردوس منزل ہر ایک اوسیطرح روبرو گیا پھر اپنی کرسی پر آکر بیٹھا نواب محتشم الیہ سب اوسی طرح پیش آئے۔

بعد اسکے سمسن صاحب اونٹے نواب محسن الدولہ۔ داماد فردوس منزل نواسۂ خلد مکان جنکی خیرخواہی سرکار مین اس ہنگامۂ فساد مین حکام عالیشان پر ثابت ہی عظمت الدولہ خویش حضرت سلطان عالم۔ نواب سرفراز الدولہ داماد جنت مکان نواب امتیاز الدولہ مفرالدولہ نظام الدولہ۔ اقتدار الدولہ۔ غضنفر الدولہ۔ حیدر الدولہ حشمت الدولہ۔ مرزا ابوتراب خان محمد تقی خان سگے بھانجے نواب محسن الدولہ وغیرہ ان سبکی نیم قد تعظیم ہوکر مصافحہ کیا۔

اسکے بعد درجۂ سوم فاٹ سائیٹ صاحب سکرٹری چیف کمشنر اوٹھے۔ نواب ممتاز الدولہ مرزا بیدار بخت پسر مرزا خرم بخت۔ جلیل الشان۔ مرزا محمد اکبر علی پسر مرزا عظیم الشان۔ نواز مرزا شاہ مرزا بہادر مرزا بیٹے مرزا ہمایون بخت سعید الدولہ۔ محمد زکی علی خان۔ احمد حسین خان۔ کلب حسین خان۔ پسر نواب کلب علی خان۔ امام علی خان۔ افتاب علیخان۔ امیر الدولہ علی حسین شمشیر الدولہ پسر نواب رکن الدولہ محمد حسن خان اقتدار الدولہ بیٹے نواب کاظم علیخان محمد مقیم خان پسر شارق الدولہ اکبر علیخان عم نواب محسن الدولہ محمد عباس داماد رکن الدولہ مرزا علی خان پسر محتشم الدولہ محمد سلیمان مرزا پسر غضنفر الدولہ زکی الدولہ پسر احمد الدولہ صمصام الدولہ ابوالحسن خان پسر حیدر الدولہ مجید الدولہ پسر حشمت الدولہ یہ سب اوسیطرح آگے گئے اور ہر ایک سلام کرکے اپنی کرسی ٹکٹ پر جاکر بیٹھا اسواسطے کہ یہ سب پوتے نواسے شاہی درجۂ سوم کے تھے ایک بنگالہ معززین بنگالہ مرشد آباد سے لاٹ صاحب کے ساتھ آیا تھا وہ بھی داخل زمرہ کرسی نشینان تھا اور خریطہ خلعت

وغیرہ عطیہ اوسکی معرفت ہوسے تھے اہل دربار کی کرسیان آگے بچھی تھین بعد اسکے لاٹ صاحب اوٹھکر کھڑے
ہوسے کچھ ارشاد کیا سکرٹر صاحب نے اوسکا ترجمہ سبکو سنایا کہ تم سب حفاظت وحمایت جناب
ملکہ معظمہ دام اقبالہا مین ہمیشہ سے اور تمہارے خاندان عالیشان سے ایک رابطہ قدیم چلا
آیا ہے بہت تمہاری عزت وتوقیر سرکار کرتی ہے اور کریگی پس لازم ہے کہ تم بھی سرکار کی
خیرخواہی نمک حلالی فرمانبرداری مین مستعد وسرگرم رہو۔

مرزا دارا سطوت نے کچھ طول سے بیان شکریہ چاہا اپنی تقریر مین خود اونھے سکرٹر صاحب
نے روک دیا نواب محسن الدولہ نے فقط ایک ہی کلمۃ الخیر پر خاتمہ کیا کہ ہم پچاس برس سے خیرخواہی کا
کرتے چلے آتے ہین آجتک ہمسے کوئی امر خلاف نہین ہوا نمک خوار سرکار ہین سکرٹر صاحب نے
ان سب کا ترجمہ کیا بعد اسکے کشتی سنہری گوٹے کے ہار کی۔ عطر۔ سنہری گلوریان پان کی تین
لاٹ صاحب نے دستہ اول کو اپنے ہاتھ سے عنایت فرمائین نمبر دوم کو سکرٹر صاحب نے
نمبر سوم کو فارسائیٹ صاحب نے دیے ہار جب ملے اپنے ہاتھ مین لیکر ہر ایک نے پہن لیا
سب رخصت ہوسے۔ دربار خاص برخاست ہوا۔ سلامی باڈ اور توپ ہوئی۔

دربار عام نواب محتشم الیہ

۲۶ - اکتوبر روز چہارشنبہ مطابق ۲۸ - ربیع الاول ۱۲ بجے دوپہر دن سے پہلے اہل
وثائق صاحبان پنشن راجہ تعلقدار معززین رئیس شہر جناب سلطان العلما سید تقی صاحب
بیٹے جناب سید العلما ای مرحوم خیمہ گورنری سے بہت دور اپنی سواری سے اتر کے پیدل ایک
ڈپٹی مجسٹریٹ کوتوال شہر اور افسران پولیس نے اگرانتظام واہتمام کیا سبکی سواری کو بہت دور
ہٹا دیا سوارونکو حکم قطعی دیا کہ کسیکو گاڑی پر سوار نہ آنے دو بعد اسکے چوبدار آکر سبکو
لے گیا ہر ایک دریچے پر اپنا ٹکٹ دکھا اپنی کرسی ٹکٹ پر بیٹھ جاتا تھا اکثر بہت آدمی صاحب
وثیقہ خوبی حواس خمسہ سے ٹکٹ برات اپنے گھر بھول آئے تھے بیٹھنے پاسے بعض نذرانہ
کی بیٹھنے سے ہوا اہالی گوں اونکے واسطے حکم قطعی ہوا کبھی دربار مین حاضر ہون پیش از دربار بھی
انگریزی گاڑی پر سوار دیا تھے چلے جائین سوارون نے منع کیا جب نہ مانا طرفین سے

خوب چھوٹ چلی آخر گاڑی سے اوترکر گئے بعض صاحب اس اہتمام سے میان راہ ہی پھر گئے
نذر کی اشرفی تین سے کم ۹ سے زیادہ نہ تھین اسکے بعد پھر کچھ زیادہ ہوگئی تھین اسکے بعد پھر تحفہ یا ...
ہوگئی تھین سب اہل دربار ۲۵۰ تھے بیٹھنے سے سلسلۂ انتظام کرسیونکا درہم وبرہم ہوگیا مقدم
مؤخر ہوگئے ـ جب نواب گورنر جنرل بہادر رونق افروز ہوئے اوسی طرح سلامی توپ و
باڑھ ہوئی چیف کمشنر بہادر فرداسم نویسی سے ہرایک کو سلام کرواکے نذر دلواتے جاتے
تھے اوسوقت دو تین راجہ کو خلعت پُر تکلف بیش قیمت مرحمت ہوا۔ باقی سب کشتیان
خلعت کی فارسایئٹ صاحب لیگئے حکم دیا کہ آج دیر ہوگئی کل سب کے مختار آکر ہرایک
کے خلعت لیجائین بعد اسکے دربار برخاست ہوا ـ

شب جمعہ کو روشنی آتشبازی بڑا کھانا ہوا دلارام کی کوٹھی سے چھتر منزل تک یہ سب
تیاری آراستگی بتکلفات انتظام سے تھی ـ ۲۹ ـ اکتوبر روز شنبہ مطابق غرہ ربیع الثانی نواب
گورنر جنرل بہادر تشریف دریاے کانپور ہوئے ـ

کمانڈر انچیف بہادر اپنے لشکر مین رہگئے نواب گورنر جنرل کو اہل شہر نے ہزارون ضیافتین
بسبیل ڈاک گذرانین حسب سررشتہ ہرایک کو جواب آئے گا ـ اولاد تیموریہ حاضر دربار نہوئی
چیف کمشنر نے مرزا حیدر شکوہ شاہزادے کی دلجوئی اور خاطر بہت کی کسواسطے کہ بے قصور
تھے اور پہلی گارد بحفاظت سرکار رہے تھے ـ

گرفتاری علی محمد خان عرف ممو خان

سنہ ۱۲۵۷

مختصر یہ ہے کہ جب جناب عالیہ داخل سٹے کوٹ ہوئین ممو خان پہلی صحبت مین کپتان
جنگ بہادر سے گفتگو نامناسب کرچکے تھے اس جہت سے معہ فوج باغی حوالی کوہ جنگل مین رہے بعد اسکے
جناب عالیہ کے پاس پھر دو زن و مرد ملازم شمردہ باجازت جانے پائی جب خبر ہوئی کہ جنگ بہادر جناب عالیہ
کی ملاقات کو آیا چاہتے ہین مرزا برجیس قدر خود سوار ہوکر چلے داخل خیمہ ہوئے کرسیون پر بیٹھے
جنگ بہادر اس سبقت سے بہت شکرگذار ہوے مرزا برجیس قدر نے کہا کہ آج ہم کس حال
سے آپ کے پاس پہونچے اب آپکو اختیار ہے اور مرزا مراد جان حاضر رہین گے

جنگ بہادر نے مرزا امراؤ جان سے بہت نشیب و فراز دنیا ہم از راہ تہدید و تفہیم سمجھا کر یہ
صورت ٹھہرائی کہ جناب عالیہ اور مرزا برجیس قدر باطمینان تمام اور آرام یہاں تشریف رکھین
مگر فوج بدمعاش جو نمکحرام اپنی سرکار کی ہوئی ہے کسیکو یہاں رہنے نہ دینگے اور آنے نہ دینگے
کسواسطے کہ فیمابین سرکار انگریز بہادر اور ہمارے روابط دوستی اور یکجہتی دلی ہے ہم اونکے دشمن
کو اپنا دشمن اور دوست کو اپنا دوست سمجھتے ہین اپنے قلمرو ملک مین نہین رکھ سکتے۔

ممو خان شادان و فرحان مع فوج باغی چلے اس اطمینان سے کہ جناب عالیہ
نے میرے واسطے اجازت لی ہوگی میان راہ ایک گھاٹی پر ہم بہادر بھائی مہاراجہ
جنگ بہادر کے مع ایک پلٹن پڑے ہوئے تھے مانع راہ ہو کر فقط ممو خان کو بلوا بھیجا یہ
باطمینان چلے گئے جب ملاقات ہوئی کہا تم یہاں ٹھہرو۔ ہم جنگ بہادر کو لکھتے ہین جب حکم
آئے گا جانے دینگے غرض بظاہر نظربند اور بباطن مین مقید کیا جب مہاراجہ جنگ بہادر خود تشریف
لائے غرض ملاقات کی اور پوچھا آپنے کسی صاحب یا میم کو اپنے ہاتھ سے مارا ہے کہا
حاشا کبھی مجھسے ایسا امر نہین ہوا یہ سنکر جواب دیا تم مطمئن ہو یہ باتین کر رہے تھے کہ جنرل صاحب
کمان افسر تھوڑی فوج سے کسی پہاڑی قریب پر تھے لباس عربی پہنے تشریف
لائے خانصاحب کو لیکر روانہ لکھنؤ ہوئے۔

فوج باغی جب بن سے کی ہوگئی فوج انگریزی سے مقابلہ کیا کئی ساعت تک
لعنت بھیج لڑکر سب کو جنگل کو بھاگی پہاڑ پر کسی نے جانے نہ دیا کسواسطے کہ ہر گھاٹی
پہ فوج باغی کی عجب شکل جنگلی بن مانس کی بن گئی تھی کسی کے پاس کپڑا درست
نہ تھا فقط بندوق تلوار توسدان سنگین رہ گئی تھی کوئی یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ یہ کبھی ملازم
رہے تھے تنکھن رسالدار وغیرہ بھی گرفتار ہوئے۔ ۱۲- جمادی الاول روز شنبہ
سنہ ۱۲۷۶ ہجری مطابق ۷ اکتوبر سنہ ۱۸۵۹ء یہ اسیر داخل جیلخانہ لکھنؤ ہوئے
موافق دستور ایک کرتہ رنگین ایک کملی ایک بوریہ فی کس ملا۔ سب جدا
جدا قید ہوئے۔

جب ممو خان کی روبکاری ہوئی بہت صاف صاف جواب شافی دیے بہت سی چٹھیان انکی

صاحبون کی جو واسطہ اور بے واسطہ ملی تھین دکھائین اپنی حفاظت بیبیون اسیر قیصر باغ کی
بیان کی کہ میر واجد علی میر نائب تھا میرے مشورے و حکم سے کوئی امرا و نسے از خود سرزد
نہین ہوا تعجب انصاف سرکار سے ہے کہ اس لاکھ روپے کے انعام کا مین سزاوار تھا یا وہ خلاصہ اوسکا
سے جیلخانہ سی فرح بخش کے کٹہرے مین با آرام رہنے لگے سرکار سے کئی روپیہ خرچ یومیہ بھی مقرر ہوے
کئی خدمتگار بھی خدمت کو رہنے لگے کئی مہینے تک روبکاری رہی آخر تجویز پھانسی ہوئی جب مرافعہ
اپیل جارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر نے حکم پھانسی منسوخ کرکے حکم ڈیپا شور دیا جزیرہ منڈمین کو
جو قریب کلکتہ ہے روانہ ہوے۔ میان راہ جہاز سے اترکر کہین بھاگے تھے پکڑے گئے حکم دائم الحبس ہوا
کہتے ہین اوسی جزیرے دوکان بسر اوقات کو کی تھی اب شاید وہین مرگئے۔

ذکر اجمالی جناب عالیہ و مرزا برجیس قدر

ایک مصور انگریز ایک صاحب بحکم سرکار مرزا برجیس قدر کی تصویر کھینچنے کو نیپال گئے
مین گئے ان صاحبون نے ملاقات کی با آداب شاہی تصویر کھینچی اور کہا حکم سرکار یہ ہے کہ آپکو
فیض آباد یا لکھنؤ جہان رہنا منظور ہوا اختیار ہے تنخواہ فراخور حال ملے گی اور وہی تعظیم و
احترام شاہانہ عمل مین آئیگا مگر کثرت ملازمین آپ کے پاس تھوڑے پائینگے اگر آپ تشریف
لیجائینگے ہمارا بھی موجب نیکنامی و افتخار ہوگا۔
جناب عالیہ نے جواب دیا کہ جب کسیکو نوکر نہ رکھ سکینگے وہ روپیہ کس مصرف مین آئیگا مجھ
رہنے مین یہان کیا قباحت ہے آیندہ خدا کو اختیار ہے۔ اوسکے بعد وہ صاحب رخصت ہوا اور تصویر
سرکار مین آئی۔ جنگ بہادر نے عرض کیا کہ یہان سے آپ کا جانا آپکی مرضی پر موقوف ہے ہم
کبھی اس امر خاص مین دخل نہ دینگے اور نہ اسکے خلاف ہم سے ہوگا آپ باطمینان تمام رہے کسی
طرح کا اندیشہ نہ کیجئے جو لوگ کہ نام آور ان لکھنؤ تھے چلے آئے سوا مرزائی بیگم جنہنے مرزا برجیس قدر
کو پرورش کیا تھا سو اب وہ بھی وہین مرگئین معتبرین کہتے کہ پانسو روپیہ ماہوار ہی راجہ کی سرکار
سے ملتا ہے مرزا برجیس قدر اب صاحب اولاد ہوے ہین۔ اکثر دیا کرتے ہین اوڈمنی ا

اور تیمتی لکھنو کے ہین مگر اب کون پوچھتا ہے پیشتر جو کچھ ہونا تھا ہوا

گرفتاری نواب خان بہادر خان بریلی

زبانی مرزا امراؤ خان یہ ہے کہ نواب بہادر خان رئیس و حاکم مستعار بریلی کسی پہاڑ کے جنگل مین ۱۱ - آدمیون سے چھپے بیٹھے تھے کسی گوئندے نے جا کر خبر کی جنگ بہادر کے پاس آئے اونسے مقدمہ خون پوچھا بہت سی تشفی کی ہیل صاحب کے سپرد کر دیا انھون نے چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرین صاحب نے کہا کہ ہمنے تمھین امان دی ہے خاطر جمع رکھو جب لکھنو مین روبکاری ہوئی کرنل بیرو صاحب نے پوچھا تمنے مدت تک سرکار کا نمک کھایا عہدہ جلیلہ پر مامور رہے اس سن پیری مین کیون ایسی سرکار عالیشان سے بغاوت کی جواب دیا تمنے ہمارا ملک آبائی چھین لیا تھا تمھاری فوج نے تمھارا سامنا کیا جب تم بھاگ گئے تمھارے باغیون نے ہمین نیابۃً مستحق ریاست سمجھکر حاکم ریاست کر دیا ہم اسے عنایت خدا سمجھے کر اپنے حق کو پہنچے جہان تک ہو سکا بچایا اب تمھارے قابو مین آ گئے اختیار ہے صاحب نے کہا جب تعلقدار بھی سرکار ہوئی پھر تمنے ملک کو بخوشی کیون نہ دیا کہا طمع نفسانی نے نچایا سرکار بھی یون کیکو ملک لیا غرض لکھنو سے حکم ہوا کہ تمھاری روبکاری خاص بریلی مین ہوگی چنانچہ سوار پیدل کے پہرے مین مقید ہو کر بریلی گئے حکام نے بعد روبکاری پھانسی تجویز کی حکم سنایا اور یہ بھی کہا کہ ہم اپنی تجویز لفٹنٹ گورنر کو لکھتے ہین جیسا وہ حکم دین عرض کیا میرے سب اظہار پہنچ نہ بھیجیے انکا ایک گواہ بھی بھاگ گیا دوسرا حوالات مین رہا قصہ مختصر آخر حکم پھانسی آیا سوار ہم جوانکا نائب تھا اوسے بھی پھانسی ملی اوسے شاہ جی نے خوب لوٹا تھا جب وہ بریلی سے بھاگ کر ملک اودھ مین آیا تھا ایک دوست بریلی کا کہتا تھا جب نواب کو چوک مین پھانسی کو لائے خلقت شہر کی تماشے کو جمع تھی صاحب کمشنر مع اور صاحبان عالیشان بھی آ گئے تھے نواب سے اور صاحب کمشنر سے خوب تقریر ہوئی جب صاحب کمشنر خاموش ہو گئے نواب نے کہا اب دیر کا ہے کو کیا ضرور ہے حکم حاکم مرگ مفاجات ہے حسب دستور جلاد نے نواب کی مشکین باندھنی چاہین اوتار کو پوچھا منع کیا فرمایا ایک ہاتھ انکا کلکٹر صاحب دوسرا اور صاحب تھامے یہ فرما کر چلا کر دوئی

سوار ہو کر جلد چلے گئے جب پھانسی دے چکے ورثا نواب نے نعش طلب کی جواب دیا کہ تم اسے شہید بناکر قبر پر میلہ کیا کرو گے ہماری باعث تکلیف ہوگا بعد اسکے قلعہ مین گرو دیا اونکے عیال کی بسر اوقات کو کچھہ سرکار سے مقرر ہو گیا ہے ۔

اسیران فرنگ کا بچنا اور رسوخ میر واجد علی کا ہونا

جب گورے قریب کوٹھی جنرل مارٹن محمد باغ پہونچے داروغہ میر واجد علی نے اون بیبیون اسیر کو جو فوج باغی کے ہاتھہ سے محض قدرت خدا سے بچ رہی تھین نواب محسن الدولہ کے مکان واقع لکڑ مالی مین بھیجدیا تھا پلٹن نادری کے تلنگے قیصر باغ سے بھاگ کر وہین اپنے ٹپا اوکو آئے سپاہیون نے کہا یہان محلات واجد علی شاہ اور عیال داروغہ میر واجد علی ہین ہم نہ اترنے دینگے تلنگو نکے بچانا ایک چپراسی نے داروغہ کو خبر کی اونھون نے جلد بیبیون کو نال دروازہ مین چودھری جگناتھ کے مکان مین بھیجدیا بعد دو دن کے گورون نے مکان نواب محسن الدولہ واقع بیناباز آکر گولیان مارنی شروع کین خصوصاً جس مکان مین یہ بیبیان تھین متصل گولیان آنے لگین ۔

وہان سے محلہ منصورنگر مین جہان نواب خرد محل سلطان محل اور بہت سی عورات محل تھین بھیجدیا نواب خرد محل نے احتیاطاً بیبیونکو علیحدہ کوٹھے کے کمرے مین رکھا اور اپنے ہاتھہ سے کھانا وغیرہ لیجاکر کھلایا کرتی تھین اسواسطے کہ مبادا کسی ماما لونڈی کو خبر ہو جاوے ۔

جب احمد اللہ شاہ نے درگاہ حضرت عباس مین آکر مورچہ کیا وہ قریب منصورنگر متصل سکونت صاحبات محل تھا میر واجد علی نے بیبیون سے ایک چیٹھی لکھوائی یعنی ہم میر واجد علی داروغہ کے مکان مین ہین یہان بھی بدمعاش چارونطرف سے گھیرے ہوے ہین جو صاحب اس چیٹھی کو دیکھے فوراً مع فوج آکر ہمکو یہان سے لیجاے داروغہ نے ایک شخص کو ۲۰۰ روپیے دیکر مع چیٹھی بھیجا ۔ راہ مین قریب اکبری دروازہ دو افسر نیپالی ملے وہ چیٹھی دیکھ وہ دو کمپنی اپنی لیکر آئے ۔

نواب خرد محل نے بیبیون کیواسطے کشتی بھاری پر تکلف اور رسا کے لباس کی منگوائین اور

کچھہ زیور بیبیون نے لباس سادہ پہن لیا اور ایک طوق گلوبند و بجلیان کانون کی اور جہانگیریان دستی لے لین اور دارونغہ کی پنس مین سوار ہو رخصت ہوئین فقط ایک گارد پلی حفاظت کو رہ گیا بعد اسکے بدمعاشون نے باخبر ہوکر گھر کو گھیر لیا دارونغہ نے پھاٹک پہ قفل لگا دیا کہ ہیاوا یورش کر کے داخل ہون سبکو قتل کرینگے اور گارد کو کوٹھے پر چڑھا دیا کہ سب طرف گولیان مارو بدمعاش سمجھے کہ یہان فوج ہے رک رہے یورش نکر سکے دارونغہ کو یہ خیال گذرا کہ اگر سرکار سے کمک نہ آئی یہ بدمعاش کیونکر باز رہینگے -

جب بیبیان لشکر جنگ بہادر مین پہونچین اپنا احوال جنرل سے کہا وہان سے دو پلٹن اور کئی صاحبان اس مکان پر آئے اوسیوقت صاحبات محل اور عورات کو سوار کر کے لشکر مین جہان بیبیان تھین پہونچا دیا جنگ بہادر نے علیحدہ خیمے مین ان سکو اوتارا بہت خاطر داری کی - بزار روپے دعوت کے بھیجے میم نے جنگ بہادر سے دارونغہ کی ملاقات کروائی - بعد اسکے کماندر انچیف سے ملاقات کی اونھون نے محلات کی بہت تشفی کی -

تیسرے دن دارونغہ معرفت آر صاحب جنرل اوٹرم صاحب کے پاس حاضر ہوے صاحب نے کھڑے ہوکر انکا مزاج پوچھا بہت تسلی کی فرمایا لاکھ روپیہ سرکار سے تمھین انعام ملیگا اور ایسی پرورش ہوگی کہ تمھارے وہم وخیال سے باہر ہو دارونغہ نے محلات کیواسطے عرض کیا کہ جاگیر و تنخواہ نوٹ وغیرہ سب اونکو ملین اور ہر صورت اونکی رعایت کیجاوے پھر آر صاحب سے فرمایا کہ اونھین ایک چٹھی لکھدی یعنی تاکید اکید حکم دیا جاتا ہے کہ کوئی شخص فرقہ سپاہ سے میر واجد علی دارونغہ کے مکان پر نجاوے اور جو اونکے متعلق ہین اونکو بھی نستاوے کسواسطے یہ خیرخواہ اور متوسل اور حفاظت انگریز بہادر مین ہین اور ایک چٹھی بنام افسران گورہ دی کہ جہان آر صاحب کہین پہرہ گورون کا مقرر کرین پھر محلات کو لشکر جنگ بہادر سے مع اسباب وغیرہ گولہ گنج مین محترم اور محبوب خواجہ سرا اون کا مکان آر صاحب نے خالی کروا دیا وہان جا کر رہے پہرہ گورہ کر دیا -

بعد تین دن کے میر واجد علی مرزا قمر قدر بیٹے سلطان عالم کو لیکر جنرل اوٹرم صاحب کے پاس گئے صاحب نے حسب معمول تعظیم و تکریم کی اور بہت کچھ تشفی و دلاسا کیا اور فرمایا محلات

اور ملکہ جہان کو تمھارے سپرد کیا اور سبکی داروغگی دی اور نواب خاص محل کی مان کو بھی
تم اپنے پاس رکھو اور شہزادے کو گود مین لیکر بہت پیار کیا اور وعدہ لیا تمھاری تنخواہ بھی
ہو جائیگی پھر رخصت کیا۔

میر واجد علی کے پانون مین گھوڑے سے گرنے مین چوٹ آئی تھی اس جہت سے
چیف کمشنر کے پاس نجا سکے صاحب بہادر کلکتہ تشریف فرما ہوے مونٹ گومری صاحب
رونق افروز ہوے منشی رام دیال تحصیلدار نے اس اہتمام سے کارنیگی صاحب سے کہا کہ داروغہ
نے اور محلات باغیہ کو بھی اپنے گھر مین چھپا یا ہی بس چاہیے کہ اونکے گھر پر دوڑ جاوے سب اسباب
گھر سے لوٹ لائے صاحب نے کہا تم دوڑ لیجاؤ مگر اونکے گھر پر نہ لیجانا موجب بدنامی کا
ہوگا کسواسطے کہ چیٹھی جنرل اوٹرم صاحب اونکے پاس ہی تحصیلدار نے کہا کوئی نہ پوچھیگا میرے
ذمہ ہے چنانچہ ایک دن ولیم صاحب بارٹنس صاحب کپتان اور رگھو تحصیلدار مع ایک
کمپنی گورہ آئے واروغہ اور جتنے آدمی اوس مکان مین تھے سب کو قید کر لیا دوسرے
دروازے سے گورے نواب خرد محل سلطان محل کے مکان مین بیباک چلے گئے بہت سا
اسباب اوس مکان کا لوٹ لیا کارنیگی صاحب نے آکر کہا حکم چیف صاحب یہ ہی کہ انکا
اسباب کسیطرح لوٹنا نچاہیے لٹے اسباب پر مہر کر لو ہم نواب گورنر جنرل کو لکھتے ہین جیسا حکم
آئیگا عمل کیا جائیگا گورے جو لوٹ رہی تھے اونپر خفا ہو کر کچھ اسباب ظاہری اونسے چھین لیا او جو
پہلے سے لے چکے تھے انکے پاس رہا میر واجد علی نے چیٹھی جنرل اوٹرم کی دکھائی ولیم صاحب
نے تشفی کی مگر محلات مین جا کر خاکروبن وغیرہ سے تلاشی کروا کے سب اسباب لیکر نکالدیا
سب محلات احاطہ فقیر محمد خان مین گئے وہان بھی پہرہ رہا۔

دوسرے دن کارنیگی صاحب چیٹھی چیف کمشنر لائے بہت تشفی کی پہرہ گورون کا اوٹھایا
اسباب پر مہر کر کے کوتوالی مین رکھوا دیا۔

جب میر واجد علی چیف کمشنر کے پاس گئے بڑی خاطر کی نواب گورنر جنرل کو چیٹھی لکھی و ہان سے
حکم استرداد اسباب آیا اور چیف کمشنر نے بھی وہی حکم دیا کہ اوٹرم صاحب نے داروغہ کو چیٹھی دیکر معاف
کیا ہی یہ داخل لوٹ نہین فوج نے اسکی اپیل کی کہ یہ حق سپاہ ہی ہم نہ دینگے مگر پھر از راہ پرورش

متعلقه صفحه ۲۳ تا ۳۰ جلد دوم

مفتاح الدوله محمود علیخان

Miftahoodoulah.

یکم نومبر ۱۸۵۸ع محلات لو اسباب ملا میر واجد علی کو سرکار سے لاکھ روپیہ انعام ملا انھون نے ایک دوست کے سمجھانے سے نوٹ کا بانچہ لیا اس جہت سے دراصل پچیس ہزار بابت توفیر ٹھیرے بہت سے مہاجات زمینداری خرید کیے صاحب نصیب ہین ہر وقت مین اچھے رہے

معرکۂ اختتام راجہ بینی مادھو بخش اور بالاجمال احوال مفتاح الدولہ

راجہ بینی مادھو بخش بہادر تعلقدار نظامت بیسواڑہ اپنی بات پر مستقل و ثابت قدم رہا سرکار انگریزی سے کسیطرح رجوع نہ کی اور جناب عالیہ کی رفاقت سے ہاتھ نہ اوٹھایا اگرچہ دامن کوہ مین رہ گیا تھا اور اونکے ساتھ جانے کی کسیکو اجازت نہ تھی مجبور تھا آخر کئی سو آدمی ہمراہیون سے فوج سرکار سے لڑکر بڑی بہادری سے مارا گیا اور اپنے علاقے تنہے بھی مع عیال مردانہ وار رہکر چلا گیا تھا چنانچہ بعد رفع ہنگامہ کے سرکار انگریزی سے اوسکے متعلقین کی بسر اوقات کو کچھ علاقہ ملا ہے باقی قرق ہوکر تقسیم ہوگیا۔

مفتاح الدولہ کا احوال یہ ہے کہ جب جناب عالیہ کی رفاقت سے اور مرزا برجیس قدر کے ساتھ سے میان راہ بمجبوری رخصت ہوے سرحد پہاڑ پر کمانڈنگ فوج کے پاس آئے سپرد ڈپٹی خیر الدین احمد خان ہوکر بتھیار کھولے اٹھا دیکر پہرے مین روانہ فیض آباد ہوا اور ایک کاغذ لکھکر افسر پہرے کو دیا فیض آباد مین راسفورڈ صاحب ڈپٹی کمشنر نے روبکاری کی انعام علی خان کا مکان رہنے کو ملا اور حکم دیا کہ بے ہماری اجازت کہین نہ جانا پھر بموجب حسب الطلب گئے فرمایا دوسرے کو ہمارے ساتھ چلو اور تم قدیم نمکخوار اپنی سرکار کے ہو اپنی عرضی لکھکر جناب عالیہ کو بلوا بھیجو عرض کی میری کیا مجال ہے اور وہ کبونکر میرے لکھنے سے چلی آئینگی تا ناآخر عرضی اس مضمون کی لکھوا دی کہ جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہ نے سب کو امان دی قصور معاف کیا ہے از انجملہ آپ کا بھی قصور معاف ہوا آپ بے تکلف تشریف لائے کسیطرح کا اندیشہ نہ کیجیے سرکار سے آپکے فراغ رحال تنخواہ مقرر ہوجائیگی جہان چاہیے رہیے گا بلکہ کیا عجب ہے صورت قیام خاص اودھ مین ہو جاے اس عرضی کو اپنے نوکر کے ہاتھ جناب عالیہ کے پاس روانہ کیا مگر وہان سے کچھ جواب نہ آیا مہینے بھر تک صاحب کے ساتھ دورہ پر رہے

جب چٹھی چیف کمشنر درجواب مراسلہ ڈیوڈ صاحب کے پاس گئی اوسی عرصے میں لکھنؤ آئے
گلستان ارم میں کارنگی صاحب ڈپٹی کمشنر نے روبکاری کی عملے نے اونکے واسطے جیلخانہ
تجویز کیا گجراج سنگھ نے کہا یہ عزت دار ہیں وہاں انکا بھیجنا مناسب نہیں اگر جائینگے بیرون
نہ جائینگے گڑھی میں رہیں وہاں سے رہائی پاجائینگے مفت میں بدنامی ہوگی منتظر حکم
چیف کمشنر رہنا چاہیے چنانچہ اوسیوقت حکم چیف کمشنر آیا کہ انھیں چھوڑ دو جہاں چاہیں چلے جائیں
عرض کی ہم کہاں جائیں ہمارے مکان سب کھد گئے حکم ہوا انکا اسباب سڑک پر پھینکدو
غرض وہاں سے افتان وخیزان فرنگی محل میں اپنے نسبتی بھائی کے مکان میں آئے
بعد اجازت حکام اور چٹھی صفائی کرنیل ایبٹ صاحب روانہ کلکتہ ہوئے حضرت سلطان عالم
کو بھی انسے ملال خاطر اس شبہہ فساد کی جہت سے اور کچھ پیشتر سے بعض کے لگانے بجھانے
سے ہوگیا تھا مگر بگواہی صاحبات محل صفائی حاصل ہوئی اور موافق حصہ رسدی ملازمین
ہمراہی انکے بھی واسطے وظیفہ شاہی مقرر ہوا کچھ روپیہ بھی تعمیر مکان کو ملا انکے سامنے جواہرات
اور اسباب سلطانی جو چیف کمشنر نے انکی تحویل سے قبل انداخلہ فوج باغی اپنی حفاظت
سے کلکتہ بھیجا تھا وہ بھی انکے مقابلے سے سرکار سے ملا اور بدستور قدیم انکے سپرد ہوا
جب لکھنؤ سے صمصام الدولہ وغیرہ کلکتہ گئے اپنے رسوخ و خیرخواہی سے میجر ہربرٹ
صاحب کو انام بدمعاشان لکھنؤ لکھوا دیے تھے از انجملہ انکا بھی نام نامی اوسمین
شامل کر دیا جب میجر صاحب نے متواتر اسکی روبکاری کی اسیطرح انھیں چٹھی صفائی نہ ملی - فقط
عشرہ مبشرہ وہاں رہگیا بادشاہ نے انسے فرمایا کہ ہم تم سے کسی طرح ناراض نہیں مگر جب
صفائی نہ ملیگی رہنا اپنے پاس منظور نہیں [illegible] مجھے مصلحت اور صدمات قید قلعہ یاد ہیں
ناچار پھر لکھنؤ آئے جب [illegible] کے حکام سے عرض حال کیا وہی جواب صاف
پایا اسی جہت سے انکو معیشت سرکار سے ہوا ایک مفسدین کے ہاتھ سے گھر میں رہنا مشکل تھا
[illegible] سے گمان خزانہ دفینہ کا ہے یعنی انکو معلوم ہے اپنی خیرخواہی سے نہیں
بتایا انھوں نے سب طرح سے [illegible] کیا مگر [illegible] مفسد حکام سے نہ گیا خلاصہ
[illegible] ناکام [illegible]

قصیدہ حضرت سلطان عالم واسطے نواب گورنر جنرل بہادر کے

جب حضرت سلطان عالم رونق افروز قلعہ کلکتہ ہوے تھے ایک قصیدہ نواب گورنر جنرل بہادر کی شان میں انشا فرما کر بھیجا تھا اوسکی نقل بھی عبرت الناظرین سمجھکر مشتمل کتاب کی ہے یہ بھی رقعات تعلق نہ باندہ تھا و رقعہ والتحلال ریاض دولت و اقبال اریکہ آرای سلطنت و حشمت رونق بخش مسند عزت و عظمت آبیاری سحاب عنایت خویش مدام شگفتہ و خندان و محضر زمان دارا د۔
بعد بر ضمیر منیر تجلی نظیر مخفی و محتجب نماند مخلص در نیہ چند شعر در مدح ذات بابرکات آنستودہ صفات انشا نمودہ برے ملاحظہ عالی ارسال میدارد ع گر قبول افتد زہی عز و شرف

قصیدہ در بحر ہزج مثمن سالم

مشیر خاص شاہنشاہ انگلستان بحر و بر ۔۔۔ تمہیں فرمان رواے ہند و ہندوستان اعظم ہو
وزیر صاحب تدبیر و با توقیر و با ہمت ۔۔۔ قلم دار و قلم کش تاج بخش فرق عالم ہو
سپہ سالار و سالار سپہ آصف منش کاظم ۔۔۔ بڑے جنرل بہادر صاحب سیف و علم ہو
نگین باقی ہے نام پاک سے کیا اسپہ روشن ہے ۔۔۔ سپہر جاہ و مہر چرخ و مہر اسم اعظم ہو
ارسطوے و کسری عدل رستم تن فریدون فر ۔۔۔ بہادر اور جری ہو اہمتر نادر مکرم ہو
سمن بر موسی قد ہو وزیر ملک عالم ۔۔۔ جہان پرور کرم گستر کرم کن ہو معظم ہو
کرو میدان میں ادنی پیزال کو زبشت اسکو ۔۔۔ نگاہ قہر سے دیکھو جو رستم ہو وہ بیدم ہو
جہاندار و جہان بخش و فلک رخش و ملک خادم ۔۔۔ تم ایسے عہد ہو عیسی نفس ہو رشک حاتم ہو
ہلال و مہر و ماہ و کوکب و خورشید و مہتاب ۔۔۔ قمر قدر و مہ رو روشنی ہے شمس عالم ہو
سپہر رفعت و اوج سما و نور ہندوستان ۔۔۔ عقیل و نکتہ فہم و نکتہ سنج و مدبر عالم ہو
سر سپاہی ہفت اقلیم و حکم شاہ انگلستان ۔۔۔ بیان دست سلطان جہان ہو رشک ضیغم ہو
ظفر پایت مظفر ہو ظفر کردار و فاتح ہو ۔۔۔ علمدار خود عدل و ہمت مہر عالم ہو
نہایت فکر میں تھا مدح خوان تسکو گیا ۔۔۔ ندای ہاتف غیبی سنی تو آن شہ ہو

وہیں یہ مطلع خوش جوش کلک فلک سے ٹپکا — عجب کیا ایسے مطلع کا صلہ تحسین ہر دم ہو

مطلع

سکندر جاہ و کیکاؤس و نوشیروان عالم ہو — ارسطو فہم و افلاطون منش حاتم سی ہم دم ہو

در صفت شمشیر

وہ شمشیر مصفا ہے کہ جوہر جسکے انجم ہیں — وہ دھار اوسکی ہے جیسے تار کا صاف ابریشم ہو

جہاں میں سرکشوں کے حق میں سم کا کام دیتی ہو — مطیعوں کے لیے نہر لبن کی دھار ہر دم ہو

غضب سے گر کھنچے میدان میں وہ صد موج [illegible] — نہ ضیغم ہو نہ جن ہو نے پری ہو نہ آدم ہو

تمہاری تیغ کا سایہ صبا پر گر پڑ جائے — ہوا کی جان کو دھڑکا اسی تلوار کا سم ہو

نکل آئے میان سے وقت رزم جنگ [illegible] — نہ ٹھہرے سامنے کوئی تہمتن ہو کہ رستم ہو

جو قبضہ ہوے سوچ کا تو پھل دست مسیحا ہو — سر کیلشان چرخ اس تیغ سے یہ ہر دم ہو

اگر تو کھینچ لے گھوڑے پہ اوسکو ہی فلک حشمت — تری تیغ فرنگی سے سپر افلاک تک خم ہو

عدو دن کیلئے بجلی کا کام اوسے عیاں ہو — ظفر ہو تیغ کی دعا دست سیف صاف سر دم ہو

محبان شاں گل ہیں چلتی رہین سمن — الم ہو سو الم بدخواہ دولت کا عالم ہو

دلا اک مطلع خوش صفت توسن میں رقم کرتا — جو جوش مدحت ممدوح ہے ذرہ نہ وہ کم ہو

مطلع

چھلاوا یا پری یا حور یا صرصر ہو یا دم ہو — ادب میں وہ رستان کا دم میں تجلی کا عالم ہو

کہے گر شہسوار اوسکو کہ تا آپ ساری عالم کو — مجال اتنی نہیں گر اک قدم وہ حکم سے کم ہو

ہیں اک سرپٹ میں اوسکا ہے جہاں مغرب سے مشرق — فرنگستان ہو روم و شام ہو یا ایمن و دیلم ہو

وہ آہو چشم ہے اور کان جیسے آم کی پھانکیں — ہر اک آنکھ ایسی جیسے نشہ اک بوتل کا ہر دم ہو

وہ سم جیسے ہرن کے کمر وہ جیسے کس [illegible] — کہ جیسے سو وقت رقص سر و قدم سے باہم ہو

جو لیلو ہاتھ میں پانی نہ چھلکے وقت وہ چھلکا — اشارہ ہو تو پھکے چار چار سو چرخ کا خم ہو

تنا اک لات سے اوسکی عدو خستہ تن ہو دنیا — کسانوں کی زمین کیواسطے سم دانہ ہر دم ہو

در صفت گاڑی

لگی ہین گھوڑیان وسمین کہ پریان پرکشادہ ہین
وہ گاڑی ہی سواری کی کہ جیسے چرخ اعظم ہو

دلا اک مطلعِ خوش مدح فیل خوش مین انشا کر
الا ای کلک لکھنے مین نہ تو اسوقت کچھ کم ہو

مطلع در صفت فیل

سیاہی رات کی ہاتھی کی رنگت سی کہین کم ہو
جو چارون بھیٹیان اوسکی ہین تو اوپر تک نم ہو

فلک کوہ و شکوہ گنبد اخضر سپر صورت
وہ سونڈ ایسی کہ جیسے زلف لیلی کا ان پر خم ہو

وہ خرطوم اوسکی اسود ہی گھٹا ساونکی جیسی ہو
مقابل مین عدو کے اژدہا جسطرح سے خم ہو

وہ دندان اوسکے جیسے شمع کافوری منیر ہین
ویا ظلمات کے رستے مین ذو النورین باہم ہو

بلندی اوسکی ایسی ہی کہ جیسے چرخ کی عظمت
سیاہی ایسی جیسے مشک تاتاری کا عالم ہو

در عرض حال خود

ترا مین کمترین اک مدح خوان ذات انور ہون
ترے لطف و عنایت کا نہ سایہ مجھ سے اب کم ہو

جو دامن تیرا پکڑا ہی تو پوری دستگیری کر
کدھر جاؤن کہون کس سے جو میرا کام ہر دم ہو

جو مارو کچھ نہین چارہ جلاؤ معجزہ ہی یہ
ہمارے حق مین عیسی ہو نہین اونسے کچھ کم ہو

زن و فرزند اسباب و ریاست مال و زر و دولت
نثار راہ ذی شوکت ہوا اب دل کو کیا غم ہو

مطلع

اعانت چرخ کی اسوقت مین کی کیون نہ حاتم ہو
مرا ہر ہر مو ہوا رطب اللسان نواب اکرم ہو

یہ چھوٹی چھوٹی بچی ننھی جانین بچ گئین بیشک
یہی ہی آرزو مجھ پر عنایت اب نہ یہ کم ہو

مقدم سب پہ ہی میری رہائی بھیجنا ہمین
الہی تیرا اسکے مہر و مہ پر بھی مقدم ہو

وے شاہ اودھ دیتا ہی تجھکو یہ دعا ہر دم
دعای اختر ناچار مین تاثیر ہر دم ہو

رہی حکم و حکومت ملکۂ عالم کی دنیا مین
وزیر ملکہ انگلینڈ ہر دم شاد و خرم ہو

ایام جمعیت و کامرانی و بہجت و شادمانی مدام بکام باد

غرض جب بادشاہ نے یہ قصیدہ انشا فرمایا فی الحقیقت مرثیہ حال ہے اور اوسکا بھیجنا نواب گورنر جنرل بہادر
کو منظور خاطر اقدس ہوا تو نواب خاص محل سے مہر خاص طلب فرمائی نامناسب اور خلاف رتبۂ شاہی سمجھ کر عذر فرمایا
کہ یہ دربدر کی گدائی ہے اس پر توہین اپنے ہاتھ سے کرنا کیا ضرور ہے صبر سب سے بہتر ہے بادشاہ نے بسبب ہٹ اور کرنل
کو نیا صاحب سے فرمایا آپ اسیوقت محل میں جا کر میری مہر لے آئیے جب وہ نون صاحب تشریف لائے فرمایا
بموجب حکم نواب گورنر جنرل ہم مانع ہیں تعمیل حکم بادشاہ میں بہتر یہی ہے کہ مہر عنایت فرمائیے اسوقت مجبور ہو کر انکی
جب قصیدہ نواب گورنر جنرل نے ملاحظہ فرمایا حکم ہوا جو بادشاہ طلب کرین دی جاے چنانچہ
دو لاکھ روپے طلب ہوے بادشاہ کو صاحبات محل کا فساد میں لٹنا معلوم ہو چکا تھا وہ روپیہ لکھنؤ سے
تحالیف بھیجا اور حسب الحکم ہر ایک کو ملا۔
بعد رفع ہنگامہ فساد اکثر صاحبات محل مع مرزا قمر قدر کلکتہ گئے بعض حسب الحکم بادشاہ بہ لکھنؤ آئے
سرکار سے نوٹ جاگیر ہر ایک کو ملی بدستور زمان شاہی جاری ہوے ہر ایک صاحب کمتیاب رہے بادشاہ کسی
کے فراہم حال نہیں ہوسکے بسبب بدعا خیر ہیں۔ نواب گورنر جنرل نے ازراہ علو ہمت نسبت بادشاہ فرمایا
تھا جسقدر بادشاہ طلب کرین لیکن بعض اہلکار کم ہمت اور مقربان خاص نے خیر خواہی سے عرض کیا مبادا یہ
یہ روپیہ تنخواہ معینہ سے بروقت وصول وضع کیا جاے اسلیے اسیقدر زر مطلوب پر
قناعت فرمائیے۔

باب چوتھا

قافلہ سیلانی راہی لندن ابتداے روانگی کلکتہ تا مراجعت مرزا ولی عہد کلکتہ مین

١٣ - شوال شب چہارشنبہ ١٢٧٢ھ مطابق ١٨ - جون ١٨٥٦ء جہاز دخانی مسماۃ بنگال پر قافلہ
شاہی سوار ہوا - ١٣ - روز چہارشنبہ ١٩ - جون وقت ٧ بجے گارڈن سے ریچ ست جہاز نے

لنگر اوٹھایا حضری مین جاکر ارکانی مین لنگر کیا رات وہین گذری شدت ہوا اور تلاطم حرکت
جہاز سے حال عورات ہندوستانی نادیدگان سفر کا دگرگون ہوا ہر ایک کا مادہ فاسد ہیجان
آیا حق بجانب ہے اول یہ کہ خلاف موسم بے ضرورت کوئی صاحب بھی عازم ولایت نہین ہوتا
بلکہ بیشتر سے تنقیۂ مزاج کر لیتے ہین کہ مادۂ فاسد سے باعث فساد نہو مگر یہ امور واقفیت اور
اطمینان سے ہوتے ہین اسمین یہ قافلہ مجبور تہا روز روانگی لکھنؤ جو صدمہ ہوا ایسا ہی سوہان
روح پیش آیا کہ وطن مالوف سے چھوٹے ایسے روز بد کی کا ہے کو خبر تھی جو بیبیان کبھی لکھنؤ
کے دریاے گومتی مین سوار کشتی نہوئی ہون وہ دفعۃً صورت بحر محیط دیکھین واعجباہ۔
غرض وہ شب اوسی اضطراب و کرب مین گذری صبح کو جہاز نے لنگر اوٹھایا خلیج بنگال سے
داخل آب سیاہ ہوا کہ سوا سطح آب اور آسمان کے کچھ نظر نہ آتا تھا ۱۸ شوال روز یکشنبہ بعد
دوپہر داخل احاطۂ مدراس ہوا۔ جناب عالیہ اور جنرل صاحب کا حال ایسے مشاہدات نادیدہ سے
دگرگون ہو چلا تہا کہ فسخ عزیمت فرمائین کس واسطے کہ جان ہے تو جہان ہے لیکن ملازمین کی
فہمایش سے چار و ناچار تال کا سمجھکر راضی برضاے الٰہی ہوئین اور بیبیان ولایتی جو جہاز مین
تہین اونکے دیکھنے سے بھی فی الجملہ تسکین خاطر و اطفاے نائرہ حرارت ہوا مگر مرزا ولیعہد بہادر
کا مزاج بسبب قوت شباب جوانی جادۂ اعتدال سے منحرف نہوا بلکہ ان سب مشاہدات کو
تماشاے عالم سمجھتے تھے۔
۲۲ شوال وقت صبح جہاز سراندیپ سیلان مین پہونچا تین دن تک انتظار جہاز چین
مین رہا چوتھے دن ۹ بجے جہاز آیا ۸ بجے ۲۴ کو لنگر اوٹھایا۔ ۸ شہر ذیقعدہ کو عدن مین پہونچا
اتفاقاً منشا خاکروب قافلہ شاہی دفعۃً جہاز سے سمندر مین گر پڑا گورون نے فوراً رسیان جہاز
سے پھینکدین جہاز کو بخشی کیا یعنی روکا۔ کپتان نے دوربین سے دیکھا سیاہی سر کے بالون
نظر آئی اور ایک میل سے زیادہ نکل گیا تہا گورے چھوٹی کشتی شل بادصرصر لیکر پہونچے
ایک ساعت کے بعد جہاز پر رسی سے باندھکر کھینچتے تھے کہ دفعۃً رسی ٹوٹ گئی پھر ڈوب گیا
سارجن اور گورے پانی مین کود پڑے اوسے زندہ جہاز پر لائے جناب عالیہ نے خوش ہوکر
ہزار روپیہ انعام دیا کپتان نے اونہین گوردون تنخواہ کو دیدیا اوسیدن شام کو عدن سے

لنگر اوٹھایا ۱۵۔ ذیقعدہ کشنبہ کو بعد ۱۱ بجے سویز پہونچے۔

جب جھوٹے دودی پر قافلۂ شاہی سوار ہوا تھوڑی دور چلا اتفاقاً خاصدان جسمین ۲
عدد جواہر بیش بہا نذر جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا تھے میان نیلم کے آدمی کی بغل سے سمندر مین
گر پڑا کنارے پہونچکر حلیس الدولہ حاجی توکل میان نیلم۔ نواب مہدی قلیخان۔ میان الماس
کپتان بر نڈن کشتی پر سوار غوطہ خور لیکر گئے بہت سے ہاتھ پانون مارے پتا پایا۔ ناکام
پھر آئے اخبار کلکتہ سے اسکے خلاف سنا گیا کہ یہ سب فریب تھا واللہ اعلم۔

سویز کے پنج گھر مین پچاس روپیہ یومیہ کرائے مین جا کر اترے ۱۶۔ ذیقعدہ یکشنبہ
کو دو گھڑی مین پانسو روپے کرائے کا گھر لیکر اترے اس مسافت کا فاصلہ ۲۴ کوس ہے
۱۹ ذیقعدہ یوم چارشنبہ ابراہیم پاشا کے مکان مین اڑھائی سو روپیہ کرایہ دیکر اترے دس
دن تک مصر مین رہی مقام مشہور حسینؑ یعنی بموجب ایک روایت کے سر مقدس جناب
سید الشہداء دفن ہے دوسرے مزار جناب زینب خاتون حرم محمد بن ابی بکر جو حاکم مصر ہوئے
تھے جناب عالیہ وہان تشریف لے گئین مجلس عزا کی۔ ایک جگہ اکاون روپے دوسری
جگہ پچیس روپے نذر چڑھائے۔ رات کو مراجعت کی داخل مصر ہوئین۔

شیخ محمد علی ذاکر وہم واعظ

شیخ محمد علی ذاکر و واعظ رفاقت جنرل صاحب مین گئے تھے لکھنؤ مین اپنے عیال کو
نواب معین الدولہ کے سپرد کر گئے تھے خود ناقل تھے کہ جب ایام حج خانۂ کعبہ قریب پہونچے
مین اپنے نفس پر ملامت کر کے خیال کیا حیف ہے کہ تو خانۂ کعبہ سے پشت کرے اور منہ
سمت لندن یہ لوگ بامید استرداد اپنی سلطنت کے جاتے ہین تو کس امید شفاعت عیسوی
پہ جاتا ہے اسکے سوا راہ مین کچھ صورت خلاف مزاج بھی گذری تھی بہرحال جناب عالیہ و جنرل
صاحب سے عرض کیا مجھی رخصت حج ملے ایام حج قریب ہین آپ کے واسطے بحضور قلب
اوقات خاص اور مقامات خاص مین دعا مانگو دو سو روپے زاد راہ عنایت
ہوئے سویز سے رخصت ہوئے دو ہزار روپیہ لکھنؤ مین پاتے تھے۔

حاجی صاحب سوئز سے چھوٹی کشتی پر مصریون کے ساتھ روانہ ہوئے راہ مین پہاڑ سے ٹکر کھا کر کشتی ڈوبنے
لگی تین سو تیس آدمی دفعۃً غریق رحمت ہوئے حاجی صاحب نے وقت ڈوبنے کے ایک صرہ
زرنقد کمر سے کھول ناخدا کو دیا اوسنے اپنے ساتھ چھوٹی کشتی پر سوار کر لیا بہزار خرابی کنارے
پہونچے اوسوقت وہ روپیہ تصدق جان ہوا ورنہ یہ بھی سب کے ساتھ ڈوبتے وہان اونٹ
پر سوار ہو تین دن مین مدینہ منورہ پہونچے پھر وہان سے آئے ایک تاجر دوست قدیم کے ساتھ
حج کو گئے بعد فراغ عمان مین آئے جب جہاز سوئز سے آیا سات سو روپیہ کرایہ دیکر کلکتہ
آئے بعد شرف ملازمت خاقانی حاجی حسن کی ساری کہانی سفر بتصریح بیان کی پھر لکھنؤ آ کے
عیال سے ملے ایکدن امام باڑہ نواب سکینہ الدولہ مین مجلس عزا کی مومنین جمع ہوئے
اپنی ساری داستان منزل بمنزل بیان کی —

غرض قافلہ شاہی نے مصر مین ۱۵ مقام کیے فی الحقیقت خستگی راہ ہوئی عباس پاشا
مصر قافلہ شاہی کے آنے سے مطلع ہوا مولوی مسیح الدین خان سے ملاقات ہوئی
منظور خاطر ہوا کہ شاہزادون سے ملاقات کیجیے اور طریق ضیافت و مہمانی نواز حال ہو لیکن جہان
کے خدشے تو بہت سی ناسپاسی وقت سمجھا بلکہ ملاقات کی باپور کو کچھ صدمہ پہونچ گیا تھا رفع کیا گیا -

۲۹ - ذیقعدہ وہان سے مقتضے ریل پر سوار ہو کے شام کو سکندریہ مین پہونچے مسافت
تیس کوس کی ہے معرفت خدا بخش تاجر کلکتہ جا کر سرا مین اترے ۴ - ذیحجہ چہارشنبہ بعد دو پہر دن
سے چلے ۴ بجے جہاز انڈس پر سوار ہوئے اوسی دن حضرات علیخان میر اولاد علی ہرمز جی پارسی
وغیرہ تمع مرسلہ خزانہ خرچ پہونچکر ہمراہ رکاب ہوئے ۷ - ذیحجہ شنبہ کو بعد ۱۰ بجے مالٹہ مین لنگر
کیا عجیب حسن عمارات عالیشان شہر قابل دیدنی لیکن اس شہر مین ہر شے ہر قسم کی بہت
خوب ہے لیکن گران بہت زیادہ چار گھڑی رات گئے وہان سے لنگر اوٹھا کر ۱۲ تاریخ
سہ شنبہ روز جمعہ جبل الطارق مین پہونچے یہان عمارات عالیشان کو پہاڑ کو تراش کر بنایا ہے
اور رنگ برنگ کی گلکاری اور نقش کانچ کھودے ہین نسبت مالٹہ کے یہان ہر
شے ارزان پایا ۳ دن کے بعد یہان سے چلے اس دریا مین طوفان عظیم اوٹھا سب کو
یقین غرق ہو چکا تھا باری فضل خدا سے نجات پائی ۲۰ اگست مطابق ۱۸ ذیحجہ سنہ الیہ

دن پیچھے شام کو لنگرگاہ سوتھمپٹن یعنی جنوب لندن پہونچے یہ دونون بندرگاہ جنوبی و شمالی لندن
واقع ہین اس شہر مین تجارت خاص ابریشم قالین وغیرہ ہوتی ہے ۳۷ کوس کا فاصلہ لندن
سے راہ خشکی تو ریل پر ۳ گھنٹے مین لندن سو پہنچتے ہین۔
منشی میر رفیع منشی میر حسن کے بیٹے ملازم جنت آرامگاہ ضعیف البنیان اکثر لکھنؤ
مین بھی ضعف قویٰ سے رہتے تھے وقت روانگی کربلا مین جب اس مؤلف کتاب سے ملاقات
ہوئی کہا کہ تم قصد سفر لندن نہ کرنا تمھارے قویٰ بہت ضعیف ہین صدمات جہاز و راہ دور و دراز
نہ اوٹھا سکوگے بلکہ اپنے بیٹے میر محمد شفیع کو بھیجدو تو مناسب ہے وہ جوان ہے متحمل
مشقت ہوجائیگا خیال مین نہ آیا تین سو روپیہ دو ماہ کا لالچ کیا پہلا خط سیلان سے آیا
کہ مرض اسہال ہوگیا ہے امید حیات منقطع ہوچکی ہے آخر ۱۳ ذیحجہ سنہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۵ اگست
بمقام جبر اللہ مین جہاز پر انتقال کیا بعد غسل و کفن جہاز کے لوگون نے چھوٹی کشتی پر نعش کو رکھکر
غرق رحمت کر دیا جنرل صاحب کو وکیلون وصی کیا تھا بادشاہ نے میر محمد شفیع کو سرفراز کیا
خطاب دیا کچھ دنون ملازمین جدید دعاگو اور معاحیات محل لکھنؤ کی تقسیم تنخواہ اونکی اختیار
مین رہی اب کلکتہ مین حاضر حضور ہین۔

واخلہ جناب عالیہ سوتھمپٹن مین اخبار لندن میل ۲۶ اگست سنہ الیہ
۱۸ ذیحجہ سنہ الیہ یہ سب احوال لندن مؤلف کتاب نے اور خطوط لندن جو
مسیح الدین خان اپنے عم تا دار محمد خلیل الدین خان کو بھیجتے تھے بندیکو وہ
خطوط دکھا دیتے تھے سمجھی نہین لکھا اور خود مسیح الدین خان نے
کتاب لکھی ہے اوسمین سب احوال بتصریح تمام ہے،

اخبار مین لکھا ہے کہ جہاز مین جناب عالیہ اور عورات پردہ نشین تھین سبب سے
قید تھا کہ شخص نامحرم نہ پاسکے وہین مرتبہ گانیکی آواز آتی تھی غالب ہے کہ مرثیہ خوانی ہو

سکندریہ سے جناب عالیہ جہاز دودی پر سوار ہوئین عجیب معاملہ پیش آیا کہ تندی و شدت ہوا سے
اوس وقت جہاز کو تلاطم تھا جناب عالیہ اپنے لباس اوجھکر سطح جہاز پر گر پڑین۔ صاحبون نے چاہا کہ
دوڑ کر اعانت کرین لیکن بہ سبب رسم ہندوستان کے خواجہ سرا مانع ہوئے بہزار خرابی
عورات کی اعانت کرین لیکن بہ سبب رسم ہندوستان کے خواجہ سرا مانع ہوئے بہزار خرابی
عورات کی اعانت سے خاص کمرے میں داخل ہوئین اس قافلے مین کئی منشیان دفتر
مشغول اپنی تحریر کتابت مین تھے جب جہاز سے صندوق بار لنارے اترے ہر مٹ پر گودام مین رکھے
گئے جنھین پیشتر سے خالی کر رکھا تھا اور حسب الحکم گورنر خزانہ جناب ملکہ معظمہ اسباب کو بہت احتیاط
سے اوتارا محصول ہرمٹ نہ لیا فرش خواب اور اسباب باورچی خانہ کثرت سے تھا ایک مسخرہ بھی
انکے ساتھ تھا جس سے سب ہنستے تھے۔ لوکرشاگرد پیشہ حقہ پیتے آپس مین غل مچاتے تھے اس عرصے
مین لوجہ سواری جناب عالیہ کے نکلنے مین کچھ دیر ہوئی اس جہت سے منظور ہوا کہ پالکی مین
سوار ہوکر اترین گاڑیون پر سوار ہون جو کنارے کھڑی تھین جب ۳ بجے دو گاڑیان بہت
عمدہ چار گھوڑونکی حسب الحکم کوتوال شہر آئین اہل شہر مشتاق سواری ہزارون جمع ہوئے کنار دریا
سے جہان گاریان کھڑی تھین فرش قالین بچھا دیا تھا جہاز کے آگے خواجہ سرا ارکان دولت
حسب لیاقت قاعدے سے کھڑے ہوئے جب سایبان جادس سواری ہو چکا قنات پردہ
کھنچی جس سے فقط عکس صورت ملفوف پارچہ مثل عورات مصر معلوم ہوتا تھا او نکے پانون مین
جراب نہ تھی لیکن جوتے مغرق بھاری سنہرے زیب پا تھے خوب چمکتے تھے جب گاڑیون پر
سوار ہونے لگین ایڑیان نظر آئی تھین قرینے سے معلوم ہوا کہ دونون بیبیان مقرب
خاص ہین جب گاڑی مین سوار ہو چکین اوٹ پردے کو جلد جہاز سے اتارا دونو طرف پردہ کھلا
جسمین بوجہ سواری نمودار ہوا سیون نے پاندہ کشتی پر اتارا نیلے رنگ کا مغرق بوچہ کا پردہ تھا
سرخ بڑا اچھا تہ مغرق پہلوی بوجہ مین تھا اوسمین وہ عصمت مآب پردہ نشین تھی جبہر کبھی نظر نامحرم
نہ پڑی تھی چوبدار عصا نقرہ و طلا ارکان دولت با داب شایستہ پیش پیش جلو سواری مین تھے
اوس وقت اہل شہر متمنی عکس ظل جناب عالیہ کے رہگئی خواجہ سرا ملازمین بدستور ہندسرم اہتمام تھی
اسکو گاڑی کے پاس آنے دیتے تھے پھر اوسیطرح گرد گاڑی کے پردہ کیا جسمین وہ ہما اوج اقبال نصرت برج

سعادت مین جلوہ افروز ہوئین اوسوقت سب خاص و عام نے باتفاق چلا کر لفظ ہرا کہا جسے حالت مسرت وسرور مین کہتے ہین ایک شخص غیر کو تاج بخش پر جا بیٹھا اوسے اوسیوقت آتار دیا میجر برڈ صاحب نے عرض کیا انڈر وصاحب کوتوال شہر سلام کرتے ہین حضور جہاں پناہ نے ہاتھ نکالکر موافق رسم ولایت مصافحہ فرمایا ــ بعد اسکے مصافت راہ طے کرکے رائیل پارک ہوٹل یعنی سرا مین داخل ہوئین کاروانسراے ولایت بہت عمدگی سے آراستہ ہوتی ہین جسمین امرا سلاطین اترتے ہین گھر سے زیادہ آرام ملتا ہے نہ مثل سرا ے خرابہ ہندوستان ــ

اسکے بعد انڈرو صاحب اور امراے ہندوستان جو کئی برس سے ہر ایک اپنی دادخواہی کو گیا تھا استقبال شاہزادون کے لیے جہاز پر گئے جنرل صاحب مرزا ولیعہد سے ملاقات ہوئی پھر جہاز سے اوترکر گاڑی پر سوار ہوے میجر برڈ صاحب اوسی گاڑی مین پیشتر و بیٹھے جنرل صاحب تماشائے خلق پر کم متوجہ ہوے مرزا ولیعہد کا قد موزون تقریبًا ۵ فیٹ ۱۶ انچ کا تن لاغر ۱۸ برس سے زیادہ سن شباب نہین معلوم ہوتا تھا ــ گندم گون ــ روشن چشم ــ صاحب ذہن و ذکا معلوم ہوتے تھے اونکے عم نامدار جوان قوی ہیکل پوشاک دونون کی بہت عمدہ شاہانہ جواہر بیش بہا پہنے تھے خلایق انکی تشریف آوری کی منتظر تھی متعجب ہوکر سبھون نے ہرا کہا مرزا ولیعہد عدم واقفیت سے چپ وراست دیکھنے لگے جنرل صاحب نے متبسم ہوکر موافق دستور ہند ہاتھ سلام کا پیشانی پر رکھا پھر داخل سرا کے ہو ــ راہ مین خواص کس پر ان تھی یہان بھی اوس سے زیادہ کثرت اژدحام تھی میجر برڈ صاحب نے دونون شاہزادونکو سرا کے کوٹھے پر لے گئے سب سے مخاطب ہو داستان اودھ بزبان شیرین بیان کیا یہ امر خاص اس تصریح سے کسی ہندوستانی سے نہ ہوسکتا ــ الحق کہ وہ اپنے حق خیرخواہی سے ادا ہوے ــ

بیان میجر برڈ صاحب

ایہا الناس ــ مین ملکہ معظمہ جناب عالیہ متعالیہ اور جنرل صاحب مرزا ولیعہد کیطرف سے کہتا ہون کہ یہ حضرات تمھارے بہت ممنون و مشکور ہوے جو تم اس خوبی سے پیش آئے اور کمال مسرت دلی سے تمنے ہرا کہا لیکن تم پوچھوگے کس سبب سے انکا آنا ولایت برطانیہ مین ہوا اور اپنی ولایت

گو کیون چھوڑا اسکا جواب باعث تمھارے وفور تاسف وحیرت کا ہوگا پس ایہا الناس اپنے
دل مین تصور کرو کہ سن شریف جناب عالیہ معظمہ تقریبًا ۶۰ برس کا ہی اپنی ولایت مین کمال عیش
وعشرت سے رہتی تھین اس مدت عمر مین کبھی انکی کف پای مبارک رفتار سطح زمین سے
آشنا نہین ہوئے تھے کیطرح کا خیال مین نہ لاتین پانچ ہزار کوس کی مسافت راہ طے کر کے
مع اپنے بیٹے پوتے کے محض طلب انصاف اہل برطانیہ کبری سے آئی ہین اور یہ خاندان
عالیشان اودھ مرافعہ اپیل کو آیا ہے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر نے انکا تخت سلطنت لیلیا
ہے اسواسطے انھون نے جلاے وطن اختیار کیا اور صاحبان عالیشان سے متوقع انصاف و
تحقیقات ہین یعنی دریافت فرمائین کہ کس سبب سے سرکار کمپنی نے قلمرو اودھ کو لیکر اپنے
ممالک محروسہ سے شامل کرلیا ہی اور مجھے زیادہ تر افسوس اسپر آتا ہے کہ اہلکاران سلطنت
جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہ نے بھی ایک طرح کی اجازت تھوائی دیکر شریک اس امر خاص کے
ہوے ہین مین تم سے کوئی امر چھپا نرکھونگا اور جو بھی بات جو سرزد ہوئی ہے مطلع کرونگا پس مین
مدعی تحقیقات وانصاف ہوا ہون کسواسطے کہ سالہاے دراز سے درمیان سرکار کمپنی انگریز
بہادر اور اس خاندان عالیہ کے روابط اتحاد و دوستی و ثوق یکجہتی چلا آیا ہی اب اوسے
سرکار کمپنی نے اس خاندان شاہی سے ممالک محروسہ لے لیا ہے باوجود اسکے کہ لارڈ ڈلہوزی
بہادر اپنے اشتہار مین خود مقر اس بات کے ہین کہ یہ خاندان عالیشان اقوام انگلشیہ سے
ہمیشہ صادق الوداد رہا ہی پس جانو کہ یہ سرکار عالی کس طریق پر رہی جسوقت کہ ملک گوالیار
کی لڑائی درپیش ہوئی اور جب معرکہ ملک پنجاب ہوا اور یہ وہ وقت تھا جسکے فتح ہونے
مین دغدغہ تھا اور نرخ کواغذ نوٹ سرکار کمپنی کس مرتبہ گھٹ گیا تھا اور یہ سب ریاستہاے ہندوستان
کی مستعد و آمادہ سرکار کمپنی سے پھر جانے کی ہو چکی تھین اوسوقت وارد گیر مین شاہ اودھ نے
اپنے ترکسوارون کے گھوڑے سرکار کمپنی کو دیے اور فوج کو بھی اجازت کمک کی دی یہ مخصوص اسیوقت
نہین ہوا اسکے سوا جب کوئی مہم عظیم پیش آئی ہی سرکار شاہ اودھ نے مبالغ زر کثیر خرچ کر کے اعانت
وامداد سرکار کمپنی کی کی ہی اور یہ مصارف ہزارہا روپیہ کا نتھا بلکہ کرورون کا ہوا ہی چنانچہ اب تک سرکار کمپنی
دو کرور پچاس لاکھ روپیہ سرکار اودھ کی قرضدار ہے پس تمام انصاف ہی کہ بدلا ایسے سلوک خصوصًا کہ تحت سلطنت

اپنے دوست صادق کا لے لیوے لیکن تم مستفسر ہوے کہ کس حیلہ و حجت ظاہری سے لے لیا جواب دیتے ہین کہ رعایاے ملک اودھ سالہاے دراز سے حکام اودھ کے جبر و تعدی مین تھی انکی عافیت و نجات کے واسطے ہمنے لے لیا ہے۔ ایہا الناس اے میرے ہم شہریو فرض کرو کہ اگر بادشاہ فرانس یا کوئی اور بادشاہ جو سلطنت انگلستان سے زبردست ہو عہد شکنی کرے اور تخت و تاج ملکہ معظمہ دام اقبالہا لے لیوے اس بہانے سے کہ اونکے ملک مین بے انتظامی ہوتی تم گوارا کروگے بلکہ تم اسکا جواب دوگے کہ ہم آپ سمجھ لین گے اور تصور کرو کہ اگر کوئی تمھاری گھر مین مداخلت کرے یا کوئی ہمسایہ زبردست تمھارا گھر اگر چھین لے آیا اسے گوارا کروگے سب نے باتفاق جواب دیا نہین۔

بعد اسکے میجر برڈ نے کہا ایہا الناس تمنے حفاظت دو اضلاع کوچک ترکستان کیواسطے خون اپنا حلال جانا اسواسطے کہ جور و بدعت سے روسیون کے اور اسپر کرور ہا روپیہ خرچ کیا اسی طرح کب گوارا کروگے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر بادشاہت اودھ کو لے لیوے اور مملکت اودھ ملک پنجم سے زیادہ نہین ہے جو بادشاہ وہانکا چچا ہماری ملکہ معظمہ کا ہی سبھون نے جواب دیا نہین پھر صاحب نے کہا آیا تم اس جبر صریح کا انصاف نہ کروگے مین تمسے چشمداشت انصاف رکھتا ہون اور خاندان عالیشان کے اعانت و امداد چاہتا ہے پس اگر تمھین اعانت و امداد منظور ہے میرے ساتھ ۳ مرتبہ حرا کہو خلاصہ سبھون نے حرا کہا اور اس داستان پسندیدہ سے بہت متعجب اور معقول ہوے میجر صاحب نے یہ داستان زمان سلطنت حال بیان کی اگر مقدمہ راجہ چیت سنگھ بنارس یا اعانت جنگ بنگوا اور نیپال لارڈ ماٹرا صاحب بیان کرتے تو اس سے زیادہ استعجاب ہوتا مگر اب جو نتیجہ انجام کار ہوا کیا فائدہ تھا اگر اسکا فی الحقیقت انصاف ہوتا تو حرا کہنا صادق آتا۔

میر جعفر علیخان بہادر رئیس سورت مرزا علی اکبر خان بہادر انکے منشی حیدر جنگ بہادر مندراسی حافظ صدر الاسلام مندراسی مولوی غلام خان وکیل ناگپور سید ابراہیم ناگپوری یہ سب لندن سے شاہزادون کی ملازمت کو آئے تھے جناب عالیہ سرا کے درجۂ اول کے کمرے مین تشریف رکھتی تھین چارون طرف اوٹ پردے کے تھے بالاخانہ کی راہ اونھین کمرون کے دروازون سے تھی چنانچہ رات کو لوگون نے ملازمت چاہی لیکن اوٹ کے حائل ہونے سے مدافعت پائی اور ایسی پردہ داری

کی تھی کہ اگر دروازے کمرے کے کھلجاتے تو بھی کچھ نظر نہ آتا۔ پس جناب عالیہ نے لوگون کیواسطے
اپنی تکلیف گوارا کی اور اجازت جانے کی دی آگے قنات کا پردہ کرلیا اور چھلیلیان دن رات
بند رہتی تھین دروازہ پر خواجہ سرا سرگرم حفاظت رہتے تھے اور بعض اوقات محلدارین باہر آتی
جاتی تھین اہل شہر اس قرینے کے دربار ہندوستانی سے بہت متعجب ہوتے تھے اور ہر وقت
گرد مکان کے ہجوم عام رہتا تھا سب ملازم دوشالہ پوش نظر آتے تھے اور قہوہ خانہ ملازمین
خالی کردیا تھا اندر کے کمرون مین معززین رہتے تھے نوکر چاکر دن بھر بازارون مین پھرتے
تھے۔ میوہ جات مرغ وغیرہ فواکہات مول لیتے تھے بٹوون مین روپیہ رکھتے تھے۔

۲۲- اگست مطابق ۱۲- ذیحجہ روز شنبہ مشہور ہوا کہ صاحبان عالیشان جو معززین
ہین اور ہیم شاہزادون و جناب عالیہ سے ملاقات کو آئینگے دروازہ پر مجمع انبوہ خلایق ہوا
لیکن سوائے زمیندار جاگیردار اور امرا اور اعزائے ولایت دوسرے کو اجازت حضوری نہوئی اور
بعد ۳ بجے ونکو دربار قرار پایا اور ۴ بجے ملاقات جناب عالیہ اسمین کثرت لوگون کی عمارت
کے سامنے سبت سی ہوگئی اور پردگیان عصمت کے دروازہ بخط فارسی انگریزی لکھکر لگادیا
کہ کوئی اندر داخل نہوں چوبدار عصائے سنہری روپہلی لیکر اہتمام کو کھڑے ہوئے برنڈن صاحب راجرس
صاحب مترجم حاضر ہوئے اور سوائے امرا کے کسیکو اجازت داخلی نہوئی اور دربار بالاخانہ پر ہوا کسواسطے
کہ شاہزادے وہین تشریف رکھتے تھی اور بلازینہ زینے پر کھڑے ہوئے صاحبون کی رہنموئی کیواسطے
جب ۳ بجے میجر برڈ صاحب شاہزادون کے پاس گئے اوسوقت دونون شاہزادے
کمرے خاص مین ٹہل رہے تھے مرزا ولیعہد کا لبادہ کارچوبی طلا سے مغرق سرخ رنگ کا جنرل
صاحب کا آبی روپہلی تاج شاہانہ مکلل بجواہر سر پر شمشیر ولایتی مغرق بہ تکلف زیب کمر تھی خواجہ
سرا حبشی پیچھے کھڑے تھے جو صاحب داخل ہوتا تھا میجر صاحب اوسکا نام لیتے تھے وہ کمال
تہذیب سے سلام کرکے دوسرے کمرے مین جاکر بیٹھتا تھا جب سب بیٹھ چکے شاہزادے آکر دنگل
بیٹھے اور صاحب کرسیونپر اس مجمع مین آرل آف ہارڈوک اور اونکی لیڈی پارک اور کونٹ رسٹین
اوڈھرل اس گفت سرجارج میل۔ سرجارج جنرل پالک آمرا لکھنؤ جو زمان جنت مکان رزیڈنٹ تھی
اور اونکی لیڈی وغیرہ شرفیاب ملازمت ہوئی جنرل صاحب اور جنرل پالک مین باتین ہندوستانی

شروع ہوئین اور صاحب کمال غور سے سنتے تھے بعد تھوڑی دیر کے شاہزادے اوٹھہ کھڑا
ہوے اور بہت اخلاق سے پیش آئے صاحبان عالیشان بھی اوسی تعظیم و تکریم سے
موافق دستور سر جھکا کر رخصت ہوے پھر اوسکے بعد اور صاحب آئے اوسی طریق سے
ملاقات کی رخصت ہوے شاہزادون کے بشرے سے تہذیب اخلاق ظاہر تھی
۴ بجے ۳۰ میم اوس شہر کی حاضر خدمت جناب عالیہ ہوئین مرندن صاحب کی بی بی اور ایک
میم جو مدت تک کانپور مین رہی تھی یہ دونون مترجم تھین جب میم آئین جناب عالیہ ذیگل پر
بیٹھین ۸-۱۰ خواص عورات مقربہ لباس فاخرہ پہنے دوشالے بھاری اوڑھے ہوئے تھین
لباس جناب عالیہ سب سے زیادہ عمدہ زیب گوش ہوش و تجلیان تھین اپنے بیٹے اور پوتے
سے بہت اشبہ تھین اور حسن صورت بہت اخلاق سے میم سے پیش آئین لیڈی ہارڈوک سے
فرمایا افسوس ہے کہ مین تم سے انگریزی مین بات نہین کرسکتی یہ صحبت بھی ربع ساعت تک رہی
اسوقت مین دونون شاہزادی بھی آکر شریک صحبت ہوے اور اپنی ماکے پہلو مین بیٹھے۔
تین حکیم پانچ منشی ساتھہ تھے۔ شاعر نے حسب حال وقت خاص خوب کہا ہے

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند

اگر بچشم غور و انصاف دیکھیے تو ایسی صحبت بھی لندن مین قابل یادگار ہے مگر افسوس ہے کہ اسکا انجام کار نہوا

سوتھمپٹن سے روانہ ہوتا لندن مین پہونچنا،

قافلہ شاہی ۳۰ اگست وقت شب مطابق ۲۸ ذیحجہ شنبہ کو ریل پر سوار داخل لندن
ہوا اوسی اہتمام سے پردہ داری سواری ہوئی - اہل شہر نے ہجوم کیا ہر چند چاہا کہ دیکھین لیکن
کوئی دیکھنے نپایا جب سر سے چلنے لگے لوگون نے مثل دستور ہند سر پر ہاتھہ رکھا خدا حافظ کہا
ایک گاری درجہ اول ۲- درجہ دوم باقی دو اور درجہ سوم کی تھین ۱۱۰- آدمی ساتھہ تھے
پانسو صندوق بارہ ہزار روپیہ کرایہ وائیٹ صاحب مہتمم سفر کو دیا جو داخل ہارلی ہوس شارع عام جدید
مقام قیام ہوے یہ ایک مکان ہے کہ دہ ہزار روپیہ کرایہ سالانہ کا لیا اور بالفعل ہوس محلہ ریجنٹ جو اس سے عمدہ
دس ہزار سالانہ کا تھا نالیا ناپسند ہوا ہوگا مرزا و لیعہد جنرل صاحب کو کسی نے نہ دیکھا اگرچہ

صحن خانہ مین چہلقدمی کیا کرتے تھے پس دو اخلِ شہر ۱۳ - اگست کو ہوا ملازمین مترجم کے ساتھ
بازار مین اسباب خریدتے پھرتے تھے دن بھر آپس مین غل مچاتے تھے مثل اپنے شہر کے
یہ نہ سمجھے کہ تمام شہر تہذیب سے بھرا ہوا ہے ویسی مرزا عباس بیگ صاحب کہتے تھے کہ ہمنے
اپنی مدت قیام لندن مین کسی بچے کی رونے کی آواز نہین سنی پکارنا او رچلانا کیسا انتظام شہر کا
اب تعجب اور مقام حیرت یہ ہے کہ قریب لندن وہ اہتمام یا حشام گذر ا جا ہیے تھا کہ
شہر خاص پایۂ تخت شاہی مین اوس سے زیادہ ہوتا مگر نہوا کوئی استقبال کو نہ نکلا اسکے سبب بہت
سے خیال مین آتے ہین کہ حکام نے استقبال مناسب وقت نجانا ہو دوسرے بیہودگی توضیح و
تشریح جسکی تصدیق خاص و عام نے باتفاق کی اور رعایا خاص شہر و آراستہ مزاج سب ہین
اور منصف ہین کسی پر کوئی جبر و ظلم صریح گوارا نہین کرتے تیسرا سبب یہ تھا کہ جناب ملکہ معظمہ
دام اقبالہا اور اکثر اعظم ارکان سلطنت باہر چلے گئے تھے اسیطرح اور بھی سبب باطنی ہو
ہون واللہ اعلم یہ امور سلطنت ہین اسکے سوا یہ سبب قرب عشرہ محرم جناب عالیہ اور
جنرل صاحب کو بھی جلدی منظور تھی چنانچہ مولوی مسیح الدین خان نے متواتر عرض
کیا کہ پہلے حضور نا کہ شہر مین ٹھیرین قدوی داخل شہر ہو کر حکام کو بطریق مناسب تکلیف
استقبال دون اور یہ امر کچھ دشوار نہین اکثر صاحبان عالیشان کی چٹھیان میرے
پاس ہین بہرحال منظور خاطر نہوا اور ایک اور امر یہ ہوا کہ بعض مشیران نافہم کی صلاح ہوا کہ
خط اپنے احوال کا صاحبان کمپنی کے پاس بھیجا جاے الدولہ اوسے لیکر گئے پھر منشی نے
عرض کیا کہ پہلے صاحبان کمپنی کے پاس خط بھیجنا مناسب حال نہین اور اگر یہی منظور ہے تو اوسکے
جواب کا انتظار کیجیے غرض بہ اختلاف آرا اور آپس کا خلافت ہونا شروع ہوا استقبال و مہمانی سے پہلو تہی کی

بعض حالات کلکتہ و لندن بطریق اجمال

بعد چند روز دن کے روانگی قافلہ شاہی کے جب جہاز مسماۃ ہندوستان سوئز کو جانے لگا
پانچ شخص لندن کی بھیجنی کی تجویز ہوئی ایک میر اولاد علی مجتہد و شاہیر لکھنؤ جنہون نے اپنا
خطاب فرزند علی خان لوگون کے رفع اشتباہ و منع منافت خاص کیواسطے مشتہر کیا تھا دوسرے

جراُت علی خان جو بسبب ناک کے چشم زخم سے قافلے کے پیچھے رہ گئے تھے تیسرے باقر علی بھائی ناقد کی
جہاں چوتھی شیخ علی امجد مردحسن جہاندیدہ خواصہ منزلون کی تجویزی پانچوین ہر غرجی پارسی بادشاہ نے
رفع خدشہ خاطر اقدس کو منشی میر باقر علی معتمد نواب منورالدولہ کو امین سمجھکر محض تحقیقات کو
جہاز پر بھیجا کہ تم جاؤ بچشم خود دیکھو اون لوگون کو کون کون اشخاص مشخصہ ولایت کو جاتا ہے
اسکی وجہ یہ تھی کہ فقط میر اولاد علی کا جانا منظور خاطر نہ تھا اسواسطے کہ اونکے کردار سے خوب
واقف تھے غرض منشی جی نے جہاز پر جاکر شیخ کہتے تھے کہ خود مجھ سے اور میان زین العابدین
سے میر صاحب کو پوچھا تمنے جواب دیا میان تو نہین ہین یعنی جہان ہم ہین منشی جی کی
دم کھاتے ہے حالانکہ اونکو کپتان جہاز نے حسب الحکم شاہی دریافت کرنا تھا اور میر صاحب
سے بہت سمجھا چکے تھے کہ از برائے خدا میرا نام نہ بتانا ورنہ میرا سارا کام بنا بنایا بگڑ جائیگا
خلاصہ ایسے امور سے درگذر کرنا بہتر ہے غرض بعد کئی دن کے شیخ جی میان جراُت بیمار ہوئے
میان کو شدت خارش نے جان سے تنگ کیا شیخ جی قریب مرگ ہو گئے لندن سے
مورا سونے سے بہزار خرابی کلکتہ آئے وہان سے ناکام بیمار لکھنؤ جیتے پہونچے میان
جراُت اچھے ہوکر مع شریک چار یا جسطرح مذکور ہوا داخل قافلہ سلطانی ہوئے —

جب یہ حال صحبت اغیار مولوی مسیح الدین خان نے یہ دیکھا نوے روپیہ کرایہ کا گھر
لیکر علیحدہ رہے اور اپنی آبرو عزت کو ڈرے کہ بادشاہ نے مجھے مختار معاملات فرمایا ہے
مقتضائے شرافت و ایمان یہ ہے کہ بدل و جان نمک حلالی نیکنامی سے ہر امر کو بجا لاؤن اب
حال صحبت کا یہ ہو گیا ہے بیاد امیر واسطے کوئی صورت الزام بدنامی کی پیدا ہو لہذا ایسی صحبت
سے کنارہ کرنا بہتر ہے مگر پہلے عرض حال کرنا بادشاہ سے مناسب ہے اور ابھی میرے پاس خرچ
اسقدر ہے کہ کلکتہ پہنچ جاؤن پس اگر چندے در زمین یہ خرچ ہو چکا تو اس سفر غربت مین کیا کرونگا
خلاصہ ان وسوسون سے بادشاہ کو عرضداشت ارسال کی اہین عرصہ مین پھر شروع ثانی اپنی جد
جہد سے الگ رہ کی سید عبد الصمد بھی کنارے ہے اسکے پیشتر یہ بھی داخل صاحبان کونسل ہو تھے بلکہ غنیمت
دن تھی اسکے کچھ ایسا سبب ہوا کہ گھر سے باہر ہوئے جانیس الدولہ بھی الگ ہو گئے ان سبکے بدلے
میر جعفر علیخان نواب سورت کے داماد پیش ہوئے انکا حال یہ بھی ہر شخص واقف تھا جنرل صاحب

جب یہ حال دیکھا باعث توحش خاطر ہوا اور فرمان بادشاہ متواتر احکام مختلف کے پہونچنے لگے اس سے اور زیادہ تحیر ہوتا تھا مرزا ولیعہد بہادر سے بھی لوگون کی جہت سے امر خلاف ہونے لگے خلاصہ بہر صورت عافیت تنگ ہوئی لیکن جنرل صاحب ازبسکہ جناب عالیہ کی اطاعت حد سے زیادہ مثل جنت مکان کے کرتے تھی بجز سکوت کے نہ فرماتے تھے آخر کار شرح حال عرضیمال بادشاہ کو لکھا اور رفتہ رفتہ صورت نفاق خانگی بھی پیدا ہوئی اور اختلاف مشیران قدیم و جدید کھل گیا حاسدین اور منافقین جو درکمین اپنی گھات مین لگے ہوئے تھے وہ شماتت کرنے لگے ایسے مقدمات کی زیادہ توضیح کی کچھ احتیاج نہین کسواسطے کہ اسی اختلاف نے لکھنؤ سے لندن دکھایا بعد اسکے جنرل صاحب نے مسیح الدین خان کی بہت دلجوئی فرمائی اور عرضداشت ان سب حالات اور کیفیت ملازمین اور صلاح کار اور مشیران خاص کی بادشاہ کو روانہ کی اور کلیت صحیح لا ہدایت کو بھی لکھا - مرزا ولیعہد بہادر نے ہدایا تحفہ حضرت کو ارسال کیے اور باقر علی اور ہرمز جی پارسی کلکتہ پھر آئے -

فرمان و حکمنامجات بادشاہ لندن کو

جب متواتر عرضداشت مختلف نیرنگی احوال کی نظر اقدس سے گذری ہر ایک کو فرمان و حکمنامہ تاکید بلیغ روانہ ہوا اور جواب کتاب بلیویک جنرل سلیمن صاحب مشعر خرابی و بدانتظامی سلطنت بتصریح لکھی تھی بھیجا چنانچہ ایک جلد بر کلف جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی واسطے مع محبت نامہ جسکا مضمون ظاہری یہ تھا کہ بعد حمد و نعت موافق دستور زمانہ شاہانہ اور بیان شکریہ اس سلطنت نسبت اسلاف کرام اس خاندان اور کچھ احوال انتزاع سلطنت ایسٹ انڈیا کمپنی انگریز بہادر کا بہ تجویز لارڈ ڈلہوزی صاحب برطبق احوال مظنون صاحبان رزیڈنٹ لکھنؤ اور بربادی و خرابی مال و اسباب خانگی اور تباہی اور پریشانی رعایا و رئیسان شہر اور آوارہ وطن ہونا اپنا اپنی اس بے سر و سامانی سے اور بسبب علالت فراج خود کلکتہ مین رہجانا اور جناب عالیہ جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر کو استغاثہ کو بھیجنا اور جواب بلیویک جسے صاحبان پارلیمنٹ اور ارکان دولت بنظر انصاف ملاحظہ فرمائین یہ سب توضیح تمام لکھا گیا

ایک فرمان اردو مین جنرل صاحب کو اس مضمون کا کہ تمھارے ساکت وخاموش بیٹھنے اور
عدم توجہی نسبت مرزا ولیعہد بہادر اور بعض مردم عوام کا شوری خاص مین داخل ہونا اور
اشارات بعض مقدمات خاص سے سراسر باعث استعجاب وحیرت کا ہوا لہذا لازم ہے کہ
حسب الحکم ہمارا جو تصریح لکھا ہی بجا لائین اور جو لوگ غیر معتمد ہین اونھین جلد روانہ کلکتہ کرو با
ہدولت کو جو کچھ مناسب وقت تھا وقت روانگی سب طرح سے تمھین بخوبی سمجھا دیا ہی اور
مرزا ولیعہد بہادر ہمارے فرزند کے ہین کسواسطے کہ بھتیجے اور بیٹے مین کچھ فرق نہین
اور غالب ہی کہ وہ بھی از راہ سعادتمندی تمھاری فرمانبرداری سے باہر نہونگے کہ سراسر موجب
میری خوشی کا ہی جواب کتاب بلیویکبست تصریح وتوضیح سے لکھکر بھیجا ہی چاہیے کہ موافق تحریر
مقدمات مندرجہ کے ہر مقدمہ کو انجام پہونچانا اور اگر احیاناً کسی مقدمہ خاص مین جوابدہی
سے حاضر ہوا درستہ حضور اقدس پہ محول رکہتا یہان سے اوسکا جواب شافی جائیگا۔

محبت نامہ اور ایک جلد کتاب جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو بھیجی ہی وزیر اعظم کے واسطے سی
گذرانا اور ایک جلد خود وزیر اعظم کو اور ایک شاہزادہ پرنس کو دنیا اور تین سو جلد اور بھیجی
ہین جسے قابل اور مشتاق دیکہنا دنیا۔

ایک انگریز جلیل القدر خاندان عالی مترجم زبان فارسی اور اردو کمال معتمد اور امین
مقرر کرو جو اپنی طرف سے کسی طرح کا دخل وتصرف نہ کرسکے اور ہم لاکھ روپے جو آگے بھیجے
ہین واسطے مصارف لابدیات روزمرہ کے اوسکے صرف بیجا کا خیال رہے فقط۔

ایک عریضہ اردو مین جناب عالیہ کو کہ آپ بہر صورت مالک ومختار ہا بدولت مین اور
توضیح بعض مقدمات کی تھی۔

ایک فرمان مرزا ولیعہد بہادر کیواسطے متعلق اطاعت وفرمانبرداری جنرل صاحب اور
ملاقات صاحبان ولایت مین۔

حکمنامہ مولوی مسیح الدین خان کو کہ تمھاری بیدلی اور برخاستہ خاطری سے باعث استعجاب
خاطر اقدس ہی لازم ہی کہ سب مقدمات کو حسب الحکم بقوانین منضبط کمال دیانت وامانت خیرخواہی
وسلیقہ مندی سے بجا لاکر مستعد بجا آوری احکام عظام رہین اور کسیطرح کا خدشہ دل مین نکرو

تم سے بہرحال اطمینان خاطر ہمایون ہے -
ایک حکمنامہ جلیس الدولہ کو اور مولوی نورالدین احمد کو بتاکید و ترتیب کو اقدامات ان
متعلق ہونے کاروبار سرکار مین فقط - ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۲۷۳ھ روانہ ولایت ہوا -
بعد روانگی جناب عالیہ بادشاہ نے محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر کو بھیجا کہ بادولت اقبال
نے بسبب علالت مزاج سفر دریا شور مناسب نہ سمجھا کلکتہ مین رہنا بہتر جانکر جناب عالیہ
جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر کو بمنزلہ ذات خود سمجھکر بہ جماعت ہمراہی قلیل روانہ ولایت کیا ہے
لازمہ محبت یہ ہے کہ جو مقتضائے شفقت قدیم اس سلطنت عالیہ کا چلا آیا ہے اراکین سلطنت
باحسن طریق پیش آئینگے کہ موجب تسکین شکستہ دلوں کا ہوگا -
نواب گورنر جنرل بہادر نے اسکا جواب بکمال تہذیب بھیجا کہ نیازمند کو روانگی قربا
قریب ولی عہد والا دودمان سے مطلق آگاہی نہین ہوئی لہذا بموجب ایما شریف حکام سلطنت
ولایت کو در باب حفظ مراتب و پاسداری بخوبی لکھا جاتا ہے کسیطرح کی تکلیف نہوگی -
کہتے ہین کہ قبل از روانگی جناب عالیہ اس خیال سے محبت نامہ نہ بھیجا کہ شاید کسی حیلہ بہانہ
سے روانگی منزل مقصود مین توقف ہوجاتا -
جسدن سے حضور عالم کلکتہ شرفیاب پابوس شاہی ہوے جو مقتضائے تدابیر امکان بشری
تھا عرقریزی اور جانفشانی سے قصور نہ کیا لیکن چارۂ تدبیر بشری بہرحال تقدیر سے مجبور
ہے خلاصہ دستور معظم نے محض اپنی حسن رسائی ظاہر و باطن سے بعض ہواخواہان و روابط ظاہری
اور تعارف کا راہ آمدنی اکثر حکام عالیشان کلکتہ سے پیدا کیے اور صاحب سکرٹر اعظم اور
نواب گورنر جنرل بہادر سے مقام خلوت مین ملازمت بھی حاصل کی اور بالفعل بعد
رہائی قلعہ سرہنتہ مین صاحب سکرٹر کے پاس جانا لازم پڑا ہے بے اجازت سرکار کہین
جا بھی نہین سکتے وہی صورت فمایش جنرل اوٹرم صاحب بادشاہ سے رہی اور سب طرح
کے نشیب و فراز دنیا سے توضیح عرض کیا لیکن مرتبہ عبودیت مرضی اقدس سے بالاتر نہین ہو
اس جہت سے سخندر ہو کنارہ کش ہوے منشی صفدر کشمیری منصرم کاروبار سلطانی جو ہین
و آخر کار ذوالفقار الدولہ وغیرہ کی سمجھانے سے بادشاہ نے راضی نامہ دیا اور لکھ دیا ہو رہی بہ راضی ہو

سبحان اللہ وہی انبوہ رنگ کھلا ہے ع - امور مملکت خویش خسروان دانند
مثل مشہور ہے جو دیتے تھے وہی دو -

حضور عالم نے آقا حسن خان خدید الاسلام ہی سوہن لال سابق قوم کشمیر ساکن شاہجہان آباد کو معہ زین العابدین معتمدین گورنمنٹ جان کر ولایت بھیجنے کو تجویز کیا کہ یہ سوکر کابل و قندھار میں سرکار میں بہت نیک نام اور لندن بھی گئے ہیں اراکین سلطنت سے روابط بھی رکھتے ہیں دستور ولایت سے خوب واقف ہیں ہزار روپیہ ماہوار انکا پنشن سرکاری پاتے ہیں لیکن طرفین سے کسی سبب سے یہ صورت نہ ہوئی -

جنرل محمد حسن خان بیٹے نواب روشن الدولہ کے اکبر آباد سے کلکتہ بامید منصب سفارت شاہی گئے کسواسطے کہ اپنے ایام خانہ نشینی میں زبان انگریزی سے واقف ہوئے تھے اور حکام نزدیک بھی انکا طریق رفتار نسبت ہندوستانیون کے فی الجملہ پایہ اعتبار میں تھا لیکن بادشاہ نے بخیال مقدمات ماضیہ حضرت خلد منزل مناسب وقت سمجھا اس جہت سے نوبت ملازمت بھی نہوئی ناکام پھرے ۱۵ سو روپیہ کی زیر باری سفر کے آنے جانے میں ہوئی زبانی میر محمد رضا داروغہ جنرل صاحب -

نظام الدولہ سید علیخان بیٹے نواب معتمد الدولہ کے کانپور سے کلکتہ فقط اپنے خلوص محبت سے گئے تھے ایک دن سید حسین سپر مطلوب شاہی کو بگھی سے اپنی گاڑی میں سوار ہوکر جاتے تھے کہ داخل در دولت ہون دربان نے منع کیا کہ آپکے واسطے حکم حاضر ہونے کا نہیں ہے گفتگو ہوئی آخر بدرماغ ہوکر پھر گئے حضور عالم سے رخصت ہوکر کانپور چلے آئے ہرچند بادشاہ نے فرمایا کہ اونکے واسطے مالغت نہین تھی لیکن وصفدری نے کام فرمایا پندرہ ہزار کے عبث زیر بار ہوے -

نواب باقر علیخان تیسرے بیٹے نواب معتمد الدولہ نے بشیر الدولہ مرزا فدا حسین خان منجم سلطانی کی معرفت چاہا کہ کچھ سیخ حسن خدمت سرکار نواب خاص محل صاحبہ میں بھیجی چنانچہ انکی معرفت کچھ نذر دعت طلا بقیمت مناسب نسبت اور دن کے ہ دو سو روپیہ اونکو بھی بطور تکلیف خرچ بھی دیے اور بعد تشریف فرمائی بادشاہ کے کلکتہ پھر از راہ سفر دیگر روانہ کلکتہ ہوے جب ناکام پھر آئے

اوسنے ملاقات بھی نہ کی مرزا صاحب لکھنؤ آئے بعد اس ہنگامۂ فساد لکھنؤ پھر ارادہ کلکتہ کیا کئی
مہینے تک بنارس مین مولوی گلشن علی مہتمم سرکار راجہ بنارس ہی پھر کلکتہ پہونچے انہونکہ بادشاہ
قلعہ مین تشریف رکھتے تھے مصلح السلطان کے عرضحال کیا پنشن سلطانی مقرر ہوا ہر روز اسے
گھر مین مجلس ہے رہے ایک دفعہ پانچہزار روپیہ بھی سرکار سے عتبات عالیات
جانیکو ملا مگر اتفاق نہ ہوا وہین انتقال کیا —

پھر عہدۂ جلیلہ سفارت حضور عالم نے مظفر حسین خان کو جو خلافت مرضی بادشاہ مقرر
کیا چند روز مامور رہے ایکدن صاحب سکرٹرا عظم کو کوئی کلمہ گستاخانہ جواب مین دیا ناگوار
گذرا معزول ہوئے اونکو لوو صاحب کمشنر آلہ آباد نے وقت رخصت دوستانہ سمجھا یا تھا کہ تم
مطمئن رہو اسے غنیمت جانو بادشاہ کے روزگار کے متمنی نہو نا خراب جاؤگے انکہ
طمع نفسانی کب چھوڑتی تھی حضور عالم نے خود ارادہ لندن بھی کیا تھا لیکن بادشاہ نے
انکی مفارقت اپنے سفر دور و دراز کی گوارا نہ کی بلکہ کیا عجب تھا اونکو اجازت گورنمنٹ
سے نہ ملتی کسواسطے کہ کلکتہ سے باہر بے اجازت نہ جاسکتے تھے اور بالفرض اگر جاتے بھی
تو اودھ ون سے کیا ہوا تھا جو انسے ہوتا — انجام کار تو یہ ہوتا تھا جو ہوا جیسا چاہئے پھر دیکھئیگا

حاجی توکل کا لندن سے کلکتے آنا اور محبت نامہ گورنر جنرل بہادر

حاجی توکل خواجہ سرا حبشی ہمراہی جناب عالیہ سے حسب الحکم مع نقشۂ خاص جناب ممدوحہ
کلکتہ پہونچے باریاب شرف ملازمت ہو خلوت مین عرضحال ولایت مشرحاً بیان کیا جو
تحائف ولایت لائے تھے گذرانے نواب خاص محل صاحبہ کو دیئے باقی کوئی احوال مفصل نہ کہا
کہ کیون آئے پھر وہ لکھنؤ مین آئے —

۲۴ جمادی الثانی مطابق ۲ فروری روز جمعہ محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر بحضور
حضور شاہ مین گذرا حاصل مضمون یہ تھا کہ قبل ازین درباب مکانات چتر منزل وغیرہ تحریر ہوا
تھا کہ برقندار کوتوالی نے بہت تشدد سے ۶ ساعت مین مکانات شاہی کو خالی کروالیا جو
مختص قیام صاحبات محلات تھا اور مطلق رعایت حفظ ناموس شاہی کی نہ کی اوسکا جواب

ملتوی رہا اب واگذاشت اور برخاست پہرہ بعض مکانات خاص سے کیے اور اوسی محبت نامہ مین تمہاری ملاقات شاہی بھی بطریق زمان ماضیہ بشرط منظوری خاطر منظور تھی اوسکا جواب عذر علالت مزاج اقدس کیا بعد اسکے بہ فہمایش منشی امیر علی خان بطریق دوستانہ راہ بے تکلفی سے ہوا اور تین لاکھ روپیہ شاید سرکار سے بہ علت مکانات دیئے گئے اب مختار قبضہ سرکار مین ہین ۔

خطوط ولایت سے سبب اس تحریک استیاق ملاقات کا معلوم کہ صاحبان کورٹ آف دائرکٹرس نے تجویز کیا تھا اگر بادشاہ اور نواب گورنر جنرل بوقت ملاقات تصفیہ اکثر مقدمات خاص کا بے مداخلت و شارکت غیر کے ہو تو بہتر ہے مگر یہ صورت نہوئی چنانچہ منظفر حسین خان نے بھی بصلاح حضور عالم صورت ملاقات ٹھہرائی تھی لیکن بادشاہ نے کسیطرح نمانا اسمین گفتگو ہی گستاخانہ بادشاہ سے بامشافہ ہوتی آخر کنارہ کش ہوے ۔

مصلح السلطان انجم الدولہ اپنے بیٹے کی شادی کو جو میر یوسف علی خان کی بیٹی یعنی اونکی بھانجی سے ٹھہری تھی بادشاہ سے رخصت طلب ہوے اور اسکے سوا اپنی مانکا دیدار آخری منظور تھا مگر حسب الحکم فسخ عزیمت کیا اور اس باب خاص مین کچھ مرحمت بھی ہوا آخر اپنے خط کو لکھا کہ تم امر ضروری سے فراغت کرو میرا آنا نہوگا ۔ یہان اونکی مان حسرت دیدار مین مرگئین اور بیٹی بھی بعد شادی کے مرگئی خلاصہ جب ملازم خاص نے درخواست لکھنؤ کے آنے کی کی بالطبع ناگوار خاطر اقدس ہوتا تھا اور جو آیا پھر نہ گیا چنانچہ شفاء الدولہ مصاحب خاص نے بہ علالت مزاج رخصت ہوکر لکھنؤ آئے پھر نہ گئے سبب بھی ایسا ہوا تھا احتشام الدولہ حسین خان باجازت لکھنؤ آئے تھے پھر نہ جا سکے بخیال اپنی خانہ بربادی کے جب بادشاہ قلعے سے مع الخیر دولتخانہ مقیم مین تشریف لائے ان دونون نے عرضداشت شرف قدمبوسی کی حکم نہ ہوا

	اخبار لندن میل ہی	

مختار شاہی کا صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس کے پاس حاضر ہونا اور ملاقات

دونون شاہزادون کی صاحبان موصوف سے اور انکا شاہزادون کے گھر آنا اور احوال جو خطوط لندن سے معلوم ہوا

۱۱- اکتوبر ۱۸۵۶ء دنکو ایک بجے مرزا اسکندر حشمت جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر قصر بلوری شاہی اجلاس جلوس خاص خجستہ ملکہ معظمہ دام اقبالہا مقام شہر مین تشریف فرما ہوے ۸ گاڑیان سواری خاص اور ملازمین کے واسطے منگوائین نواب جعفر علیخان نواب مہدی علی خان خویش نواب احمد علی خان رئیس رامپور دو منشی مع خواجہ سرا باقی جلوس سواری ضروری کثرت اہل شہر سے بڑا ہجوم ہوا تماشاے عجیب سمجھکر سب جمع ہوے -
اس مکان عالیشان کی رفعت و عظمت و نقش و نگار بوقلمون صفائی و شفافی جسے دیکھکر آئینہ کو حیرت آجاے اور زیب و زینت و آرایش اور آراستگی موزون ہر قسم کے لوازمات سے بہ تکلف تمام جسکے مشاہدہ سے حیرت و استعجاب ہو کہ کبھی کسینے کہانی یا قصہ خیالی مین بھی ایسا پرستان کارستانی نہ دیکھا ہوگا اور نہ سنا ہوگا زمان ماضیہ مین شعر مشہور شاہجہان آباد کے واسطے لکھا تھا وہ مختص ایسے مکان کے شایان ہے اور اوسکی مجموع خوبی و صنعت قابل دید ہے نہ شنید ہر چیز کا بیان زبان حال سے ممکن نہین ہے

ترا دیدہ و یوسف راشنیدہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ

خلاصہ فرش پشمینہ قالین کشمیر جسکے وسط مین لفظ مالیدکا زر دوزی تھا جنرل صاحب کو از راہ آداب ایمانی پانون رکھنے سے تامل تھا ایک بڑی نہر آب اوسکے صحن مین جاری اوسکی خوبی بیان سے باہر ہے اس طلسم دنیا کے دیکھنے سے شاہزادونکو کمال تفریح و مسرت حاصل ہوئی اتفاقاً جنرل اوٹرم صاحب سے بھی وہین ملاقات ہوئی بر ند نصاحب کیواسطے سے تعارفات ظاہری طرفین سے ہوئی ایک رفیق مرزا ولیعہد کہتے تھے کہ ایکدن جنرل اوٹرم صاحب اکیلے چھتری ہاتھ مین لیکر مکان پر آئے خبر کہلا بھیجی کہ اوٹرم جسنے تمہارا ملک لیا حاضر ہے جب سامنے گئے مثل دستور ولایت شاہزادہ سمجھکر کھڑے رہے کرسی پر نہ بیٹھے ہر چند فرمایا کہ مثل ملاقات لکھنؤ پیش آنا چاہیے مگر قبول نہ کیا بعد اسکے مرزا ولیعہد نواب مہدی علیخان

بام قصر پر گئے وہاں تماشائے اراضی و سماوی دونوں دیکھکر مراجعت فرمائی ۔ بہ
مدت طول خلاف زمان ماضیہ جو پارلیمنٹ کو ہوئی جناب ملکہ معظمہ انگلستان کو تشریف فرمائی
تھیں یہان جنرل صاحب مولوی مسیح الدین خان برنڈن صاحب بسبب وجوہات سابق
الذکر حالت سکوت مین تھے منتظر حکم شاہی اس عرصہ مین فرمان شاہی محررہ ۱۱ ربیع الثانی
مطلب پہنچا حریف سنگر گوشہ کمین مین جا کر بیٹھے اختیار رکلی جنرل صاحب و مولوی صاحب و میجر برڈ صاحب
کو ہوا آپ بینا کار اور مشورہ یہ ٹھہرا کہ صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس سے عرض حال مشروحاً کرنا چاہیے
کہ حجت تمام ہوا اور انکا پہلے مکنون خاطر و مافی الضمیر دریافت کرنا بہتر ہے کسواسطے کہ بعد انفصال بھی
انھین کے تحت حکومت و اختیار مین رہیگا بظاہر راہ راستی و صورت آشتی باقی ہے
چنانچہ ایکدن میجر صاحب مولوی صاحب ونکے پاس گئے صاحبان عالیشان کمال اخلاق و
پاسداری سے متوجہ حال ہوئے انھین تعارفات کی باتون مین مستفسر اختیار کرنے ایسے سفر دور دراز
کے ہوئے مولوی صاحب نے جواب دیا کہ نظر بوثوق ملوثیق فیمابین سرکارین عالیشان مدت ممتد سے نقش کالحجر
تھا لیکن تجویز اہالیان سرکار دولتمدار سے وہی نقش کالحجر بالفعل نقش برآب معلوم ہوا ہے جو نظر
عالم باعث تحیر و استعجاب کا ہوا کہ انتزاع ممالک محروسہ شاہی آیا کس طریق مواثیق باضابطہ سے
ہوا ہے چنانچہ بروقت استفسار صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ نے جواب صاف دیا کہ فقط حکم قطعی تو آگیا ہے حضور
سے تعمیل اسکی نہین ہوئی ہے اسکے بعد بادشاہ حالت بیکسی و بے سامانی مین مع عیال خاص
اور جماعت قلیل ملازمین ہمراہ رکاب سے شدت حرارت موسم تابستان مین جلاوطنی اختیار
کر کے کلکتہ تشریف لائے نواب گورنر جنرل نے وہی جواب فرمایا کہ ہمنے حسب الحکم صاحبان
کورٹ آف ڈائرکٹرس ورانھون نے باستصواب رکن رکین سلطنت ایسا حکم قطعی جاری کیا ہے
اب یہ حیطۂ قدرت و امکان سے باہر ہے اور قطع نظر اسکے بالاتر سب یہ ہوا کہ جو لوازمات
تعارفات معمولی قدیم سے چلے آتے تھے خلاف رتبہ و قرب منزلت اس خاندان عالیشان
کے اہالیان سرکار سے ظاہر ہوئے وہ بیان سے باہر ہین پھر کیونکر موجب استعجاب جمیع وابستگان
سرکار دولتمدار نہ ہو جسوقت کہ ورود کلکتہ ایک ادنی ملازم سرکار شاہی کا نسبت زمان ماضیہ
مقابل کیا جاوے تو نظر عالم مین نسبت ایک اور ہزار کے بھی نہ ٹھہر سکیگی پس ایسے آلام و مصائب

روحانی سے اس شدت حرارت تابستان مین مزاج شاہی زیادہ تر جادۂ اعتدال سے منحرف ہوا ان وجوہات سے کچھہ نہ بن پڑا سوا اسکے کہ خود کلکتہ مین قیام فرماتین اور جنابعالیہ جنرل صاحب مرزا ولیعہد کو اپنا جانشین و قایم مقام و وارث سمجھکر تھوڑے سے ملازمین سے روانہ ولایت فرمایا بس پہلے آپکی حضور مین عرض حال ضرور ہوا کہ آیا تحریرات سے اس سرکار شاہی خلاف عہدنامجات ماضیہ آج تک کونسا امر سرزد ہوا جو باعث انتزاع ممالک محروسہ ہوا۔

جواب ہمنے بھی وزرا سلطنت کے حکم سے یہ امر کیا ہے خان موصوف نے عرض کیا کہ اگر مطابق مد ششم عہدنامہ فرد دس منزل اہالیان سرکار کرتے تو البتہ اتنا مقام شکایت ہوتا جواب دیا کہ ہم نے اس عہدنامہ ہوا ہو تو ارشاد فرمائیے یا وہی عہدنامہ سابق چلا آیا ہی اور وہ عہدنامہ ہوا ہو تو ارشاد فرمائیے یا وہی عہدنامہ سابق چلا آیا ہی اور وہ عہدنامہ نہ تھا جو بابت ۱۶ لاکھہ روپے دفعہ دوم درخواست حضرت فردوس منزل ہوا اور سے اہالیان سرکار نے محض بپاس خاطر ہمایون بطریق قرض مونڈ قبول فرمایا ہی عرض اسی گفتگو خاص سے صاحبان موصوف نے تامل فرمایا مختار نامہ طلب کیا اور بعد مطالعہ تحریر مختاری کو منظور فرمایا بعد اسکے شاہزادون کی ملاقات کا ذکر ہوا کہ موجب تشفی شکستہ دلون کا ہوگا جواب دیا کہ اگر ہم پہلے سبقت ملاقات کرینگے موجب توہین سلاطین متفقہ مین ہوگا لیکن اگر وہ پہلے تشریف لاتین خلاف اخلاق نہوگا اور ہماری ولایت کا دستور بھی یہی ہی پھر ہم اونکے مہمان ہونگے عرض کی کیا مضایقہ خلاصہ بڑی عزت و احترام سے پیش آئے اور ہر سوال کا جواب شافی بکشادہ پیشانی دیکر رخصت کیا۔

خان موصوف نے یہ کیفیت خاص جنرل صاحب سے عرض کی اور تاریخ دن وقت خاص ملاقات تعین ہوا دوسرے دن صاحبان موصوف نے ایک جلد کتاب بلد یکہ جنرل سلیمن صاحب جسمین خرابی و انتظامی ملک اودھ مندرج تھی بھیجدی مع چٹھی انگریزی یہان تحریر اور ہر لیفون ذی آتش افروزی کی کہ پہلے سبقت ملاقات آپکی شان و منزلت کے خلاف ہی مرزا ولیعہد کے فرمانے سے جنرل صاحب کو بھی تامل ہوا۔ ہرچند خان موصوف نے بہت منت

و سماجت سے عرض کیا منظور خاطر ہوا آخر بنا چاری عرض کی کہ اب بناے مقدمہ ہاتھ سے
جاتی ہے اور مشقت و عرقریزی سب میری برباد ہوتی جاتی ہے مین نے صاحبان موصوف
سے وعدہ کیا ہے ان عمارتون کے لگانے بچھانے سے کارسرکار ابتر و خراب ہو جائیگا
اور اونکی غرض یہ ہے کہ مین صاحبون کے نزدیک ساقط الاعتبار ہو جاؤن جنرل صاحب
نے فرمایا میاں واسیقت ہماری ملاقات سے اسقدر ہمارا احترام ہو تو موجب ہماری شکستہ
دلی کا ہوگا عرض کی یہ ذمہ غلام کا ہے جیسا چاہیے ویسا ہی احترام سے پیش آئینگے صلاح
بعد اسکے بنا یہ ٹھہری کہ اس تاریخ معینہ کو موقوف کر دا اور دن اور وقت مقرر کرو خان موصوف
نے چٹھی صاحبان موصوف کو عذر علالت مزاج جنرل صاحب بھیجی کہ بعد افاقہ کلی مزاج عرض
کیا جائیگا - ۲۶ جنوری روز جمعہ ۱۸۵۶ء جنرل صاحب مرزا ولیعہد ملازمین خاص سے بجلوس
تمام بیرلی ہوس سے سوار ہو ۵ گاڑیان اور تھین پہلی مین مولوی مسیح الدین خان بیجہ بڑہ صاحب
سوار ہوکر انڈیہ ہوس کو چلے راہ مین کثرت تماشائیون کی بہت تھی —

جب گاڑی شاہزادون کی انڈیا ہوس کے پھاٹک پر پہونچی کئی صاحب پولیٹکل ڈیپارٹمنٹ
انڈیہ ہوس کے استقبال کو آئے سی آف شیپ ایڈ پرائیوٹ سکرٹری چیرمین کمرہ دربار مین
لے گئے کرنل سکیس چیرمین دربار ارڈی منگلس ایم پی ڈپٹی چیرمین وغیرہ ممبر مثل سر ہنری
رالنسن - کرنل الفینٹ شیب ہڑڈ صاحب - کپتان الستوک پرنسپ صاحب الیٹ میگنائن
صاحب منتظر شاہزادون کے تھے صاحبان عالیشان بعد مبادلۂ سلام شاہزادون سے
بغلگیر ہوے ممبران دربار پہلے دالان مین لے گئے جہان مالک دربار بیٹھے تھے مشایعت کر کے
بٹھلایا بعد اسکے میوزیم یعنی عجائب خانے مین سب باتفاق گئے جہان اجسام جانوران ہندوستان
و ہان قدیم مثل کالاصل تھی اور تصویرین شاہنشاہ فرانس و ملکۂ فرانس جو حیدر آباد سے از راہ
ہدیہ آئی تھین اور تصویرین خاندان سلطنت اودھ ابتدا سے تا زمان حال اسکے بعد داخل
کمرۂ لطامعتہ ہوے جہان تیاری ضیافت اقسام اطعمہ و اکہات میوہ جات وغیرہ کمال حسن
تکلف سے آراستہ تھی یا ٹیہ صاحب فصحاء لندن و سر جیمس ملول سکرٹری کورٹ آف ڈائرکٹرس
رکنس صاحب ڈپٹی سکرٹری اور امراے عظام سب جمع تھے بعض تواکہات شاہزادون نے

بلحاظ میزبانون کے کمال احتیاط سے میل فرماتے بعد ۳ بجے کے رخصت ہوئے

۱۹۔ ماہ مذکور کو شاہزادے مع ملازمین خاص سر فریڈرائے بکلے کی ملاقات کو بگاڑی مین تشریف لے گئے بعد اسکے رائٹ آنریبل پی ل ٹرکش صاحب کو طلب فرمایا اور سرے دن چیرمن ڈیرکٹس الیسٹ انڈیا کمپنی شاہزادون کی ملاقات کو آئے اور طریق ضیافت بہت تکلف سے ہوا۔

خطوط ولایت سے معلوم ہوا کہ جب شاہزادے تشریف فرما تھے صاحبان سکریٹر نے راہ مین استقبال کیا اور چیرمن نے پھاٹک سے اور جب گاڑی فرودگاہ پہونچی سب صاحب نے باہر آکر استقبال کیا اور حسب دستور ٹوپی اوتاری کھڑے رہے جب تک شاہزادے گاڑی سے اوترے اوسوقت چیرمن ہم پہلو سے مرزا ولیعہد اور ڈپٹی چیرمن جنرل صاحب کے پہلو باقی اور صاحب بعض آگے باہتمام اور رہبری کو مقام اجلاس تک لے گئے غرض کمال احتشام و احترام سے جو فراخور اس خاندان کے تھا بلکہ زیادہ تصور سے پیش آئے اور خوبی اور آراستگی اور زیب و زینت مکان اور شیشہ آلات اور گلدستہ تصویرین اور آئینہ اور میز کرسی ذنگل ۔ کونچ طلائی و نقرئی اور سب لوازمات موزون اور مناسب ہر مقام کے جو تھے بیان سے باہر ہے دیکھنے سے تعلق ہے۔

صاحبان عالیشان نے پہلے میجر صاحب سے پوچھا کہ مولوی مسیح الدین خان انگریزی مین بات کرسکتے ہین کہا کہ تحریر ترجمے سے عاجز نہین مگر بولنے سے کم ربط ہے اس سے بہت خوش ہوئے فرمایا ہم مین اکثر صاحب زبان فارسی عربی سے واقف ہین خلاصہ پہلے سب صاحب سے بغلگیر ہوکے پھر معانقہ معمولی ہوا پہلے حال سفر اور کیفیت سواری جہاز او صعوبات راہ کا ذکر ہوا شل حال پرسی دوستان قدیم جس سے زیادہ تر موجب شگفتگی خاطر شاہزادون کا ہوا بعد اسکے مکان میوزیم مذکور مین سب گئے کہتے ہین کہ دو دو احاطہ مکان خاص کا ایک میل سے کم نہ تھا اور آراستگی اسکی نسبت پہلے مکان کے ہزار چند تھی اور تصویرات سلاطین ماضیہ اور تصویرین خاندان عالیشان اودھکی اور کتب عربی و فارسی عبری قلمی عجائب روزگار جو اقالیم ہند مین کبھی نہ دیکھی ہون در کمرہ صفا مین نفیس نعمات میوہ جات تر و خشک گلدستہ مرصع کار دہان صاحب

تکلیف وہ حاضری سے کیے ہوا انتظام نشست علی قدر مراتب ملازمین خاص ہوا وقت مرضی مبارک شاہزادہ لیں
پرتھی۔ چہر مین اسیطرح دونون شاہزادون کے پہلو مین مولوی صاحب پہلوی مرزا ولیعہد بہادر
صاحبان عظام نے ازراہ دانشمندی خان موصوف سے کہا کہ تم مختار بادشاہ کے ہو یہان بادشاہ کے
مین بیٹھو یہ خلاف دستور نہین اسمین یہ متردد ہوے کہ شاید ناگوار شاہزادون کے ہو اور دیکھنے سے
معلوم ہوا کہ مرزا ولیعہد بہادر سے علیحدہ بٹھانا منظور ہے شاید گفتگو سے معاملہ ملا واسطے غرض رفع
خاطر کے اسکے یہ اپنے طور پر گنج میز پر بیٹھے لیکن پہلے سے سمجھا دیا تھا کہ فقط لفظ استرداد ملک پر آپ
تحریر کیجیے گا خلاصہ باتین تعارفات کی شروع ہوئین ملازمین بہ طبیعت دلی مشغول خورش
میوہ جات ہوے اور شاہزادے بھی بپاس خاطر کمال احتیاط اور پرہیز سے تو اکھاتے مطبوع
نوش فرمانے لگے بعد اختتام صحبت کمرۂ خلوت مین سب صاحب گئے گفتگوی انتزاع ملک
شروع ہوئی اور خان موصوف نے ابتدا اور انتہا سے مقدمات بخوبی گذارش کیے صاحب
ساکت وخاموش رہے جواب شافی ندیا بلکہ اوسکے خلاف شکر کہنے لگے کہ خانصاحب تم
بہت تیز وتند ہوگئے ہو عرض کی آیا خلاف واقعہ یا خلاف قرب ومنزلت دگر نہ انصاف شہر
ہے کسواسطے کہ اول مرحلہ یہ سطے فرمایئے کہ اگر بعد عرض حال مقدمات ہمارا قصور ثابت ہو تو
ہم چپ ہو رہین اور اگر نسبت اہالیان سرکار ہو تو معترف ہون اسصورت مین البتہ احتیاج ثالث
کی پڑیگی پس خواہ نخواہ مرافعہ طرفین محول پارلیمنٹ ہوگا اسکے بعد صحبت برخاست ہوئی شاہزادے
فرحان وشادان پھر آئے خلاصہ صورت مقدمہ ایک طریق سے براہ راست چلی آتی ہے

۱۲ جنوری کو صاحبان عالیشان مہمان دولتسراے شاہزادون کے ہوے لوازمہ
مہمانی وخاطرداری حد سے بیان زیادہ ہوا۔ ہرچند کہ بی مزہ سامانی وغریب الوطنی سے خاطر
خواہ موافق مرضی ممکن نہوا لیکن طعام ہندوستانی سے جو ہر قسم کے موجود تھے صاحبان
موصوف کو بہت لذت چاشنی ہند حاصل ہوئی سب خوش وخرم لطف صحبت اوٹھا کر رخصت
ہوے بعد اختتام صحبت کمرہ خلوت مین بعض صاحب مختار شاہی اور شاہزادے رفیق
افروز ہوکر کہنے لگے جنرل سلیمن نے اکیسو کئی خط نسبت بادشاہ لکھی ہین انمین سے کئی ہم
بھی ثابت وتحقیق ہین لہذا دہ لاکھ روپیہ سالانہ نذرات بادشاہ کو ادر عمل سے کوسی و لکھنؤ بطور

باگیرہ ۵ لاکھ روپے سالانہ کا تجویز کیا ہے عرض کیا اس آپکی ارشاد کو کچھ سنا اور نیز المعینان موکلوں کے
واسطے لازم ہے پس اُسی وقت موافق اقرار صاحبان عالیشان یہ تجویز ہوئی مختار شاہی نے
اوسے پارلیمنٹ میں بھیجدیا اور وزراے سلطنت کو بھی گذرانی یعنی اظہار مدعیوں سے ہے
الحمدللہ کہ ہمارے موکلوں کی سب تصوری کلی ثابت وظاہر ہے اسے وزراے سلطنت اور اہل
انصاف نے بھی مستحسن جانا۔

جنابعالیہ نے بضرورت خرچ لابدیات یا مناسب وقت سمجھکر ایک ہار جواہر دو لاکھ روپیہ کو
لونٹ ایم ڈیمارنی کے ہاتھ بیچا اونھوں نے اپنی عروسی کو لیا۔ یہ خبر لندن میل اخبار سے معلوم ہوئی

۲۱۔ جنوری کو جلیس الدولہ نواب مہدی قلی خان۔ جرأت علی خان کو اونکے نوکروں
نے کھانے میں زہر دیکر کھلایا ہے۔ آدمی بہزار خرابی مر کر بچے کہتے ہیں کہ یہ فکر برعکس ہوئی مثل
چاہ کندہ را چاہ در پیش ہے۔ جب تسلط و اختیار کلی جنرل صاحب کا ہوگیا اور مختار شاہی بھی
روبراہ ہوے میر اولاد علی مذکور مایوس و ناکام ہوکر ایک عورت ملازم جنرل صاحب سے
آشنائی کرکے کلکتہ آسنے حاضر حضور دستور معظم ہوے پچاس روپیہ ماہواری تقرر کرنے لگے
راضی نہوے اس خیال سے جو کلکتہ میں ہیں اون سے کے دو سو ملتے مجھے سفر لندن سے
اسنے مگر بیگم صاحبہ حضور عالم کی کبھی کبھی کچھ کفالت خرچ فرماتی تھیں مگر بہ نسبت لکھنؤ
کے بہت تکلیف سے گذرتی ہے۔ شاید وہیں انتقال کیا۔ زمان حکام متقدمین
البتہ صورت فلاح رہی۔

اوسی اخبار میں یہ بھی مندرج تھا کہ لارڈ دالہوزی صاحب اوسی علالت و ناسازی مزاج
میں ابتک صاحب فراش ہیں۔ داکٹر سمسن صاحب اونکے معالج ہیں اونکی بیٹیان رہتا
ہیں اس جہت سے انڈین گورنمنٹ میں جوابدہی کو آنا جانا بیٹھنا محکمہ پارلیمنٹ میں دشوار
ہے جب تک کہ صحت کلی ہو جنرل سلیمن صاحب بھی بسلامت ولایت نہ پہونچے انکی گھر بیچ بلکہ
یہ صورت ہوئی۔ دعاے غرباے مومنین لکھنؤ خالی نہ گئی۔

خلاصہ اجلاس پارلیمنٹ ہوا مگر نحوست تقدیر وعایا اودھ سے پہلے مقدمہ جنگ چین اور رشیا
و بندر بوشہر ایران در پیش ہوا بعد قیل و قال تاریخ کلی بیان صاحبان ہوس آف کامنس

واقع ہوا وزرائے سلطنت و رعایا و مؤکلان و اکثر ممبران نے اسے کئی وجوہ سے اچھا جانا باقی تمامی رعایا
غیر مستحسن و خلاف جان کر اظہار اپنی رائے کا لیا وزرائے سلطنت و رعایا ملکر اس اجماع کو موقوف کر کے
تجویز اجماع جدید کی حالانکہ حسب قانون بعد ہر برس کے یا ۵ برس مین حکم شاہی سے آمنا ہوس آیت کا منہ
موقوف ہوکر نئے بھرتی ہوتے ہین پس ان ممبران خاص و عام نے مشہور کیا کہ ہمین چار سبب سے خارج
پہچانین ہم اپنے نزدیک اصلاح حال دنیا تمامی کی عدم نزیہ باری سرکار سمجھتی تھی - اول لڑائی چین جو بقایا تھی
کسواسطے کہ ہمین وہان کی تجارت سے منفعت کلی حاصل تھا چار کرور کی ہر سال آمدنی وہان سے
آتی ہی اور اسی قدر افیون وغیرہ ہم وہان بیچا کرتے ہین - دوسرے جنگ ایران سواسکے کہ کئی
برس تک لڑین نقصان عظیم اوٹھاوین اور پھر صلح کر لین کسواسطے کہ لینا آسان مگر تسلط
تمام مشکل اسکے سوا اور سلطنت کے والی کب راضی ہونگے کہ ہم دوسرے کی سلطنت چھین لین
تیسرے وہ امور جو خلاف مذہب و ملت کسیکے ہون اونکا جاری کرنا اچھا نہین کہ باعث
ناراضی خاص و عام و بدنامی سلطنت ہے چوتھے نفع قلیل موہوم پر مملکت اودھ کا لینا
خلاف عہد و میثاق اور سبب ساقط الاعتبار ہی سرکار ہے -

خلاصہ تجویز اجماع جدید مین ایکسو کئی آدمی زیادہ نسبت سابق مشخص ہوکے غالب ہے
کہ آخر مئی مین اجلاس جدید ہو دیکھا چاہیے کہ رائے صواب اس اجماع امت کی مقدمہ خاص
اودھ مین کیا پہنچتی ہے آئندہ مین درپے خیالیم و فلک درپے خیال - مشورہ خاص و عام سب
خوب ہے لیکن وزرائے سلطنت کو ہر صورت اختیار ہے -

بادشاہ کا اور حضور عالم وغیرہ کا قلعہ مین جانا وغیرہ

۶ شہر شوال سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق سنہ ۱۸۵۷ء جب ڈاک انگریزی بند ہوئی خبر کلکتہ بالکل مسدود
ہوگئی ارکان دولت شاہی اور صاحبات محل مضطر ہوئے بہت سے وسوسے اور خیالات
بہر ایک کو گذرنے لگے آخر قاصد بطمع زر تبدیل لباس سے روانہ کلکتہ ہوا اور یہ بھی متواتر سنا گیا
کہ گورنمنٹ نے منتظر ہوکر بلحاظ احتیاط تمامی متعلقہ قلعہ اور بارکپور سے ہتھیار لیلیے سپاہی فقط گذری

پہرہ دیتے ہین اور جتنے صاحب ہین فوج کے خوف سے رات کو جہازون پر استراحت کرتی ہین
اور جتنے جہاز ولائتی ہاے وہ دریا نہ کے لنگرگاہین مین وہ سب باہر نہین جا سکتے ہین
سواے جہاز دودی یا ڈاک سرکار کے ۔

اب مرثیہ حال مصیبت حضرت سلطان عالم سنا چاہیے کہ آخر ماہ ذیقعدہ مفصل احوال
کلکتہ کھلا کہ ماہ مبارکہ مین مزاج اقدس بہت ناساز ہوگیا جب شافی حقیقی نے شفاے کلی عطا فرمائی
انھین ایام غدر مین غسل صحت فرمایا ملازمین کو خلعت وانعام ملا نذر ونیاز دسترخوان وغیرہ
اوسی شب ہوا مگر یہ کسی خیراندیش کے ذہن ناقص مین نہ گذرا کہ مبادا اس جشن شاہی سے
حکام عالیشان کے خیال مین گذرا ہو کہ بظاہر حیلہ صحت ہے اور باطن مین ہمارے غدر وفساد کا
جشن شادی کیا ہے سب اسنے خواب غفلت مین بیہوش وبےخبر رہے اسکے سوا اور کئی امر
ایسے ہوے جس سے سرکار کو مظنہ بد ہوا اوسکی تدبیر مناسب وقت بہی بہی جو عمل مین
آئی چنانچہ بجرہ دخانی مال بادشاہ جو لکھنؤ سے پہونچا تھا بادشاہ نے پانچہزار روپیہ خرچ کرکے
درست کروایا تھا حضور عالم اوسپر اکثر سوار ہوکر تفریحا کیلا کا چیہ تک جایا کرتے تھے ایک
خیراندیش نے عرض کیا ایسے وقت فساد مین آپکا متواتر اتنی دور جانا اچھا نہین مبادا
سرکار کو احتمال آپکے نکلجانے کا ہو دوسرے کہ قراین سے ہمین دریافت ہوتا ہے کہ کیا عجب ہے
ہم سب چندروز کیواسطے نظربند ہوجائین پس مناسب اور صفاے قلبی مقتضی اسکی ہے کہ آپ
خود نواب گورنر جنرل سے عرض کیجیے کہ اس شورش ہنگامہ فساد سے جو سارے ہندوستان مین برافروختہ
ہورہا ہے ایسا نہو کسیصورت اقسام سے الزام سرکار نسبت ہمارے ہو لہذا مناسب یہ ہے کہ ہم چند
تا رفع ہنگامہ آپکے قریب کسی کوٹھی مین آکر رہین تو بہتر ہے ۔ یہ بھی حضور عالم نے اور خود بادشاہ
نے گوارا نکیا فرمایا دیدہ ودانستہ از خود قید فرنگ مین اپنا پہنسانا کیا ضرور ہے اور خلاف
ہماری شان ومنزلت کے بھی ہے اسکے سوا نواب مخدرہ عظمی نے کئی لاکھ روپیہ بنگال بنک مین
دیا تھا پہلے خود قصد روانگی لکھنؤ کیا تھا پھر اپنے دیوان مکیشر رای کو اوسکے زر منافع لینے کو بنک
مین بھیجا کہ بھی ضرورت اپنے ملازمین کی تنخواہ کی ہے اس سے ثابت ہوا کہ لکھنؤ جاکر تقسیم تنخواہ
بدمعاشان سرکار کریگی ۔ خلاصہ جب ایسے اسباب ظاہری اپنی نافہمی اور بداقبالی سے پیدا ہوان

تو عقلا سے صاحب فہم کیونکر نہ اسکے سد باب کی تدبیرین یا اوسیطرح غافل بیٹھے رہین خیال کیا
بشیرالدولہ مرزا فدا حسین خان نجومی کہتے تھے کہ ہندوستانی افسران فوج نے مجھے عرضداشت
بادشاہ کی لا کر دی مگر بادشاہ نے تاکید وتہدید فرمایا کہ زنہار ایسے امور رکیک وفساد سے
سامنے پھر ذکر نہ کرنا مین یہان سرکار کی قید مین ہوکر ایسی حرکت کرون اپنے گھر مین جب تھا
کبھی مجھے ایسا خیال فاسد نہ گذرا یہان ایسی حرکت کا مرتکب ہون۔

غرض ۲۳ ماہ شوال ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ع پہلے سرکار نے یہ انتظام کیا کہ
شہر کلکتہ سے کوئی شخص باہر نہ نکلنے پاوے اور جو جاوے تلاشی لے لو قریب صبح صادق
تھی کہ لشکریان شاہی نمازگزار متوجہ ومشغول نماز اور اورادِ صبحگاہی ہوا چاہتے تھے اور اکثر
خواب غفلت یا عیش وراحت مین غلطان اپنے اپنے بستر آرامگاہ پر ہو رہے تھی کہ ناگاہ
دو پلٹن گورہ ۴ سو بندوق انداز نے احاطہ خاص کوٹھی کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا ۱۲ توپین ہر ایک
پھاٹک پر اور چار چار اور دونون پھاٹک پر لگا کر مہتاب ہر توپ پر روشن کیے میجر
صاحب اور میجر کوینا صاحب قلعہدار نے بے تکلف بیباکانہ داخل کوٹھی ہوکر درجۂ اول
کوٹھی مین کرسی نشین ہوے اور تین جہاز جنگی سمت دریا لگا دیے اور ہر توپ پر مہتاب
روشن تھی بادشاہ غسل کرکے مشغول نماز تھے کنزالدولہ مصلح السلطان کمر مین ولایتی
لگائے آئے بادشاہ سے صورت حال عرض کی بادشاہ نے بعد فریضہ نماز تبدیل پوشاک
فرمائی حمائل قرآن شریف کو حمائل کیا تلوار دھوپ دست مبارک مین لیکر فرمایا میجر صاحب کو
بلا لو میجر صاحب بہ کمال نمایش غرور سامنے آئے اسکا سبب یہ تھا کہ اسکے پیشتر کبھی بادشاہ
نے ان سے ملاقات نہ کی تھی فقط مصلح السلطان کے پاس آکر خبر خیریت پوچھکر چلے جاتے تھے
اب اس حکومت پر آئے کہا حکم نواب گورنر جنرل یہ ہے کہ آپ چندے قلعہ مین ہماری
حفاظت مین رہیے تو بہتر ہے فرمایا مجھ اسیر بے گناہ پر کس جرم پر یہ قید جدید ہوئی ہے
یہان بھی تو مین تمھاری قید مین تھا سو یہ قرآن ہمارا ایمان ہے ہم بقسم شدید بدل
کہتے ہین کہ بجز اطاعت و فرمانبرداری سرکار زنہار زنہار کوئی امر فاسد مقصود کبھی نہ تھا اور
نہ ہے جو دشمن سرکار ہوا ہے اپنا دشمن جان ومال وآبرو جانتے ہین پھر اب اگر یہی منظور ہے

بسم اللہ حکم حاکم لیکن جہاز پر سوار نہ ہونگا میجر صاحب نے ایک سوار کو حکم دیا نواب گورنر جنرل
کی جلد گاڑی لاؤ بادشاہ سوار ہوئے میجر صاحب اور لون میجر روبرو بیٹھے نواب مجاہد الدولہ پھوپھا
بادشاہ کے مصلح پہلو میں بیٹھے ایک افسر انگریز نے چاہا میں بھی پہلو میں بیٹھوں نواب نے منع
کیا کہ بے ادب ہے کہنے لگا پھر کہاں بیٹھوں کہا کوچ بکس پر ایک خواص نے چاہا گاڑی کے
پیچھے لٹکتا ہو یا دیانت الدولہ نے کہا آج یہ مقام ہم غلاموں کا ہے میر نواب مخاطب عشرت الدولہ
جوان نورسیدہ ملازم مجاہد الدولہ بھی اونکے برابر جا کھڑا ہوا بادشاہ نے وقت سوار ہونے کے
کنز الدولہ سے فرمایا ہماری جان اب تمہارے اختیار میں ہے اور مصلح السلطان سے
فرمایا میرے گھر سے خبردار غرض کچھ سوار جلو سواری میں ہوئے قلعہ کے مکان مجوزہ میں
داخل ہوئے راحت السلطان کربلائی خدمت گذار شاہی بیتاب و بیقرار ہو کر قلعہ کے
دروازے پر پہونچی گورے دربان نے روکا سنگین سے دھمکایا اس عورت مردسیرت نے جواب بہت
سخت دیے کہ ہم خود یہاں اپنی جان دینے کو آئے ہیں دھمکاتے کیوں ہو گولی مارو میں
ہرگز یہاں سے نہ سرکونگی غرض درانہ بادشاہ کے پاس چلی گئی انیس الدولہ بھی افتاں و خیزاں پہونچیں
اس دن بادشاہ کے پاس فقط ۱۶ آدمی حاضر رہے بعد کئی دن کے ۲۴ آدمی خدمت کو اجازت ہوئی تفصیل خدمت
حضور عالم نماز فریضہ پڑھکر پوشاک بدل باہر برآمد ہوئے احسان حسین خان مع احمد علیخان
منشی میرن خان رفیق قدیم یہ سب جہاز پر سوار ہوئے میرن جان سے تلوار مانگی انھوں نے
جھنجھلا کر دریا میں پھینک دی توپ میں ڈوانٹ دیکر احسان حسین خان کو اونکے سامنے کھڑا
کیا پوچھا ہم کس جرم و خطا پر اسکے سزاوار ہوئے ہیں کہا اگر بادشاہ قلعہ کے جانے میں گمشت
کرتے ہم تم سبکو جو اس احاطے میں تھے توپ سے ہر چہار طرف سے اوڑا دیتے رفیقا لقصہ
سب کے ہوش حالت سکرات میں رہے ۱۲ سو آدمی مجموع اور سو احاطہ کوٹھی میں تھے سوا صاحبات محل وغیرہ
جب بادشاہ سوار ہوگئے فوج مع توپخانے مقام پر پھر گئی لیکن جتنے آدمی باقی رہے کوٹھی
میں شمار کرکے لکھے اور ہر روز ان سب کا جائزہ لیا جاتا تھا محلات میں ہر طرف قیامت کبریٰ
ہوئی شاگرد پیشہ خوف جان سے ہر طرف کی دیواریں پھاند گئے اور تبدیل لباس
فقیر بنکر ہر طرف کو چلے گئے کئی مہینے میں راہ غیر متعارف سے ننگے ہو کے پیاسے افتاں و
خیزاں لکھنؤ پہونچے انمیں سے بہت سے راہ میں گرفتار ہو کر نکالے گئے قید ہوئے ایک کیواسطے

مدت ہوئی تھوڑے سے آشنائے پھانسی بھی ہوئے صاحبات محل مین عجب کہرام مچا تھا اور
حالت یاس و بیم مین تھی کہ دیکھئے اب کس بلا مین گرفتار ہوتے ہین کوٹھیان ماتم سرا
ہوگئی تھین اسکے بعد میجر صاحب نے سب کے نام کتاب مین درج کیے کہ انکے سوا کوئی آدمی غیر
باہر سے نہ آنے پاوے اور جائزہ ہر ایک کا ہوتا تھا شام کو جہاز دریا کیطرف اگر لنگر کرکے
تمام شب رہتا تھا بہتون نے خوف سے اپنے ہتھیار دریا مین پھینکدیے تھے ۔

جب وہ یوسف کنعان زندان مصر یعنی داخل قلعہ ہوا گورے اور ہر افسر نے زبان
طعن و تشنیع کھولی اور شکایت قتل عام زن و مرد و اطفال جو ہر مقام ہندوستان مین ہوئی
تھی اور اپنے زعم باطل مین فقط انکا باعث سمجھے ہوئے تھے اپنے دل سوختہ کے پھپھولے پھوڑتے
تھے خلاصہ یہ پہر تک طعام خاصہ بادشاہ تک نہ پہونچا آخر مصلح السلطان نے میجر صاحب سے کہا کہ حضور
کو آب و طعام نہ دینا آپ کے خلاف قانون بھی نہین ہے جب حکم نواب گورنر جنرل ہوا خوان
طعام گئے گورے نے تلاشی کیواسطے ہاتھ کھانے مین ڈالدیا بادشاہ نے بکمال غیظ وہ
دو خاصہ نوشجان نہ فرمایا خوان پھر آئے ۔ مصلح السلطان نے میجر صاحب سے کہا کہ اب ۱۲ پہر گذر گئے
ہین حکم ہوا گورون کے سامنے خواص بادشاہ تلاشی طعام لیا کرین ۔

احسان حسین خان کو کمرۂ قید مین آٹھ دن تک کھانا نصیب نہوا فاقہ کیا پہرے کا گورہ کہتا
تھا جتنے ستہ ضروری ہین سب کیپر کے سامنے کروا سو صبین جب بیڈن صاحب سکرٹر اعظم اور صاحب
قلعہ نے دوسرے کمرے کی اجازت دی لیکن سب سے زیادہ یہ امر عجیب ہوا کہ میجر صاحب اور سکرٹر
صاحب نے اسسے پوچھا کہ تم راجہ مانسنگھ کے بادشاہ کے پاس آنے سے واقف ہو سچ کہو
ورنہ تمھارے واسطے بہت برا ہوگا اسمین سب طرح سے زمین آسمان جھکائی سنگین بندوق
پھانسی وغیرہ سے بھی ڈرایا عرض حاشا مجھے مطلق نہین معلوم اور قتل منظور ہے ہم بھی موجود ہین
پھر دیر کرنا کیا ضرور ہے ہم اپنی جان سے ہاتھ دھو کر آئے ہین غرض متواتر اسی خبر کی تصدیق
چاہی وہی جواب صاف دیے گئے بظاہر غالب ہے کہ یہ خبر باعث بلاے ناگہانی ان سب
کیواسطے ہوئی ہو دوسرا سبب شاید یہ ہو کہ میجر صاحب سے بادشاہ سے ملاقات نہوتی تھی اور
بادشاہ نے کانپور سے صاحبون کی ملاقات سے کنارہ کیا تھا چنانچہ چیف کمشنر پنجاب لارنس صاحب بھی

کانپور مین ملاقات بادشاہ سے چاہتے تھے نہوئی عذر ناسازی مزاج کہا گیا کمشنر صاحب کو بہت
ناگوار ہوا آپ بحکومت آنے لگے بہرحال کسی مخبر مفسد نے میجر صاحب کو یہ خبر پہونچائی
ایسے غدر نے اور دو سو سے جب گذرے میجر صاحب نے نواب گورنر جنرل سے عرض حال
کیا کہ بغاوت و سرکشی سپاہ باغی کی ظاہر ہے ایسا نہو کہ بادشاہ مقید ہو رکھ لیا گرا اپنا
سرپرست بنا دین پھر ہمسے کچھہ نہو سکے گا لہذا اگر چندے قیام بادشاہ قلعہ مین ہو تو
بہتر ہے نواب معظم الیہ نے باستصواب رائے میجر صاحب اسے منظور کیا تھا اور راہ
مآل اندیشی اور خارج سے اکثر معتبرین لکھنو کو بھی راجہ کا جانا فقیر بنکر اور بادشاہ کے پاس
جانا اور عدم منظوری بادشاہ بخوبی معلوم ہوئی تھی - زبانی اون کے جنھون نے بچشم خود دیکھا تھا
غرض بعد کئی دن کے فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق مقرب خاقان مرزا جعفر اونکے بھائی
شریک حال ملازمین شاہی ہوے بعد کئی مہینے کے جب عوارض لاحق سے اونکا حال غیر ہوا
مردہ بدتر زندہ ہوکر کوٹھی سوچی گھول مین آتے تو تین دن کے بعد مرگئے میر احمد سوداگر کے
باغ مین دفن ہوے جب لکھنو سے چلے تھے اکثر دوستون سے ازراہ تعقل کہتے تھے کہ ہماری
مشت استخوان مشتاق خاک کلکتہ ہو رہی ہے بہرحال اپنے حقوق ولی نعمی سے ادا ہوے بادشاہ
نے اونکا درماہہ اونکے عیال کیواسطے مقرر کردیا تھا بعد اسکے اونکی بی بی نے بھی انتقال کیا اب
سوای مرزا جعفر کے کوئی نہین رہا مرزا آغا جان اونکے بڑے بھائی نے بھی وہین انتقال کیا لکھنو
کی املاک امام باڑہ وغیرہ وصیت و عا مانگ کر منوایا تھا وہ بھی گیا گذرا اسکے لیے انھیں لیے وہ
عذر بار دیگر کے کوٹھی قیام مین چلے آتے دیانت الدولہ موافقت نواب مختار الدولہ کے اور
کم التفاتی بادشاہ سے اور اپنی منہ زوری سے بتوفیق جبری راہی عتبات عالیات ہوئے
بعد شرف زیارت پھر کلکتہ آئے باریاب شرف ملازمت ہوئے جب مرگئے اونکی نعش بریل
ریل لکھنو آئی اپنی کربلا مین مدفون ہوے کئی لاکھ کے نوٹ گورمنٹ کے تھے کچھہ تلف ہوے اونکا
وصی داراب خواجہ سرا تھا اوسکے اختیار مین کربلا تھی ہر مہینہ کی پانچوین کو مجلس عزا بھی مقرر ہے
میر خورشید علی نفیس تخلص بیٹے میر انیس مرحوم کے پڑھتے ہین کہا اونکے واسطے بھی ملتا ہے
کربلائی راحت السلطان بھی رخصت ہوکر روانہ مشہد مقدس ہوئی - ہزار روپئے اوسے ملتا تھا

ہوئے اب پارلیمنٹ قدیم سلطانی برہم ہوئی دوسری جدید برپا ہوئی ذوالفقار الدولہ میر محمد سجاد بھائی نواب نشاط محل حاضر حضور ہوئے مرزا کاظم علی سواروں مین نوکر تھے اتفاقاً قلعے مین ملازمین حاضرین سے ایک دو اسار کی احتیاج ہوئی اور یہ خبر گرم ہوئی قیام قدیم مین مشہور ہوئی مرزائی مذکور نے بنظر سجدہ تمنا دلی سے کمر ہمت باندہ اور ننگ ابنائے زمانہ دیکھ اس اسیری کو مفتاح فلاح سمجھکر شرفیاب خدمت سلطانی ہوئے انجام کا خدا نے اونکے الرادہ صادق مین برکت دی طبیب الدولہ بھی قلعے سے چلے آئے تھے اس حیلۂ شرعیہ سے کہ مجھے قلعہ مین رہنے کو استخارہ منع آتا ہی مسیح الدولہ بروقت ضرورت بدستور سابق حاضر ہوتے رہے جب تک کہ صحیح رہی آخر اپنے عارضہ مزمنہ سے انتقال کیا میر احمد سوداگر کے باغ مین دفن ہوئے بشیر الدولہ سب سے پہلے مرچکے تھے خلاصہ سبکو یہ گمان تھا بلکہ بمنزلہ یقین کہ یہ قید بے میعاد ہے نجات تا حین حیات معلوم نہین دیتی اس قید کو قید دزیر علیخان سمجھے ہوئے تھے

اس مدت قیام قلعے مین مزاج اقدس اعلی بسبب خلاف آب و ہوا و تردات صبح و مسا زیادہ اعتدال سے منحرف ہوا تجویز قلو چیارگڈھ ہوئی اور شاید سواری ہونے کو تبدیل ہوا کو کسی کہا ہو مگر بادشاہ نے منظور نہ کیا محض تفریح بعض کتابت منظوم جو صاحبات محل کو بھا مسجر صاحب کے بیان سے ما یا چنانچہ مدفعات ۷ لاکھ روپیے اوسمین سے کچھ صاحبات لکھنو کو مع تحائف بھیجے علی قدر حال سبکو تقسیم کیے مگر اس بلوۂ فساد سے صاحبات محل کا یہ حال ہوا جسطرح شیرازہ جلد کتاب ٹوٹکر متفرق ہوکر ہر کس و ناکس کے ہاتھ پڑجاتا ہی بادشاہ نے اپنے عطیۂ عالیہ کو کچھ خیال نہ کیا مبدء فیاض سے بخل نہین ہوتا بہرحال سب دعاگوے حشمت و اقبال شاہی رہتے ہین اور اپنی جاگیر مین بسر اوقات کرتے ہین ۔

نواب دلدار محل کا کلکتہ مین انتقال ہوا ۲۵ ہزار روپے تعمیر مقبرہ کو عنایت ہوئے منظور تھا کہ تابوت کربلا ے معلی روانہ کرین مگر اتفاق نہ ہوا ۔

احسن الدولہ خواجہ سرا جو تمت کر بادشاہ داخل قلعہ ہوئے یہ بھی عوارض عارضی سے قافلہ شاہی کے پیچھے رہ گئے راہی کربلاے معلی ہوئے وہین اسیتک مجاور ہین اندنوں سرکار شاہی سے بسر اوقات

کرتے ہیں خلاصہ ایک ہفتہ عشرہ تک سب طرح کی تشدد و سختی رہی جب نالش سپریم کورٹ
میں ہوئی حکام نے عذر مصلحت وقت پیش کیا بعد اسکے صورت عافیت بتدریج و
بتفصیل جدوجہد ہونے لگی پہلے بہت دنون تک جب رونڈ گورون کی افسر کے
ساتھ پہرہ بدلنے آتی تھی سنگینیں چھوکر ہرایک کو جگاتی تھی تم سوتا ہے یا مرگیا اور ذوات
شاہی کیواسطے نام زندان کیا کم تھا اگرچہ بند در بند تھے مصلحت وقت سے معاذ اللہ
اگر اختیار میں بدمعاشان سرکار کے آتے بعجب کیا سو شامت ہوتی یہ بھی مصلحت خدا اور
تقاضی نام خاندان تھا اور قطع نظر اور سب تکلیف کے آگ قلعہ مین نہین لیجا سکتے تھے اس
جہت سے خاصہ طعام مین کیفیت آب سرد تھی اور ہر افسر اور گورہ ہر ایک کو کس چشم غضب
سے دیکھکر رہ جاتا تھا یعنی اس خیال سے ہماری قوم کی قتل توقع خود انکی قید سے ہوئی تھی
آخر رفتہ رفتہ بعد تحقیقات اور ظہور حال تنبیہ ہوئی چنانچہ پہلے بھی کونسل ہوئی کہ بادشاہ اور وزیر
خدانخواستہ جو کچھ مسطور ہو پہنچے تین مرتبہ باتفاق جمہور بھی مشورہ تجویز ہوا مگر خداوند عادل نے
سے ہونے ندیا یہ زبانی اون معتمدین کے ہے جو قلعے مین شریک حال تھے ۔

نواب مجاہد الدولہ انیس جلیس شہنشاہ زندان مقرب خاص ہوے ہزار روپیہ مہینا
ملتا تھا اور بدفع زیرباری کو ایک مرتبہ ۲۲ ہزار عنایت ہوے اتفاق گشتہ
ایام سے قول بزرگان صادق آیا نزدیکان را بیش بود حیرانی وہی تقریب ناخوشی
باعث حجاب نظر رحمت ہوئی اور آثار و قراین سے یہ بھی سمجھے اس عرصہ مین انکا جوان
بیٹا داماد نواب معتصم الدولہ لکھنؤ یہ سب اسباب برخاستہ خاطری کے ہوے آخر بہتر
کی رخصت لیکر قلعے سے اپنی کوٹھی مین رہنے لگے

جب میدان مقربان شاہی سے خالی ہوا ذوالفقار الدولہ الکا الدولہ مرزا کاظم [illegible]
مسبوق الذکر پایہ تفوق پہونچے انکی جہت سے امر خیر یہ ہوا کہ جو دشمن محتاجین [illegible]
کے واسطے علی قدر حال وظیفہ شاہی مقرر ہوا کہ باعث افتتاح و انجاح مرام ہوا چنانچہ
منشی میر محمد شفیع اون سبکو تنخواہ دیا کرتے تھے جب ہندوستان کی [illegible] سے آتی [illegible]
[illegible]

موقوف ہوئے اور پھر کوئی مقربان شاہی سے محرک لیے امر خیر کا نہوا اور نواب مجاہد الدولہ
کے قید سے نکلنے سے ایک مہینے کے عرصے مین بادشاہ تشریف لائے لیکن سر بسر ساری محنت اور
حسن خدمت و رفاقت کا ثمرہ جاتا رہا الک الدولہ کو ۲ ہزار روپے انعام مرحمت ہوئے تھے
مگر اونھون نے نہ لیے موقوف بر وقت رکھا بادشاہ نے اسے امتحاناً ہر ایک کی مرضی پر رکھا
مگر حال دنیا اور اہل دنیا کا دیکھکر خاطر اقدس کو زیادہ تر باعث افسردگی اور تاسف کا ہوتا تھا
یعنی ہر شخص بظاہر حالت یاس و مایوسی سمجھکر بلطائف الحیل ہمسے کنارہ کش ہوا ہے مگر مصلح السلطان
انجم الدولہ محض اپنے خلوص ارادت و عقیدت خاص سے یکہ تاز رہے رفاقت شاہی سے ہاتھ
نہ اوٹھایا اور لکھنؤ مین جیسی اونکے گھر کی بربادی ہوئی ظاہر ہے بعد اطمینان کلی اپنے بیٹے کی
شادی کرنے لکھنؤ آنے بعد انقراع کلکتہ گئے وہین انتقال کیا باغ اور گرشتہ گانون وغیرہ
لکھنؤ مین باقی ہے بیٹے کو تنخواہ باپ کی سرکار شاہی سے ملتی ہے۔

اب حیرت افزا مقدمہ مظفر حسین خان یہ ہے جسے بگوش ہوش سنا چاہیے اور تماشائے
قدرت خدا کو دیکھئے مثل مشہور ہے تنخی کی ناو پہ دن چڑھتی ہے اسنے حبیب اللہ کا ن
عاسقا جب پردگیان عصمت مآب دستور معظم دونون صاحبزادون کی نسبت سے مرشدآباد
مین فراغت کر کے روانہ کلکتہ ہوئے راہ مین حکم سرکار گوش ہوش خان مین پہونچا کہ جہان
ملین گرفتار کیے جائین اور بے تامل مراتب اعلا سے پھانسی پر اس دار دنیا سے پہونچین اسکا
سبب یہ ہوا کہ سرکار کو گمان قوی یہ ہوا کہ فساد تمام ہندوستان مین جسکے باعث ساری فوج
نے بغاوت پر کمر باندھی۔ جواب باہوبک جنرل سلیمن صاحب کا خود انھین نے لکھا غرض اسی
حالت اضطرار و یاس کلی مین متحیر تھے اتفاقاً ایک خضر راہ مین جانب اللہ پیدا ہوا کہ تم جلد
ریل پر سوار ہوکر چندن نگر فراسیس اونکی عمل شاہنشاہ فرانس مین چلے جاؤ وہان کوئی صورت
گرفتاری پیدا نہوگی اور پھر تو بیا نکا تلاشی تھانہ وار آیا اوسے کچھ دیکر رخصت کر دیا خلاصہ
جب وہان گئے پہلے وہان کے قاضی سے ملاقات کی اوسکے ساتھ وہان کے گورنر کے
پاس جا کر اپنی سرگذشت بیان کی اس آفت ناگہانی سے آگاہ کیا اور بموافق وہان کے
قانون کے ایک کوٹھی ۱۲۰۰ سو روپے کی مول لی اوسکا ٹکٹ ملا امان پاکر اوس گھر مین جا بیٹھے

جب یہ خبر کالکتہ مین پہونچی صبحکو بہت سویرے سکرٹر اعظم مع توپ و کمپنی لیکر سرحد پر اپنی آکر
کھڑے ہوے یہان گورنر کے پاس ہم پہرے تلنگے کے تھے وہ بھی تیار ہوا اپنی حد پر
کھڑے ہوے گورنر تنہا جاکر پرسان حال ہوئے کہا کہ سرگروہ باغی ہمارے ملک کا مع اسلحہ حرب
تمھارے شہر مین آکر ٹھہرا ہے اوسکے سبب سے ہمارے سب زن و مرد قتل بے گناہ ہوے ہین
ہم اوسے گرفتار کرکے لیجائینگے جواب دیا اوسکے پاس اسلحہ حرب نہین ہے اور ہمارا ٹکٹ
رعیتی اوسنے پایا ہے اور زنہار قدم اپنی حد سے نہ بڑھانا وگر لندن ہماری ولایت سے
دور نہین ان ہمارے چالیس تلنگون کو چہل تن ابدال سے کم نہ سمجھنا غرض اسمین بہت
گفتگو ہوئی آخر سکرٹر تنہا خان موصوف کے گھر مین تلاشی اسلحہ لی یہان سب کے پاس
آلات بیاض ربانی تھے اور جو کچھ تھے کوٹھے پر پھینک دیے تھے صاحب تلاشی لیکر چلے گئے جب خانصاحب
کی جان بچی باطمینان رہنے لگے بعد اسکے اکثر صاحب کالکتہ اپنی سرحد پر کھڑے ہوکر انھین
دم دیتے تھے یہ بھی جواب درست مردانہ وار نڈر ہوکر دیتے تھے جب کالکتہ مین سب کو
نجات ملی یہ بھی ٹکٹ عدم مزاحمت گورنر لیکر مردانہ وار داخل کالکتہ ہوے خلاصہ ع دشمن چہ کند
چو مہربان باشد دوست ؛ یہ کیفیت اونکی زبانی مندرج ہوئی یہ لوگ ہمیشہ تا عین حیات
صاحب ارادہ رہے قانع نہوے حالانکہ اونکی اوقات کو علاقہ جو خریدا تھا وہ کچھ کم نہ تھا
سرکار نواب مرشدآباد مین جو صورت گذری ظاہر ہے۔ رامپور چند روز کیواسطے گئے وہان
کے نواب سے نہ بنی آخر احسان حسین خان نااتفاقی مظفر حسین خان سے کربلاے معلی
گئے بعد شرف زیارت وہین انتقال کیا۔

مظفر حسینخان نے سنہ ۱۲۹۲ھ مین انتقال کیا اوسی علاقے پر جو جائداد تھی اولاد و ازواج پر
سہم شرعی جاری ہوا اب اولاد سبحان علیخان مین فقط رضا حسین خان ذاکر حدیث خوان باقی ہین

ملاقات جناب عالیہ ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے حسب تحریر خطوط لندن

اب لندن کی کہانی سنا چاہیے کہ صورت ملاقات جناب عالیہ ملکہ معظمہ ٹھہری کہ جناب عالیہ لیا
مہری یا عرضی سے تشریف لے چلین مگر وہ صاحب جا حضور جناب ملکہ معظمہ مستقل کا تخیر سبب مستور
رہینگے باقی کوئی اور صاحب سوا عورات کے نہوگا چنانچہ جناب عالیہ مع مقربان خاص

جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر مولوی مسیح الدین خان سفیر شاہی بہ تکلف گاڑی مین
سوار ہو کر چلے جب گاڑی جناب عالیہ مقام فرودگاہ خاص پر پہونچی ۸ میم جو زبان ہندوستانی
سے واقف تھین استقبال کو آئین بعد ادائے سلام شاہانہ مقام خاص مین لیجا کر بتکلف
کرسیون پر بٹھایا آب آراستگی و زیب و زینت اس دولتسرائے شاہی کی اور ہر کمرہ خاص
کی کس زبان سے بیان کیجائے جس سے سننے والونکا موجب تسکین ہوا و غلبہ شوق
نظارہ بڑھے بعد چند دقیقہ کے انمین سے ایک میم نے حضور جناب ملکہ کو خبر کی ملکہ دوران
لباس سادہ غیر تکلف سے رونق افروز ہوئین اور بعد ادائے سلام زینت بخش کرسی
ہوئین جناب عالیہ نے اشرفیان نذر کی گذرانین دو صاحب حاضر الوقت پشت بسر
مقابل جناب ملکہ کھڑے ہوئے جنرل صاحب آداب سلام بزانو ادب بجالائے نذر دی
دست پر اپنے بوسہ دیا چاہتے تھے کہ جناب ملکہ نے کمال علو ہمت سے مصافحہ فرمایا یہی صورت
مرزا ولیعہد کیواسطے ہوئی سفیر شاہی ہمپہلوے شاہزادون کے بیٹھے شروع کلام دریا
شور سے ہوا فرمایا تم کبھی جہاز پر سوار ہوئے ہو عرض کی ہمارے شہر مین ایک بہت چھوٹا دریا
گومتی ہے کبھی اوسمین اتفاق سواری کا نہین ہوا جب بیان صدمات جہاز اور تکلیفات
کا ہوا بہت ترحم اور تاسف کیا پھر ذکر مکانات ولایت ہوا کہ اگر نہ دیکھے ہون مین حکم دکھانے
کا دون اوسکے بعد فرمایا میرے دس اولاد ہین بعض اونمین سے گھوارے سے نہین نکلے لیکن
پرنس آف ویلس یعنی ولیعہد ابھی لڑکا ۱۲ برس کا ہے اگر اجازت ہو تمھارے سامنے آوے عرض
کی بسم اللہ مین بھی مشتاق ہون کئی میم جا کر لے آئین جناب عالیہ نے اپنی گودی مین بٹھا لیا
بہت پیار فرمایا اور فرط محبت سے اپنے گلے کا ہار اوسمین پہنایا اتفاقاً وسط ہار مین ایک
عطردان مرصع بھی تھا جناب ملکہ نے پوچھا عرض کی اسمین عطر رکھتے ہین اور بروقت رخصت دوست
حسب معمول عطر اسمین سے دیتے ہین پس اسوقت جناب ملکہ کے خیال مین گذرا شاید یہ لوگ
بسبب خستگی راہ کے رخصت ہوا چاہتے ہین فرمایا تمکو بہت تکلیف ہوئی تھوڑی سی استراحت
کرکے جانا یہ ملاقات اجمالی ہوئی بعد ہفتہ عشرے کے تفصیل حال ملاقات ہوگی بسبب ناساعدی
ایام نافرجام یعنی کہ صورت ملاقات بہ فردای قیامت ٹھہری بعد استراحت گروہی میم نے

مشایعت گاڑی تک کی۔

آٹھوین دن کے بعد یہ حضرات منتظر وعدۂ سلطانیہ رہے چون روزہ دار گوش ہوش پر تھی کہ دفعتاً اخبار فساد ہندوستان کو صبح بکوچہ کالشمس شایع ہوئی اور اہل شہر مین ایک تلاطم عظیم برپا ہوگیا اور خاص و عام کو اس قلق سے ایک چشمک اور شماتت ہوگئی یعنی یہ فساد سبب انھین کی بدنیت ہوا ہے اور ان حضرات کو بھی عجب طرح کا ہراس اور یاس کلی پیدا ہوئی کہ ولایت غیر مین اس حالت بیکسی بے اختیاری مین دیکھیے ہم غریب الوطنون پر کیا گذرتی ہے اور انجام کار کیا ہوتا ہے۔ من در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال۔

انتقال جناب عالیہ و جنرل صاحب شہر پارس مین وغیرہ سوانحات

خلاصہ جناب عالیہ بہت متفکر و متردد ہوئین کہ اب بظاہر چارہ کار و علاج معلوم کم حصول سلطنت دنیا کا یہ حال دیکھا معلوم ہوا مشیت خدا نہین اور بالفرض اگر اسکا حصول بھی ہوتا تو جو اسکے مستحق ہین انھین ہوتا لہذا مناسب ہے کہ اب چلکر دولت ایمانی حاصل کیجیے یعنی ملک فرنس سے ہوکر از راہ مصر مشرف بحج خانہ کعبہ ہوجیے بظاہر اس خرخشہ فتور سے بھی نجات متصور ہے بعد و خاص سے تشریف فرما ہوئین جب پارس مین پہونچین آلام روحانی سے علالت مزاج برپا ہوئی آخر ۲۲ تاریخ شہر جمادی الثانی سنہ ۱۲۷۴ھ مطابق سنہ ۱۸۵۸ع انتقال فرمایا اور بتوسط تار برقی سے خبر وفات لندن پہونچی جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر مع ملازمین مرکب دودی سے تشریف لائے یہان کے حکام نے حکام لندن کو کہلا بھیجا کہ یہ غریب الوطن خاندان شاہی نے ہماری سلطنت مین انتقال کیا ہمین ہر حال مین رعایت و پاسداری اپنے نام کی مناسب ہے یہان سے کچھ جواب شافی نہ گیا مگر وہان کے وزرائے سلطنت اور شاہنشاہ نے نام نمود و بلند نامی سمجھکر موافق دستور کے بڑے تکلف اور دھوم سے اوٹھایا کہ قابل یادگار ہے وزرائے سلطنت ارکان دولت امرا رئیس شہر ہزارہا بلباس سیاہ ساتھ ہوے چند قدم جنرل صاحب پیادہ چلے تھے جب شدت ہم و غم سے طاقت نرہی وزیر اعظم نے اپنی گاڑی مین بٹھالیا پھر اور سب بھی گاڑیون پر سوار ہوے ہزارہا رعایا شہر پیادہ ساتھ تھی ہزاران ہم کو [illegible]

کا سلسلہ رومال نعم کے موافق اپنے دستور کے ملاقی تھین اور سفیر سلطان روم کے صحن مسجد مین
مع تابوت دفن کیا یعنی سپرد خاک تا مدت معینہ کی مگر کسی نے اسکی فکر نہ کی کہ وہان سے کسی امکنہ
متبرکہ مین لیجا کر دفن کرتے اور یہ جگہ بھی کچھ قدرت خدا سے ملی وگرنہ معلوم نہین کیا صورت
ہوتی سارے شہر پارس کے خاص و عام یہ سانحہ دیکھکر تاسف و افسوس کرتے تھے اور
جنرل صاحب پر جو صدمہ تھا اوسکا کیا بیان ہو —

جنرل صاحب کو اس صدمہ روحانی سے شدت عارضہ مرض زیادہ ہوئی مختصر یہ کہ ۱۱
تاریخ شہر رجب سنہ الیہ کو انتقال فرمایا اسیطرح انکے بھی جنازے کو باہتمام شاہانہ اوٹھایا بلکہ
حسرت و تاسف سبکو اس مرگ ناگہانی کا زیادہ ہوا اونکو بھی آغوش مادر گرامی مین دفن
کیا شہنشاہ نے چاہا کہ انکی عورات کو تقریب ماتم پرسی مین بلوائین تا ضمناً مرزا ولیعہد سے بھی
ملاقات ہو بلکہ دل منظور تھا کہ جناب ملکہ سے انکے باب مین بخوبی سفارش کرین اور
بطریق دوستانہ از راہ بلند نامی سمجھائین لیکن انکے مشیران خاص نے لیے مناسبت و محبت
سمجھا تا اس احتمال سے کہ ہم متوسل سلطنت انگلشیہ کے ہین مبادا اونکو ہمارے لیڈر سے مطلب
خلاف پیدا ہو لہذا ہمکو بہرحال اونکی اطاعت چاہیئے عذر ظاہری کہلا بھیجا کہ موافق دستور
ہند چالیس دن تک صاحبان ماتم کہین نہین جاتے انشاء اللہ بعد مرور ایام حاضر ہونگے
اس عرصہ مین ایک صاحبزادی خورد سالہ ۴ برس کی جنرل صاحب کی اونسے بھی وہین وفات پائی
وہ بھی وہین مدفون ہوئی —

جب خبر وحشت اثر حوادث ناگہانی کا کلکتہ مین گوش ہوش حضرت سلطان عالم پہونچی وہ کس زبان سے
بیان کیا جاوے ایسی مصیبت عظیم کو قلب بشری مشکل سے متحمل ہو سکتا ہے مگر بجز صبر و شکر کیا چارہ ہے
مرزا ولیعہد بہادر نے تصرف مال نعم نادر چاہا مولوی مسیح الدین خان سے عرض کیا حضور
مالک و مختار ہین اگر پہلے حضرت کو عرض کیا جاوے تو بہتر ہے یہ فہمایش ناگوار خاطر ہوئی حواشی
نے اوسپر اور حاشیہ لگایا اگر نوبت باطلاع عدالت ہوئی مولوی صاحب نے تحریر پادشاہ اپنی مختاری
کی پیش کی اور ۴ ہزار روپیہ بیت المال عدالت مین جمع کر دیا پادشاہ کو عرضداشت کی
دستخط خاص مزین ہوئی کہ اس سفارت مین تمھین اختیار بدولت نے دیا ہے مرزا ولیعہد سے

پہونچی اور متواتر ولایت سے حکم رہائی آیا آخر ۹۔ جولائی روز شنبہ ۱۸۵۹ء مطابق ۷ ذیحجہ ۱۲۷۵ھ
بعد چار بجے حضرت سلطان عالم مع ملازمین خاص و شاگرد پیشہ و حضور عالم قلعے سے سوار
ہوکر کوٹھی مذکور مین رونق افروز ہوے دوسرے دن بھی عجیب دوگانہ عید ہوا سب نے سجدات شکر
ادا کیے پہلے ساہ جی کے گماشتے نے حاضر ہوکر اکیسو ایک روپیہ تصدق اور ۲۱ اشرفی
نذر گزرانی اور ۱۱۔ اشرفی حضور عالم کو دین اوسی تاریخ سے خبر رونق افروزی ساہ جی
کو پہونچی اتوار کے دن سید نقی صاحب چھوٹے بیٹے سید العلما نے تاریخ سے
صدق و کذب خبر کو دریافت کیا منگل کے دن خود وارد کلکتہ ہوے مورد عنایات
خسروانی ہوے پھر لکھنؤ اپنے عیال کو لینے آئے ۱۷ ربیع الاول کو مع عیال روانہ
ہوے ۲ ہزار روپیہ عنایت ہوے کچھ وظیفہ بھی مقرر ہوا کئی مہینے تک ناموافقت
آب وہوا سے اور بعض امور کی ناگواری سے پھر چلے آئے۔

مفسدین کلکتہ نے باتفاق اپنے ابناے جنس بواسطۂ نواب معشوق محل [illegible]
مطلب برآری پر ۳ لاکھ روپیہ کا نوٹ اوسکی ضمانت مین لیا تھا جب یہ خبر مفصل اخبار
مین چھپی لاٹ صاحب نے محبت نامہ بھیجا کہ جسنے یہ جعل کیا ہو اسے سرکار سے سزا
ملنی چاہیے اوسکا جواب گیا آیا کہ یہ مقدمہ معرفت عورات ناقص العقل سرزد ہوا اسکی
تقصیر وار وہ ہین اس کلمۂ انصاف سے نواب محتشم الیہ بہت خوش ہوے اور وہ نوٹ پھر گیا۔
بادشاہ نے قلعہ مین بسبب تکلیف خرچ معرفت [illegible] صاحب ۲ لاکھ روپیہ قرض
لیا تھا جب لاکھ روپیہ کا پنشن جاری ہوا سرکار سے تقاضا ہوا پنشن کو اپنے نزدیک
روز رہائی قلعہ ٹھہرایا اور بحساب شاہی ابتدا کے تھا اور سرکار چاہتی تھی غرض بادشاہ
بوجہ عطیۂ سرکار یہی قبول کیا اور اس لاکھ روپے کا بھی خرچ حسابی ٹھہرا تھا اس خیال
سے کہ مصارف زائد و فضول ہوے ہین کسواسطے کہ [illegible] بادشاہ ہو کا خرچ جدا
اسکے متحمل ہین مگر بادشاہ نے اسباب مین محبت نامہ بہت شد ومد سے بھیجا آخر محمول مرضی
ہوا کہ پھر ہاں اسکا انجام کار یہی [illegible] اہتمام کیا تھا اگرچہ فی الحقیقت اسمین انصاف قرار
واقعی کیا اور [illegible] میر علی خان مقرر ہوے

غنیمت ہوا وگرنہ سارے کلکتہ کے قرضدار ہوجاتے حاکم کو چاہیے کہ اپنے داخل و مخارج پر خود متوجہ رہے دوسرے کے بھروسے پر نہ رکھے۔

یہ ایک جملہ معترضہ بر سبیل تذکرہ زبانی مفتاح الدولہ جب یہ کلکتہ میں حاضر حضور تھے ایکدن میجر صاحب تشریف لائے بر سبیل تذکرہ پہلے کہا آج کے چوتھے دن مرزا ولیعہد بہادر داخل کلکتہ ہونگے اور نواب گورنر جنرل بہادر بمعرفت جنگ بہادر مرزا جیسن قدر کو امان دیتے ہیں ۱۵ لاکھ سالانہ اونکا اور ۵ لاکھ سالانہ جناب عالیہ اور ۴ لاکھ نانہاریوں کا مقرر کرتے ہیں چاہتے ہیں کہ اسپر راضی ہوں اور یہ ہنگامہ فساد موقوف کریں اسکا جواب کچھ او دے نہ آیا دیکھیے کیا منظور ہے نواب خاص محل نے پس چلمن سے دیا جو شخص آپ کے گھر آئے قید ہو لوٹا جائے اور سب طرح سے برباد ہوا سکا لاکھ روپیہ اور جو مقابلہ و سرکشی کرے اوسکے واسطے اسقدر الطاف شرطی جواب دیا وہ صاحب متحیر ہے اب سنتے ہیں کہ مرزا پر جسقدر لیے حال پر روتے ہیں اور ہتمنی لکھنؤ میں اب کون سنتا ہے یہ زبانی اون لوگون کے ہے جو ادسکے پاس آتے ہیں امرا ہند کا ہمیشہ سے یہی حال رہا ہے نواب شجاع الدولہ سے تصور کرنا چاہیے کہ صوبہ عظیم آباد بمنت دیتے ہیں صاحب کیجیے اسیطرح جنرل اوٹرم صاحب بمعرفت مرزا علی رضا جو کچھ کیلا بھیجا کب کسینے سنا۔

سرکار شاہی سے محبت نامہ گیا کہ جنرل اوٹرم صاحب نے ۱۵ لاکھ روپے مقرر کیے تھے اوسمین قید حین حیات نہ تھی لیکن اب سب خرابی و بربادی کے یہان آپکو پاس آئے یہ دوسری صورت تخفیف نکلی موافق قانون عدالت نسلاً بعد نسل چاہیے غرض بہت تصریح سے لکھا گیا اور وہ راضی نامہ جسے پہلے طلب کرتے تھے رہ گیا اب اخبار سے معلوم ہوا کہ صاحبان پارلمینٹ نے اسے جبری سمجھکر قبول نہ کیا اب پھر جو پارلمینٹ کھلے دیکھا چاہیے کیا انصاف ہوتا ہے۔ مولوی مسیح الدین خان کو عہدۂ سفارت سے محض بخوشی خاطر خود گورنر جنرل موقوف کیا اور بتجویز مرزا ولیعہد بہادر علی اکبر خان شیرازی ٹھہرے اور بنیدرہ کو وکیل کی تلاش پارلیمنٹ میں چاہیے جسکا سو ہ لاکھ روپے ماہواری ہوتا ہے اسمین سے ونس کروڑ [illegible] حال جسکی تفصیل مفصل معلوم نہیں اگر دعوی پیش ہو دیکھا چاہیے اسکا انصاف کیا ہوتا [illegible]

مشہور رہا تھا کہ مرزا ولی عہد بہادر اسی امید موہوم پر پھر روانہ ہونگے تا اینکہ اونکا انتقال ہو گیا اور یہ کہانی رہ گئی۔

داخلہ مرزا ولی عہد بہادر کلکتے مین

۲۷۔ ماہ صفر روز دوشنبہ ۱۲۷۶ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۸۵۹ع ۱۱ بجے گاردن ریچ مین جہاز دودی نے لنگر کیا جب یہ مژدہ جاوید بہجت مبارک پہونچا فرط محبت و مسرت سے بے قرار ہو کر بہ حکم استقبال ہوا پہلے مصلح السلطان و کنز الدولہ نے جاکر نذر دی پوس سفیر بہ نوائی مبارک الدولہ سید سجاد علیخان مرزا محمد عسکری خان بیٹے مرزا رفیع الشان کے یہ بھی بالغرض کلکتہ مین گئے تھے اور ملازم بھی حاضر ہوئے مرزا محمد عسکری خان کو تیر سمجھا بر مصلح السلطان نے سبب دردو باطنی بیان کیا کنارہ دریا سب ہجوم تھا پہلے جہاز سے جتنے مسافر تھے سب اتر گئے تھے جہاز دودی سلطانی کو حکم ہوا جب دو بجے جہاز سے مرزا محمد عسکری خان کی کشتی کرایے پر لی مرزا ولیعہد بہادر باہم ہو کر گھاٹ سے اترے بڑے جنرل نے صاحبزادوں نے نذر دی گلے لگایا دوسرے جنرل مرزا فریدون بخت نے نذر دی کمال محبت سے اونکے گلے ہاتھ ڈالدیا پھر مع ان تینون شاہزادے کے گاڑی پر سوار ہوئے اور سو سلطانی جلوہ سواری مین تھے بڑی دھوم دھام سے قریب ۴ بجے داخل کوٹھی ہوئے بادشاہ اوسوقت نواب خاص محل کے پاس تھے شرف ملازمت والدین حاصل ہوئی تمام اونچے خاص محل مین داخل ہوئے صحیح و سلامت آگئے شیت ایزدی مین کسیکو دخل نہین لندن مین غریب الوطن جانکر اکثر ملازمین نے خیرہ سری کی از راہ نمک حرامی بہت سا نقصان دیا قلیل من عبادی الشکور ہے گئے مثل نواب مہدی علی خان اور اشخاص جیدہ بہار النسا ملازمین جناب عالیہ مع اپنے مخصوصین راہی حج خانہ کعبہ ہوئین بعض ملازمین نے اپنی نمک حلالی سے آپکا دامن دولت نہ چھوڑا متروکہ شرعیہ جناب عالیہ مرحومہ کو حاضر حضور بادشاہ کیا اکثر صاحبان ولایت مشتاق ملاقات مرزا ولیعہد بہادر ہوئے ہین مگر بسبب ضعف بادشاہ از راہ اطاعت تامل کرتے ہین گفتگو زبان انگریزی سے بسبب شرافت صاحبان ذی استعداد ہوگئی ہے

انکے لب ولہجہ سے بہت خوش ہوئے بلکہ متعجب ایک دن ملاقات کو تشریف لے گئے تھے
فی الحال کچھ خلاف دستور پیش آ گئے تھے مقبول کیا اور تا مدت قیام ولایت کبھی دوا کا
ذبیحہ نوش نہ فرمایا صاحب مقدور تھے محتاج مجبور نہ تھے اور اگر کہیں اتفاق ضیافت ہو
فواکہات پر اکتفا فرماتی دوسرے یہ بھی بہت تعجب ہے کہ اس عالم شباب میں جانب خلاف
متوجہ نہ ہوئے حالانکہ اکثر فرمایا وہاں کے خالی نہیں پہرے ہیں مثل میر حسن علی لندنی یا مولوی
محمد اسمعیل سفیر شاہی بعض آپ کے ملازمین نے وہیں سکونت اختیار کی صاحب عیال
بھی ہو گئے ہیں لکھنؤ سے پہلے نہیں جو لندن گئے میر حسین گئے وہ صاحب علم تھے اوسکے
بعد میر عبد العلی جالیسی خلیل مرزا احمد علی فطرت میر حسن علی یہ زمان سابق کا حال ہے کہ
۶ مہینے سمندر میں دیکھکر داخل لندن ہوتے تھے اب ایک مہینے سے کم میں مسافت راہ
ریل و جہاز دخانی سے رہگئی ہے اور غالب ہے چند روز میں اس سے بھی کم مسافت رہجائے
مگر ان سب جانیوالوں میں راجہ رام موہن رائے بہادر بہت فضیلت علمی رکھتے تھے آج تک بنگالہ
میں ایسا کوئی نہیں اس کمال کے ساتھ ۱۲ زبان کے علم میں بحث و مناظرہ علمی کر سکتے
تھے ہندو میں ستی ہونا انہیں کی بدولت موقوف ہوا موجب شاستر اپنی کے محمد اکبر شاہ بادشاہ
دلی کے وکیل ہو کر گئے تھے اور اگر جیتے رہتے البتہ بہت سی صورت فلاح بادشاہ کے واسطے
نکالتے لیکن مگر پارلیمنٹ کے بند ہونے سے پہلے ایک نزلہ میں مر گئے اور یہ امر خود اپنی
نمود و نام کی راہ سے لیا تھا نہ کچھ طمع دنیا سے کسواسطے کہ محتاج نہ تھے -

خلاصہ احوال سلطنت ہندوستان

دار الخلافت شاہجہان آباد تواریخ انگریزی سے رسیب صاحب کی کتاب سے
مشہور ہے کہ امیر تیمور قزاقی کرتے تھے اور مطیع بادشاہ بلخ و بخارا تھے اتفاقاً ۳۳ بنی فاطمہ کو
قید ترکمان سے نجات دی بادشاہ نے عتاب کیا اسسے مقابلہ ہوا یہ غالب آئے تا انکو نوبت سلطنت
پہونچی خواب میں جناب رسولخدا نے ۳۳ خرمی انہیں عنایت فرمائی وہی ۳۳ سلطنت تھی جسکا خاتمہ
ہوا طلب تھی وہ شادابی ابتدا سے انتہا تک ہوتی ہیں اور فرمایا پہلے شاداب پھر خشک ہو جاتی ہے دفعتاً

سواے تحریر تاریخ انگریزی سے اسیطرح خواب صوبہ اودھ بھی کہتے ہین۔
ہندوستان کے ۲۲ صوبے دار السلطنت صوبہ شاہجہان آباد و دلی ۲۴۰ میل کا طول
اور تقریباً ۲۰۰ میل کا عرض جانب شمال لاہور ملک پنجاب جنوب اکبرآباد اجمیر شرق ۔
مملکت اودھ اور بہت بلند پہاڑ حایل ہندوستان شمالی ہین جانب غرب لاہور و اجمیر
اور موافق تحقیق ابو الفضل یہ صوبہ داخل اقلیم سوم ہے اور خاص دریا گنگا و جمن
انکے سرچشمے اسی صوبے مین ہین اس صوبے کی آب و ہوا معتدل ہے اور برسات مین
اکثر زمین سیلاب ہوجاتی ہے اور بعض مقام مین ۳ فصلین پیدایش غلے کی ہوتی ہین۔
۸ سرکارین ہین۔ دلی بداون کموں سنبھل۔ سہارنپور ریواری حصار فیروزآباد
سرہند ان سرکارون مین ۲۳۲ پرگنے ہین اور زمین روے مساحت جغرافیہ ۱۶۔۸ ۴
۲۸ بیگھہ ہے مجموع آمدنی ۵۵۵-۶۱۸-۶۰۱ دام۔
سنہ ۱۸۰۳ع مطابق سنہ ۱۲۱۸ھ تمام ملک شرقی جمن اور مقامات جو گرد شہر اور بہت سے
مقام شمال شرقی تحت حکومت سرکار دولتمدار انگریزی آئے اور مقامات جنوبی متعلق روساے
متوسلین سرکار موصوف مین مثل ماچیڑی ۔ راجہ الور۔ راجہ بھرت پور اور اور حکام کی
ریاستین جو بالفعل خودمختار مگر با طاعت و حکومت سرکار ہین اور ملک شمالی و غربی دریاے
جمن و جنوب دریاے ستلج متعلق سرداران سکھہ وغیرہ بیشتر تھا اور انکی جانب غرب گویا مانع
اور عایق مداخلت سرکار ہین اسکے سوا فوج نظامت لدھیانہ فیروزپور مین رہتی ہے اور اس
صوبے مین ضلع بریلی قدیم ملک روہیلکھنڈ شامل ہے اور اور خاص شہر بھی مثل بریلی سرہند
سہارنپور انوپ شہر میرٹھ۔ حصار سرہند۔ پٹیالہ۔ بداؤن اور ضلع حال کموں جو قریب ۹۰
میل طول اسیطرح عرض مین ہے بالفعل متعلق سرکار ہوا ہے اس صوبے کے آدمی بعضے
بہادر اور ہنود یا اہل اسلام اور سکھہ وغیرہ ملے ہوے ہین اور قدیم شہر دلی تقریباً
۲۰ میل کے دور مین ہے جسکے بالفعل خرابے سے ظاہر ہوتا ہے اور دلی جدید شاہجہان آباد
ہے جسے شاہجہان بادشاہ نے سنہ ۱۶۳۱ع مطابق سنہ ۱۰۴۱ھ کنارہ جانب غرب دریاے
جمن واقع ہے ۷ میل کے دور مین بنوایا ہے اسکے محیط شہر پناہ ہے اسکے دروازے عالیشان

تنگی ہین مابین شہر دو بازار جسے چاندنی چوک کہتے ہین امرا و سلاطین کے خانہ عالیشان
بنے ہین مسجد جامع اور مسجد نواب روشن الدولہ سے اور اس زمانے مین از ہنگامۂ فساد
عمارات عالیہ بہت خوب بنتی تھی ہرچند سارے شہر کے بازار سوا دو بازار کے بہت تنگ
ہین دار الامارت بھی جانب کنار غربی ہے تین طرف سے دیوارین سنگ سرخ کی ہین جسکا [illegible]
ایک میل ہے جہانگیر بادشاہ کی سلطنت مین نواب علی مردان خان دریاے جمن سے کرنال
سو میل کے فاصلے سے نہر آب شیرین شہر مین لائے دوران مداخلت افغان اور ایرانیون
تک جاری رہی بعد اسکے بالکل خشک ہو کر بند ہو گئی تھی سنہ ۱۸۱۰ع مطابق سنہ ۱۲۲۵ھ سرکار نے
پھر اسے صاف درست کر دیا جسکا آجتک چشمہ فیض جاری ہے سارا شہر اور اطراف سرسبز و
شاداب رہتا ہے اسکے آب شیرین سے سب سیراب ہوتے ہین غرض بلد شمالی ۲۰ ۴۰ –
[illegible] طول بلد شرقی ۷۷ – ۹ ہے فاصلہ کلکتہ سے ۹۷۶ میل ہے –

دلی کے راجہ اور مورخین اہل اسلام نے بنیاد اسکی ابتدا سنہ [illegible] ع مطابق
سنہ [illegible] ھ ضبط تحریر کی ہے یعنی سلطان محمود غزنوی نے اسے لیکر غارت کیا لیکن بعد
چند مشاق پھر راجہ کو واگذاشت کر دیا تھا اور سلسلۂ ریاست پہلے قوم افغان سے
شروع ہوا اور انکی سلطنت اسکندر شاہ بابر بیٹے تیمور لنگ تک برقرار رہی اور یہ بادشاہ
بادشاہ شمالی و غربی ہندوستانکو بربادی سلطنت چنگیز خان ہلاکو تک علیحدہ ہی دیتے رہے

نمبر		سنہ ہجری		سنہ عیسوی
۱	تاج الدین یلدوز	۶۰۷		۱۲۱۰
۲	آرام شاہ			۱۲۱۰
۳	شمس الدین التمش			۱۲۱۰
۴	فیروز شاہ	۶۳۳		۱۲۲۹
۵	ملکۂ دوران سلطان رضیہ			۱۲۳۵
۶	بہرام شاہ	۶۳۷		۱۲۳۵
۷	علاء الدین مسعود شاہ	۶۴۰		۱۲۴۲

نمبر	نام	سنہ ہجری		سنہ عیسوی
۸	ناصرالدین	۶۴۴		۱۲۴۴
۹	غیاث الدین بلبن	۶۶۴		۱۲۶۵
۱۰	کیقباد	۶۸۰		۱۲۸۶
۱۱	فیروز شاہ خلجی	۶۸۸		۱۲۸۹
۱۲	سکندر ثانی	۶۹۰		۱۲۹۵
۱۳	شہاب الدین عمر	۷۱۶		۱۳۱۶
۱۴	مبارک شاہ	۷۱۷		۱۳۱۷
۱۵	تغلق شاہ	۷۲۱		۱۳۳۱
۱۶	سلطان محمود	۷۲۵		۱۳۳۵
۱۷	فیروز شاہ ثانی	۷۵۲		۱۳۵۱
۱۸	ابوبکر شاہ	۷۹۲		۱۳۹۰
۱۹	ناصرالدین محمود شاہ	۷۹۶		۱۳۹۳

اسی سلطنت میں تیمور لنگ نے سنہ ۱۳۹۸ء مطابق سنہ ۸۰۱ھ میں [illegible] کیا دہلی کو غارت کیا اور سلطنت قوم افغان سنہ ۱۴۱۳ء مطابق سنہ ۸۱۶ھ میں تمام ہوئی اور سنہ ۱۴۰۵ء مطابق سنہ ۸۰۸ھ میں تیمور لنگ نے ۷۱ برس کے سن میں انتقال کیا۔

نمبر	نام	سنہ ہجری		سنہ عیسوی
۱	دولت خان لودی	۸۱۶		۱۴۱۳
۲	خضر خان	۸۱۷		۱۴۱۴
۳	مبارک شاہ	۸۲۴		۱۴۲۱
۴	محمد شاہ ثانی	۸۳۶		۱۴۳۳
۵	علاءالدین ثانی	۸۵۰		۱۴۴۶
۶	بہلول لودی	۸۵۴		۱۴۵۰

ان دونوں سلطنتوں میں [illegible] ہندوستان کی منقسم ہوئیں کیونکہ حکام دکن

گجرات مالوہ جونپور بنگالے نے اپنے تئین بنام نامی بادشاہ کیا اور صوبجات بھی مختلف الاقوام
اور بنام کے ہاتھ پڑے جو بظاہر وقت سے از راہ سرکشی اطاعت بادشاہ دلی کرنے لگے
لیکن اگر حقیقت میں بسبب ضعف سلطنت کے ہر صوبہ دار اپنی سرکشی سے خود مختار ہو گیا
سلطنت سے اسکا انتظام نہو سکا الا صوبہ دار صوبہ اودھ نے اسپر تئین کرد سے زیادہ
روپیہ خرچ کرکے اپنا اختیار رکھا ہے حالانکہ کئی مرتبہ یہ صوبہ بھی صوبہ دار کے ہاتھ سے جاچکا تھا
لیکن یا زمینداری خریدی اسکا احوال کتب تواریخ مین مندرج ہے اور ارباب ثقات جانتے ہین۔

۷ سکندر بن لودی ۸۹۴ ۱۴۸۸

ابراہیم بادشاہ سے ۹۲۲ ۱۵۱۶

۱۵۲۵ء مطابق ۹۳۲ھ سلطان بابر سے شکست کھائی اوسی سال بابر نے
دلی کو لے لیا پس ابتداے سلطنت مغلیہ چغتہ شروع ہوئی۔

۱ ظہیر الدین محمد بابر ۹ جون سلطنت پر بیٹھا مدت سلطنت ۳۷ سال ۹۳۶-۲۵ھ

۲ نصیر الدین محمد ہمایون ۲۸ جنوری ۲۵ سال ۱۵۳۰

شیر شاہ سے شکست کھائی ۹۳۸ ۱۵۳۱

۳ ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر ۱۷ فروری ۴۹ ۹۶۴ ۱۵۵۶

امرکوٹ مین پیدا سنہ مذکور مین شہنشاہ ۹۴۹ ۱۵۴۲

اکبرآباد مین انتقال ۱۰۱۴ ۱۶۰۵

بادشاہان مغلیہ و افغان مین یہ بادشاہ سب سے بڑا گذرا اوسکا وزیر ابوالفضل
تھا جو ۷۴ برس کے سن مین راہزن کے ہاتھ سے مارا گیا۔

۴ ابوالمظفر نورالدین محمد جہانگیر ۱۷ اکتوبر ۲۳ ۱۰۱۴ ۱۶۰۵

۵ شہاب الدین محمد شاہجہان غازی ۳۱ ۱۰۳۷ ۱۶۲۸

۶ ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر

۲۴ فروری ۵۵ ۱۰۶۸ ۱۶۵۸

انتقال ۲۱ فروری ۱۱۱۹ ۱۷۰۷

شاہ عالم اکا بڑا بیٹا زہر سے ہلاک ہوا۔

۷ اعظم شاہ شہید۔ چند ماہ

۸ ابوالمظفر قطب الدین بہادر شاہ ۲۳- فروری ۱۱۱۹۶ ۱۷۰۷

۹ معزالدین جہاندار شاہ ۱۱- جنوری سلطنت سے خارج ہوکر مارا گیا چند ماہ
۱۱۲۴ ۱۷۱۳

۱۰ محمد فرخ سیر شہید ۱۱- جنوری مارا گیا ۷ سال ۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۱ رفیع الدرجات شمس الدین ابوالبرکات ۹- جنوری۔ طفل ۴ ماہ
۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۲ رفیع الدولہ شاہجہان ثانی ۲۶- اپریل طفل ۳ ماہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۳ ابوالفتح ناصرالدین محمد شاہ ۱۲- اکتوبر ۳۰ سال ۱۱۳۲ ۱۷۲۰

۱۷۳۵ء ۱۱۴۸ھ مرہٹوں نے ایسی یورش اور ترقی کی کہ شہنشاہ دلی کو جلا دیا
نادرشاہ ۹- مارچ ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۲ھ داخل شہر دلی ہوا- ۲- اپریل بعد
قتل و غارت اموال ولایت کو پھر گیا۔

۱۴- ابوالنصر احمد شاہ ۲۰- اپریل ۷ سال۔ ۱۱۶۱ ۱۷۴۹
خارج سلطنت اور اندھے ہوگئے ۱۱۶۴ ۱۷۵۳

۱۵- عزیزالدین عالمگیر ثانی ۲۹ نومبر ۱۱۷۳ ۱۷۵۹
مارے گئے اور اسی سال احمد شاہ ابدالی داخل دلی ہو ۱۱۷۳ ۱۷۵۹
۱۶ کئی مہینے تک شاہجہان سلطنت سے خارج ہوا ۱۱۷۳ ۱۷۵۹
۱۷- جلال الدین مرزا عبداللہ علی گوہر شاہ عالم ثانی ۴۸ ۱۱۸۵ ۱۷۷۱
الہ آباد سے بحفاظت سرکار کمپنی داخل دلی ہوکے کور ہوے ۱۲۰۳ ۱۷۸۸
غلام قادر روہیلے کے ہاتھ سے جنے بہت سے اشخاص خاندان تیموریہ کو قتل و غارت
کیا بعد کمی مدینہ کے مہاجی سندھیہ کی اعانت سے بدترین عذاب سے بعد تشہیر کے مارا گیا۔
۱۱۸۴- ۱۷۷۰ء تک تصرف و اختیار مرہٹہ کا سلطنت دلی میں رہا جب جنرل لیک صاحب

۱۱- ستمبر ۱ میل کے فاصلے شہر سے فوج مرہٹہ کو شکست دی ۱۴- ماہ مذکور کو داخل شہر ہوئے
جب سے آج تک صوبہ مذکور اختیار و حکومت سرکار دولتمدار میں ہے اگرچہ پیشتر ہنگامہ
فساد و تدبیر جو فوج بدمعاش سرکار نے کیا فقط بنام سلطنت مغلیہ رہی تھی

انتقال علی گوہر	۱۲۲۱	۱۸۰۶
۱۸ ابوالناصر معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی ۳- دسمبر ۳۴	۱۲۲۱	۱۸۰۶
۱۹ ابوالمظفر بہادر شاہ ثانی تخت سلطنت پر جلوس	۱۲۵۶	۱۸۴۰

مرزا دارا بخت ولی عہد بہادر بادشاہ ۱۵ صفر عارضہ ورم جگر سے انتقال کیا درگاہ

خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی میں دفن ہوئے	۱۲۶۵	۱۸۴۹
انتقال بہادر شاہ رنگون قید سرکار	۱۲۶۹	۱۸۶۲

ایضاً جدول بادشاہان شاہجہان آباد بہ تفصیل تمام

نام بادشاہ ولدیت - امیر تیمور امیر طراغائی از اولاد چنگیز خان ہلاکو
تاریخ ولادت - ۲۵ شعبان سہ شنبہ ۷۳۶ھ ۱۳۳۵ء -
محل ولادت مقام جلوس - شہر مرو ارخطش شہر بلخ
تعداد عمر روز جلوس - ۳۵ سال ۲۷ یوم
تاریخ مدت جلوس - ۲۲ شوال ۷۷۱ھ چہار شنبہ ۱۳۶۹ء
مرض الموت تاریخ وفات - تپ محرقہ ۶ یوم ۱۷ شعبان ۸۰۷ھ چہار شنبہ ۱۴۰۴ء
محل دفن مدت عمر مدت سلطنت - سمرقند - ۷۱ سال ۱۱ شہر - ۲۰ یوم ۳۵ سال
۱۰ شہر - ۲۵ یوم -

۲- نام ولدیت - جلال الدین میران شاہ ابن تیمور
تاریخ ولادت محل ولادت - پنجشنبہ ۱۴ ربیع الثانی ۷۶۵ - ۱۳۵۴ سمرقند
مقام جلوس تعداد عمر روز جلوس - میان سمرقند و آذربائیجان ۳۸ ۳ ۳
مدت جلوس مرض الموت وفات - ۱۷ شعبان ۸۰۷ ۱۴۰۵ [illegible]

محل دفن مدت عمر و سلطنت تبریز ۳۱ ۱۰۰۷ ۱۴- ذیقعدہ ۸۱۰ ۱۴۰۷
۶۳ ۳۳

۳- سلطان محمد مرزا ابن میران شاہ
۲- ذیحجہ ۸۰۰ھ ۱۳۹۷ نامعلوم
مقام جلوس سمرقند تعداد عمر جلوس - ۹ سال - ۲ شہر ۲۴ یوم
تاریخ جلوس - ۲۴ - ذیقعدہ ۸۰۹ھ ۱۴۰۷ء مرض الموت عارضہ جسمانی
تاریخ وفات محل دفن - ۳۰ ذیحجہ ۸۵۵ھ ۱۴۵۱ء خط کش مدت عمر ۵۵ سال
مدت سلطنت - ۴۵ ۵۱

۴- سلطان ابوسعید مرزا ابن سلطان محمد مرزا
۱۳- رجب ۸۳۰ ۱۴۱۷ سمرقند
مقام جلوس تعداد عمر جلوس ۲۵ سال ۳۰- ذیحجہ ۸۵۵ - ۱۴۵۱-
مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - در جنگ حسین بیگ گرفتار شدہ
شہید شد ۱۲- رجب سہ شنبہ ۸۷۳ ۱۴۶۷ نواح سمرقند
مدت عمر مدت سلطنت - ۴۳ سال ۱۷ ۳ ۱۴

۵- عمر شیخ مرزا خلف چہارم سلطان ابوسعید ۳۰ ذیحجہ ۸۶۰ ۱۴۵۵ سمرقند-
مقام جلوس تعداد عمر جلوس - ولایت اندجان فرجانہ ۱۲ ۶ ۳
تاریخ جلوس مرض الموت تاریخ وفات - دوشنبہ ۱۲- رجب ۸۷۳ھ ۱۴۶۷ء
از بام کبوتر خانہ افتاد و مرد ۱۴- رمضان دوشنبہ ۸۹۹ھ ۱۴۹۳ء
محل دفن مدت عمر مدت سلطنت - سمرقند ۳۸ ۴۸ ۲۶ ۱ ۲۲

۶- ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ ابن سلطان عمر شیخ مرزا جنت مکانی ۶- محرم ۸۸۸ھ
۱۴۸۳ء ولایت فرجانہ خط کش -
تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس - ۱۱ ۵ ۱۹ سہ شنبہ ۲۵ رمضان ۸۹۹ھ
مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - تپ ۶- جمادی الاول ۹۳۷- ۱۵۳۰ کابل

۱۴۸۵ ۔ مدت عمر مدت سلطنت ۔ ۹ ۴ ۳۷ ۷ ۱۱ ۔

۷ ۔ بادشاہ نصیر الدین محمد ہمایون ابن بابر شاہ جنت آشیانی ۔

ولادت محل ولادت مقام جلوس ۱۴ ۔ ذیقعدہ ۹۰۳ ارک شہر کابل آگرہ

تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس ۔ ۲۳ ۔ ۴۶ ۔ ۶ ۔ جمادی الثانی ۹۳۷ ۱۵۳۰ء

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن ۔ از بام افتاد ۱۳ ربیع الاول ۹۶۳ ۱۵۵۵

محل دفن مدت عمر مدت سلطنت ۔ مقبرہ ہمایون دلی ۴۹ ۹ ۴۹ ۲۵ ۱۰ ۵ ۔

۸ ۔ محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آشیانی یکشنبہ ۸ ۔ رجب ۹۴۹ ۔ ۱۵۴۲ ۔ امرکوٹ سندھ

تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس مقام جلوس ۔ ۱۳ ۸ ۲۸ جمعہ ۲ ۔ ربیع الثانی

۹۶۳ ۔ ۱۵۵۵ ۔ کلانور ۔

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن ۔ عارضہ جسمانی ۱۲ ۔ جمادی الثانی مقبرہ

سکندریہ ۱۰۱۴ ۔ ۱۶۰۵ قریب آگرہ

مدت عمر مدت سلطنت ۔ ۶۴ ۱۱ ۷ ۵۱ ۹۲

۹ ۔ نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ جنت مکانی ۔

۷ ۔ ربیع الاول سنہ ۹۷۷ھ ۱۵۶۹ ۔ فتحپور سیکری ۔ اکبر آباد ۔

مدت عمر روز جلوس تاریخ جلوس ۔ ۳۷ ۲ ۲۷ یکشنبہ ۱۴ جمادی الثانی

۱۰۱۴ ۔ ۱۶۰۵ ۔

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن ۔ ضیق النفس یکشنبہ ۲۸ صفر ۱۰۳۷

۱۶۲۷ باغ نورجہان واقع لاہور

مدت عمر مدت سلطنت ۔ ۵۹ ۱۱ ۱۱ ۲۲ ۸ ۱۴

۱۰ ۔ محمد شہاب الدین شاہجہان بادشاہ فردوس آشیانی

ولادت لاہور لاہور ۔ پنجشنبہ سلخ ربیع الاول ۔

مدت عمر روز جلوس ۳۷ ۲ ۲۲

تاریخ جلوس دوشنبہ ۲۲ ۔ جمادی الاول ۱۶۲۷ ۔ ۱۰۳۷ ۔

مرض الموت وفات محل دفن مدت عمر مدت سلطنت

درد گردہ تپ محرقہ ۲۶۔ رجب دوشنبہ ۱۱۶۷۔ ۱۷۵۳۔ اکبر آباد۔ روضہ تاج گنج

۶۷ ۶۳ ۳۰ ۴۲

۱۱۔ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ خلد مکانی۔

۲۵۔ ذیقعدہ یکشنبہ ۱۰۲۸ ۱۶۱۸۔ صوبہ گجرات نواح اکبر آباد۔

۳۹ ۶ ۵ غرۂ جمادی الثانی ۱۰۶۸ ۱۶۵۷

عارضۂ جسمانی۔ جمعہ ۲۸۔ ذیقعدہ ۱۱۱۹ ۱۷۰۶ دکھن اورنگ آباد مقبرہ زین العابدین شاہ

۹۰ ۳ ۵۰ ۵ ۲۸۔

۱۲۔ اعظم شاہ بن عالمگیر شاہ ۱۲۔ شعبان ۱۰۶۳ ۱۶۵۲ دکن متصل اورنگ آباد

۵۵ ۳ ۲۶ ۔ ۲۔ ذیحجہ ۱۱۱۸۔ ۱۷۰۶۔ در جنگ بہادر شاہ کشتہ شد ۸۔ ربیع الاول

۱۱۱۹۔ ۱۷۰۷۔ مقبرۂ ہمایوں بادشاہ دلی۔

۵۵ ۶۷ ۳ ۔ شہر ۱۰

۱۳۔ بہادر شاہ شاہ عالم خلد منزل سلخ رجب ۱۰۴۳ ۱۶۳۳ دکن کابل

۱۰ ۲ ۶ ۷۵۔ محرم ۱۱۱۹ ۱۷۰۶ عارضۂ جسمانی ۱۸ محرم ۱۱۳۴ ۱۷۲۱

بدرگاہ خواجہ قطب الدین ۸۰ ۲ ۱۸ ۵ ۸

۱۴۔ معز الدین جہاندار شاہ بن بہادر شاہ بادشاہ

غرۂ شوال چہارشنبہ ۱۰۷۲ ۱۶۶۱ دکن لاہور

۵۲ ۳ ۱۸ ۱۸ محرم روز جمعہ ۱۱۲۴ ۱۷۱۲ فرخ سیر در قید کشت۔

۲۹۔ محرم ۱۱۲۵ ۱۷۱۳ مقبرۂ ہمایوں بادشاہ

۵۳ ۳ ۲۵ ۱۱ ۵

۱۵۔ فرخ سیر بادشاہ پسر عظیم الشان بہادر شاہ شہید مرحوم

غرہ محرم پنجشنبہ ۱۰۹۸ ۱۶۸۶ دکھن نواح اکبر آباد

۱۱۲۶ ۳۳ ۲۳ ذیحجہ جمعہ ۱۱۲۴ ۱۷۱۲ سید حسین علیخان اسیر کردہ کشت۔

۹-رجب ۱۱۳۱-۱۷۱۵ء-مقبرۂ ہمایون بادشاہ ۳۳ ۹۲ ۴ ۹۳-

۱۶-ابوالبرکات شمس الدین پسر رفیع الشان بن بہادر شاہ رفیع الدرجات-

۱۷-رمضان ۱۰۸۳ ۱۶۷۲ دہلی اکبرآباد-

۴۷ ۶ ۲۳ ۹-ربیع الثانی ۱۱۳۱ ۱۷۲۶ تپ محرق ۱۹-رجب ۱۱۳۱ ۱۷۱۸

مقبرۂ ہمایون ۴۷ ۳۱۰ + ۹۳

۱۷-رفیع الدولہ پسر رفیع الشان بن بہادر شاہ

۲۰-رمضان ۱۰۸۳ ۱۶۷۲ نواح اکبرآباد - اکبرآباد

۲۴۷ + ۶-رجب ۱۱۳۱ ۱۷۱۸ غلبۂ کوکنار ۱۷ ذیقعدہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۸ مقبرہ ہمایون

۴۸ ۱ ۲۸ ۲۸ ۳ ۲۰۲-

۱۸-روشن اختر محمد شاہ بادشاہ بن جہاندار ابن بہادر شاہ فردوس آرامگاہ

۴-ربیع الاول ۱۱۱۴ ۱۷۰۲ غزنین - گھراولی موضع اکبرآباد ۸ کروہ ۱۷ ۲۴۷

۱۷-ذیقعدہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۹-

عارضۂ جسمانی ۲۷-ربیع الثانی ۱۱۶۱ ۱۷۴۸ بدرگاہ نظام الدین

۴۷ ۱ ۴ ۲۹ ۱ ۱۰-

۱۹-ابوالنصر مجاہد الدین احمد شاہ بن محمد شاہ بادشاہ

۱۷-ذیحجہ ۱۱۳۸ ۱۷۲۵ شاہجہان آباد پانی پت-

۲۲ ۴ ۱۳ غرۂ جمادی الاول ۱۱۰۶ ۱۶۹۴

بسبب کشیدن میل در چشم ۱۰ شعبان سہ شنبہ ۱۱۶۷ ۱۷۵۴

مقبرۂ ہمایون ۲۸ + ۲۳ ۳۰ ۳ ۱۰-

۲۰-محمد عزیز الدین عالمگیر ثانی بن معز الدین جہاندار شاہ عرش منزل-

غرہ محرم ۱۰۹۹ ۱۶۸۷-صوبۂ ملتان دہلی-

۶۸ ۱۰ ۱۰-شعبان ۱۱۶۷-۱۷۵۳

از قلعۂ فیروز آباد افتادہ مرد ۸-ربیع الثانی ۱۱۷۳-۱۷۵۹-

مقبرۂ ہمایون ۴۴ ۴۴ ۱۷ ۸۸۵

۲۱- علی گوہر شاہ عالم بادشاہ عالمگیر ثانی فردوس منزل

۲- جمادی الاول ۱۱۳۱ ۱۸ ۱۷ دلی

گھتولی متصل عظیم آباد ۳۲ ۳ ۴- جمادی الاول ۱۱۷۳ ۱۷۵۹-

عارضۂ جسمانی ۷- رمضان بدرگاہ خواجہ قطب الدین ۹۰ ۴۴ ۴۸ ۳۴-

۲۲- ابوالنصر معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آرامگاہ بن شاہ عالم

۲۸- رجب ۱۱۷۳ ۱۷۵۹- ریحان مکن پور- دارالخلافت شاہجہان آباد-

۴۸ ۹۱ ۷- رمضان ۱۲۲۱ ۱۸۰۸

اسہال و ورم ۷- جمادی الثانی ۱۲۵۳- ۱۸۳۷-

بدرگاہ خواجہ قطب الدین برابر والد خود ۸۰ ۳۱ ۱ ۲۰

۲۳- ابوالمظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ ثانی ۱۳ ۱۲ ۳۷ ۱۸-

شاہجہان آباد ایضاً ۷۳ سال- ۱۲۵۳ ۱۲۷۹ ۱۸۶۲

رنگون ۹۹ سال ۲۶ سال-

یہ ۲۳ سلطنت موافق خواب امیر تیمور لنگ درست ہے واللہ اعلم

من ابتدائے ۷۷۱ھ و ۱۳۶۹ء تا نہایت ۱۲۷۹ھ و ۱۸۶۲ء

مجموع پنجصد و ہشت سال ہوتے ہیں۔

پانچواں باب

فساد عظیم بلوائے عام شاہجہان آباد تا خاتمہ او رمرزا ابوالمظفر سراج الدین بہادر شاہ کا رنگون جانا انتقال بانی ریئسان شہر آنجا

ہر صاحب ضلع نے احوال فساد بلوہ کے جو جہاں ہوا لکھوائی چنانچہ مرزا نوشہ صاحب سدا فہم تخلص غالب مرحوم نے کچھ منظوم کیا اس جہت سے اس وقت کتاب ہذا میں بھی بشمول فساد لکھنو دساتشہر

ـے دریافت کرکے لکھا سے ہر گل را رنگ و بوئے دیگر است ٭

تمام ہندوستان مین دو شہر کے عظیم بلوہ و فساد ناگہانی کے ہوئے ایک دلی اور لکھنؤ کہ واسطے کہ یہ دونون پایہ تخت سلطنت تھے باقی فساد بے بنیاد ہوا ایسا قیام کہین اور نہین ہوا ہر چند دلی مین کئی مرتبہ اسطرح کا فساد و قتل و غارت ہوا مثل نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی وغیرہ مین انقلاب ہوا مگر یہ رنگ انقلاب اور تھا اور نہ یہ صورت خاص گذری اور لکھنؤ ہمیشہ امن و امان مین رہا۔

خلاصہ سال تحریر پہلے اس ہنگامہ عام کے گورنمنٹ سے کارتوس جنگی آئے کہ فوج مین تقسیم ہون ہندو مسلمان سپاہ نے اوسکے استعمال مین تامل کیا اس جہت سے کہ اون کارتوس مین چربی سور اور گاے کی لگی تھی چنانچہ اصل بنیاد فساد چھاونی بارکپور کلکتے سے پیدا ہوا جسطرح اکثر باعث یہ پہلے کلکتے سے شروع ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک دن چھاونی کے دو تلنگے دریا پر نہاتے تھے اتفاقاً ایک شخص بھی اونکے برابر نہا کر اپنی دھوتی کو جھٹکنے لگا جسطرح ہندو دھوتے ہین اوسکی چھینٹین اون تلنگون پر پڑین بہت خفا ہو کر نہایت سخت سست کہنے لگے اوسنے کہا سبحان اللہ ان بوندون سے اتنی احتیاط کرتے ہو کل جنگی کارتوس جو ولایت سے آتے ہین کیونکر کاٹو گے جنمین چربی گاے اور سور کی لگی ہے اس عرصے مین وہ دو سپاہی چھاونی کے آگئے رفع شر ہو گیا اور وہ بھی چار چھاونی کا تھا راہ مین سپاہیون کے چربی کے نام سے کھٹکا ہوا پہلے اوسکی تحقیق صدق و کذب کو دریافت کیا کہ اگر ایسا خلاف ہو تو خیالات ہوگی پس جب خوب ثابت ہو گیا کہ فی الحقیقت دونون چربی شبہ ہین اسے مذہب خلاف مذہب داب سمجھ کر باخفا ہر چھاونی ہندوستان مین افسرونکو لکھ بھیجا بالاتفاق سب نے انکار کیا اور مستعد فساد ہوے چنانچہ برگیڈیر چھاونی مین پریڈ کرکے حکم تعمیل جدید کارتوس سے دیا بالاتفاق ہندو مسلمان نے عذر کیا کہ ہم نے برسون سرکار کا نمک کھایا مگر روشنی کے واسطے نہ ایمان دینے کو افسرون نے کچھ اعتنا نہ کیا جواب دیا کہ ہم البتہ حکم گورنمنٹ بجا لائینگے اتفاقاً کمانڈر انچیف بھی وہان تھے کچھ انتظام نہ کر سکے۔

نوک کی پلٹن کی ۵ کمپنی جٹ گاون ورد - اس چھاونی مین تھی اوسنے اسی اپنا صاحب ہیر کا لیا

دیا اور اپنی تنخواہ لیکر گھر کی راہ لی حکام نے کچھ اسپر بھی اعتنا نہ کی بلکہ اونکا عفو جرائم کیا اسکے بعد نمبر ۳ پلٹن بدلے کو اضلاع غربی کو چلین اونکے پیچھے پلٹن گورے کو حکم ہوا کہ راہ مین فرصت وقت پانا انکو سزا دینا تا اورونکو عبرت ہو چنانچہ اور افسر ہندوستانی جو وہان سے چلے وہ اپنی ہوشمند دانی سے غافل نرہے یعنی اگر کوئی ہمارا سر پرست متفق ریاست ٹھہرے تو فساد یا نفاق کر دیجیے لیکن سب کے جواب صاف پایا جب یہ صرف شد فساد سرکار کو ہوا قلعہ کلکتہ مین تلنگون سے اسلحہ حرب لے لیے فقط بندوق سکی گز بھرے گورونکے دیے اور بادشاہ کو بھی انھین توہمات سے قلعہ مین رکھا نواب دلی کے نقل کرتے تھے کہ مین جنرل صاحب کی ملاقات کو گیا کہنے لگے ہم آپ سے اکثر ایک بندوق کی تعریف کیا کرتے تھے آج اوس قسم کی بندوق ولایت سے آئی ہے ۱۵ سو گز پر اوسکی گولی جاتی ہی غالب ہے کہ آپ ہماری پلٹن مین احتیاج توپ کی نہو لیکن افسوس یہ ہے کہ ہماری فوج اوسکے استعمال مین کارتوس پر راضی نہین ہوتی اور سیر گندہ پرندہ گائے اور سور کی چربی کا لگا ہے اونھون نے جواب دیا کہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پہلے گورے استعمال کرین جب انکا رفع خدشہ جاتا رہیگا سپاہی بھی خواہ مخواہ استعمال کرینگے جنرل صاحب نے کہا ہمنے سب طرح سے اسکی تصریح سرکارین کی اور لکھی منظور نہین خیر ہم جانتے ہین کہ ہماری اصل اس فوج کے ہاتھ مقدر ہوئی ہے مجبور ہین جب فوج ولایت سے آئیگی انکا استیصال کریگی —

خلاصہ جب چھاؤنی میرٹھہ مین کمان افسر نے تیسرے رسالہ ترک سوار کو حکم کارتوس کے کاٹنے کا دیا باتفاق ہندو مسلمان نے انکار کیا اور عذر کیا نہ سنا ایکدن چاہا کہ سبکو توپ سے اڑا دین اتفاقاً جب سالہ توپخانہ سے گذرا ایک خلاصی نے سمجھا دیا کہ یہ مدبر نہ ٹھہرنا سیدھے چلے جانا نہین حکم قطعی ہو چکا ہے یہ سنکر رسالہ ساکت و خاموش اپنی لین کو چلا گیا ایک صوبہ دار نطفہ حرام سب سے شر کینہ رکھتا تھا فرصت وقت پا کر اپنا رسوخ دکھانے کو اپنے افسر کئی سپاہیون چغلی کھائی کہ یہ مفسد و مغوی سب کے ہین انھین پہلے قید کر لیجیے پھر سب درست ہو جائینگے دوسرے دن صوبہ دار نے پریڈ پر اپنے دانت سے کارتوس کاٹکر سبکو دکھایا تاکہ سب پر حجت تمام ہو سبھون نے جواب دیا کہ یہ ہمارے دین سے نکل گیا ہے اوسوقت

کمان افسر نے شتر سوارون کو جیلخانے مین بھیجدیا اور حکم دیا کہ انکے پانوٴن مین بیڑی ڈالدو
صاحب جیلخانہ نے کہا کہ از راہ خدا ترسی کہ سر دست اتنی بیڑی تیار نہین۔ اور کہنے لگا
معلوم ہوا افسرون کی قضا دامنگیر ہوئی ہے دوبارہ حکم بھیجا کہ بیڑیان لوہے کی سلاخ
کی کاٹ کر تیار کر دو۔ بعد اسکے تین دن تک ان اسیرون کے آب و طعام کی کچھ
فکر نہ ہوئی

۹ مئی روز شنبہ ۱۴ ماہ رمضان ۱۲۷۳ھ حسب الحکم کمان افسر اسیرونکو حکم دیا کہ
پابجولان سربازار بذلت تا اور ونکو عبرت ہو اور پھر کوئی سرتابی حکم نہ کرے جب اسیران اس
صورت سے گذرے چھاؤنی کی بازاری رنڈیون نے باقی رسالے کے سپاہیونکو گالیان
دیکر غیرت دلائی اور خوب نون مرچین لگا کر دیتا یا اکثرون کے منہ پر تھوک دیا کہ تمسے ہم رنڈیان
بہتر ہین کیون تلوار باندھکر انکی تہمت مردنیا ہی وہ آپ یہ سنکر سبکو ایک جوش حمیت و غیرت از حد ہوا
دوسرے دن یکشنبہ ۱۵ ماہ مبارک بعد دوپہر کے جب نماز ظہر پڑھ چکے اس رسالے
کے تیسرے ترپ نے جو لین مین تھے کمر باندھ مسلح ہوکر باہر نکلے اور چھاؤنی قتل و غارت
و بنگلون کو آگ لگانا شروع کیا اور ساری فوج نے اسپر اتفاق کیا اور صاحب جیلخانے
کو اوسی وقت باعزت بسلامت چھاؤنی سے نکالدیا اور اوسکے احسان مند ہوئے پلٹن
رفل گورہ ۶۰ رسالہ لانسر توپخانہ گورہ دمدمے مین مع صاحبان چلے گئے اور بہت
متحیر و متعجب ہوکہ اس انتظام و اہتمام پر یہ صورت ہوئی جسکا کبھی خیال بھی نہ تھا خلاصہ
یہ شام تک ہنگامہ قتل و غارت رہا اور نامردان ناعاقبت اندیش نے جو کسیطرح نہ کرنا
تھا وہ کیا یعنی اطفال بے گناہ خردسال۔ عورات بے گناہ یا جسے عیسائی جانا
قتل کیا پھر دونون پلٹن پہلی بیسوین اور ست۔ گیارھوین سوارون کے شریک
ہوکر شہر مین جاکر وزیرے سے اور اپنی جہاد بدنفسی کی دوڑ دھوپ سے تھک گئے
بازارین ماکولات پر جھکے رعایاے شہر نے بھی باحضر موجود کو مجاہدین راہ خدا کے
موافق اپنے عقیدے کے حاضر کیا اور خوف جان و مال سے اپنے گھر کے دروازے
کو بند کر لیا آدھی رات تک جب کھانے سے فراغت ہوئی دلی کو چلے اونکے

پیچھے کئی کمپنی سائپرس مینرس گئی تھوڑی دور جاکر پھر آئی صاحب کمشنر میرٹھ نے چٹھی اس سانحہ کی سائمن فریزر صاحب کمشنر دلی کو لکھکر بھیجی - اتفاقاً وقت شب صاحب ممدوح چٹھی کو اپنی پاکٹ مین رکھ لیا یہ بڑی غفلت بداقبالی سے ہوئی وگرنہ پل پر اسکا انتظام کرتے سوار کیونکر دفعتہً چلے آتے -

۱۶ - تاریخ ماہ مبارک ۱۱ - مئی اول دم صبح ایک سوار دلی مین سمن برج کی جھرد کے نیچے سے جہان بادشاہ بیٹھے تھے پوچھا میر فتح علی خان داروغہ تخت شاہی کہان ہے یہ اوسوقت چبوترہ لب دریا خضری دروازے کے آگے ہی نماز پڑھ رہے تھے جواب دیا کیا کام اونسے ہے کہا مین حکم فوج لایا ہون جلد بادشاہ سے عرض کرو کہ ہمنے سب صاحبان فوج میرٹھ کو قتل و غارت کیا ہے اب یہان کے صاحبون کے استیصال کو آئے ہین اگر بادشاہ ہمارے شریک دین ہوگا تخت پر بٹھائینگے وگرنہ ابھی ہم تماشا دکھلا دینگے کہا بہت خوب مین ابھی بادشاہ سے جاکر عرض کیے دیتا ہون اوسکے بعد وہی سوار وہان سے شہر مین پھر آیا -

ایک سوار اور لاہوری دروازہ سے قلعہ مین آیا اور دلی دروازے سے باہر جاکر دو کمپنی جو قلعہ مبارک مین متعین تھین اور کمپنی جو میگزین اور خزانے پر کشمیری دروازے مین تھی ان چارون کو ورغلا کر اپنے ساتھ چھاونی دریاآباد اور راجپوتانے مین لیگیا اور تینون پلٹن نمبر ۵۴ نیٹو انفنٹری واسطے دفع کرنے یعنی مقابلہ کرنے فساد کے واسطے ہئے اور توپخانہ اسپی کو اپنے ساتھ لایا اس عرصہ مین وہ نیٹے بادشاہ نے قلعہ معلی مین بدستور دربار عام کیا ابھی تک اہل شہر اور حکام کو اس سانحہ سے خبر نہ تھی جب وہ سوار چلا گیا میر فتح علی نے تسبیح خانے مین جاکر معین الدولہ عمدۃ الامرا صفدر جنگ سید ذوالفقار الدین حیدر نظارت خان بہادر ذوالفقار جنگ عرف حسین مرزا اور میر اشرف علی فوجدار خان سے کہا جواب دیا کہ ایسے امور کو زبان پر لانا چاہیے کہ باعث سراسر ذلت و خرابی کے ہین اوس سوار نے نشے مین ایسی بات کہی ہوگی -

اس عرصہ مین دو سو چالیس ترکسوار میرٹھ آن پہونچے اور دریا کے پل کے دونون بنگلے کو آگ لگادی داروغہ پل نے صاحب مجسٹریٹ سے خبر کی تھوڑے سوار پل پر ہی باقی سمن برج کے نیچے دریا کے کنارے سب کے سب غل مچا کر دہائی ہم اول کہنے لگے بادشاہ نے اوسوقت کپتان

ڈگلس قلعدار کو بلوا کر فرمایا یہ کیسا شور و غل تم اپنی فوج کا سنتے ہو کیا کہہ رہے ہیں کپتان اور
احترام الدولہ حکیم احسن اللہ خان اور سیف الدولہ مرزا غلام عباس خان وکیل شاہ یہ
تینوں تسبیح خانے کے ہیں آئے سواروں کو جواب دیا کہ کیوں گھبراتے ہو جو کہتے ہو وہ ظاہر ہو جائیگا
سواروں نے کہا اگر دروازہ کھول کر آ جاؤ ہم تمہیں ابھی قتل کرتے ہیں ہم تمہاری قوم
کے قتل کو آتے ہیں کپتان نے از راہ جرأت چاہا دروازہ کھول اونہیں جواب دے
مگر ان دونوں نے سمجھا کر منع کیا اور اپنے مکان کو چلے آئے

رعایا شہر نے یہ حال دیکھ کر اپنے گھر کے دروازے بند کر لیے یمن الدولہ سائمن
فریزر صاحب ایجنٹ اور کمشنر شہر مع ریلی صاحب ڈاکٹر صاحب اپنی کوٹھی سے مع رسالہ
اردلی قلعہ میں آ کر قلعدار کے مکان میں ٹھہرے اثنائے راہ میں اوس رات کی چٹھی کو
پڑھا سیف الدولہ سے فرمایا بادشاہ کی توپ اور گولہ انداز میگزین کو جلد لاؤ انھوں نے
دیوان خاص میں ہر چند تلاش کی نہ پایا ناکام پھر کر عرض کیا کہ بوقت سواری بادشاہ
کارتوس سرکار سے گنگر ملتے تھے اس وقت کہاں ۔

اس عرصے میں سوار رہا بجا مستغرق ہو کر قلعہ کے دروازے کے کھولنے کے تجسس میں پھر رہے
تھے کہ ناگاہ ایک شخص گمنام نے راج گھاٹ کے دروازے کو جس میں قفل تھا اور نہ کوئی پاسبان تھا
کھول دیا پس دفعۃً سوار داخل قلعہ ہو دریا گنج کے چھاؤنی کے بنگلوں کو آگ لگائی شہر کے مسکن
اور وہیں قتل کرنا شروع کیا تلنگے جو قلعہ کے دروازوں پر تھے اونھوں نے ان چاروں صاحبوں
مع تین میم کے مار ڈالا فریزر صاحب نے چاہا کہ وہاں سے نیچے اوتریں ایک سوار نے بندوق ماری
گر پڑے عبد القادر خان ولایتی مرد سوداگر ملازم محبوب علی خان وہاں رہتا تھا سوار کی
تلوار لیکر صاحب کے پیٹ میں ماری اس عرصے میں قلعہ کے سب دروازے بہت مستحکم بند کر دیے گئے
میگزین میں صاحب مع اطفال تقریباً ڈیڑھ سو تھے مشہور حویلی دارا شکوہ میں جمع ہو گئے تھے
سواروں نے دریا گنج سے دونوں توپیں سلامی بادشاہ لیکر سڑک کے سنگرے بھر کر
میگزین پر مار صاحب جو مکان میگزین میں تھے خلاصی سے پیپہ باروت کا لیکر لال پہاڑ
کے نیچے بچھوا دیا ہندوستانی کو ہٹا کر باہر نکال دیا آگ دیکر سب کو اڑا دیا اونمیں ایک مرد پیر تھا

کہنے لگا کہ خود ہلاک کرنا بہتر ہے اوس سے کہ ہم ان سب کے ہاتھ سے بذلت مارے جائین لیکن فصیل شہر
جو فیما بین میگزین اور دریا تھی پانسو تماشائی اوسپر تماشے کو کھڑے ہوے تھے وہ سب ہوا سے
اُڑے ان مین تلنگے ہوکر آڑے اور یہ سب چار سو سے زیادہ نہ تھے تلنگے میگزین مین جاکر اسلحہ حرب
لوٹنے لگے قریب گرجا پہونچے دو افسر آگے سے چلے آتے تھے اسطرف سے دو سوار جاتے تھے
صاحب نے حکم فیر دیا سپاہیون نے ہوا مین آسمانی چھوڑ دی دونون سوارون نے تیغ دھر لیا اس عرصے مین
لباس صاحب سول جج شہر بگھی پر سوار کرنال کو چلے گئے جان شکیفٹ صاحب ایجنٹ مجسٹریٹ شہر
پہاڑ گنج پہونچے نواب معین الدین حسین خان تھانہ دار نے گھوڑا اپنے کپڑے دیکر روانہ کیا
افسران توپخانہ اور رپٹ کی پلٹن کے بیشتر یا بعض سمت کرنال یا پانی پت آگرہ چلے گئے اس
عرصے مین دونون پلٹن میرٹھ کی بھی پہونچین اب سپاہی ملکر ہر طرف صاحبون کی تلاش مین
دوڑنے لگے مرد عورت بچے کو جہان پایا مار ڈالا گھر کو لوٹ کر آگ لگا دی بنک مین ۱۲
لاکھ روپیہ تھا لے لیا کوتوالی کا بھی یہی حال کیا شرف الحق کوتوال شہر بھاگ گیا گھر مین
چھپ رہا شہر کے تھانونکو لوٹا آگ لگا دی فانوس جو سڑک پر بازارون مین نصب تھین
توڑ ڈالین غرض دوپہر تک طرفہ ہنگامہ قیامت برپا تھا۔

اس عرصے مین مرزا ظہیر الدین بہادر عرف مرزا مغل بادشاہ کے بیٹے جو نواب شرف
محل صاحبہ سیدہ سے تھے مسجد شہری جو قریب چبوترہ کوتوالی ہے جب نماز ظہر پڑھ چکے حسب الحکم
بادشاہ شہر مین منادی امن و امان دی اور معین الدین حسن خان کو کوتوالی شہر کرکے داخل
قلعہ ہوے اور پانچ لاکھ روپے جو خزانہ مین تھے وہ بھی لوٹ لیے پھر سب فوج جمع ہوکر دیوان خاص و
عام مین آئی قریب شام بادشاہ تخت پر سوار محل سے برآمد ہوکے فوج سے فرمایا مین مرد فقیر ہون
نہ فوج میرے پاس ہے پھر کیون میرے پاس آئے ہو گوالیار، جیپور، حیدرآباد، کشمیر جاؤ وہان
یہ تینون چیزین ہین انھین پانچ پلٹنون سے مقابلہ انگریز کیا چاہتے ہو کچھ سمجھ مین نہین آتا
معلوم نہین کیا سمجھے ہو فوج نے عرض کیا کہ سب فوج ہندوستان کی حرارت دین سے انگریزون
سے پھر گئی ہے اب ہم سب جان نثارون کی منساعت یہ ہے کہ حضور کی اطاعت کرکے
استیصال نصاری کرین بادشاہ نے فرمایا تمھین اختیار ہے خیر مین بھی شریک حال ہونگا

بعد اسکے بادشاہ داخل محلسرا ہوے آدھی رات کو توپخانہ چھاؤنی سے قلعہ مین آیا ۲۱ توپ سلامی کی چلی۔

بموجب درخواست سپاہ بادشاہ نے شاہزادونکو افسر سوار و پیدل و توپخانہ کیا یعنی کمانڈر انچیف مرزا مغل کرنل پلٹن والنٹیر ایجٹ مرزا خضر سلطان کرنل پلٹن پہلی مرزا عبد اللہ کرنل پلٹن الکزنڈر مرزا سہراب ہندی عرف مرزا مینڈو کرنل پلٹن رن سٹ مرزا بختاور شاہ کرنل رسالہ مرزا نصرت الملک عرف مرزا ابوبکر بیٹے مرزا فتح الملک ولیعہد متوفی مادہ تاریخ روانگی اس سانحہ کا تیغ پہونچا مرزا اسد اللہ خان غالب نے کہا۔

سہ شنبہ ۱۷ ماہ مبارک ۱۲ مئی بادشاہ نے شقہ خاص خواجہ بخش شتر سوار کے ہاتھ نواب صاحب لفٹنٹ گورنر آگرہ کو بھیجا کہ تمھاری فوج باغی نے بجبر مجھے گرفتار بلا مانزہ کیا ہے آمادہ جدال و قتال ہے اور مال و دولت سے اسکا دفع کرنا غیر ممکن جو مناسب جانو اسکا علاج کرو مین مجبور ہون۔ گورنر نے شقہ لیکر اوسے پھیر دیا اور نقل شقہ سب راجوتانے مین بھیجدی۔

بادشاہ ہر روز موافق معمول دربار کرنے لگے تلنگے اکثر صاحبونکو جو چھپکر جا بجا رہ گئے تھے پکڑ لاکر حکم قتل چاہتے تھے بادشاہ رحمدلی سے حکم قید دیتے تھے تیسرے پہر کو سوار ہو چاندنی چوک مین جو روبرو باغ بیگم ہے تھوڑا ٹھہرے افسرونکو حکم کیا کہ شہر کے تینون دروازون پر دو دو کمپنی متعین ہون اور سلامی بادشاہ بدستور ہوا کرے۔

۱۸ ماہ مبارک تک ۵۲ صاحب و میم و اطفال قید ہو چکے تھے جب سپاہ نے حکیم احسن اللہ خان محبوب علی خان پر یورش کی کہ تم اب تک خیر خواہی نصاری سے ہاتھ نہین اوٹھاتے ان قیدیون کو اب تک زندہ رکھا ہے ہمین دیدو ورنہ تمھین اور بیگمصاحبہ کو مار ڈالینگے مرزا مغل نے فرمایا دستور ہماری سرکار کا یہ ہے کہ محبوس کو جان سے امان دیتے ہین سپاہ نے کچھ جواب دیا اور ان دونو پر اتہام سازش سے تشدد آخر جب معین الدولہ نے سمجھایا سپاہ نے کہا کہ اگر یہ دونون قرآن اوٹھالین تو ہم دست بردار ہو جائین غرض اونکے اطمینان کیواسطے مجبوری قرآن اوٹھا کے اپنی جان بچائی تب سپاہ نے کہا کہ اگر تم ہم سے صاف ہو گئے ہو ان قیدیونکو کیون نہین حوالے کرتے۔ بیگمصاحبہ یہ سنکر گھبرائے بادشاہ نے عرض کیا ہر چند شاہزادون نے بہت سمجھایا اون ظالمون نے

تماشا آخر اُس دن اُسیر فرنگو چوک مین جہان فرخ سیر بادشاہ کو مارا تھا دونون ترپولیون لاہوری
دروازہ قلعہ اور ذوالفقار خانہ دیوان خاص کے بیچ مین ٹھہرا کر گولیون سے گرا دیا اس مجمع مین ایک شخص
اہل شہر سے بھی مارا گیا پھر نعش مقتولین چھکڑون پر لدوا کر دریا مین بہا دی اور دو صاحب جو توپ
خانہ کوٹھی راجہ کشن گڈھ مین محصور ہو کے لڑ رہے تھے اُنھین پکڑ کر توپ سے اُڑا دیا اور شاہزادون
جنھین اپنا افسر کیا تھا اُنھون نے ہر ایک کو خلعت منصوبی کا دلوایا اور مرزا جوان بخت بیٹا بادشاہ
کا جو نواب زینت محل ملکۂ دوران کے بطن سے تھا اُسے خلعت وزارت نیابت بادشاہ دلوایا۔

۱۹- تاریخ کو سپاہ باغی و خونخوار نے طمع خام سے چاہا کہ شہر کے روپیہ والون نے باہتمام سازش
انگریز ذلیل کرین روپیہ بھی لین پہلے اعتماد الدولہ سید حامد علیخان کا گھر تاکا کچھ اسباب کوٹھی کا
لیکر میر صاحب کو قید کر کے نقد و جنس کی پرسش کر رہے تھے جب یہ خبر مرزا نصرت جنگ
وزیر شاہ کو پہونچی بہت جلد آئے سپاہ کو کوڑے مار کر گھر سے نکالدیا سید کی جان بخشی کی۔
وقت عصر حکیم احسن اللہ خان محبوب علیخان کو اپنے خرچ یومیہ کے واسطے پھر بعد قیل و قال
فی سوار ایک روپیہ چار آنہ پیدل مقرر کروائے اسیطرح ہر افسر کا یومیہ مقرر ہوا پھر حکم
بادشاہ ہوا کہ موافق دستور قدیم جتنے امرا اور رئیس شہر ہین ہر صبحکو دربار شاہی مین حاضر ہوا کرین

اس عرصے مین ۹ کمپنی سا پیپرس منیرس سب طرف سے جمع ہو کر آئی آگ جو میگزین مین لگی
تھی رفتہ رفتہ قریب لوٹے بان پہونچی ۵- لاکھ بان وہان رکھا تھا حکم ہوا پہلے آگ بجھاؤ پھر
سب بان کو ٹیلہ مجنون سے نکالکر کوٹھہ جوراکھیورا مین رکھدو۔

فورٹ صاحب کلکٹر گڑگانوان خزانہ تحصیل کو ہرسرو گڑہ مین رکھوا کر چلے گئے تھے جب سپاہ
نے شاہ کمپنی تلنگا اور سوار میر نواب بیٹے میر تفضل حسین وکیل کمپنی اور گلاب خان صوبہ دار
۳- رسالے جا کر لے آئے خزانہ بادشاہی مین داخل کیا ۳ لاکھ ۳۵ ہزار تھا۔

اب رعایا شہر سے سپاہ بازار مین خرید کرتے کم قیمت دیتے ہر ایک ہنگامہ برپا ہوا۔ نوبت
بکشت و خون پہونچی اسمین ایک ترپ ملازم مہاراجہ جیاجی راؤ سندھیہ آکر ملازم ہوا اوسی
حساب سے اسکا بھی یومیہ مقرر ہوا اور اردلی مین شیخ شاہ احمد قلیخان بہادر خسر بادشاہ کے
رہنے کو حکم ہوا اب افسرون نے تجویز کیا کہ شاہزادون کی افسری موقوف کر کے امرا کو مامور

ٹ لینے لگے اتنے مین ایک غبار گرد سمت میرٹھ سے اوٹھا لوگون نے کہا دیکھو یارو یہ فوج انگریزی آپہونچی بس ہل چل پڑگئی شاہزادے داخل قلعہ ہوئے آخر معلوم ہوا بنجارہ رسد غلہ لاتا ہے پھر قریب شام ایک گوئیندے نے خبر دی کہ فوج میرٹھ سے آتی ہے۔

دوسری تاریخ شوال مشہور ہوا کہ جان لارنس صاحب چیف کمشنر لاہور اور رائٹ صاحب مفصص احوال کو شہر مین باغ مقبرہ روشن آرا بیگم کے اترے ہین مرزا خضر سلطان فوج لیکر گئے سوے منبر اور اسباب چھاپانی کے کچھ نہ دیکھا اور ایکطرف چوبی زینہ دیوار سے لگا رہگیا تھا ہرچند تلاش کی نہ پایا۔

ایک دن بادشاہ دربار عام مین تھے کہ ایک فقیر تہمت باندھے کھاردے کا کرتہ پہنے سر پر کچھ کپڑا باندھا ہوا لوہے کا لپیٹ خار ہاتھ مین تسبیح خانہ کے دروازے پر قریب لال پردہ پہونچکر کہنے لگا مجھے خلوت مین کچھ بادشاہ سے کہنا ہے دربانون نے بادشاہ سے خبر کی حکیم احسن اللہ خان کو حکم ہوا تم جاکر مطلب پوچھو فقیر نے کہا مین چمبا راجہ کہاری کا ہون تب سیاحت اختیار کی ہے راجہ نے یہ ہنگامہ سنکر عرض خاص کیواسطے مجھے بھیجا ہے امیدوار ہون حاضر ہونیکا حکیم نے کہا تم شام کو میرے گھر آنا جب فقیر لال پردے سے چلا ملنگہ باغی جو پہرے پر تھا اوسنے پہچانکر کہا یہ سپاہی لارنس صاحب کا ہے جو معرکہ کابل مین محمد اکبر خان کا سائیس بنکر نوکر رہا تھا بادشاہی لوگون نے کہا بلکہ تیرا گمان غلط ہو گیا انکی پیٹھ پر ایک زخم تیر اور دو زخم گولی کے ہین اگر یہ مین تو مین سچا ہون اسکا بدن و رنگ خلاف رنگ اور صاحبون کے ہے سپاہی نے چاقو سے صاحب کی جلد بدن کو چھیلا جلد سفید نکلی اوپر روغن ملا تھا جب کرتہ بزور اتروایا تینون نشان ٹھیک پائے فقیر نے کہا مین انگریز نہین ہون لیکن مین ان دونون صاحب کا پتا بتاتا ہون سپاہیون نے پوچھا کیا کہ سیا باغ مین لاٹ جان ترپ گوالیار کا پڑا ہوا تھا وہان فقیر نے چاہا کمین او ریچا دے سپاہ تھا نا آخر لاہوری دروازے پر لاکر قتل کیا۔

تیسری تاریخ مفصل خبر پہونچی کہ فوج انگریزی میرٹھ سے غازی الدین نگرہ کو چلی ہیدن ٹھہری ہے اس عرصے مین کوئل سے بھی ۵ کمپنی بعد قتل و غارت آپہونچی بادشاہ نے اوسی شاہزادے حکیم احسن اللہ خان محبوب علیخان کو جمع کیا اور قرآن شریف درمیان رکھکر قسم

کی کہ کوئی شخص فوج باغی کیسا انگریز سے لڑنیکو نجاوے مرزا نصرت الملک عرف مرزا ابوبکر نے اس
اجماع سے خارج ہوکر عرض کیا کہ ہم سب افسر فوج باغی ہوچکے ہیں کیونکہ یہ عہد شیاق بحال رہیگا اس
عرصے میں فوج مستعد تھا یا انگریز روان ہوتی کہا کہ ایک شہزادی کو ہمارے ساتھ کردو مرزا مغل جو
کمانڈر انچیف ہوئے تھے انکار کیا کہ اس خفیف مقابلے پر جانا خلاف دستور ہے لیکن مرزا خضر سلطان
نے نواب محمد حسن خان اپنے نائب کو مرزا ابوبکر کے ساتھ ہمراہ سپاہ کردیا شام تک اسی لڑائی
کی تدبیرون میں رہی چوتھے دن صبحکو مرزا الٰہی بخش خسر مرزا فتح الملک ولیعہد متوفی نے پہونچکر
حکم دیا کہ شہر میں جہان پل باڑے آوے بعد اسکے تین بڑی توپین ۶ - ایسی نصف فوج کو روانہ
کیا پھر دن رہی ندی کے اس پار لڑائی شروع ہوئی میرٹھ کی پلٹن کے گورے شدت
گرمی سے پانی میں گر پڑتے تھے اور پھر نکل کر بندوق مارتے تھے شام کو مرزا ابوبکر پھر آئے
ایک ایسی توپ کو انگریزی فوج نے چھین لیا اور سب فوج مع توپ حواس باختہ پھر آئی لیکن
پلٹن سائیرس شیرس اپنے مورچے پر قائم رہی اور ایک توپ کا گولہ انگریزی میگزین پر ایسا
مارا کہ ہیئی یا ردت راہی کرہ نار ہوگئی اور صبح تک کم لڑائی قائم رہی صبحکو اور فوج کمک کو گئی
فوج انگریزی نے دفعتہً دھاوا کیا تینون توپون میں کھین ٹھوک کر نکمہ کردیا پھر لڑائی شروع
ہوئی - شام کو فوج انگریزی مع ان تینون توپ کے سمت غازی الدین نگر گئی اور
فوج باغی شہر کو پھر آئی - اس لڑائی میں تھوڑے سے زخمی ہوئے باقی جان سے
گئے اور فوج انگریزی سے تین سے سو بچے باقی ہلاک ہوئے۔

کمانڈر انچیف انسن صاحب بہادر شملے سے داخل چھاؤنی کرنال ہوئے اور حکم فوج کے لام
باندھنے کا دیا اور خود بسبب الزام ممبران کونسل کے زہر کھاکر مرگئے اب یہان داخلہ فوج باغی
ہر طرف سے شروع ہوگیا اور پلٹن نوکر نظامت دو توپ جو سکندر صاحب کے رسالہ سے مع
خزانہ چار لاکھ روپیہ پلانسی کے اور بلند شہر سے خزانہ تحصیل کئی لاکھ کا لیکر پہونچی اور میرٹھ سے
خزانہ ۱۷ لاکھ ہوا فیروزپور سے کئی کمپنی پلٹن لاٹ مائر اپنے اسلحہ حرب آکر شریک باغیون کے
ہوئی میگزین کی لوٹ کے ہتھیار مل گئے حکیم احسن اللہ خان نے بندوبست و انتظام شہر
کیا جابجا تھانے اور پہرے بٹھائے اور فیض اللہ خان کو کوتوال شہر کیا۔

۸ تاریخ جب یہ خبر آئی کہ فوج انگریزی کرنال سے آپہونچی یہان بھی فوج کی پہلے استحکام
استحکام فصیل شہر کیواسطے توپین مارین اس عرصے مین رسالہ بھی مین پوری سے آپہونچا
جسنے راہ مین کپتان ہیئر صاحب وغیرہ کو مارا تھا ۱۲ تاریخ افسران فوج اور شاہزادے شہر
نکلے باہر گئے بتجویز یہ مورچال پہلے قریب باغ تالیارہ باغ جنرل اختر لونی صاحب مورچے
قائم کیے دوسری پہاڑی پر جہان فریزر صاحب کی کوٹھی تھی اور مہاراجہ بابا ہندراؤ
رہتے تھے تیسرے سیاہ برج جو فصیل شہر ہے اور یہان تینون جگہ فوج بھی مقرر کی۔

۱۳ تاریخ شام کیوقت عرضی مرسلہ رسالہ چہارم جسے صاحبان عالیشان نے حکمت
عملی سے بھیجا تھا بادشاہ کو گذری کہ کل صبحکو معرکہ جنگ درپیش ہے تمنے فی سبیل اللہ
کمر جہاد پر باندھی ہے فوج شاہی کی جانب راست سے ہم آ ملینگے چاہیے کہ مجاہدین ہمپر گولی
نہ مارین یہ مضمون کسیکی سمجھ مین نہین آیا بلکہ کسینے سرکار سے بھی آگاہ نہ کیا قضا نے سب
کی آنکھون پر پردہ ڈالدیا تھا خلاصہ اول صبح تھی کہ فوج انگریزی آئی پورے سرائے بادلی پر
پہونچی لڑائی شروع ہوئی داہنی طرف سے رسالہ گورہ تھا لباس کابلی سفید پوش عمامے سر
پر نمود ہوا مجاہدین للکارے کہ اے بھائی ایمانی بمقتضائے حمیت اسلام ہم بھی آپہونچے انھون
نے جواب دیا کہ السلام جب گولی کی زد پر پہونچے دفعتہ برابر گولے مارے دھاوا کیا صدہا مجاہدین
کٹ گرے باقی موافق قاعدہ پسپا ہوکر شہر مین آگئے فوج انگریزی نے پہاڑی پر اکر اپنا مورچہ
قائم کیا اور ۲۷ توپ لڑائی سے لے گئے اور دونون طرف سے ہزارہا مارے گئے اوسوقت
افسران فوج انگریزی نے مشورہ کیا کہ اسی دار و گیر سے شہر پر یورش کرنا چاہیے لیکن
جنرل فوج نے مناسب نہ جانا اور فوج باغی نے سیاہ برج سے قریب لاہوری دروازے کے توپ
مارنا شروع کیا ہر روز تلنگے شہر سے باہر جاکر پہاڑی پر دھاوا کرتے تھے دن بھر لڑکر شام ہوتے پھر آتے
تھے مورچون سے متواتر توپ چلتی تھی دن رات کو ہزار وقت وہ گھاٹی کی بند کر دیتے تھے صبحکو دوسری فوج انگریزی ابر کر لیتی
اس عرصہ مین کمپ نصیرآباد پلٹن دو سیکڑون ایک توپخانہ اسی تین سو ترکسوار جمعیت پر آکر
پہونچا پہلے دن آرام کیا دوسرے دن خزانہ جو اپنے ساتھ لائے تھے جامع مسجد پر اکر اوس مین
سے نصف فقرا و مساکین شہر کو بانٹا دوسرے مقابلہ کو گئے سرائے بادلی تک ۶ اوس لڑ بھڑ اکر

پہونچے اور انگریزی اونٹ پکڑ کر اپنے محاصرہ کیا پھر رات تک لڑتے رہے فوج انگریزی ٹھٹھائی کے پل پر پہونچی رسد بندی کی اوسوقت مینہ شدت سے برسنے لگا میگزین اور ذخیرہ جو بیٹھا تھا ہو چکا بعد اسکے طرفین سے لڑائی موقوف ہو گئی دوسرے دن پھر بھی کنپ لڑا اور شہر کو پھر آیا۔ اسی لڑائی مین کرنل اور میجر صاحب زخمی ہوے۔

اسکے بعد کنپ جلندر ۳ پلٹن سے داخل شہر ہوا اور بخت خان صوبہ دار توپخانہ بریلی ۴ پلٹن ۶ رسالہ ہندوستانی ایک توپخانہ اپنی بریلی بعد قتل و غارت اور بسند فتح خان بہادر خان پہونچا اور راہ مین بابو گڑھ سے پانسو بچھیڑے لے لیے تھے بادشاہ سے ملازمت کی اور موافق اپنی درخواست کے خطاب لارڈ ملکی سے سرفراز ہوا۔

مولوی سرفراز علی ساکن جونپور پیر بخت خان اس فتنہ و فساد کا بانی مبانی تھا اونکا خطاب امام المجاہدین ہوا اجل گرفتہ اہل اسلام جو گرد و پیش سے آکر جمع ہوے تھے تقریباً ۲ ہزار ہوے تھے دو آنہ یومیہ خوراک مولوی کے ہاتھ سے پاتے تھے لیکن جب مولوی نے تصرف و غبن شروع کیا کم ہونے لگی بخت خان دو ہفتہ تک لڑا اس جہت سے کہ خود افسر کل کہلاتا تھا اور تلنگے کہتے تھے کہ تو ہم مین سے ہے یہ افسری کل رسو شاہزادون کے تجھے زیب نہین دیتی چاہیے کہ پہلے تو ہمین اپنا تماشا دکھلا پھر ہمین اختیار ہے اس جولوے مین فوج انگریزی دمدمہ عزیز رصاحب کی کوٹھی کے نیچے باندھا تھا ہی توپین لگائین جب بخت خان مستعد ہو کر چلا ٹھٹھائی کے پل اور تیلی واڑے سے آگے بڑھنے نہ دیا دو دن تک خوب لڑا اوسکے بعد پھر آیا اپنی افسری پر قائم رہا۔

جھانسی سے ۳ توپین ۱۴ رجمنٹ ہندوستانی رسالہ ۳ کمپنی شیخ فیض علی رسالدار کے ساتھ جو کپتان کہلاتا تھا آیا اسکے بعد یہ رسالہ پیادہ ہو کر صنوبر خان رسالدار کیساتھ سیپاہ بابت تر کر جنرل کی کمپنی مین پہونچا اونکی ہیم کو مارا صد بار لوٹکر پھر آیا کہتے ہین کہ اسی طعن تشنیع کی غیرت سے وہ جنرل زہر کھا کر مر گیا کمپنین ۲ ہزار سوار و پیدل ۱۲ توپ اسپی ۶ کیفنو کے اور ۲ الور کے راجہ سے لی تھین ہمراہ جیاجی مہاراج قوم راٹھور سرداران الور سے مع افسران غوث محمد خان ہمراہ سنگھ مدہ سنگھ اور نواب بہادر بیٹے نواب مظہر علیخان جنکے بزرگ ریئس موتہ قوم راجپوت تھے ہمراہ جیسا

سپاہی لیکر آتے شرفیاب ملازمت شاہی ہوتے غرض اسیطرح ہر روز داخل فوج باغی شہر میں ہوا کرتا تھا کہ یہ سب ۲۲ پلٹن ۸ ہزار سوار جنگی ۵ توپخانے جمع ہو گئے اور توپخانہ میگزین شہر میں ۳ سو ضرب توپ تھی وہ حساب باہر ہے ہیں اگر یہ سب بالاتفاق حرارت دین و دل باطاعت ایک کے لڑتے ظلم نکرتے تو البتہ کیا عجب ہے کچھ ہوتا -

بازار خانم کے کاریگرون نے بندوق کی ٹوپیان بنائین اور تمام دلی کھود ڈالی اور بادشاہ کو گذرانین اس عرصے مین بادشاہ نافرمانی وخودسری سپاہ سے بہت تنگ ہو کے آخر لباس گیروا فقرا پہنا اور ہر شخص کا لکار اس فرقہ کا سوچنے لگا جنکو ساز و موافقت انگریزون سے ہوا کیا تھا اونھون نے کمر ہمت کی باندھی جانفشانی سرکار مین سرگرم ہوا اور افسران فوج نے یہ تجویز کیا کہ ابی پور کی چھاؤنی کے پیچھے سے اور ہر طرف سے حملہ ہو مردانہ وار دھاوا کرکے پہاڑی کو لیوین اس جہت سے کپتان نیچ اور بخت خان بخت گڑھ چلا گیا اور نزدیک پہونچا مگر وہان سے قدم آگے نہ بڑھ سکا دوسرے کپتان بل تقبیل کے اوسطرف جا کر ٹھہرا رات کو یادن صاحب سو پلٹن گورہ سو ہزار سوار ۱۸ توپین باقاعدہ لیکر پہونچے فوج سے مقابلہ کیا اوسوقت بخت خان مع اپنے کمپ بھول اپنے بخت کے بھاگا اور کپتان نیچ کی توپین جھیل کی دلدل مین پھنسکر بیکار ہو گئین فوج انگریزی نے دھاوا کیا قریب تین ہزار کے اس سپاہ مجروح ومقبول ہوئے اور جو زندہ رہے وہ دون لوٹ ہزار خرابی افتان وخیزان شہر مین پہونچے اور ہر روز اشل ٹوپی کے بارود بھی بنتی تھی خرچ مورچان فصیل ۲ یا ۳ سن کا تھا اور ہر روز کے دھاوے مین ۷۰ سن یا ۸۰ سن صرف ہوتی تھی تمام کو بارود طیار کرکے داخل قلعہ کرتے تھے

ایکدن جہان بارود بنتی تھی سہ پہر تک نوبت اوٹھانے کی نہ آئی تھی کہ آفت سماوی اور ادبار سپاہ سے آگ لگ گئی سارے جا بسو آدمی جل بھنکر رہ گئے سپاہ کو ظنہ سازش حکیم احسن اللہ خان صاحب ان عالیشان سے تھا اس آتش افروزی سے یقین ہو گیا کہ اسکا بانی مبانی وہی ہے اس اتہام سے اونکا گھر لوٹکر آگ لگا دی عورات کو بہزار ذلت گھر سے باہر نکالدیا اتفاقاً اوسوقت حکیم صاحب حاضر حضور بادشاہ تھے یہ حال عرض کیا ارشاد کیا مین بھی چلتا ہون نقارخانہ تک سواری پہونچی تھی کہ عبدالصمد خان رسالدار ملازم شاہی نے عرض کیا کہ اگر حضور آگے تشریف لیجاینگے تو تمام جان

غرض کہ سب مارے جائینگے اسکو تمہین مصلحت بہتر ہے بادشاہ وہان سے پھر آئے دروازہ دیوان خاص و دیوان عام کے
بند ہو گئے بادشاہ اور حکیمصاحب درگاہ پیغمبر صاحب مین جو داخل محل ہے جا بیٹھے شاہزادون اور افسرونکو طلب کیا باغی
جمع ہوکر در شاہی پر پہونچے کہا حکیمصاحب کو ابھی ہمین دیدو ورنہ ہم سبکو مار ڈالینگے پھر بعد از خرابی
بصرہ اور ذلت تجویز یہ ہوئی کہ حکیم صاحب کو اپنے پہرے مین مثل محبوسون کے رکھو اور ایک
شاہزادہ بھی ہر وقت حکیمصاحب کے پاس رہا کرے تین دن تک یہی حال رہا بعد اسکے کچھ
تخفیف عذاب ہوئی کہ ایک گارد حکیم صاحب کے اردلی مین رہا کرے اور سوائے پیشہ طبابت کسی اور
امر مین دخل نہ دیا کرین بعد اسکے حکیمصاحب کو شاہزادے کے ساتھ اور افسران فوج جلوس
سپاہ سے ہاتھی پر سوار کرکے قلعے مین لیگئے اور تمام اسباب لوٹ کا کرکے [illegible]
اس عرصے مین عرائض رئیسان قرب وجوار مثل مقام جھجر وغیرہ باوصف سازش صاحبان عالیشان
فوج باغی کے ڈر سے بادشاہ کو گذرین چنانچہ نذر نواب یوسف علی خان رئیس رامپور ایک سو
ایک اشرفی معرفت بخت خان باجازت وصلاح صاحبان عالیشان اور نذر خان بہادر خان
رئیس قدیم بریلی و حاکم مستعار ہمدست محمد اکبر خان بیٹے نواب یعقوب علیخان رئیس دلی ایکسو ایک
اشرفی گھوڑا مع ساز نقرہ و ہاتھی مع عرضداشت مشتمل استدعائے خلعت و خطاب صوبہ داری ملک
کٹھیر گذری چنانچہ خلعت و خطاب مرحمت ہوا اور تلنگون نے سمجھا دیا کہ باعث توحش سپاہ ہوگا

سفیر مرزا برجیس قدر کا آنا اور لکھنؤ پھر جانا

سید عباس مرزا حاجی و زائر بیٹے میر احمد کے داماد ملازمین اثاث جبال عالیہ [illegible] سنہ ۱۲۷۴ ہجری
سامان سفارت ضروری سے خیر آباد سے شاہجہانپور بریلی مرادآباد وغیرہ بہزار
خرابی طی مسافت راہ کرکے ۱۹ محرم سنہ ۱۲۷۴ھ شاہدرہ قریب دلی پہونچے راہ مین ہر منزل مین فتنہ و فساد
دیکھا مسافر لوٹے جاتے تھے کہین مقام امن و امان نہ تھا تین جگہ نوبت کشت و خون پہونچی
تھی لیکن اسکے ساتھ بھی بہت مسافر ملکر ایک قافلہ ہو گیا تھا زمیندار سرگانون کا خود غلط ہو گیا تھا
اور ہر ایک بادشاہ ہو گیا تھا حال عشرہ محرم مثل زمان قدیم دیکھا اور انتظامی حکام جدید کی عدم

زیادہ ہوگئی تھی مرادآباد مین ولایت حسین خان ڈپٹی بفرول سے ملاقات ہوئی انھون نے
خوف راہ سے ڈرایا اور سازو موافقت دلمین بغضا پیدا انگیختہ کیا اگرچہ راہ مال اندیشی سے
دلی کو بازیچہ طفلان سمجھا یا سفیر نے بمقتضاے اپنی شرافت نمانا کہ مین اپنی سرکار کا امین ہون
امانت سے بعید ہے مگر لکھنؤ پہونچکر یہ سب نشیب و فراز سمجھا سکتا ہون دوسرے جب سنبھل
پہونچے اکثر ہمراہی امیدوار خدمت ملازمی سرکار قدیم جو ساتھ تھے بہت سے ان مین سے
چلے گئے کہ مبادا ہم دونون طرف سے جاتے ہین ۔

خلاصہ سفیر نے ایک خط نواب ناظر سعید الدولہ بہادر عرف حسین مرزا نواب مظفر الدولہ بہادر
مقتول کلہ قضا کو لکھا حکم شاہی سے جلوس سوار و پیادہ صفدر علیخان نواب نجف خان کے
نواسے کے ساتھ آیا بڑی دھوم دھام سے داخل شہر ہوئے مظفر الدولہ کے گھر مین اترے
حکم شاہی دلکشا مین اترنے کا ہوا تھا مگر کثرت سپاہ کی جہت سے وہان نہ اترے شام کو چوبدار
سلطانی شقہ خاص لایا کہ معرفت میر احمد علی خان سفیر لکھنؤ اپنی معروضات کرین کہ وہ حال لکھنؤ
سے خوب واقف ہین نیدرہ روپیہ چوبدار کو دیکر بہزار منت رخصت کیا سمجھو تحویلدار شاہی عمران خان صاحب
اولش لائے یا او بہزار منت و سماجت پچاس دیگر گلو خلاصی پائی روز جمعہ سب اہل دربار منتظر آمد
سفیر دوپہر تک حاضر دربار رہے لیکن سفیر نے ملازمت میر حامد علیخان قبول نہ کی عذر خستگی کا
کہلا بھیجا اہل دربار نے جلکر دربار مین مشہور کر دیا کہ عدم حضوری سفیر باعث ملال شاہی ہوئے
دو دن کے بعد نواب احمد قلیخان قبح جاہ وزیر اعظم اور نواب زینت محل صاحبہ کیواسطے سے روز یکشنبہ
ملازمت ٹھہری نواب مظفر الدولہ کو حکم ہوا کہ تم سفیر کو اپنے ساتھ لاؤ اور اہل دربار بھی سب حاضر
تھے جب حاضر تھے جب سفیر دیوان خاص مین پہونچا بادشاہ نے محل معلی مین بلایا وہان
اشخاص مخصوصہ حاضر تھے بادشاہ چاندی کی پلنگڑی پر بیٹھے تھے دوپٹے کا کرتہ گلے مین عبا سفید پہنے
آداب سلام بجا لاکے عرضداشت گذرانی فرمایا اسمین جو بسبب لقب کا نام شاہی آئین رضا نعلی نام لکھا
عرض کی خلاف داب شاہی تھا فرمایا وہ فرزند دلبند میرا ہے اور بکمال شفقت سے سفیر کے شانے
پر ہاتھ رکھکر خطاب سفیر الدولہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ ہمنے تاج بخشی کی ہے آداب بجا لاؤ ایکسو اکیس
اشرفی نذر تاج مرصع ۵ ہزار کی قیمت کا ہاتھی حوضہ نقرہ جھول کارچوبی دو گھوڑے ساز نقرہ اور

نذر جناب عالیہ دست بند مرصع نگینہ الماس نواب زینت محل صاحبہ کو دیکر رخصت ہوے اور اپنی یاوری قسمت سے رسید بھی اس سب نذر کے ساتھ اوسیوقت ملگئی روز دوشنبہ نحوست ایام کی تدبیر مین گذری صبح سہ شنبہ کو سفیر مع اپنے رفقاے سفر بیٹھے تھے کہ دفعۃً توپ چلی لوگ متحیر ہوے بعض نے کہا فوج جنگی نے شاید فریزر صاحب کی کوٹھی لیلی یہ کہہ رہے تھے کہ غلغلہ ہنگامہ قیامت کبری شہر مین برپا ہوا کہ ابھی گورے کشمیری دروازے سے سیاہ برج سے داخل شہر و کوتوالی و مکان بنک اور گرجے ہوے اور ہر شخص کو نشانہ گولی کا کر رہے ہین اور فوج جنگی و مجاہدین و رعایا شہر و قلعہ کو کسیطرف سے نکلنے نہین دیتے سفیر نے مضطر ہوکر حال بادشاہ پوچھا کہا وہ ابھی تک قلعہ مین ہین بعد کئی ساعت کے شہرت ہوئی کہ انگریزون کو مار کر شہر سے نکالدیا سفیر نے چاہا قلعہ مین جاکر شاہزادے کو بھی نذر دین لیکن اس سانحے سے پریشان ہوکر کچھ نہ بن پڑا کنپ نیچ و بریلی صوبہ دار افسر بخش اسدخان کے ساتھ تین منزل تک چلے آئے اوسکے بعد بہزار خرابی لکھنو پہنچے اپنی ساری کہانی بیان کی رسید اسباب سے بچے دگرنہ اہلکاران نو دولت سے وہان نہ بچتی اسیر بھی ۱۶ مہینے تک روبکاری ہین رہے کسی قسم کی حفاظت رکھنے سے بچ گئے دگرنہ نواب مظفر الدولہ فقط مہاتی سفیر سے کلاجل کھاتین اور یہ سفیر ہوکر بچ جائین

اختتام معرکہ دلی اور فتح فیروزی اولیاے دولت اور سیاست اور انتقام اہل شہر وغیرہ

الغرض اس مدت مین خزانہ جو فوج ہر جگہ سے لوٹ کر لائی تھی اور جتنا شہر کے مہاجنون وغیرہ سے لیا تھا عید الضحی تک سب تمام ہوگیا تلنگے جیسے پوسیہ مایوس کر برہم خاطر ہوے اور لکھنو کی خبر تسلط لشکر مستعد روانگی ہوے سوارون نے یہ تجویز کیا کہ اب انگریز سے مقابلہ مشکل ہے مناسب یہ ہے کہ ہم ہر جا طرف مال پیشہ قزاقی اور راہزنی اختیار کرین جسطرح آگے پنڈاری غیرہ کرتے تھے اس جہت سے لڑنے مین تندی کرنی چھوڑ دی تھی عذرات یا ردحیلہ سازی اہتمام سازش صاحبان نسبت ہر ایک سے کرتے تھے رات کو کسی نے جامع مسجد کے دروازے پر ایک اشتہار لگا دیا کہ صاحبان عالیشانکو کسیکے مذہب وملت سے کچھ غرض نہ تھی یہ کارتوس جنگی فقط ترقی بندوق کو بنتے تھے کہ بغیر احتیاج توپ

کی پلٹن مین ہمہ جاتشا و سپر سوار اور گاے کی چربی ہمین لگائی جس مفسد نے یہ فساد اور آگ لگائی
ہے اہل اسلام کو اسمین کیا دخل نمہ ہے یہ نافہم نہ سمجھے اور حقوق سرکار اور اپنی قدامت کو ضائع
کیا نمک حرامی پر کمر باندھی مستعد لڑائی اور جہاد کے ہوے اور اونکے خلاف قوم سکھہ سوا تلنگون
کے باوصف اپنے خلاف مذہب ہونے کے ہمیشہ برخلاف اور مقابلہ نہ کیا بلکہ سرکار کے ممد و معاون
رہی یہ اشارہ راجپوتانہ کی نسبت ہے اور قوم سکھہ کیطرف اس صورت مین مواخذہ اہل اسلام
سے ہے لہذا حکم قطعی دیا جاتا ہے کہ بروقت فتح شہر کے سب اہل اسلام کو قتل کر دینگے اور
شہر کو مثل خرابہ کر دین گے جسکا نام و نشان بھی باقی نہ رہے —

فی الحقیقت اس اشتہار سے اہل اسلام مستعد مرگ ہوے ورنہ پیشتر اسکے کسیکا ایسا
ارادہ اہل شہر سے نہ تھا کہ سرکار ہماری لہو کی پیاسی ہوگئی ہے معلوم ہوا جان کسیصورت
سے نہیں بچیگی خصوصاً جہال از عوام زیادہ تر مستعد لڑائی ہوے اور مولوی احمد سعید شاہ غلام علی
کے نواسے مجتہد اہل سنت وہ جامع مسجد مین علم جہاد کے اوٹھانے کے باعث ہوے اور اہل اثنا
عشری شریک اس جہاد کے نہوے کس واسطے کہ انکے مذہب مین غیبت امام مین جہاد حرام ہے
اس جہت سے اہل سنت جاہل کہتے تھے کہ پہلے جہاد شیعون پر کرنا چاہیے اسی سبب سے عشرہ
محرم مین مجالس تعزیہ داری کی موقوف کر دی تھی بلکہ بادشاہ سے کہا کہ پہلے اس بدعت کو دفع
کر دیجیے بادشاہ نے جواب دیا کہ مثل تراویح ماہ مبارک رمضان یہ امر بھی داخل بدعت حسنہ ہے
اور اسکے باعث ہمارے اسلاف کرام ہوے ہین ہم کبھی ایسا حکم خلاف نہ دینگے چنانچہ مولوی محمد یا
[illegible]سکا مین مجلس عشرہ بدستور کیے گئے —

مختصر حال اختتام معرکہ یہ ہے کہ ابتدا سے انتہا تک ۱۲ — لڑائیان طرفین سے ہوئین
اور سوا چونیہ ۱۵ شوال سنہ ۷۳ سے محرم سنہ ۱۲۷۴ھ تک دونو طرف سے توپ بندوق کے چھرّے برسے
درمیان ایک ساعت بھی توقف نہ کیا تھا اور اس کثرت بارش مین اہل شہر ۵ سے زیادہ مجروح و مقتول
نہیں ہوے اور فوج انگریزی کی تفصیل داخل اخبار تھی اور مورچال پر ۶۰ توپ برابر دونو طرف
سے چلتی رہین کہ زمین لرزتی تھی اور ہزار ہا گھر مابین کشمیری اور کابلی دروازہ چھلنی ہو گئے تھے
اس مدت جاوس مستعار مین باغوا سے افسران فوج باغی ہر طرف شقہ شاہی اعانت و کمک

کے واسطے روانہ کیے تھی کہ تم ہمارے شریک حال ہو چنانچہ راجہ بتیا نے صاحبان عالیشان کے سمجھانے سے
دریافت لطون بادشاہ کو عرضداشت کی بخت خان نے گذرانی دستخط خاص ہوئے ہو کہ ہمین انصار
کا استیصال کلی منظور ہے ہرچند حکیم احسن اللہ خان اس سند دستخطی کے مانع ہوئے کہ سپہ وقت تھوڑے
لیکن بخت خان کب مانتا تھا اونھین جھڑک دیا کہا تمھے سازش انصاری مین جانا او سیپ تہ اوسکے مہر
پر مہر کرکے روانہ کردادی وہی سرکار کو حجت والزام ظاہری ہوگئے اگر انصاف کیجیے بادشاہ
بہر صورت مجبور و بے اختیار تھا یہ امر جنکے سامنے ہوا مندرج کتاب کیا

خلاصہ روز دوشنبہ ۲۴ محرم وقت صبح تیلی واڑے سے فوج راجہ کشمیر نے دھاوا کیا پنچھا لیا
لیا ہوا شہائی کے پل سے فوج انگریزی نے کیمپ نصیر آباد پر یورش کی توپین رکھین بعد
اسکے فوج باغی سے مطلع صاف ہوگیا کشمیری دروازے اور سیاہ برج سے فوج انگریزی داخل شہر
ہوئی تین دن کیے ایک پھاٹک حبش خان لال کنوئین پر گیا وہ قریب لاہوری دروازہ پہونچا
سب کے پہلے مرزا نادرشاہ شاہزادے نے تلوار کھینچی نواب امراؤ بہادر بھی سامنے ہوے
شہری بہادری سے زخمی ہوکر گر آئے بعد تین دن کے مر گئے خضر سلطان نے دلی دروازے
کے باہر باغیچہ خواب میر درد مین گڑوادیا —

دوسرا دن تریولیہ سے شہر کے کوتوالی چبوترے مین پہونچا قلعے سے فوج باغی
نے ایک توپ سے مقابلہ لیا لاہوری دروازے سے بھی توپ چلنے لگی —

تیسرا دن دریبے سے سمت مسجد جامع گیا صحن مسجد مین پہونچکر قتل اہل اسلام شروع کیا
طرفین سے خوب گھمسان ہوا اس عرصے مین گورے جابجا شہر کی گلیون کوچے مین پھیل گئے
دروازہ توڑ کر ہر گھر مین گئی عورات غریب سے جو چاہا کیا اسمین سیکڑون عورات سے جہان تک
ہوسکا کنوئین مین گر گر مر گئین بھر گھر کا مال اسباب لوٹکر آگ لگا دی اور جہان زندہ مرد کو پایا
بندوق الا جب یہ حال اہل شہر نے دیکھا کہ اب جان عزت دونون سینے بچتین خوب دل کھول کے
لڑے ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک یہی حال رہا کہ ہر طرف لاشون سے گلیان بھر گئین اور بھوشل پانی برسات
کے سنے لگا بعد اسکے فوج انگریزی تھوڑی فصیل پر تھوڑی گلی کوچے مین اور گھر ہوسکا نون مین جو
درمیان کشمیری اور کابلی دروازے کے بم کے گولے کتنے خالی پڑے تھے وہان جاکر ٹھہری اور شہر جو کہ

اجمیری دروازے سے جتنے بھاگ گئے تھے عیال و اطفال کے ہاتھ پکڑ کر بیابان مرگ ہوئے اور بعد گھر مین جتنا اسباب تھا چھوڑ دیا فوج انگریزی نے سیاہ برج سے شہر پر گولہ برسانا شروع کیا اور فوج باغی کا بھی اسباب لٹنے لگا اس مین جو فوج انگریزی کے ہاتھ لگ جاتا تھا مارا جاتا تھا اور جو باغیون کا آجاتا تھا اوسکی بھی وہی صورت ہوتی تھی بادشاہ قلعے کے دروازے بند کرکے بیٹھ رہے فوج باغی عازم لکھنؤ ہوئی اہل اسلام غربا شہر حالت یاس کلی مین کلمہ شہادت پڑھ رہے تھے فقط ہنود شہر بچ جاتے تھے چند اشت رحم رکھتے تھے فوج نے چاہا کہ بادشاہ کو بھی اپنے ساتھ لیکر بھاگے مگر بادشاہ نادان اپنی بجرمی مقصوری بے بسی پر ساکت دم بخود بیٹھے رہے کسواسطے کہ اہالیان سرکار دولتمدار کو عادل اور منصف سمجھتے تھے نوح کیساتھ جانے سے انکار کیا ورنہ کیا عجب تھا یہ بھی کسی امن کوہستانی مین جاکے بچ جاتے دوسرے دن حکیم احسن اللہ خان وغیرہ جو خیر خواہ گورنمنٹ ہوگئے تھے اونکو مستزاد نمک حلال سمجھکر اونکے دام فریب مین آگئے تھے آگے تقدیر مین جو تھا وہ ہوا —

منگل کو یہ صلاح ٹھہری کہ آج بادشاہ پہاڑی پر چلتے ہین یا راہ مین مارے جاتے ہین اور صاحبان عالیشان سے اپنا عرض حال کرتے ہین غرض کچھ لوگون نے تھوڑی سی سپاہ سے بادشاہ سوار ہوکر لال ڈگی پر پہونچے وہان سے چاہتے تھے پہاڑی پر جا دین بعض اہل دربار جو ساتھ تھے اپنے زعم ناقص مین حکام کو ساقط الاعتبار سمجھکر مانع ہوئے نجانے دیا شام تک وہین ٹھہر کر پھر قلعہ مین داخل ہوئے

بدھ کی صبحکو بادشاہ مع لواحقین متعلقہ ملازمین اور رعایا شہر مقبرہ ہمایون مین ۳ کوس کے قریب درگاہ شاہ نظام الدین چلے گئے دو دن تک امید و بیم مین رہے اتوار کو بلا یا ظفر ہوا فوج باغی سے جتنا اسباب اٹھ سکا لے لیا باقی کو جلا دیا مجروحین کو نیم جان سکرات مین چھوڑ کر شہر سے نکلکر بادشاہ سے عرض کیا حضرت بھی ہمارے ساتھ چلین حکیم احسن اللہ خان نے کہا بادشاہ نہین بھاگتا — فی الحقیقت بادشاہ کو یقین واثق تھا کہ انکے واسطے سے صفائی حکام سے حاصل ہوجائیگی اور بعیت فوج مین سراسر ذلت و خرابی ہمیشہ کے ٹھہرنے مین بظاہر اطمینان خشک متصور ہے لیکن سفر نگون سے خبر نہ تھی —

اس عرصے مین فوج باغی سدھی راہی لکھنؤ ہوئی بادشاہ نے رقعہ جنرل ہادسن صاحب کمندر
فوج کو لکھا کہ تم بندوبست سے سے مطمین ہو کر بادولت کو اطلاع کرو دوشنبہ کو جنرل بہادر نے
سو سوار مولوی رجب علی خان کے ساتھ بادشاہ کے لینے کو بھیجے مولوی صاحب نے دو
روپیے نذر دیے بادشاہ ہوادار پر سوار ہو چکے تھے پھر پالکی انگریزی پر سوار ہو کے مرزا جوان بخت
شاہزادہ نواب زینت محل نواب تاج محل حکیم احسن اللہ خان مرزا قیصر شکوہ میر فتح علی فوجدار خان
اور اشخاص نامی وغیرہ نامی یہ سب ۹۶ شمار مین تھے حلقہ سوارون مین چلے قریب دلی دروازے کے
جنرل نے بادشاہ کو آکر سلام کیا داخل شہر ہوئے اور سب نواب زینت محل کے مکان مین رہے بادشاہ
کی پالکی نقارخانہ سے قریب دیوان عام رکھی گئی افسران انگریزی نے زبان طعن وتشنیع بفحش کھولی
گویا سارے نجارات بادشاہ پر نکالے ایک ساعت تک یہ بینہ پر ستار ہا جتنے نجارات نکالے
مثل مشہور مردہ بدست زندہ بعد اسکے ایک صاحب نے اپنا ہاتھ بادشاہ کی ران پر مارا غلام حبشی نے
اوسے اوٹھا کر زمین پر دے مارا دو تین صاحب نے ملکر اوس باوفا کو مار ڈالا وہ اپنے حق نمک سے
ادا ہوا شام کو بادشاہ کو نواب زینت محل کے مکان مین لے گئے جو قریب لال کنوان ہے اصطبل
مین قید کیا ۵ آدمی خدمت کو مقرر کیے باقی اسیرون کو حکیم احسن اللہ خان کے مکان مین
بھیجدیا اور بیگم صاحبہ کی خدمت کو ۵ عورتین مقرر کین اور ایک پلٹن گورہ گھر کو گھیرے رہی
دوسرے دن وقت سہ پہر مرزا الہی بخش سو سوار لیکر مقبرۂ ہمایون مین گئے مرزا مغل مرزا خضر سلطان
مرزا ابوبکر شاہزادون سے کہا بادشاہ تمہارا خیریت سے ہے تمھین بلایا ہے اور کچھ نہ کہا کسو واسطے
گھر کے بھیدی اور ابتداے معرکہ سے خیرخواہی سرکار پر کمر باندھی تھی غرض یہ شاہزادے
اجل گرفتہ رتھ پر سوار حلقہ سوارون مین چلے جب قریب جیلخانہ پہونچے جرنیل ہاڈسن بہادر
وہان کھڑے تھے سامنے بلوا کر کپڑے اوتروا کر پھر اوسی رتھ پر سوار کیا اور اپنے ہاتھ
سے تین تین گولیان مقام قلب پر مارین اور شہرگ کو سنگین سے چیر دیا اور اوسیطرح چبوترہ
کوتوالی مین جاکر نعشون کو زمین پر ڈالدیا بعد تین دن کے درگاہ خواجہ باقی باللہ مین گڑوا دیا خدا محفوظ رکھے پھر بلا سے
رعایاے شہر کو کشمیری دروازہ سے مرد اور بچون کو باہر نکالدیا لاہوری دروازے سے پھر جانا انکو کہا
زیر تیغ لیا رعایاے شہر جو حوالی شہر مین پڑی ہوئی تھی لوٹ لیا کچھ نہ چھوڑا اسمین ہزار دن فاقہ

اور شدت جاڑے سے مر کر رہ گئے اسکے بعد منادی ہوئی کہ کوئی داخل شہر نہو بعد چند روز کے
ہنود کو بعد غارتگری مال و اسباب اجازت شہر مین رہنے کی ملی اور جوانان شہر اہل اسلام جو باہر
رہ گئے تھے سب کو گرفتار کرکے تحقیق اظہار حال دفعتہً پھانسی دیدی اسیطرح جو شہر سے دو تین
منزل کے فاصلے پر تھے گرفتار کرکے پھانسی دی جب قابض مکلی مین داخل ہوے اکثر شاہزادے
جو مستعد تھے بجسارت و غیرت اپنے ناموس سے رہ گئے تھے خوب دل کھولکر لڑ بھڑ کر مارے گئے
اونکی شاہزادیان دریا سے جمن مین گر پڑین غریق رحمت ہوئین۔

خلاصہ ۲۷ ہزار اہل اسلام نے پھانسی پائی سات دن تک برابر قتل عام رہا اوسکا حساب
نہین اپنے نزدیک گویا نسل تیمور کو مٹا دیا بچون تک کو مار ڈالا عورات سے جو سلوک
کیا بیان سے باہر ہے جسکے تصور سے دل دہل جاتا ہے غرض سانحہ رستخیز عالم ظاہر تھا اور فوج
باغی سے آٹھ ہزار مارے گئے فوج انگریزی سے مشہور ہے ۱۸ سو صاحبان فوج و
نظامت اور ۵ ہزار گورے ۵ ہزار ہندوستانی یہ سب مارے گئے۔

خرچ یومیہ بادشاہ پانچ روپیہ یومیہ مقرر ہوکے پھر بادشاہ کو اوس مکان سے قلعے کے
مکان نظامت مین رکھا آخر ماہ ربیع ۲۸ مہ چہار شنبہ ۱۲۷۵ھ مطابق نومبر ۱۸۵۸ء بحراست
فوج انگریزی چھ سوار گورے ایک توپخانہ بادشاہ کو مع ۱۶ آدمی زن و مرد روانہ رنگون کیا
اس تفصیل سے نواب زینت محل صاحبہ نواب تاج محل صاحبہ خیر آبادی ظہور آبادی مرزا جوان بخت
شاہزادہ مرزا شاہ عباس بیٹے بادشاہ کے مرزا قیصر موسوم بغلام قیصر سرستار شاہ مرزا سلیمان شکوہ کے
بیٹے جنھون نے مرزا الہی بخش سے بڑی منت سماجت سے بنام پرستاری شاہ لکھوا دیا فی الحقیقت یہ بھی
ہر ایک سے نہین ہوسکتا کہ ایسے بُرے وقت مین کسیکا ساتھ دے دنیا بھلا اور برے سے خالی نہین ہوتی
نواب شاہ بادی بی بی مرزا جوان بخت کی اور انکی ساس اور رستا مرزا عبداللہ بادشاہ کے بیٹے کی
بی بی جو خیر آبادی سے ہین احمد بیگ امداد باسط علی وغیرہ چنانچہ ایک دوست نے کانپور مین
اسطور سے دیکھا ایک بینس مین بادشاہ گیرو سے لباس ۲۵ گورے گرد دو اور بینس دو تین کرانچیان
زنانی مردانی آٹھ روپیہ یومیہ مقرر تھے اب سنتے ہین چھ سو روپیہ ماہواری بادشاہ ۲۰ روپیہ یومیہ
اور تین سو کا ایک شخص مہتمم سرکاری آٹھ کہار ایک گاڑی پنجہ سو روپیہ ماہواری سرکار سے مقرر ہوکے کچھ چھوٹے

کبوتروں کے بادشاہ کو بھیجے تھے حکام رنگون بہت محبت سے پیش آتے ہیں شاہزادے اکثر ہوا کھانے گاڑی پر جاتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

خلاصہ بعد ان سب آلام روحانی کے ۹۹ برس کے سن میں بعد سلطنت ۲۶ برس سنہ ۱۲۷۹ھ مطابق سنہ ۱۸۶۲ء روز یکشنبہ انتقال کیا مدفون خاک رنگون ہوے۔

قطعۂ تاریخ

چو در دہلی بہ حسب مہر یزدان — بسان اہرمن شد فوج گمراہ
سراج الدین بہادر شاہ کان بود — ز اخلاف ظفر خان شاہ ذیجاہ
یکے پیرے نزارے فقر کیشے — تمام اندر جہان آباد بد شاہ
مرا ورا یاغیان خواندند سلطان — تحبوسش کرد الا یاسید اکراہ
ولے آن بے سر و خشک مغزان — ز قہر کوردہ باو حلم اللہ
پدید از سر این دست یکسر — ز خشم باو صرصر چون پرکاہ
روان آنہمہ از تن روان شد — بدان شان کز نہ لیو شیر روباہ
ازین بس شاہ بد تقدیر و غم دہ — بدید آن انچہ یوسف دید در چاہ
برون شد ز دہلی سوے رنگون — وز آنجا بر فراجل او را چونا گاہ

ندا در داد ہاتف مہر سالش
بہادر شاہ از دنیا برفت آہ

احوال جاگیرداران متعلقہ دہلی

نواب عبدالرحمن خان رئیس جھجر مالک جاگیر دس لاکھ روپیہ نے دو سو سوار اپنے نوکر کمپنی انگریزی کے ساتھ کر دئیے تھے اور چالیس ہزار اشرفی مدد خرچ صاحبان عالیشان پہاڑی پر بھیجے تھے اور بدل خیر خواہ سرکار دولتمدار تھے اور فوج باغی نے تین مرتبہ بواسطہ شقہ بادشاہ پانچ لاکھ روپیہ طلب کیا ایک کوڑی نہ دی۔

جرنل عبدالصمد خان ملازم نواب موصوف دوسو سوار سے فوج باغی سے ملگیا تھا باقی
فوج بھی بدل تھر اکثر فوج باغی چاہتی تھی اس جہت سے نواب مجبور تھے چنانچہ روز غدر جیان
ٹنکیف صاحب اجنیٹ مجسٹریٹ دلی بھاگ کر جھجر گئے اور نواب خوف سپاہ سے کہ مبادا امر خلاف
پیش آوے اور باعث روسیاہی ہو جاے بظاہر چندان بالتفات پیش نہ آئے یا یک سواری اور دس
روپیہ دیکر روانہ کرنال کیا بعد فتح فیروزی شہر صاحب موصوف لشکر سپاہ لیکر ریواری گئے
تلارام جسنے وہان فساد برپا کیا تھا خبر آمد صاحب سنکر بھاگ کر کوہسار سیوان مین روپوش
ہوگیا بعد اسکے صاحب داخل جھجر ہوے نواب کو بلا بھیجا یہ تنہا دسوار اردلی سے گئے صاحب
نے پہلے کنجی قلعہ کی نواب سے لے لی اور کہا عبدالصمد خان کو مع اسلحہ سپاہ ہمارے پاس آؤ
دگرنہ تمھین پھانسی دینگے نواب نے اسی مضمون کا رقعہ لکھ بھیجا لیکن خان مذکور پانسو سوار سے بھاگ کر چلا گیا
صاحب چھاونی مین آپ چلے گئے اور سپاہ سے اسلحہ حرب لے لیا اور سپاہی جو بستر ہمارے بر تھے
مار ڈالا اور شہر کو حکم لوٹ دیا اور کروڑ روپیوں کی دولت نواب کے گھر سے لی اور چند روز نواب کو
قلعہ دلی مین قید رکھکر پھانسی دی اوسدن انتظام شہر بہت کیا تھا مقام تاسف یہ ہے کہ اوس وقت
مان نواب کی نہین معلوم کسطریق سے روتی پیٹتی گرتی پڑتی اپنے بیٹے کے مقتل پر پہونچی دیکھا
کہ پھانسی مین لٹکتا عالم سکرات مین تڑپ رہا ہے اسوقت عجب نالہ و فریاد سے چلا کے بیٹے کی
نعش سے لپٹ گئی اور اپنی آغوش مادری مین لیکر یہان تک چلا کے روئی آخر بیدم ہوکر زمین پر گر پڑی
یہ حال دیکھکر جتنے صاحب وہان جمع تھے بے اختیار رونے لگے اور بجبر اوسے بیٹے کی نعش سے چھڑوایا
نواب بہادر جنگ خان رئیس بہادر گڈھ جو اس ہنگامہ فساد مین چپکے بیٹھے رہے اونھین گرفتار کیا
ہزار روپیہ ماہیہ مقرر کرکے روانہ لاہور کیا اور دو تین لاکھ روپیہ اونکے گھر سے لیا۔
راجہ ناہر سنگہ راجہ بلب گڈھ جو روز فساد شہر مین تھے جب یہ ہنگامہ دیکھا تو بھی بے سوار ہو
بلب گڈھ آئے مسٹر و صاحب کرانی مختار کار راجہ اوسوقت راجہ کے ساتھ آیا تھا تین مہینے تک
اوسے پوشیدہ جب فوج نے خبر پائی اکر پکڑ لے گئی مار ڈالا اس اتہام سے راجہ کو پھانسی دی
کہ تمنے کیون اوسے نہ بچایا قریب ۲۰ لاکھ کا نقد و جنس راجہ کے گھر سے نکلا۔
نواب احمد علیخان رئیس فرخ نگر کو بے تکلف پھانسی ملی گھر لوٹ لیا سبب ظاہری یہ تھا کہ اونکے

بیچا غلام محمد خان نے فرخ نگر کے واسطے دعوی کیا تھا اور نواب نے بعد ثبوت حقیت اپنے تھوڑا روپیہ سپاہ باغی کو دیکر نجات پائی —

نواب اکبر علی خان رئیس پاٹودی جنکے پاس روز فساد فورڈ صاحب کلکٹر گوڑگوان مع عیال بھاگ کر گئے تھے بی بی کو نواب کے پاس چھوڑکر آپ کرنال چلے گئے تھے جب انگریزی پہاڑی پر پہونچے اور سرکشی زمیندارون سے امینت راہ ہوئی نواب نے اونکی بی بی اور لڑکون کو لباس ہندوستانی پہنا رتھ مین سوار کر بسلامت گھر پہونچا کر پھر آگئے تھے غلام فخر الدین خان بدمعاش شہر جو کمشنر صاحب کی سفارش سے تحصیلدار علاقہ گوڑگانوہ ہوا تھا بعد ادسال زر تحصیل خزانہ شاہی مین جمعیت پچاس سوار سے اپنے علاقہ سے پھر آتا تھا جسدن پاٹودی مین پہونچنے لگا محمد تقی خان بڑے بیٹے نواب کو راہ مین گرفتار کر کے پانچ لاکھ روپیہ مانگنے لگا جب نواب کو خبر پہونچی حکم کیا کہ انہین مار کر میرے بیٹے کو لے آو چنانچہ یہی ہوا کہ اون پچاس مین سے ایک کو جیتا نچھوڑا — محمد تقی خان کو بسلامت لے آئے فخر الدین خان بھاگ کر ریواڑی پہونچا اور تلارام دہانکے رئیس کو اپنے ساتھ لے نواب کا گھر لوٹا آگ لگادی نواب راتکو مع عیال جھجر چلے گئے اور بعد پھرنے مفسدین کے پھر اپنے مقام پر چلے آئے سرکار سے اونسے کسیطرح کی بازخواست نہوئی —

نواب امین الدین خان ضیاء الدین خان بیٹے نواب احمد بخش خان کے جاگیردار لوہارو اس ہنگامہ مین اپنے گھر چپکے بیٹھے رہے تھے مگر حسب الطلب بادشاہ کبھی کبھی دربار جاتے تھے بعد فتح سرکار بھاگ کر دوجانا مین گئے بروقت امان پھر داخل شہر ہوکے چندروز مقید رہے آخر لعنایت جان لارنس صاحب چیف کمشنر بہادر رہائی پائی جاگیر بھی ملی لیکن چھ لاکھ روپیہ فوج سرکار نے انکے گھر سے لیے —

نواب حسین علیخان بہادر رئیس دوجانا اپنے مقام مین رہے تھے ابتک بدستور بحال ہین اور جتنا اس معرکے مین ممکن تھا کسی سے ہاتھ نہ اوٹھایا —

امرای قدیم وجدید شاہی

محبوب علیخان مختار سرکار بمنزلہ وزیر بہت سے مرض قرمن مین گرفتار تھے اس معرکے مین مر گئے

اونکی جگہ صمصام الدولہ فرخ جاہ پوتے شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی وزارتی نواب احمد علیخان
بہادر بیٹے نواب عباس قلیخان مرحوم جو کلکتے سے آکر لکھنو مین مرگئے تھے باپ نواب زینت محل
صاحبہ کے مقرر ہوے بنام کاروبار وزارت کرتے رہے اسی زمان فساد مین ازراہ مآل اندیشی بھاگ کر
جھجر گئے وہان کے رئیس نے گرفتار کرکے سرکار انگریزی مین بھیجدیا اور بعلت عدم ارتکاب سلوک رسانی سرکار
مقید ہوے بمقتضاے غیرت زہر کھاکر مرگئے اور بعض یہ کہتے ہین کہ ہیضہ وبائی ہوا قدم رسول مین
دفن ہوے لاکھہ روپیہ کا گھر ضبط سرکار رہوا —

حکیم احسن اللہ خان مقرب خاص بادشاہ کو مزاج بادشاہ مین مداخلت کلی تھی مخبر و معتمد سرکار
صاحبان عالیشان تھے انھون نے سرکار سے تین عہد کیے تھے ایک یہ کہ بادشاہ کو فوج باغی کیساتھ جانے
نہ دونگا دوسرے شاہزادونکو گرفتار کرادونگا تیسرے دفتر سرکار شاہی کو سرکار مین پہونچا دونگا چنانچہ انھون نے
ان تینون کی تعمیل کی اس صلہ مین ادا حقوق ولینعمی کے دوسو روپیہ ماہہ کا پنشن مقرر ہوا ا

سیف الدولہ عمدۃ الامراء صفدر الملک سید ذوالفقار الدین حیدر نظارت خان بہادر ذوالفقار
جنگ عرف حسین مرزا نیشاپوری اولاد مرزا یوسف بھانجے نواب سعادت خان برہان الملک بسبب تعلق
خاندان عہدۂ نظارت پر مامور تھے بادشاہ کی خواصی مین بیٹھتے تھے انکے بڑے بھائی نواب
ظفر الدولہ ناظر الملک مرزا سیف الدین حیدر خان سیف جنگ کسیطرح کا سررشتہ سرکار شاہی مین نرکھتے تھے لیکن
بسبب سلسلۂ قدامت اکثر حاضر حضور دربار شاہی ہوتے تھے اس ہنگامہ فساد مین دونون بھائیون
کو کسیطرح کی مداخلت نہوئی بلکہ عرصہ کلمۂ حق فوج باغی سے خوف جان وآبرو رکھتے تھے اور اپنے
بسبب تشیع سے بھی سبکی نظر مین خار تھے لیکن سفیر مرزا برجیس قدر لکھنو کے تعارف سے انکے گھر مین
اترا تھا اگرچہ جسوقت کہ سرکار مین قصور سفارت سفیر ثابت ہوا انکی میزبانی کا کیا قصور مگر یہ حکم حاکم

خلاصہ بعد خرابی شہر حسین مرزا اہی پانی میت ہوکے جب سب طرح سے لٹ گئے کئی مہینے تک حیران
و پریشان رہے آخر کرتے پڑتے زمان فتح لکھنو پہونچے جب اشتہار امان جناب ملکہ دوران عادل
زمان شہرۂ آفاق ہوا دیسم صاحب قاسم وثیقہ و پنشن سے اظہار حال کیا دعوی وثیقہ کیا جب
اشتہار رپورٹ سرکار مین گیا انکی بیقصوری ثابت ہوئی لیکن بسبب اپنے عہدہ جلیلہ اور تقرب بادشاہ
کے اجراے وثیقہ مین تامل ہوا جب نواب گورنر جنرل بہادر نے اکثر رئیسونکی املاک تنہا اور حکم قیام شہر دیا

یہ بھی مع عیال راہی وطن مالوف ہوئے۔
لیکن سید مظلوم مظفر الدولہ کا احوال جگر خراش ہی کہ قلم اپنی تحریر سے عاجز اور ہاتھ بھی
قاصر ہی خلاصہ جب یہ دلی سے بھاگے اپنی قرابت مادری کی جہت سے الور گئے ۳۰ شاہزادے
اولاد ظہیر الدین اور ۲۰۰ تلنگے ملازم اوسی ریاست کے اور اکثر رئیس شہر بھی وہان بھیجے مخبر سرکار شناسائی
مخبرین وہان پہونچے ان محتاجین نان شبینہ سے طمع زر کیا کچھہ نپایا سید موصوف کل مرکب
ناستے تھے اسی اتہام جرم سے یہ سب اسیر روانہ دلی ہوکے راہ مین فورث صاحب کالکٹر گرگانون
نے بے ثبوت تحقیقات و اظہار حال و حکم صاحب کمشنر بہادر احمد مرزا اکبر خان بنگش میر خان نفضی خان
جاگیردار ضلع ملول کا بیٹا امیر خان کا ان سب کو نشانہ تفنگ اجل کیا اور مظفر الدولہ کو اتہام
ظاہری سفیر لکہنو سے کہ تمنے بحکم بادشاہ کیون اپنے گھر مین اوتارا تھا مار ڈالا۔
ذوالفقار الدولہ محمد نجف خان عرف آغا سلطان نواسہ نواب نجف خان مرحوم جو قدیم
سررشتہ بخشیگری پر مامور تھے اور اس فساد مین کسیطرح شریک باغیان ہوسکے تھے وہ بھی
مفقود الخبر ہین و اللہ عالم کہان گیے کیا ہوا۔
کپتان دلدار خان اولاد مجد الدولہ بہادر کپتان قدیم شاہی اونکی بھی کچھہ خبر معلوم نہین
نائب کپتان میر نواب اگرچہ شریک معرکہ تھا لیکن کرنال کے رہنے سے جو بعد فتح گیا گرفتار
ہوا پھانسی دیا گیا۔
سیف اللہ عرف مرزا غلام عباس وکیل بادشاہ اولاد سید صلابت خان کہ بعد اس ہنگامہ
کے پھر بھی وکالت بادشاہ کورٹ مین کی کوئی امر معقول قرار نہ پایا اور بادشاہ کیواسطے جو ہونا
تھا ہوا وہ ابتک شہر مین موجود ہین اونکے باپ عطاء اللہ خان جاگیر و تنخواہ پر قابض ہین
رائے مکندلال بخشی کا تقسیم تنخواہ شاہی بسبب سازش و حمایت سرکار موجود۔
محمد قدرت اللہ خان بیٹو خان رسالدار سرکار شاہ و ذکاء بہادر و عظم خان ثانی بیشتر اس ہنگامہ فساد
کے رخصت لکہنو پاگئے تھے میان رشن فساد دلی گئے بعد فتح پھر لکہنو چلے آئے وہانسے بھاگکر قطب نگر وغیرہ مین
سرگردان خیبر پہونچے میں حاضر حضور کمشنر نگ نوح ہوا ان پائی بعد چند روز سرگردانی کے لکہنو مین گئے
میر نجابت قلعدار اگرچہ شریک فساد تھا لیکن بخوف آبرو مفقود الخبر ہو گیا۔

میر اشرف علیخان قیلبان شاہی خطاب فوجدار خان بادشاہ کے ساتھ داخل شہر ہوئے مہمان حکیم احسن اللہ خان ہو کر سرکار سے اخراج بلد کا حکم ہوا پانی پت پہونچے وہان تین برس کی قید کا حکم ہوا۔

میر یوسف علی خان مفتی بلدہ اس ہنگامہ کے بعد پانی پت گئے۔

مکندلال عرف جامہ پوس میر منشی بادشاہ اجراے اشتہارات جناب ملکہ دوران تک شہر مین چھپے رہے بوقت اظہار مقید ہوئے سراسر خلاف تحریر اشتہار واقع ہوا۔

میر نواب بیٹے میر تفضل حسین وکیل جو خزانہ انگریزی فوج کے ساتھ آگئے تھے اور مرزا ابوبکر کے کارپرداز تھے جے پور سے پکڑ آئے اپنی سزا کو پہونچے۔

عبد الصمد خان رسالدار قدیم شاہی جو اوس معرکے مین معطل اپنے گھر بیٹھے رہے وقت شب داخلۂ شہر جوان زبردست خوش ظاہر دیکھکر مار ڈالا۔

مرزا محمد حسن خان بیٹے نواب مرتضی خان اس ہنگامہ مین مرزا خضر سلطان کے نائب تھے اور سرکار انگریزی سے دو سو روپیہ کا پنشن قدیم سے پاتے تھے پھانسی دیے گئے کہتے ہین فی الحقیقت انسے اکثر امور بدنامی و ناعاقبت اندیشی سرزد ہوے جسکی سزا کو پہونچے

حکیم عبد الحق ملازم قدیم سرکار شاہی سرکار راجہ بلبھ گڑھ مین بسبب مختار کار ہونے کے حصول دولت دیا گیا تھا اور زمان معرکہ مین نگاہداشت رسالہ اور ایک پلٹن نجیب کی بادشاہ سے اجازت لی تھی شریک لڑائی بھی رہی تھی بھاگ کر فرخ نگر گئے وہان سے گرفتار ہو آئے سزا کو پہونچے

	رؤسای شہر دہلی	

میان نظام الدین نبیرہ مولوی فخر الدین صاحب کالے صاحب کے بیٹے ہر چند بادشاہ کے ہمراہ شریک معرکہ تھے لیکن جب فوج داخل ہوئی بخوف آبرو حیدرآباد دکن چلے گئے

محمد حسن صاحب نبیرہ میان نظام الدین عرف گورا شاہ صوبہ دار دہلی کے بعبرت بیتاب سہو پہنچنے کی خبر ملی۔ نواب حسن علی خان بھتیجے نواب نجابت خان رئیس جھجر کی باوصف عدم شرکت کہ بسبب حاضر ہونے دربار شاہی کی مطعون خلایق ہوکر بھاگ گئے او بوقت گماشتہ لکھی چند پسر سیٹھ ...ر بجیا یا پی خدا

کے پاس گوالیار گئے وہان بھی صورت امان نپاکر دھولپور مین روپوش ہوے بعد اجراے اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ گرفتار ہوا اکبراباد گئے کپتان جارون صاحب کمشنر اگرہ اور کپتان ابیٹ کمشنر کپتان قدیم دہلی جو اونکے دوست تھے ساعی رہائی ہوے اور حکام دہلی معترض ہوے کہ بروقت اشتہار اظہار حال کیون نہ کیا اس جہت سے دہلی طلب ہوے۔

نواب محمد علیخان نبیرہ اسمعیل خان والی بہادر گڈھ باوصف عدم شراکت ہنگامہ فساد لیکن انکے قریب مکان مولوی امام بخش صہبائی مدرس مدرسہ دہلی رہتے تھے اور اہل محلہ بسبب جرمی کے اپنے اپنے گھرونسے باہر نہین گئے تھے ایک بے حیا نے نوکر مولوی لسبب سازو موافقت اپنی قوم کے ٹکٹ امان لایا تھا ایک دن یہ مردک قرابتی قوم مین لڑا لوگ اسکے مدعی کی فریاد سنکر مدد کو پہونچے اسنے گھبراکر بندوق داغی گوروننے اور سنتے ہی توپ لاکر محاصرہ محلہ کرلیا سبکو خاک برابر کردیا۔

ناصرالدولہ نواب ناصرالدین حسن خان مجسٹریٹ صاحب کوہ منصوری پر تھے اسی وجہ سے ٹکٹ امان لایا تھا اور شہر سے باہر نہوے تھے دوسرے دن وقت داخلہ فوج اوسی ٹکٹ اور کاغذ جاگیر کو لیکر حاضر حضور کمشنر دہلی ہوے اور اظہار اپنی خیرخواہی کا کیا جواب پایا کہ کنار دریا جاکر کھڑے ہو اپنی جاگیر پاؤ گے ایک بندوق ماری گر پڑے فی الحقیقت مقتضے انصاف اور نمک حلالی آقاے ولی نعمی قدیم یہی تھا۔

مولوی صدرالصدور دہلی صدرالدین خیرخواہ اور متوسل سرکار ہمیشہ خیر خواہی کے ہاتھہ اٹھایا باغیونکے تہدید و تعدی کا غذ جہاد پر انسے مہر کروائی تھی اس مقدمے مین گرفتار ہوکر گھر کا اسباب ضبط ہوا لیکن بعد خرابی کے نجات پائی۔

نواب مصطفے خان بہادر رئیس جہانگیر آباد باوصف ہمراہ ہونے اور حمایت سرکار کے بلندشہر سے گرفتار ہو میرٹھہ پہونچے ایک برس قید رہکر چھوٹے۔

میان امیر پنجہ کش کامل استاد بادشاہ راجہ اور ہر دو پیر نوے ۹۰ برس کے اسمے گوروننے روپیہ نکلوا اور بعد تنبیہ واقعی مقدور کے دیا تیسری دفعہ ندیا باہر نکلے مارے گئے۔

قاضی محمد فیض اللہ خان زمان بلوہ مین بعد نواب معین الدین خان کے چندروز کیواسطے

کوتوال شہر ہوتے تھے بھاگ گئے بلب گڑھ سے پکڑے آئے پھانسی پائی —

حافظ داؤد بیٹے معلم بادشاہ کے اس ہنگامہ مین گھر سے باہر نکلے مارے گئے —

نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ غالب تخلص اولاد پشنگ و استاد بادشاہ فن شعر مین اس معرکہ مین بسلامت رہے لیکن اجل بھی درپے تھی ایک رسالہ بھی اپنے طرز کلام پر اس معرکہ خاص کا چھپوا دیا حکام بالطائف الحیل اونکا پنشن سرکاری موقوف کر دیا بعد اسکے نواب یوسف علیخان رئیس رامپور خدمت کرتے رہے تا اینکہ دلی مین انتقال کیا

حکیم محمود خان غلام مرتضی خان غلام اللہ خان عبد الحکیم خان اولاد حکیم شریف خان بسبب توسل راجہ نرندر سنگھ بہادر رئیس پٹیالہ سب آفات شہر سے محفوظ رہکر پٹیالہ لے گئے

نواب غلام حسین خان کے بیٹے بوقت داخلہ فوج شہر سے چلے گئے تھے جیتے بچے —

نواب یعقوب علیخان جس دن داخلہ فوج سرکار ہوا شہر سے درگاہ قطب صاحب کو چلے جاتے تھے راہ مین گوجر راہزنون نے نالہ مجاہد پور مین مع اونکے بڑے بیٹے قطب علیخان کے مار ڈالا موسیٰ خان شہر سے بھاگ کر الور گئے وہان سے قید ہو دلی آئے چھوٹ گئے

امین الرحمان گرفتار ہو کر دلی پہونچے پھر احوال معلوم نہوا —

مولوی جعفر علی مدرس اول مذہب شیعہ کو مولوی نظیر حسین نے بعلت کرنے غارت اسباب مدرسہ کے گرفتار کروا دیا بعد تحقیقات و عدم ثبوت جرم نجات پائی —

مولوی محمد باقر نے ٹیلر صاحب مہتمم مدرسہ دلی کو اپنے گھر مین چھپایا جب شورش ہنگامہ ہوئی اپنے گھر سے نکال دیا لوگون نے بتلایا محلہ کا چپار دوڑا مار ڈالا اونکا کاغذ نوٹ ایک لاکھ ۱۹ ہزار روپیہ کا اوسکی پاکٹ سے نکال لیا جب فوج سرکار آئی محمد حسن صاحب کے سامنے آئے دو چار لیا خاکی پہنے گیا کہا مین مولوی رجب علیخان کا آدمی ہون فرمایا تو نے وردی بغیر حکم سرکار کیون پہنی مگر کچھ غرض رکھتا ہے اوسوقت اونسے عرض حال کیا جب تلاشی لی وہ کاغذ نوٹ لیلیا اور گولی ماردی —

اولاد حکیم الٰہی اللہ خان شہر سے بھاگی حویلی بالم مین گئی سعید اللہ خان حکیم سعید الدین خان اونکے نواسے کیلئے بھاگ کر سونی پت پہونچے وہان سے گرفتار ہو دلی آئے مع حسام الدین خان کے

لپیٹ کے مارا گیا۔

حکیم امام الدین خان بسبب علاج بادشاہ زمان اسیری مین سب آفات سے محفوظ رہے درگاہ خواجہ صاحب مین مقیم ہوے۔

میر جلال الدین خوشنویس خط نسخ استاد بادشاہ مع اپنے بیٹون کے پہلے پانی پت گئے بعد اسکے رام پور پہونچے۔

سید الدین علیخان مہر کند خاص جناب ملکہ معظمہ عادل دوران دلی مین رہے۔

مولوی [illegible] مدرس اول مدرسہ دہلی کرانہ بھاگ کر گئے وہان سے گرفتار ہو آئے۔

شاہ احمد سعید نواسہ غلام علی شاہ مجتہد اہل سنت موجد و بانی مبانی جہاد قبل از داخلہ فوج سرکار بیشیر نواب صفدر جنگ مین جا کر رہے اکامر جالقشان خان رسالدار ساکن [illegible] اور پروانہ راہ داری سرکار سے لیکر چیا مولوی حیدر علی کے ساتھ کابل گئے۔

شاہزادہ محمد عظیم بیٹا جہان اختر شاہزادہ کا بیٹا شاہزادہ سنجر بن احمد شاہ درانی سپر نسبت ضلع رہتک مین تھا اور پلٹن باغی کو کمپر کے ساتھ شہر مین پہونچکر مشغول جہاد رہا تھا جب حکام نے اوسکے عیال کو قید کر کے ہانسی بھیجا بادشاہ سے کچھ فوج لیکر رہتک کو لیلیا تھا جب بادشاہ کی شکست پہونچا پھر آیا اوسدن حضور شاہی مقبرہ ہمایون مین گیا جسدن فوج باغی دلی سے رد انہ ہوئی وہ دہلی سے بوندی گیا قافلہ جنا بعالیہ کے ساتھ رہا

نواب حامد علیخان نے بیٹے جنرل جہادفی کی بیٹی اور ایک صاحب کی بی بی کو اپنے گھر مین چھپا یا تھا فوج باغی یہ خبر سنکر دوڑائی گھر لوٹ لیا اونکو بھی چاہتی تھی جان سے مارین مرزا ابو بکر شاہزادے جلد جا پہونچے جان بچی اوسوقت اوس بی بی کو کہین بھیج دیا تھا اور قیاس ہر روز دربار شاہی فرزند علی اپنے بھتیجے کے ہاتھ مولوی رجب علیخان مہتمم اخبار سرکار کے پاس [illegible] جنرل فوج کے ملاحظہ کو بھیجا کرتے تھے اور دیہات الی پور اور نواب گنج بہت متعلق زمینداری نجی وطن قدیم عقب پہاڑی سی ملا کر [illegible] وغیرہ ضروریات محاصرین سرکار کو بھیجا کرتے

جب فوج سرکار داخل شہر ہوئی یہ ایک دن پیشتر شہر سے نکلکر بیت خانہ مین جاکر ٹھہرے تھے
بعد امان سرکار حسب الطلب ہڈسن صاحب کے پاس حاضر ہوے لاکھہ روپیہ کا نوٹ دیا
جب اجازت صاحب نے دی مع اپنے عیال واقربا روانہ برست ہوے اور جو شخص روسا
شہر سے شریک باغیون کے نہ تھا انکی اجازت سے داخل انکے قافلہ کے ہوا اور جو محتاج
سواری وخرچ کا تھا اوسے کچھ ذریعہ نکیا اور بالطمینان کلی اپنی حمایت اور سفارش سے نکالدیا
اور یہ سب زن ومرد قریب دس ہزار کے جمع ہو گئے تھے اور خود شہر مین جاکر رہے لیکن
انکی عیال عالیہ بیگم صاحبہ اور امراؤ بیگم صاحبہ سالی مع اپنے ہمراہیون کے برست مین رہے
باقی جتنا قافلہ جمع ہوگیا تھا سر طرف کو چلا بعد دو تین دن کے میر حامد علیخان کے تعاقب برست
آئے تو مولوی کرنال چلے گئے —

۱۹ صفر ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۵۷ء قبل نماز صبح رچرڈ و صاحب کلکٹر کرنال دو سو
سوار سے آئے میر حامد علیخان کا گھر گھیر لیا اور جتنا مال اسباب دولت تھی تقریباً ۹ لاکھہ روپیہ
کی سب لوٹ لیے یہان تک کہ عورات کے سر سے چادر بھی نچھوڑی چنانچہ ایک شخص باغی
جو شریک اس لوٹ کے تھا پانی پت مین وقت تلاشی خانہ ایک مالا مروارید اور ایک گلوبند نکلا
جسکی قیمت ارض بازار اسی ہزار روپیہ تجویز ہوئی تھی فی الحقیقت والله کا اصل بنیاد اس
دولت واسباب کی خوب جانتے ہین کہ یہ سب مال سرکار شاہ اودھ تھا کسواسطے کہ اصل حقیقت
اعتماد الدولہ میر فضل علیخان اور میر حامد علیخان کی معلوم ہی اور یہ مجموع ثروت مال دنیا فقط
۹ مہینے کی وزارت سے حاصل ہوئی تھی خلاصہ بعد اسکے میر حامد علیخان میر نواب عباس مرزا ایف
مرزا محمد وزیر مرزا اور ۲۲ سلازمین کو قید کرکے پیادہ کرنال لیگئے وہان سے شکرم پر سوار کرکے دلی
بھیجا اور باقی عورات کو زندان وطن مین رہنے دیا کہتے ہین کہ یہ سب مصائب الآم روحانی اور
اور گرفتاری بلاہا آسمانی فقط سازش حمایت ہڈسن صاحب کمنڈر فوج کی جہت سے ہوتی کہ سندرس
صاحب کمشنر دلی سے اور صاحب سے کچھ بغض باطنی ہوگیا تھا اور بعد فتح دلی جب ہڈسن صاحب شریک ہوکر
عالم باغ لکھنؤ ہوے جسدن دلکشا سے دھاوا کرکے حضرت گنج کو جاتی تھی کنار مہر بارگے انکی قبر
عالم باغ مین ہی اس جہت سے یہ وسیلہ ظاہری سید صوف منقطع ہوچکا تھا غرض سبب دلون ناشہ

رہے دو آنہ یومیہ خوراکی سبکو ملتی رہی عورات بنی فاطمہ محتاج نان شبینہ ہوئین موسم سرما مین کہین
سے ایک قنات کہنہ میسر ہوگئی تھی اوسکے ٹکڑے کرکے سبکو بجاے لحاف و رضائی ہوئی تھی بعد مرور سخت
ایام سب قید سے چھوٹے اوسکے بعد سید موصوف نے انتقال کیا خانہ فقیر سے خانہ وزیر آباد نہ کر
پھر خانہ فقیر ہوگیا وگرنہ مدت عمر تک انکی بامارت بسر ہوتی فاعتبروا۔
اطراف و نواح دہلی مین قوم میوات اور گوجرون نے اس بلوے مین فرصت وقت پاکر بموافق دستور زمان
قدیم راہزنی اختیار کی تھی تلارام جاٹ انکا سرگروہ تھا خلاصہ ہر ایک باغی اپنی سزاے کردار کو پہونچا۔

احوال فیروز شاہ شاہزادہ

یہ بیٹے مرزا ناظم بخت نواسے فرخ سیر بادشاہ دہلی کے ہین انکا احوال یہ ہے کہ قبل از معرکہ ہندوستان
روانہ حج بیت اللہ ہوئے تھے وقت مراجعت جب اندور پہونچے خبر ہنگامہ فساد لشکر وہین ٹھہرے
جب حکم سرکار انکی گرفتاری و قتل کا پہونچا بھاگ کر گوالیار آگئے راہ مین کنپ مرار ملا طالب انکی
ہمراہی کے ہوے اونہون نے جواب صاف دیا بعد اسکے عملداری دھولپور مین پہونچے وہان کے
تحصیلدار سے لاکھ روپیہ لیا جب خبر شکست دہلی سنی عازم اکبرآباد ہوے اور اپنی جمعیت قلیل سے
کئی سو مرد ولایتی کو ہی جنہون نے رجواڑے کی نوکری چھوڑ بہ نیت جہاد ایمانی اور طمع محاصل دنیا
رفاقت انکی اختیار کی تھی محاصرہ اگرہ کیا ایکدن جنگ و جدال مین گذرا آخر نوبت بشمشیر پہنچی
پھر کچھ بن نہ پڑا ساری فوج مجاہدین بھاگی ہرچند صاحبان عالیشان پہلے سے قلعہ مین جاکر
رہے تھے تھوڑی سی فوج سے انکا سامنا کیا تھا مگر آتش افروزی اور بربادی غرباے شہر
کو بہت تھی خلاصہ وہان سے اوسی جمعیت قلیل سے میوات پہونچے وہان شیخ فضل علی رسالدار
رجمنٹ کی معیت اور جنرل عبدالصمد خان کے ساتھ ہوکر فرخ آباد شاہجہانپور ہوتے ہوے داخل
لکھنؤ ہوے یہان انکا بہت احترام کیا گیا پہلے سلطان بہو صاحبہ کے مکان مین بسبب قرب اونکے
اترے پھر دوسرے مکان مین گئے جب فوج باغی لکھنؤ سے بھاگی شاہزادہ مد اسمیہ ہو جمعیت قلیل او
ایک توپ سے بریلی پہونچے خان بہادر رئیس بریلی نے اجازت شہر نہ دی مراد آباد گئے وہان

کاناظم چچا خان بہادر خان کا تھا اوسنے کہلا بھیجا بہتر ہے کو یہانسے چلے جاو شاہزادے نے غدر جنگی
راہ کیا اور کہا ہم افطار روزہ مبارک کرکے کل نجیب آباد چلے جائینگے آج یہان رہنے دو
قبول نکیا ایک پلٹن رسالہ مع توپون بھیجدین مقابل انکے خیمے کے توپین لگادین مولوی
احمد اللہ خان ساکن بنگالہ رفیق خاص کیا گولا اندازون کو سب طرحسے سمجھا کر ترغیب چلوانے
دی جب شاہزادے نے توپونکو دیکھا اپنے ساتھ کی توپ کو آگ دی مولوی صاحب اوسوقت بھاگ
گئے یہ کہتے ہوے کہ تمہارا بچنا مشکل ہے فوج آپہونچی تمسے بھی جہانتک بھاگا جائے چلے جاؤ گولہ
انداز مولوی صاحب کے اس افسردن سے بے سر ہوگئے توپون کو چھوڑکر بھاگ گئے رسالدار اور
پلٹن بھی اونکے ساتھ چلی گئی شاہزادے کے ہمراہیون نے جاکر تین ہاتھی ایک چاندی کے حوضے
۱۶ بیگین دو ہزار روپیہ نقد لے آئے اور باقی لشکر کا اسباب انکے ساتھیون نے لیا شہر مین
اپنی منادی کی اور نگاہداست فوج شروع کی قصاب جولاہے اسیطرح فرقہ خاص سے قریب
دو ہزار کے جمع ہوگئے۔ دو دن تک یہ حکومت ناپایدار رہی چوتھے دن ۷ ہزار فوج رامپور
کاظم علیخان بھائی نواب یوسف علیخان بہادر کے لیکر آئے کچھ لڑائی ہوئی فتحیاب ہوے پانچوین
دن کچھ فوج سنبھل سے ملازم رامپور آئی تھی مجاہدین کی فہمایش سے توپین چھوڑکر بھاگ گئی چھٹے
دن فوج انگریزی نجیب آباد و رامپور سے پہونچی تینون نے شہر کے کوٹھون پر چڑھکر ڈھیلے پتھر
مارنا شروع کیا تمام دن اسی حال مین گذرا شام کو قصاب جولاہے بھاگ گئے شاہزادہ
اوسی اپنی جمعیت قلیل سے بریلی آیا اوسوقت خان بہادر خان نے بڑا احترام کیا اور استقبال
کرکے آپ خواصی مین بیٹھے شہر مین لے آئے اس عرصے مین فوج انگریزی تین طرف سے پہونچی
خان موصوف نے تکلیف انتظام لڑائی کی دی شاہزادے نے قبول نکیا جب یہ خبر پہونچی کہ کل
معرکہ لڑائی درپیش ہوگا رانا راو پیشوا نواب تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد رات کو روانہ
خیرآباد متعلقہ نظامت اودھ ہوگئے خان بہادر خان کی مجموع فوج نامرائین دونون سردارون
کے ساتھ روانہ ہوئی اور راہ چوکی لی صبح کو شاہزادے کا مقابلہ فوج انگریزی سے ہوا کچھ
پل پر اسطرف سے کہتے ہین جب نوبت تلوار پہونچی طرفین سے بندوق بند ہوگئی جب تلوار
وسنگین چلنے لگی جب شام ہوگئی اور خبر پہونچی کہ خان بہادر خان مع اپنے عیال سیدھے

پہلی بھیت کو گئے پھر انکے قدم نہ ٹھہر سکے گھبرا کر شاہجہانپور آکر شریک ہو کر احمد اللہ شاہ کے ہو فوج
صاحبان عالیشان داخل شہر ہوئی قتل و غارت شروع ہوا رعایائے غریب سب طرف بھاگی جو جہاں
ملا مارا گیا حکیم محمد حسن خان اجل گرفتہ پوتے نواب محبت خان کے اس ہنگامہ میں مارے گئے انکا افسوس
سب کو ہوا جب شکست شاہجہانپور کی ہوئی شاہزادہ داخل محمدی ہوا یہاں شاہ صاحب
کی کم سپاہ نے مدعی سلطنت ہفت کشور ہو کر اپنا سکہ جاری کیا تھا سکہ

سکہ زد بر ہفت کشور خادم محراب شاہ		حامی دین محمد احمد اللہ بادشاہ

اور نشہ غرور نخوت جو دماغ میں سما گیا تھا شاہزادے سے بھی طالب بیعت و فرمانبرداری شل اوس
اور خاموش ہو گئے ہوا شاہزادہ انکی اس حرکت ناپسندیدہ سے خفا ہو کر سندیلے میں آیا تھانہ سرکاری
کو لوٹ کر اپنا تسلط کیا اور اکثر اضلاع تھانجات بانگرمئو صفی پور وغیرہ کو لوٹا غارت کیا برسات
بھر اسی دوا دوش میں گذرا جب سندیلے سے شکست کھائی خیرآباد آتے وہاں کے ناظم
کو مولوی محمد ناظم بسواڑی کو واسطے مدد راجہ گلاب سنگھ راجہ پروا بھیجا اور خود خان علیخان
ناظم کل خیرآباد کے پاس چلا گیا غرض اسیطرح ہر ضلع و مقام میں آگ لگاتے گذرے اور
فوج سرکار سے بھی مقابلہ کیا مگر کہیں پائے ثبات نہ رہا محمود آباد میں آیا وہاں رنگ فوج باغی کا
کا دیکھ کر متفکر ہوا سب افسروں کو جمع کیا کہا میں نے تن بمرگ دیا ہے جسے مرنا ہو میرا ساتھ دے ورنہ
اختیار رکھتا ہے چلا جائے کہتے ہیں کہ اوس دن شاہزادے پر فاقہ گذرا تھا آخرش سو سوار رجمنٹ ۱۲
مع لطیف خان رسالدار اور ڈاکو وزیر خان باقی سوار جنگی متفرق قریب ہزار آدمی کے توپ
جمع ہو کر روانہ باڑی ہوا باقی فوج ازراہ نامردی رفاقت خان علیخان میں رہ گئی۔

جرنل اسمعیل خان قاضی عنایت علیخان پرگنہ چند سوار باغی سے اطاعت سرکار دولتمدار
انگریزی اختیار کے اور بموجب اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ خاص حضور کمانڈر فوج ہوا اور لیکر پانے
امان کے اپنے اسلحہ حرب سپرد سرکار کر کے اپنے وطن چلے گئے۔

شاہزادہ باڑی سے سیدھا میدان ہو کر بسلامت کنارہ دریائے گنگ پہونچا اور فوج سرکار نے
بھی تعاقب نہ کیا ورنہ کیا عجب ہے گھاٹ تک پہونچنا مشکل پڑتا اتفاقاً کشتیاں غلہ کی فوج آبا
سے آکر گھاٹ پر تھیں انکا غلہ خالی کروا کے مع اپنے ہمراہی بلہور کے گھاٹ سے بسلامتی پار اتر گیا

ملاحون کو دو سو روپے انعام دیے پھر فوج مکن پور درگاہ مدار و حوالی آنا وا وغیرہ لوٹتی ہوئی قنیر پور کے گھاٹ دریاے جمن سے اوتر گیا راہ مین اکثر مقام پر لڑائی بھی ہوئی خوب بہادری سے لڑا اور بسلامت نکلا چلا گیا کبھی بہس تک حوالی جنگل جے پور بیکانیر یادامن کوہسار دکن مین سرگردان رہا وہان قوم بھیل بھی شریک ہوگئی آخرکار اٹک دریا اوتر کر کابل مین ہو کر داخل ملک ایران ہوا وہان کے رہبری پا کر داخل ملک روس ہوا کہتے ہین کہ وہان اپنی جماعت قلیل سے بخوبی بسر کرتے ہین وہان سلطنت سے بحیثیت ناسوری کچھ کفالت ہوتی تھی باقی اراد سے نواب خیال ہوگئی ہین انکی اولوالعزمی و شجاعت سرکار پر ثابت کیا عجب تھا اگر باشتی اونکے واسطے کچھ کفالت ہوجاتی رہتی جسطرح زمان سلف مین لارڈ ماڈ صاحب نے صاحبان اولی العزم کو کچھ کچھ حکومت بسر اوقات کیواسطے دیکر سرکار کو نیکنام کیا مثل نواب امیرخان ہولکر وغیرہ مگر یہ کہیے کہ وہ زمانہ اور تھا حکام کی نیت بخیر تھی اب اور صورت ہے۔ آئندہ دیکھا چاہیے۔

واللہ علی کل شیٔ قدیر

اجمالہ معترضہ ریاست و حکومت نواب برہان الملک مین جسقدر خزانے مین روپیہ جمع تھا وہ نادر شاہ کو دو کرور دیا گیا جس سے قیام و استقلال صوبہ داری ہوا۔

۲۔ زمان ابو منصور جنگ مین اگر نواب بیگم صاحبہ کچھ اعانت نہ کرتین صوبہ اودھ ہی کیونکر آتا تھا۔

۳۔ زمان نواب شجاع الدولہ محتاط رہتا اگر نواب بہو بیگم صاحبہ اعانت نہ کرتین چالیس لاکھ گورنمنٹ کو کہان سے دیے جاتے۔

۴۔ زمان نواب آصف الدولہ نائب علی سرکار رکھتا تھا مگر یہ نمک حلالی سرکار کو نہ بگاڑتا تھا۔

۵۔ زمان مستعار نواب وزیر علیخان کچھ گھر سے اودھا۔

۶۔ زمان نواب سعادت علیخان تا مدت مسند نشینی سے ۴ کرور اس نصف ملک کی تقسیم سے جمع ہوکے اگر دوسرا نصف بھی رہتا غالب کہ اس سے زیادہ جمع ہوتے سواسے محاصلات علاوہ سرکار کے۔

۷ — زمان حضرت خلد مکان مین وہی خزانہ صرف ہونے لگا مگر دس کرور باقی رہ گئے تھے
۸ — زمان حضرت خلد منزل مین صفائی خزانہ سابق و محاصل حال ملک بالکل ہوگئی نائبان وعملہ سرکار نے کھایا مگر بہت نمک حرامی سے گھر کو بگاڑا۔
۹ — مناجیان و ساعت نجومی بیٹھے۔
۱۰ — حضرت فردوس منزل نے ایک انتظام و ضبط سلطنت کیا مگر بحال خبر رسی۔
۱۱ — عہد حضرت جنت مکان مین وہی اندوختہ سلطنت تھا جو بہت خبر رسی سے صرف کیا گیا اور کچھ رہ گیا۔
۱۲ — حضرت سلطان عالم کی سلطنت مین بالکل صفائی بلکہ خزانہ خالی ہوگیا فقط

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ جلد دوم کتاب نادر العصر موسوم بہ سوانح سلاطین اودھ جسمین مسلسل حالات جزو کل حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ خلد آرامگاہ بادشاہ اودھ مع حالات غدر و دیگر سوانح زمانہ مسطور ہین اور ہر ایک امیر شاہی کی تصویر اسکے احوال کے ساتھ نصب ہے، ایسی نادر تاریخ آج تک نہین ہوئی جو سالہا سال کی مشقت مین مستجمع کمالات صوری و معنوی سید کمال الدین حیدر صاحب الحسنی الحسینی المشہدی طون طبسی المعروف بہ سید محمد میر زائر صاحب نے حسب ایمای صاحب والاشان ہنری الیٹ صاحب بہادر سکرٹری اعظم گورنر جنرل کشور ہند کے بڑی تحقیقات سے تالیف و تدوین فرمائی چنانچہ سابق ازین یہ کتاب موصوف بتصحیح حضرت مصنف حسب ارشاد فیض بنیاد گردون جناب جناب ہزاکسلنسی مہاراجہ وجے سنگھ صاحب بہادر کے سی ایس آئی والی ریاست بلرام پور وتلسی پور وغیرہ دوبار مطبع منشی نول کشور صاحب موسوم بہ اودھ اخبار واقع بلدہ لکھنؤ مین حلیہ طبع سے محلّےٰ ہوئی اور اب باصرار شائقین مطبع منشی نول کشور واقع کانپور بسرپرستی معلی القاب عالیجناب منشی پراگ نراین صاحب بہارگو مالک مطابع دام اقبالہ بار سوم کہ حقیقت مین بار اول ہی ماہ نومبر ۱۹۰۷ع بصد حسن خوبی زیور طبع سے آراستہ ہوئی

تاریخ طبع از مؤرخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل اسسٹنٹ مطبع ہذا

تاریخ سلاطین اودھ طبع چو گردید
در خواست خریداری او گشت ز ہر جا
عاقل بنوشتم پی سال مسیحی
تاریخ سلاطین اودھ ہست چه اولیٰ
۱۹۰۷ع

تاریخ طبع از ابو ناظم مولانا محمد حامد علی خان صاحب حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا

اودھ مین جو گذرے ہین نواب نامی
انھین سب کی کیفیت اس مین ہے لکھی
مؤلف نے تقسیم دو جلد مین کی
کہ اک دوسری جلد ہے ایک پہلی
چھپی بھی یہ اس مطبع نامور مین
ہر اقلیم مین دھوم ہے جسکی کیا ہی
ہوا طبع کے سال کا جب فرمان
دم فکر حامد بفضل الٰہی
لکھا ہرت نے یون مصرعہ سال ہجری
اودھ کی یہ تاریخ چھاپی ہے اچھی
۱۳۲۵ھ

اطلاع — اس کتاب کے دونوں جلدوں [illegible]